کتاب لاجواب

دُرَرُ بیضاء فی اِثباتِ
حقِّ الزَّھراء عَلَیہَا السَّلام

المعروف

جاگیرِ فدک

از قلم حقیقت رقم:

خادم مذہب حقّہ وکیل آل محمد علامہ غلام حسین نجفی

(فاضل عراق)

بسم الله الرحمن الرحيم

جامع المنتظر کے شعبہ تبلیغ کی تیسری پیشکش

الفاطمۃ بضعۃ منی من اغضبہا فقد اغضبنی (حدیث رسول)

صُبَّت علیّ مصائبٌ لو انّہا
صُبَّت علی الایام صِرنَ لیالیا (کلام زہراؑ)

دُرّ بیضا فی اثبات حق الزہرا علیہا السلام

جاگیر فدک

جس میں مسئلہ فدک و میراث رسول اللہؐ پر تفصیلی بحث اور دونوں مسلکوں میں سیدہ زہراؑ کے دعوے کو قرآن و سنت اور عقل کی روشنی میں سچا ثابت کیا گیا ہے اور جناب ابوبکرؓ عمر و عثمانؓ، ابن تیمیہ، ابن کثیر، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، رشید احمد گنگوہی، قطب شاہ، احمد شاہ، محمد قاسم، کرم دین، دوست محمد، محمود احمد رضوی اور چار یاری مذہب کے دیگر بلا اجرت وکلا کے تمام عذرات اور بہانوں کو ادلہ اربعہ کی روشنی میں غلط ثابت کیا گیا ہے

از قلم حقیقت رقم

حجۃ الاسلام مولانا غلام حسین صاحب نجفی (فاضل عراق)

سرپرست شعبہ تبلیغ و مدرس جامع المنتظر ماڈل ٹاؤن ایچ بلاک لاہور

گزارش احوال واقعی

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ لاھلھا

خداوند متعال کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ خاتون جنت فاطمۃ الزہراؑ صلوٰۃ اللہ علیہا بنت نبی بضعۃ الرسول کے دعوئ فدک اور میراث رسول اللہ کی صداقت کے دلائل و حوالہ جات پر مبنی کتاب قوم کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب حجۃ الاسلام جناب مولانا غلام حسینؒ صاحب نجفی قبلہ سرپرست شعبہ تبلیغ و مدرس مدرسہ جامعۃ المنتظر کی دوسری قابل ستائش کوشش ہے۔ اس سے پہلے عزاداری کے موضوع پر کتاب بنام "ماتم اور صحابہ" لکھ کر مذہب و ملت کی خدمت کر چکے ہیں جس کا پہلا ایڈیشن چند ہی دنوں میں ختم ہو گیا۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کا وعدہ ہم نے ماتم اور صحابہ میں کیا تھا۔ اگر اللہ تبارک و تعالےٰ نے توفیق دی تو عنقریب من گھڑت افسانہ عقد ام کلثوم کے ابطال پر مولانا کا تحقیقی رسالہ شائع کیا جائے گا۔

یہ مولانا موصوف کا ہی کام ہے کہ کتب فن کی درس و تدریس کے فرائض کے علاوہ طلبا کو فضائل آئمہ علیہم السلام پر مشتمل احادیث کی کتب مخالف سے نشاندہی کراتے ہیں۔ مذہب محمد و آل محمد کے دفاع کی ٹریننگ دیتے ہیں اور مناظرانہ طریقے پر مختلف مقامات پر مجالس میں تبلیغ مذہب حقہ کے فریضہ کو انجام دیتے رہتے ہیں باہر سے آئے ہوئے وہ سوالات کہ جن میں مذہب حقہ پر اعتراض کئے جاتے ہیں کا بذریعہ خطوط جواب دیتے ہیں۔

یہ کتاب مخصوص عقائد مذہب شیعہ کی رو سے لکھی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑ کا دعوئ میراث رسول اللہ اور دعوئ ہبہ فدک درست تھا اور خاتون جنت فدک کی مالک اور پیغمبر کی وارث تھیں۔ اور وہ جمیع مسلمانوں کا مال نہ تھا۔ لہذا عام اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ فرق اسلام جو فدک کو مال المسلمین سمجھتے ہیں اور خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہراؑ کے دعویٰ کو درست نہیں سمجھتے وہ مندرجہ ذیل نوٹس کو غور سے پڑھیں۔

نوٹس۔ یہ کتاب محض شیعہ حضرات کے لئے شیعہ عقائد کے بموجب لکھی گئی ہے۔ دیگر فرق اسلامیہ اگر اس کتاب کا پڑھنا باعث دل آزاری سمجھیں تو وہ اسکے خریدنے اور پڑھنے سے گریز کریں

ناشرین {
(۱) مولانا سید کلب عباس کاظمی
مولانا سید اسد رضا نقوی مالک
مولانا اظہر حسن خان صاحب

مندرجات

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	غرض تالیف	۴ تا ۸
۲	فدک کیا چیز ہے۔	۹
۳	قریہ اور مصر کے معنی کیا ہیں	۱۱
۴	فدک کی وجہ تسمیہ اور فدک کی مالیت کتنی تھی	۱۳
۵	(غلہ فدک کی قیمت) فدک کی زمین اور کھجوروں کی قیمت (فدک کے بابرکت کھجور)	۱۳ تا ۱۴
۶	فدک کی آمدنی کا خرچ اور رفاہ پر خرچ۔	۱۵
۷	فدک کی شرعی حیثیت۔ غنیمت اور فئی میں کیا فرق ہے۔	۱۶
۸	قرآنی فیصلہ۔ فدک مال فئی تھا۔ اور فدک کا مال فئی ہونا تفسیر کی روشنی میں	۱۷
۹	فدک نبی کے دست تصرف میں کیسے آیا	۱۸ تا ۲۰
۱۰	فدک خالصۃً رسول اللہ کی ملکیت تھا	۲۰ تا ۲۱
۱۱	فدک زہراؑ کی ملکیت میں کیسے آیا	۲۲
۱۲	نبی کریم کا اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو بحکم خدا جاگیر فدک عطا کرنا	۲۳
۱۳	اعتراض۔ سورہ اسرا مکی ہے اور آیت ذی القربیٰ اسی سورۃ میں ہے اور فدک مدینے میں ملا۔ اور مذکورہ اعتراض کے چار عدد جواب	۲۴ تا ۲۶
۱۴	نبی کریم نے سیدہ زہراؑ کو تحریر بھی لکھ دی تھی۔ دس عدد ثبوت اور اس تحریر کا مضمون۔	۲۶
۱۵	ابوبکر کا فدک کی زمین غصب کرنا اور انیس عدد ثبوت	۲۹ تا ۳۱
۱۶	بخاری شریف کا دھماکہ	۳۲
۱۷	غصب زمین کی سزا۔ مسلم شریف سے ثبوت	۳۵
۱۸	خلیفہ جی کی صفائی کی خاطر ان کے وکلاء کے دس عذر لنگ	
۱۹	عذر ۱ مولوی احمد شاہ چوکیروی کا سفید جھوٹ اور اس کے پانچ جواب	۳۶ تا ۳۷
۲۰	عذر ۲ مولوی کرم دین کی مکاری اور اس کا ٹھوس جواب	۳۷
۲۱	عذر ۳ ابن کثیر دمشقی کی گستاخی اور اس کا ٹھوس جواب	۳۸
۲۲	عذر ۴ علامہ سید محمود احمد رضوی کی بوگس تاویل اور اسکا ٹھوس جواب	۳۹
۲۳	عذر ۵ صاحب رسالہ باغ فدک کا غلط عذر اور اس کا ٹھوس جواب	۴۰
۲۴	عذر ۶ محمود احمد رضوی کا غلط عذر اور اس کا ٹھوس جواب	۴۱
۲۵	عذر ۷ سید نور الدین سمہودی کی غلط تاویل اور اس کا ٹھوس جواب	۴۲
۲۶	عذر ۸ سیدہ فاطمہؑ محض بشریت کی وجہ سے ناراض ہوئی تھیں	۴۳
۲۷	عذر ۹۔ نور الدین سمہودی کی ایک اور غلط تاویل اور اس کا ٹھوس جواب	۴۳
۲۸	عذر ۱۰ شاہ چوکیروی کا سفید جھوٹ کہ بی بی راضی ہو گئی تھی اور اس کا ٹھوس جواب	۴۴
۲۹	خطبہ لمہ کے چند اقتباسات اور خطبہ کی توثیق	۴۴ تا ۴۷
۳۰	خلیفہ کے بلا اجرت وکیل کا ایک عذر کہ زاہدہ بی بی مال دنیا کے لئے دربار میں کیسے گئی۔ اور اس کے پانچ عدد جوابات	۴۷ تا ۴۹
۳۱	سیدہ نے فدک کے بارے دعویٰ ملکیت فرمایا تھا۔ کتاب اہلسنت سے ثبوت	۴۹ تا ۵۰
۳۲	شاہ عبدالعزیز کا لنگڑا عذر کہ بی بی کا جاگیر فدک پر قبضہ نہیں تھا اور	

شمار نمبر	عنوان	نمبر صفحہ
	اس کے سات عدد جواب	
۳۳	ابوبکر کا فدک کے بارے تحریر لکھ دینا اور عمر کا اس سند کو چاک کرنا	
۳۴	ابوبکر کی تحریروں پر تھوکنا اور مٹانا اور ان کو پھاڑنا عمر کی عادت تھی	۵۱ تا ۵۲
۳۵	جناب ابوبکر کی اپنی بیٹی اسماء کے شوہر زبیر پر نوازش اور وہ بھی جناب عمر سے چوری چوری	۵۳
۳۶	فدک پر اہلبیتؑ کے قبضے کا زبردست ثبوت۔ جناب امیرؑ کا خطبہ بلیٰ کانت فی ایدینا فدک	۵۶
۳۷	اگر زہراؑ کا فدک پر قبضہ نہ تھا تو ابوبکر کی مخالفت کرتے ہوئے عمر بن عبدالعزیز نے فدک اولاد زہراؑ کو واپس کیوں دیا ؟	۵۷
۳۸	اگر سیدہ زہراؑ کا فدک پر قبضہ نہ تھا تو اہلسنت کے حافظ قرآن خلیفہ مامون نے فدک اولاد زہراؑ کو واپس کیوں دیا	۵۹
۳۹	آیت "ات ذی القربیٰ" فدک پر سیدہ زہراؑ کے قبضے کا زبردست ثبوت ہے	۶۰ تا ۶۱
۴۰	شاہ عبدالعزیز کا لنگڑا عذر کہ اجماع ہے کہ ہبہ بغیر قبضہ کے نامکمل ہے اور اہلسنت کی معتبر کتاب ہدایہ سے اس کا ٹھوس جواب	۶۲ تا ۶۳
۴۱	بی بی کے دعوئے فدک کے بعد ابوبکر کا نامکمل عذر کہ آپ گواہ پیش کریں اور آٹھ کتب معتبرہ اہلسنت سے ثبوت	۶۹
۴۲	معصومہ بی بی سے ابوبکر نے گواہ مانگنے میں چند جہت سے خطا کی ہے۔ ابوبکر کا فرض تھا کہ سیدہ صدیقہؑ کا دعوئے بغیر گواہ کے مان لیتا	۷۰
۴۳	صداقت زہراؑ حدیث کی روشنی میں۔ کتاب اہلسنت سے ثبوت فاطمۃ الزہراؑ مثل مریم ہے	۷۱ ۷۲

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۴۵	زہراؑ اور مریمؑ کی صداقت قرآن کی روشنی میں اور عائشہ کی گواہی کہ سیدہ زہرا صدیقہ ہے۔ چار عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۷۳ تا ۷۴
۴۶	سیدہ زہراؑ معصومہ ہیں کتب اہلسنت سے سات عدد ثبوت	۷۶
۴۷	بضعۃ منی کی تشریح۔ نسیم الریاض کتاب اہلسنت سے	۷۷
۴۸	یوذینی ما اذاہا کی تشریح اہلسنت کی کتاب نسیم الریاض سے	۷۸
۴۹	بحکم آیت تطہیر فاطمہ زہراؑ معصومہ اور مطہرہ ہے	۷۹
۵۰	سیدہ زہراؑ مصداق آیت تطہیر ہے۔ کتب اہلسنت سے ۱۶ عدد ثبوت	۸۱ تا ۸۲
۵۱	آیت تطہیر کا شان نزول اور جن کی شان میں آئی انکے ناموں کا ثبوت	۸۴ تا ۸۵
۵۲	درِ زہراؑ پر نبی کریم کا چھ ماہ تک آیت تطہیر تلاوت فرمانا کتب اہلسنت سے پانچ عدد ثبوت	۸۵
۵۳	نبی کریم کا دروازہ علیؑ پہ نو ماہ تک آیت تطہیر کو پڑھنا کتاب اہلسنت سے ثبوت	۸۶
۵۴	جناب ابوبکر اہلبیت میں داخل نہیں ہیں۔ پانچ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۸۸
۵۵	نبیؐ کی بیویاں بھی اہل تطہیر میں داخل نہیں ہیں ر پانچ عدد ثبوت کتب اہلسنت سے	۹۰
۵۶	نبیؐ نے اپنی بیوی کو اٹھا کر اہل تطہیر سے الگ کردیا	۹۱
۵۷	شرف ازواج کی خاطر اہلسنت کا آخری دھاکہ اور اس کا ٹھوس جواب	۹۲
۵۸	خونی رشتے کی وجہ سے بیوی اہلبیت قرابت میں داخل ہوسکتی ہے مگر اہلبیت تطہیر میں نہیں	۹۴
۵۹	صحابہ کو آیت تطہیر میں داخل کرنے کی آخری ناکام کوشش	۹۵
۶۰	اصحاب وضو غسل اور تیمم کرنے سے اہلبیت تطہیر میں شامل نہیں ہوسکتے۔	۹۶
۶۱	چار یاری مذہب کا عذر لنگ کہ زمانہ نبیؐ میں اگر معصومؑ کا دعوئے بغیر گواہ	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	کے قبول ہوا ہے تو ثابت کرو (چار عدد کتب اہلسنت سے اس کا ٹھوس جواب۔	۹۸ تا ۹۹
۶۲	عقل کی روشنی میں بغیر گواہ کے معصوم کے دعویٰ کو قبول کرنے کا ٹھوس ثبوت	۱۰۰
۶۳	جناب ابوبکر جب موڈ میں ہوتے تھے تو دعویٰ بغیر گواہ کے اور وہ بھی غیر معصوم کا قبول کر لیتے تھے (چھ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت)	۱۰۱ تا ۱۰۳
۶۴	اہلسنت کے نزدیک صحابی کا دعوےٰ بغیر گواہ کے بھی قبول ہے (اہلسنت کی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری سے ثبوت)	۱۰۴
۶۵	چار یاری مذہب کا عذر کہ ابوبکر نے صحابی کا دعوےٰ کس وجہ سے قبول کیا اور عذر مذکور پر جرح	۱۰۵ تا ۱۰۶
۶۶	نبی کریم اور حضرت علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہے (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۱۰۷
۶۷	چار یاری مذہب کا عقیدہ کہ عادل گواہ اگر ایک بھی ہو تو کافی ہے	۱۰۸ تا ۱۱۰
۶۸	جناب ابوبکر، عمر اور عثمان ایک گواہ اور قسم سے بھی فیصلہ کرتے تھے	۱۱۱
۶۹	نبیؐ کریم بھی ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ کرتے تھے	۱۱۱ تا ۱۱۲
۷۰	چار یاری مذہب کا عذر لنگ کہ مقدمہ فدک میں گواہ پورے نہ تھے (کتب اہلسنت سے اس کا ٹھوس جواب)	۱۱۲ تا ۱۱۳
	<u>آیئے مقدمہ فدک میں قرآن پر فیصلہ کریں</u>	
۷۱	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں آیت قرآن "کونوا مع الصادقین" کی مخالفت کی ہے۔	۱۱۴ تا ۱۱۶
۷۲	جناب ابوبکر نے قضیۂ فدک میں آیت قرآن "واعتصموا بحبل اللہ" کی مخالفت کی ہے	۱۱۶ تا ۱۱۸

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۷۳	جناب ابوبکر نے مسئلہ فدک میں آیت قرآن "فاسئلوا اہل الذکر" کی مخالفت کی ہے۔	۱۱۸ تا ۱۱۹
۷۴	جناب ابوبکر نے مسئلہ فدک میں آیت قرآن "ویتلوہ شاہد منہ" کی مخالفت کی ہے	۱۲۰
۷۵	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں آیت قرآن "من عندہ علم الکتاب" کی مخالفت کی ہے	۱۲۲
۷۶	جناب ابوبکر نے قضیۂ فدک میں آیت قرآن "حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین" کی مخالفت کی ہے	۱۲۵
۷۷	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں آیت قرآن "واجعلی لسان صدق" کی مخالفت کی ہے	۱۲۶
۷۸	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں آیت قرآن آیۂ تطہیر کی مخالفت کی ہے	۱۲۸
۷۹	جناب ابوبکر کی خاطر ان کے بلا اجرت وکیل کا ایک عذر ناتمام کہ مقدمہ فدک میں گواہوں کا نصاب پورا نہ تھا اور اس کا ٹھوس جواب کہ گواہوں کے مسئلہ میں بھی جناب ابوبکر نے قرآن کی مخالفت کی ہے۔	۱۳۰
۸۰	<u>آیئے مسئلہ فدک میں حدیث رسولؐ پر فیصلہ کریں</u>	
۸۱	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حدیث ثقلین کی مخالفت کی ہے	۱۳۲
۸۲	حدیث ثقلین کے اثبات میں سترہ عدد حوالہ جات کتب اہل سنت سے	۱۳۳
۸۳	توثیق حدیث ثقلین	۱۳۴
۸۴	حدیث ثقلین کے معنی کی تشریح	۱۳۵

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۸۵	ایک عذر لنگ کہ ثقلین سے مراد قرآن اور حدیث ہے۔ اور کتب اہل سنت سے اس کا ٹھوس جواب کہ قرآن و علیؑ اور اولاد علیؑ ثقلین ہیں	۱۳۶ تا ۱۳۸
۸۶	ثقلین سے مراد قرآن اور نسل رسولؐ ہے اور صواعق محرقہ کی عبارت	۱۳۹
۸۷	جناب ابوبکر کی گواہی کہ علیؑ عترت رسولؐ ہیں	۱۴۰
۸۸	اہلسنت کے امام شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ کہ قرآن اور اہلبیت کا مخالف دین سے خارج ہے	۱۴۱ تا ۱۴۳
۸۹	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حدیث سفینہ کی مخالفت کی ہے	
۹۰	حدیث سفینہ کا اثبات اور دس عدد کتب اہلسنت سے حوالہ جات	۱۴۳
۹۱	توثیق حدیث سفینہ اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت	۱۴۴
۹۲	حدیث سفینہ کے معنی کی تشریح اور صواعق محرقہ کی عبارت	۱۴۵
۹۳	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حدیث علی مع الحق کی مخالفت کی ہے	
۹۴	اثبات حدیث علی مع الحق اور دس عدد حوالہ جات کتب اہل سنت سے	۱۴۶ تا ۱۴۷
۹۵	توثیق حدیث علی مع الحق اہلسنت کے امام شاہ عبدالعزیز کی زبانی	۱۴۷ تا ۱۴۸
۹۶	جناب امیرؑ کی پیروی کرنے والا ہدایت اور حق پر ہے۔ اہلسنت کے امام فخرالدین رازی کی گواہی	۱۴۸
۹۷	باپ اور بیٹی دونوں نے حدیث علی مع الحق کی مخالفت کی ہے	۱۴۸ تا ۱۴۹
۹۸	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حدیث علی مع القرآن کی مخالفت کی ہے	
۹۹	حدیث علی مع القرآن کا اثبات اور آٹھ عدد ثبوت کتب اہل سنت سے	۱۴۹ تا ۱۵۰
۱۰۰	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حدیث انا صدیق الاکبر کی مخالفت کی ہے	
۱۰۱	حدیث مذکور کا پانچ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت اور سنن ابن ماجہ کی عبارت	۱۵۱ تا ۱۵۲

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۰۲	جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا کی مخالفت کی ہے	
۱۰۳	حدیث مذکور کا چوبیس عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۵۲ تا ۱۵۴
۱۰۴	توثیق حدیث انا مدینۃ العلم اور کنز العمال کی عبارت	۱۵۴ تا ۱۵۵
۱۰۵	جناب ابوبکر کے بلا اجرت وکلاء کے چار عدد عذر لنگ	۱۵۵
۱۰۶	عذر ۱ اس حدیث کی سند معتبر نہیں اور اس کا ٹھوس جواب۔ اہلسنت کی کتاب تطہیر الجنان سے	۱۵۶
۱۰۷	عذر ۲ علی باب من ابوابہا۔ کہ دروازے علم کے اور بھی ہیں اور علیؑ بھی ان میں سے ایک دروازہ ہے	۱۵۶
۱۰۸	عذر مذکور کے چار عدد ٹھوس جواب کہ جو کچھ مسئلہ اپنی بیٹی سے پوچھے وہ شہر علم کا دروازہ نہیں ہو سکتا	۱۵۶ تا ۱۵۸
۱۰۹	عذر ۳ و علی بابہا کہ بلند ہے اس کا در۔ عذر مذکور کا ٹھوس جواب کہ لفظ علیؑ حدیث مذکور میں علم ہے صفت مشبہ نہیں	۱۵۹
۱۱۰	عذر ۴ علیؑ در ہے۔ ابوبکر بنیاد ہے۔ عمر دیوار ہے۔ عثمان چھت ہے اور عذر مذکور کا ٹھوس جواب۔	۱۶۰
۱۱۱	حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابہا کی مؤید دوسری حدیثیں بھی ہیں مثلاً حدیث علیؑ باب علمی اور حدیث من اراد .. ان ینظر الی آدم فی علمہ	۱۶۲ تا ۱۶۴
۱۱۲	اسلام میں اولیاء اللہ کے بچپن کی عظمت قرآن پاک کی روشنی میں	
۱۱۳	جناب یحییٰ کو بچپن میں نبوت ملی اور جناب عیسےٰ کو جھولے میں نبوت ملی	۱۶۵
۱۱۴	خدا نے بچپن میں حسنینؑ کو نیکی کو گواہ رسالت بنایا تھا	۱۶۶
۱۱۵	حضرت علیؑ کی کعبہ میں ولادت۔ کتب اہلسنت سے ثبوت۔	۱۶۶ تا ۱۶۷

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۱۶	جناب علیؑ نے بچپن میں زبانِ رسول چوسی اور آنجناب کے بچپن کی نماز	۱۶۹
۱۱۷	نبی کریم کا حضرت علی سے بچپن میں خلافت کا وعدہ	
۱۱۸	مولا علیؑ کی قرآن دانی۔ ایک رکاب سے دوسری رکاب تک پہنچنے میں قرآن ختم۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۷۰
۱۱۹	جناب عمر فاروق کی قرآن دانی - بارہ سال میں سورہ بقر کو سیکھا اہلسنت کے امام جلال الدین سیوطی کی گواہی	۱۷۰ تا ۱۷۱
۱۲۰	امام حسنؑ کا بچپن اور دوش نبیؐ پر سواری کرنا	۱۷۱
۱۲۱	امام حسینؑ کا بچپن۔ نبیؐ کے حالت سجدہ میں پشت نبیؐ پر سواری کرنا۔ اہلسنت کے امام نسائی کی گواہی۔ نبی کریم اپنے بچے حسین کا اونٹ بنے (حضرت عمر کی گواہی)	۱۷۲
۱۲۲	امام جعفر صادق کا بچپن میں رانہائے قدرت بتانا۔ اہلسنت کے امام محی الدین عربی کی گواہی	۱۷۳
۱۲۳	اہلسنت کے امام ابو حنیفہ کا اہل تشیع کے امام حضرت جعفر صادق کی خدمت کرنے پر فخر کرنا اور لولا السنتان لہلک النعمان کا نعرہ لگانا	۱۷۳
۱۲۴	اہلسنت کے امام اعظم کی گواہی امام موسیٰ کاظم کے بچپن کی عظمت پر۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	
۱۲۵	امام محمد تقیؑ کا بچپن میں غیب کی خبر دینا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت ملاں جامی اور ابن حجر مکی کی گواہی	۱۷۴
۱۲۶	امام حسن عسکریؑ کا بچپن میں بہلول کو نصیحت کرنا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۷۵
۱۲۷	امام مہدی کا شکم مادر میں قرآن کی تلاوت کرنا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت ملاں جامی کی شواہد النبوۃ کی عبارت	۱۷۵ تا ۱۷۶

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۲۸	مقدمہ فدک میں جناب ابو بکر کا حسنینؑ کریمین کی گواہی قبول نہ کرنا ان کے بچپن کی وجہ سے - یہ آل نبیؐ پر ظلم ہے	۱۷۷ تا ۱۷۸
۱۲۹	بچہ اگر سمجھدار ہو تو اسلام میں اس کی عظمت	
۱۳۰	ابو بکر کا ایک سمجھدار بچہ جس نے ابا سے کھری بات کہی۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۷۸
۱۳۱	جناب ابو بکر کا ایک سمجھدار نواسہ جو تین برس کی عمر میں جنگ خندق کے واقعات کا راوی ہے	۱۷۹
۱۳۲	اہلسنت کا عقیدہ - راوی اگر تین برس کی عمر میں روایت کرے تو یہ اس کی فضیلت ہے	۱۸۰
۱۳۳	جناب ابو بکر کی سمجھدار بیٹی جو کسنی میں معراج روحانی کی روایت بیان کرتی ہے	۱۸۰
۱۳۴	سادات کی نانی کمسنی میں ہجرت کی کہانی سناتی ہے	۱۸۱
۱۳۵	اہل سنت کے عقیدہ میں تین سال کا بچہ ولی بن کر ماں کا نکاح کر کے دے سکتا ہے۔	۱۸۲
۱۳۶	جناب ابو بکر کے بلا اجرت وکلاء کا خلیفہ کی صفائی کے لئے ایک ناتمام عذر - کہ مقدمہ فدک میں گواہ پورے نہ تھے اور اس کا ٹھوس جواب	۱۸۳ تا ۱۸۴
۱۳۷	عترت رسول عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں	۱۸۴
۱۳۸	ابو بکر کی صفائی کی خاطر ایک ناتمام عذر کہ انہوں نے عترت رسول کی مخالفت نہیں کی تھی بلکہ مسئلہ بتایا تھا اور اس کا ٹھوس جواب کہ نبیؐ نے عترت کو تعلیم دینے سے منع کیا ہے۔	۱۸۷ تا ۱۸۸

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۳۹	جناب ابوبکر کی صفائی کی خاطر ناتمام عذر کہ حسنینؑ سیدہؑ کے بیٹے تھے اور ماں کے حق میں بیٹوں کی گواہی کیسے تسلیم ہو۔ اور اس کا ٹھوس جواب کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۸۸
۱۴۰	جناب ابوبکر کی صفائی کی خاطر ان کے وکلاء کا ایک اور عذر کہ حضرت علیؑ سیدہ کے شوہر تھے۔ شوہر کی گواہی بیوی کے حق میں کیسے قبول ہو اور اس کا جواب اہلسنت کے امام شافعی کے نزدیک شوہر کی گواہی قبول ہے۔	۱۹۰
۱۴۱	مقدمہ فدک میں ام ایمن نے بھی گواہی دی تھی۔ فدک نہ دینے کے بعد ابوبکر کے بارے مولا علی کا عقیدہ۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۹۱ تا ۱۹۲
۱۴۲	مقدمہ فدک میں خلیفہ کی صفائی کی خاطر دکلائے حکومت کے چھ عدد عذر لنگ۔	
۱۴۳	عذر ۱ فروع کافی میں ہے کہ ظالم کے پاس فیصلہ نہ لے جاؤ اور اس کے پانچ عدد ٹھوس جواب	۱۹۳ تا ۱۹۴
۱۴۴	عذر ۲ جناب ابوبکر مال فدک سے بی بیؑ کی ضروریات پوری کرتا تھا اور اس کا ٹھوس جواب	۱۹۴
۱۴۵	عذر ۳ فدک غصب کرنے کے بعد اصحاب نے ابوبکر پر تنقید کیوں نہیں کی۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۱۹۵
۱۴۶	عذر ۴ غصب فدک کے بعد جناب ابوبکر نے سیدہ کے سامنے اپنا مال پیش کیا اور کہا جتنا چاہئے لو۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۱۹۵
۱۴۷	عذر ۵ غصب فدک کے بعد اصحاب نے ابوبکر کو خلافت سے الگ	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	کیوں نہ کیا اور اس کا ٹھوس جواب	۱۹۶
۱۴۸	عذر ۶ ابن تیمیہ کہتا ہے کہ نبی کریم نے بی بیؑ کو ایک خادم دینے سے انکار کیا تھا اور اس کا جواب	۱۹۷
۱۴۹	جناب ابوبکر کی صفائی کی خاطر چار یاری مذہب کا آخری بہانہ کہ سیدہ زہراؑ تارک الدنیا اور زاہدہ تھیں مالِ دنیا کی خاطر غضب ناک کیوں ہوئیں؟ اور شاہ ولی اللہ اہل سنت کے امام کی زبانی اس کا ٹھوس جواب۔	۱۹۸
۱۵۰	بی بی عائشہ بھی زاہدہ تھی جب وظیفہ بند ہوا تو مال دنیا کی خاطر غضب ناک ہو کر خلیفہ عثمان کو کیوں ذبح کروا دیا؟ کتب اہلسنت سے ثبوت	۱۹۹ تا ۲۰۰
۱۵۱	چار یاری مذہب کے عقیدہ میں ابوبکر بھی زاہد تھا۔ خلیفہ نے مال دنیا آلِ نبیؐ سے غصب کیوں کیا؟ کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۰۱
۱۵۲	سلیمان نبی بھی زاہد تھا۔ خدا سے دنیا کی بادشاہی کیوں مانگی	۲۰۲
۱۵۳	یوسف نبی بھی زاہد تھا کافر بادشاہ سے وزارت مال کیوں طلب کی؟	۲۰۲
۱۵۴	ہمارا نبیؐ بھی زاہد تھا ان کے لئے مال غنیمت میں حصہ کیوں رکھا گیا	۲۰۳
۱۵۵	مقدمہ فدک میں ابوبکر کی صفائی کے لئے اور نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی حق تلفی کی خاطر چار یاری مذہب کی توپ کا آخری گولا۔ اعتراض غصب کرنا بھی ظلم ہے۔ غصب کو باقی رکھنا بھی ظلم ہے۔ لہذا جناب امیر نے اپنی بادشاہی کے زمانے میں جاگیر فدک کو واپس کیوں نہیں لیا	
۱۵۶	جناب امیر کے فدک واپس نہ لینے کے تیرہ عدد جواب	۲۰۴
	جواب ۱ جناب امیر کی زبانی روضہ کافی سے	۲۰۴ تا ۲۰۵

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۵۷	جواب ۱ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری و صحیح مسلم سے نبی کریم نے کعبہ کیوں درست نہ کروایا	۲۰۵ تا ۲۰۶
۱۵۸	جواب ۳ اہلسنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے کہ جب کسی قوم کے فتنہ اور شر کا ڈر ہو تو کچھ مقدار امر بالمعروف چھوڑا جا سکتا ہے۔	۲۰۷
۱۵۹	جواب ۴ اہلسنت کی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری سے کہ رعیت جس بات سے مانوس ہو اسے تبدیل نہ کیا جائے	۲۰۸
۱۶۰	جواب ۵ نووی شرح مسلم سے کہ جب مصلحت اور مفسدہ میں تصادم ہو جائے تو جس طرف اہمیت زیادہ ہوگی اس کی رعایت کی جائے گی۔	۲۰۹
۱۶۱	جواب ۶ نووی شرح مسلم سے کہ حاکم کو وہ بات یا کام نہیں کرنا چاہیئے جس سے رعایا کے دینی یا دنیاوی نقصان کا خوف ہو	۲۱۰
۱۶۲	جواب ۷ نووی شرح مسلم سے کہ رعایا خواہ جیسی بھی ہو حاکم کے لئے ان کی دلجوئی ضروری ہے۔	
۱۶۳	حضرت علیؑ کی بادشاہی کے وقت زمین فدک پر مروان کا قبضہ تھا (پانچ عدد ثبوت کتب اہلسنت سے)	۲۱۳
۱۶۴	اعتراض ۔ مولا علی شیر خدا تھے۔ فاتح خیبر و خندق تھے۔ جاگیر فدک کی خاطر تلوار کیوں نہ اٹھائی	۲۱۴
۱۶۵	جواب ۸ نبی کریم حضرت زینب کی خاطر جو مکہ میں قید رہی تلوار کیوں نہ اٹھائی ۔ اور کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۱۴ تا ۲۱۶
۱۶۶	جواب ۹ اہلسنت کی کتاب الاستیعاب سے ۔ جناب امیرؑ کی زبانی	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	کہ اگر کفر کے لوٹنے کا ڈر نہ ہوتا تو ہم بہت سی تبدیلیاں کرتے	۲۱۷
۱۶۷	جواب ۱۰ اہلسنت کی کتاب لغات الحدیث سے ۔ جناب امیرؑ کی زبانی کہ اگر پیغمبر کا ایک عہد نہ ہوتا تو میں اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دیتا	۲۱۹
۱۶۸	جواب ۱۱ ۔ صحیح بخاری سے الزامی جواب ۔ عمر فاروق نے آیت رجم کو قرآن میں کیوں نہیں داخل کیا۔	۲۲۰
۱۶۹	جواب ۱۲ صحیح بخاری سے ۔ پیغمبر نے اُمت کے فتنہ کے خوف سے ایک گستاخ منافق کو قتل نہیں فرمایا تھا	۲۲۱
۱۷۰	اعتراض ۔ اہل تشیع ہر بات میں مصلحت کا رٹا لگاتے ہیں	۲۲۲
۱۷۱	جواب ۱۳ بدو سردار کی مجبوبہ رسول اللہ کی بی بی عائشہ کی شان میں گستاخی اور کسی مصلحت کے تحت نبی پاک کا صبر ۔ کتاب اہلسنت سے ثبوت	۲۲۳ تا ۲۲۴
	مسئلہ میراث النبیؐ	۲۲۴، ۲۲۶
۱۷۲	اسلام میں بیٹی کی وراثت کا حکم قرآن کی روشنی میں اور چار عدد آیات آیت ۱ وللنساء نصیب آیت ۲ یوصیکم اللہ فی اولادکم آیت ۳ ولکل جعلنا موالی آیت ۴ واولوا الارحام	۲۲۶، ۲۳۰
۱۷۳	دختر رسول کو باپ کی وراثت سے محروم رکھنا عدل خداوندی کے خلاف ہے اور یہ دور جاہلیت کی بدرسم ہے۔	۲۳۰ تا ۲۳۱
۱۷۴	وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کا اعتراض کہ یوصیکم میں خطاب امت کو ہے اور اس کا مفصل جواب	۲۳۱ تا ۲۳۲
۱۷۵	شاہ عبد العزیز کا لوگس عذر کہ حکم آیت یوصیکم جس طرح قاتل اور کفار اولاد کو شامل نہیں اسی طرح اولاد نبیؐ کو شامل نہیں (اور اس کا مکمل جواب)	۲۳۲ تا ۲۳۴

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۷۶	جناب ابوبکر کی صفائی کے لئے وکلاء حکومت کا ناتمام عذر کہ صرف انبیاءؑ کی اولاد انکی وارث نہیں ہے۔ اور اس کا مفصل جواب	۲۲۴ تا ۲۲۵
۱۷۷	انبیاء کی اولاد ان کی وارث ہوئی ہے مثلاً سلیمان نبیؑ جناب داوٗد کا وارث ہوا ہے اور آیت وورث سلیمان	۲۲۵ تا ۲۲۶
۱۷۸	ابن تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز کا ناتمام عذر کہ سلیمان علم اور خلافت کا وارث ہوا ہے۔ اور اس کا مکمل جواب	۲۲۶ تا ۲۲۷
۱۷۹	سلیمان نبیؑ مالِ دنیا کے وارث ہوئے ہیں (تیرہ عدد ثبوت کتب اہلسنت سے)	۲۲۸
۱۸۰	شاہ عبدالعزیز کا عقیدہ کہ جناب داوٗد کے انیس پسر تھے اور اس کا جواب کہ مذکورہ عقیدہ قول یہود ہے۔	۲۴۰
۱۸۱	شاہ عبدالعزیز کا عذر ناتمام کہ ہر بیٹا اپنے باپ کے مال دنیا کا وارث ہے لہٰذا سلیمان کا ذکر لغو ہے اور اس کا مفصل جواب	۲۴۱
۱۸۲	شاہ عبدالعزیز کا عذر ناتمام کہ آیت کا اول و آخر دیکھا جائے تو ثابت ہوتا ہے وراثت علم مراد ہے اور اس کا مکمل جواب	۲۴۳ تا ۲۴۶
۱۸۳	شاہ عبدالعزیز کا بوگس عذر کہ علمنا منطق الطیر کو دیکھا جائے تو مراد وراثت علم ہے۔ اور اس کا مفصل جواب	۲۴۶
۱۸۴	وہابیوں کے امام ابن تیمیہ کا عذر کہ سلیمان کو وراثت مال ملنا اس میں ان کی کوئی فضیلت نہیں اور اس کا مکمل جواب	۲۴۷
۱۸۵	ابن تیمیہ کا بوگس عذر کہ میراث کا اولاد کو ملنا امور عادیہ سے ہے اور امور عادیہ کا ذکر قرآن میں لغو ہے۔ اور اس کا مفصل جواب	۲۴۸
۱۸۶	سلیمان نبی کو اپنے باپ کے ترکہ سے ایک ہزار گھوڑے بھی ملے تھے	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	چھ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۴۹
۱۸۷	جناب ذکریا نے اپنے مالِ دنیا کے لئے خدا سے وارث مانگا تھا اور آیت یرثنی	۲۵۱ تا ۲۵۲
۱۸۸	شاہ عبدالعزیز اور ابن تیمیہ کا ناتمام عذر کہ مذکورہ آیت میں بھی وراثت علم مراد ہے	۲۵۲
۱۸۹	جواب۔ یرثنی سے مراد مالِ دنیا ہے (سات عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۵۲ تا ۲۵۴
۱۹۰	ابن تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز کی ہٹ دھرمی کہ آیت مذکورہ میں مراد وراثت علم ہے۔ اور عقل کی روشنی میں اس کا ٹھوس ثبوت	۲۵۵ تا ۲۵۷
۱۹۱	آیت انی خفت الموالی کی عقل کی روشنی میں مزید تشریح اور من آل یعقوب پر شاہ عبدالعزیز کے بوگس عذر کا مکمل جواب	۲۵۷ تا ۲۵۸
۱۹۲	شاہ عبدالعزیز کا ناتمام عذر کہ جناب ذکریا نے اپنے مال کو صدقہ کیوں نہ کیا؟ اور ابن تیمیہ کا بوگس عذر کہ مال کے لئے بیٹا طلب کرنے میں بخل کی بو ہے (اور ان کے مفصل جواب	۲۵۹ تا ۲۶۰
۱۹۳	ابن تیمیہ کا ناتمام عذر کہ ذکریا نبی تو بڑھئی تھے ان کے پاس مالِ دنیا تھا ہی نہیں۔ (اور اس کا مکمل جواب)	۲۶۰ تا ۲۶۱
۱۹۴	ذکریا کا امور دنیا کے لئے مددگار اور مالِ دنیا کے لئے خدا سے وارث طلب کرنا	۲۶۱ تا ۲۶۲
۱۹۵	جناب کلثوم کی میراث اور ذکر تابوت	۲۶۳ تا ۲۶۴
۱۹۶	سیدہ زہراؑ کا ابوبکر سے نبیؐ کی میراث مانگنا اور ابوبکر کا انکار کرنا (سولہ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت)	۲۶۴ تا ۲۶۵

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۹۷	ابوبکر کے تین جواب اوران پر جرح اور ما ترکنا صدقہ کے معنی کی تشریح	۲۶۵ تا ۲۶۸
۱۹۸	ابوبکر کا جواب ما ترکنا صدقہ دس عدد آیاتِ قرآن کی مخالفت ہے اور وہ دس آیات اوران کی تشریح	۲۶۹ تا ۲۷۷
۱۹۹	جناب ابوبکر کے کلام لانورث کو مولا علیؑ نے بھی جھٹلایا ہے (چار عدد ثبوت کتب اہلسنت سے اور مسلم شریف کی عبارت)	۲۷۷ تا ۲۷۸
۲۰۰	جناب امیرؑ کمالاتِ ولایت کے قطب ہیں تمام اولیاء اور صحابہ حضور کے پیروکار۔ قاضی ثناء اللہ عثمانی کی گواہی کتاب اہلسنت سے	۲۷۸ تا ۲۷۹
۲۰۱	حق زہراؑ کھانے والوں کے ایمان کی گواہی دینے سے نبی کریم نے انکار فرمایا ہے چار یاری مذہب کے امام مالک کی گواہی (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۲۷۹ تا ۲۸۲
۲۰۲	ملاں احتشام الدین کی ہرزہ سرائی اوراس کا ٹھوس جواب	۲۸۲ تا ۲۸۳
۲۰۳	سیدہ زہراؑ پر ظلم کرنے والے حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے چار عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۸۳ تا ۲۸۶
۲۰۴	سیدہ زہراؑ پر ظلم کرنے والے کے چہرے پر قیامت کے دن نور نہ ہوگا مسند احمد حنبل سے ثبوت	۲۸۶ تا ۲۸۷
۲۰۵	ملاں احتشام الدین مرادآبادی کی غلط تحقیق اور کاذباً۔ آثماً۔ غادراً خائناً والی روایت کی مزید تشریح اوراہل تشیع کا ہدف	۲۸۷ تا ۲۹۰
۲۰۶	جناب ابوبکر بیان کردہ حدیث ما ترکنا صدقہ کو نبی کریم کی بیویوں نے بھی جھٹلایا ہے۔ (دس عدد کتب اہلسنت سے ثبوت)	۲۹۰ تا ۲۹۲
۲۰۷	جناب عائشہ نے بھی ابوبکر کی حدیث ما ترکنا صدقہ کی تصدیق نہیں کی کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۹۲ تا ۲۹۳

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۲۰۸	شاہ عبدالعزیز کا عذر لنگ کہ ابوبکر نے جیسے سیدہ زہراؑ کو ورثہ نہیں دیا اسی طرح اپنی بیٹی عائشہ کو بھی نبیؐ کی میراث نہیں دی۔ (اوراس کا مفصل جواب)	۲۹۳ تا ۲۹۴
۲۰۹	جو خلافت رشوت سے پروان چڑھی ہو اس کی پارسائی کا حال معلوم ہے کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۹۴ تا ۲۹۵
۲۱۰	دہلوی دجال کی ڈفلی کہ اہل تشیع یہود۔ نصاریٰ۔ مجوس۔ صابئین اور ہنود کے مشابہ ہیں اوراس دہلوی کذاب کو لگام	۲۹۶
۲۱۱	ملاں احتشام الدین کی غلط تحقیق کہ خلافتِ علیؑ کو قرآن میں تفصیل سے کیوں نہ بیان کیا گیا؟ اوراس کا ٹھوس جواب کہ مسئلہ میراثِ نبیؐ بالتفصیل قرآن میں کیوں نہیں؟	۲۹۶ تا ۲۹۷
۲۱۲	جناب ابوبکر کی من گھڑت حدیث ما ترکنا صدقہ کے عقل کی روشنی میں غلط ہونے کا ٹھوس ثبوت۔ فخرالدین رازی کی گواہی	۲۹۷ تا ۲۹۸
۲۱۳	حضرت علیؑ کو ہزار باب علم نبی کریم نے تعلیم فرمایا اور یہ نہ بتایا کہ میں لاوارث ہوں	۲۹۹
۲۱۴	جناب ابوبکر کی مذکورہ حدیث کے غلط ہونے کی عقل کی روشنی میں مزید توضیح کہ اس حدیث کا کوئی شان نزول نہیں	۳۰۰ تا ۳۰۲
۲۱۵	چار یاری مذہب کے صدیق خلیفہ کا وقت وفات اپنی لغزشوں کا اقرار کرنا۔ آٹھ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۳۰۲ تا ۳۰۴
۲۱۶	شاہ عبدالعزیز اور ابن تیمیہ کی غلط تحقیق کہ حدیث لانورث کے ابوبکر کے علاوہ اور بھی راوی ہیں (اوراس کا ٹھوس جواب)	۳۰۴ تا ۳۰۵
۲۱۷	ابن تیمیہ کا حدیث لانورث کو سنت قطعی کہنا اور شاہ ولی اللہ کا اس کو	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	خبر متواتر کہنا بالکل غلط ہے۔ اہلسنت کی کتاب حسامی سے اس کا ٹھوس ثبوت	۲۰۶ تا ۲۰۷
۲۱۸	ابوبکر کی حدیث لانورث متواتر نہیں بلکہ خبر احاد ہے۔ چار عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۰۷ تا ۲۰۸
۲۱۹	محمود احمد رضوی کی غلط بیانی کہ حدیث لانورث ابوبکر کے یاد دلانے سے سب کو یاد آگئی۔ اہلسنت کی کتاب شرح توضیح سے اسکا ٹھوس جواب	۲۰۸ تا ۲۱۰
۲۲۰	قاضی ابن عربی (دمشقی) کی گواہی کہ مولا علیؑ نے حدیث لانورث میں ابوبکر کو جھٹلایا ہے۔	۲۱۰ تا ۲۱۲
۲۲۱	حدیث لانورث کے قابل استدلال نہ ہونے کا ایک اور زبردست ثبوت ابوبکر کی زبانی	۲۱۲ تا ۲۱۳
۲۲۲	جناب ابوبکر کا ذخیرہ احادیث کو جلانا اور جناب عثمان کا قرآن کو جلانا	۲۱۳ تا ۲۱۶
۲۲۳	نبیؐ کریم کا ابوذرؓ کو خبر دینا کہ میرے بعد حاکم مالِ فئی غصب کریں گے	۲۱۶ تا ۲۱۷
۲۲۴	سیدہ زہراؑ کا ابوبکر پر ناراض ہونا حدیث لانورث کے جھوٹے ہونے کا روشن ثبوت ہے۔ (پانچ عدد حوالہ جات کتب اہلسنت سے)	۲۱۷ تا ۲۲۰
۲۲۵	جناب سیدہ زہراؑ صدیقہ اور معصومہ ہیں۔ مادر مریم والی دعا پیغمبرؐ نے اپنی بیٹی کے لئے مانگی ہے۔ قاضی ثناء اللہ کی گواہی	۲۲۰ تا ۲۲۱
۲۲۶	جناب ابوبکر کی حدیث لانورث کے جھوٹے ہونے کا ایک اور زبردست ثبوت	
۲۲۷	اہلسنت کا عقیدہ کہ نبی خود بھی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ اور مذکورہ عقیدہ سفید جھوٹ ہے	۲۲۲ تا ۲۲۳
۲۲۸	ہمارے نبیؐ کو پانچ اونٹ ایک بھیڑوں کا ریوڑ ایک غلام باپ کی طرف سے وراثت میں ملا تھا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۲۳ تا ۲۲۴

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۲۲۹	ہمارے نبیؐ کو ایک تلوار ایک کنیز ام ایمن وراثت میں ملی تھی۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۲۲۵ تا ۲۲۶
۲۳۰	ناحق میراث کھانے والوں کی قرآن و حدیث میں مذمت	۲۲۸ تا ۲۳۰
۲۳۱	جناب ابوبکر کی حدیث لانورث کے غلط ہونے کا عقل کی روشنی میں ایک اور زبردست ثبوت کہ تورات۔ انجیل۔ زبور اور قرآن میں سے کسی نے بھی حکم مذکور کی صحت کی گواہی نہیں دی	۲۳۱
۲۳۲	جناب ابوبکر کا عام لوگوں کے فیصلے اصحاب کے مشورے سے کرنا اور مقدمۂ فدک میں فیصلہ اپنی ذاتی رائے سے کرنا۔ اس تبدیلی میں کوئی سیاست ضرور ہے۔	۲۳۲ تا ۲۳۴
	مسئلہ میراث نبیؐ میں ابوبکر کی صفائی کی خاطر ان کے بلا اجرت وکلاء کے اکیس عدد عذر لنگ	
۲۳۳	عذر ۱ ملاں احتشام الدین کا سفید جھوٹ کہ بی بی عائشہ پابند عدت تھی اور سیدہؑ کی ناراضگی کا ان کو علم کیسے ہوا (اور اس کا ٹھوس جواب)	۲۳۴ تا ۲۳۶
۲۳۴	عذر ۲ ناراضگی کا واقعہ بیان کرنا بی بی عائشہ کی غلطی ہے مگر اس غلطی سے اس کی ثقاہت پر حرف نہیں آتا (اور اس کا ٹھوس جواب کتب اہلسنت سے)	۲۳۶ تا ۲۳۹
۲۳۵	عذر ۳ مولوی نافع جھنگوی کا باطل قیاس سکوتہا اقرارہا کہ بی بی کی خاموشی ابوبکر کی صداقت کا اقرار ہے (شرح ترمجی سے اسکا ٹھوس جواب)	۲۳۹ تا ۲۴۰
۲۳۶	ابوبکر نے فدک غصب کیا۔ سیدہ کو عمر نے دھمکیاں دیں۔ بی بیؑ کے شکم کا بچہ شہید ہو کر گرا۔ نبیؐ کی بیٹی بحالت رنج و غم میں وفات پا گئی۔	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	مولوی صدرالدین حنفی کی گواہی	٢٤١ تا ٢٤٢
٢٣٦	ملت مسلمہ کا چوٹی کا عالم نظام تسلیم کرتا ہے کہ امت کے ظلم سے سیدہ کے شکم میں بچہ شہید ہوا	٢٤٢ تا ٢٤٣
٢٣٨	اہلسنت کے چوٹی کے عالم ملاں معین کاشفی نے بھی سیدہ کے پسر جناب محسن کی شہادت کو تسلیم کیا ہے (کتب اہلسنت سے ثبوت)	٢٤٤
٢٣٩	اعتراض۔ مولا علی شیر خدا تھے۔ سیدہ زہرا پر اتنا ظلم ہوا تو مولا علی نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ اس کا ٹھوس جواب کہ زینب کا بچہ بھی ان کے شکم میں کفار کے ظلم سے فوت ہوا تھا رسول اللہ نے ان کی مدد کیوں نہ فرمائی۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	٢٤٥ تا ٢٤٦
٢٤٠	عذر ۴ شاہ عبدالعزیز کے جھوٹ کا پہاڑ کہ بی بی راضی ہو گئی تھی اور اس کا ٹھوس جواب شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی زبانی	٢٤٧ تا ٢٤٩
٢٤١	عذر ۵ شاہ عبدالعزیز کی غلط تحقیق کہ جناب ابوبکر نے اپنے یقین پر عمل کیا ہے اور اس کا ٹھوس جواب کہ امام اعظم مالک اور احمد کا فتویٰ ہے کہ قاضی اپنے یقین پر عمل نہیں کر سکتا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	٢٥٠ تا ٢٥٢
٢٤٢	جو یقین قرآن اور اہلبیت کے مخالف ہو وہ غلط ہے۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	٢٥٢ تا ٢٥٤
٢٤٣	دعوے الیقین اس کا قبول ہے جو شر شیطان سے محفوظ ہو۔ اور جناب ابوبکر ایسے نہیں تھے۔ دس عدد ثبوت کتب اہلسنت سے	٢٥٤ تا ٢٥٥
٢٤٤	جناب ابوبکر کے ایمان کے بارے میں اہلسنت کے امام اعظم کا ایک اہم انکشاف۔ تاریخ بغداد سے ثبوت	٢٥٥ تا ٢٥٦
٢٤٥	جناب ابوبکر کے ایمان کی کمزوری۔ پانچ عدد کتب اہلسنت سے ثبوت	٢٥٧ تا ٢٥٨

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
٢٤٦	عذر ۶ مولوی احتشام الدین کی عجیب چال کہ غصب فدک کے بعد ابوبکر کو خلافت سے الگ کیوں نہ کیا گیا اور اس کا ٹھوس جواب کہ ابوبکر کا عمر کو نصیحت کہ اصحاب محمد پر اعتبار نہ کرنا کیونکہ ان کے پیٹ پھول گئے ہیں	٢٥٨ تا ٢٦٠
٢٤٧	ہر صحابی خلافت کی کرسی اپنے لئے چاہتا تھا اور جن میں صفت قوم لوط پائی جائے وہ اولیاء اللہ کی خاطر قربانی نہیں دیتے۔	٢٦١ تا ٢٦٢
٢٤٨	عذر ۷ شاہ عبدالعزیز کا غلط استدلال کہ حذیفہ کی بات مانو اور نبی کا فرمان بروایت حذیفہ میرے بعد امام ہوں گے کہ جن کی شکل انسانی اور دل شیطانی ہوں گے۔	٢٦٢ تا ٢٦٣
٢٤٩	عذر ۸ ملاں احتشام الدین کا غلط استدلال کہ ابوبکر اگر فدک نہ لیتا تو حکومت کیسے چلاتا۔ اور اس کا ٹھوس جواب	٢٦٤ تا ٢٦٥
٢٥٠	عذر ۹ انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں اور اسکا ٹھوس جواب	٢٦٥ تا ٢٦٦
٢٥١	عذر ۱۰ نبی کریم کو علم تھا کہ ابوبکر میرے بعد خلیفہ ہو گا اس لئے اس کو حدیث لانورث بتائی۔ اور اس کا ٹھوس جواب کہ ابوبکر و عمر کی خلافت پر نبی کریم راضی نہیں تھے	٢٦٧ تا ٢٦٨
٢٥٢	عذر ۱۱ ہمارے نبی کی میراث کا نہ ہونا یہ ان کی خصوصیت ہے اور اس کا ٹھوس جواب	٢٧١ تا ٢٧٢
٢٥٣	عذر ۱۲ ہمارے نبی کو اس لئے لاوارث لکھا گیا تاکہ ان کے رشتہ دار مال کے لالچ میں ان کی موت کی تمنا نہ کریں اور اس کا ٹھوس جواب	٢٧٣ تا ٢٧٤
٢٥٤	اگر مرض باقی ہے تو ایک نسخہ اور بھی لیجئے۔ طلحہ صحابی کی موت نبی کے بعد بی بی عائشہ سے شادی کی تمنا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	٢٧٤ تا ٢٧٧

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے - یزید ابن معاویہ ناصبیوں کا چھٹا امام بی بی عائشہ سے نکاح کی خاطر پر تول رہا ہے۔	
۲۵۵	عذر ۱۳ ہمارے نبی کو اس لئے لاوارث رکھا گیا تاکہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں اور دنیا سے رغبت نہ رکھیں اور اس کا ٹھوس جواب	۲۷۷ تا ۲۷۸
۲۵۶	عذر ۱۴ ہمارے نبیؐ کو اس لئے لاوارث رکھا گیا تاکہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہوں اور اپنے ورثا کے لئے مال دنیا جمع نہ کریں اور اس کا ٹھوس جواب۔ اصحاب نبیؐ کی سرمایہ داریاں	۲۷۸ تا ۲۷۹
۲۵۷	جناب ابوبکر کے داماد طلحہ صحابی نے تین سو اونٹ کا بھار ورثا کے لئے سونا چھوڑا تھا۔ کتاب اہلسنت سے ثبوت	۲۷۹
۲۵۸	ابوبکر کے داماد زبیر کی سرمایہ داری - ایک ہزار گھوڑے ایک ہزار غلام۔ ایک ہزار کنیز، پچاس ہزار دینار وغیرہ ورثا کے لئے چھوڑے تھے	۲۸۰
۲۵۹	عبدالرحمان صحابی کو اپنے کثرت مال سے اپنی ہلاکت کا ڈر تھا - جناب ام سلمہؓ کی گواہی	۲۸۰ تا ۲۸۱
۲۶۰	زید ابن ثابت کی سرمایہ داری - اتنا سونا چھوڑا کہ ہتھوڑوں سے توڑ کر بانٹنا پڑا	۲۸۱ تا ۲۸۲
۲۶۱	حضرت عثمان کی سرمایہ داری - ایک لاکھ پچاس ہزار دینار اور دس لاکھ درہم ورثا کے لئے چھوڑے تھے۔	۲۸۲
۲۶۲	حضرت عمر فاروق کی سرمایہ داری اور جاگیرداری - ان کے حجاز میں ایک باغ کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار تھی اور پانچ ہزار درہم ماہوار بیت المال سے تنخواہ تھی	۲۸۲ ۲۸۳

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۲۶۳	بی بی عائشہ بھی لکھ پتی تھی۔ بخاری شریف کا دھماکہ	۲۸۳
۲۶۴	نبیؐ کا فرمان کہ میں کچھ اصحاب کو موت کے بعد منہ نہ لگاؤں گا۔ کتب اہل سنت سے ثبوت	۲۸۴
۲۶۵	عذر ۱۵ نبی اور ولی پر زکاۃ نہیں تو ان کی وراثت کہاں سے ہوگی اور اس کا ٹھوس جواب آیت یؤتون الزکاۃ کے مصداق اولیاء اللہ ہیں اور سولہ عدد ثبوت کتب اہلسنت سے)	۲۸۶ تا ۲۹۱
۲۶۶	عذر ۱۶ رشید احمد گنگوہی اور قطب شاہ کی گستاخی کہ حضرت علیؑ خطا سے محفوظ نہ تھے۔ اگر سیدہؑ نے طلب فدک میں خطا کی ہے تو کیا تعجب ہے (اور اس کا ٹھوس جواب) اور نہج البلاغہ کے خطبہ پر مفصل جرح اور شیخ محمد عبدہ سنی کی گواہی کہ حضرت علی معصوم ہیں	۲۹۱ تا ۲۹۹
۲۶۷	عذر ۱۷ دوست محمد سنی کا غلط استدلال۔ آیت ولا تمدن عینیک سے کہ اے نبیؐ مال دنیا کی طرف مت آنکھ اٹھا (اور اس کا ٹھوس جواب تفسیر کبیر فخرالدین رازی سے	۲۹۹ تا ۳۰۲
۲۶۸	عذر ۱۸ دوست محمد قریشی سنی کا غلط استدلال آیت زین للناس حب الشہوات سے (اور اس کا ٹھوس جواب اور قرآن پر فیصلہ	۳۰۲ تا ۳۰۶
۲۶۹	آیت زین للناس حب الشہوات من النساء پر مفصل جرح	
۲۷۰	عائشہ محبوبہ رسول اللہ (مسند ابی حنیفہ نعمان سے ثبوت) حالت نماز میں نبی کریم کی عائشہ سے ہاتھا پائی اور روزہ کی حالت میں بی بی عائشہ کو چومنا (بخاری شریف کا دھماکہ) کتاب زاد المعاد سے بی بی عائشہ کے دس خصائل	۳۰۶ تا ۳۰۷

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۲۷۱	نمبرا۔ بی بی عائشہ کی گڑیاں نمبر۲ بی بی عائشہ اور رسول اللہ کا برتن میں ایک جگہ منہ	۴۰۸ تا ۴۰۹
۲۷۲	نمبر۳ بی بی عائشہ اور رسول اللہ کا ایک ہڈی چوڑنا نمبر۴ نبی کریم کا عائشہ کی گود میں تلاوت قرآن کرنا	۴۰۹ تا ۴۱۰
۲۷۳	نمبر۵۔ بی بی عائشہ نے دھوتی بدلی اور نبیؐ سے مباشرت کی نمبر۶ بی بی عائشہ سے روزہ کی حالت میں بوس وکنار	۴۱۰ تا ۴۱۱
۲۷۴	نمبر۷ بی بی عائشہ کو لعب کی اجازت نمبر۸ نبی کریم کا عائشہ کو حبشہ کا کھیل دکھانا۔	۴۱۱
۲۷۵	نمبر۹ بی بی عائشہ اور رسول اللہ کا دوڑ میں مقابلہ نمبر۱۰ یہ مقابلہ کہ دروازے سے پہلے کون نکلتا ہے۔	۴۱۲ تا ۴۱۴
۲۷۶	اعتراض۔ اہل تشیع ازواج نبیؐ جو کرامت کی مائیں ہیں ان کی توہین کرتے ہیں اور جو ماں کی ہتک کرے وہ کون ہوتا ہے؟ اس کا ٹھوس جواب کہ معاویہ اینڈ سنز کے جنرل منیجر عکرمہ صحابی نے نبی کی زوجہ (اپنی ماں) سے نکاح کیا تھا (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۱۴ تا ۴۱۶
۲۷۷	عذر نمبر۱۹ مولوی کرم دین کے پیٹ میں مروڑ کہ اتنی بڑی جاگیر نبیؐ نے بیٹی کو بخش دی۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۴۱۶ تا ۴۱۷
۲۷۸	عذر نمبر۲۰ دوست محمد قریشی سنی کا غلط استدلال کہ نبیؐ پاک نے حسنینؑ کو ورثہ نہیں دیا۔ لہٰذا حضورؐ لاوارث تھے۔ اور اس کا ٹھوس جواب کہ صلبی اولاد موجود ہو تو پوتے اور نواسے وارث نہیں ہوتے	۴۱۸ تا ۴۲۰
۲۷۹	عذر نمبر۲۱ شاہ عبدالعزیز کی ڈفلی کہ نبیؐ درہم و دینار کا کسی کو وارث	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	نہیں بناتے (اور اس کا ٹھوس جواب) اور کافی شریف کی روایت پر مفصل جرح۔ نیز ابوالبختری وہب بن وہب پر مفصل جرح	۴۲۰ تا ۴۲۰
۲۸۰	بنی ہاشم کا حق خمس قرآن کی روشنی میں۔	۴۲۰ تا ۴۲۲
۲۸۱	جناب ابوبکر نے بنوہاشم سے سہم ذوالقربیٰ روک لیا تھا۔ (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۲۲ تا ۴۲۳
۲۸۲	سہم ذوالقربیٰ جناب سیدہ کا ابوبکر سے مانگنا اور اس کا انکار کرنا اور جناب عمر کا بھی خمس کو بنی ہاشم سے روک لینا (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۲۳ تا ۴۲۵
۲۸۳	جاگیر فدک، میراث نبیؐ۔ سہم ذوالقربیٰ چھن جانے کے بعد جناب ابوبکر پر نبیؐ کی مظلومہ بیٹیؑ کا ناراض ہونا۔ (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۲۵ تا ۴۲۸
۲۸۴	جناب سیدہ زہراؑ کا جناب ابوبکر پر اتنا ناراض ہونا کہ بی بی نے اس کو اس قابل نہ سمجھا کہ اس کے سلام کا جواب دے (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۲۸ تا ۴۲۹
۲۸۵	جناب سیدہ نے ابوبکر و عمر سے فرمایا کہ میں تم دونوں کی شکایت رسول اللہ سے کروں گی اور تمہارے لئے ہر نماز میں بددعا کروں گی۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۴۲۹ تا ۴۴۰
۲۸۶	جناب ابوبکر کی جن مہاجرین و انصار نے مدد کی ان کی بیویوں سے سیدہ نے وقت وفات شکایت کی۔ (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۴۰
۲۸۷	جناب زہراؑ نے بوقت وفات اپنی سوتیلی ماؤں کی بھی شکایت کی ہے	۴۴۰ تا ۴۴۱
۲۸۸	نبیؐ کی مظلومہ بیٹی نے عمر سے کہا تھا میرے گھر سے نکل جاؤ ورنہ میں بال کھول کر تمہارے لئے بددعا کروں گی (کتب اہلسنت سے ثبوت)	۴۴۱ تا ۴۴۲
۲۸۹	فرمان نبیؐ کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو۔	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	اذیت دی اور رسول کو اذیت دینے والے کے بارے میں قرآن پاک کا فیصلہ	۴۴۲ تا ۴۴۳
۲۹۰	صاحب کتاب رحماء بینہم کا جناب ابوبکر کی صفائی کے لئے ایک ناتمام عذر کہ غضب کے الفاظ زادی نے اپنی طرف سے ملائے ہیں۔ (اور اس کا ٹھوس جواب	۴۴۳ تا ۴۴۵
۲۹۱	ابن تیمیہ کا بوگس عذر کہ شکایت صرف اللہ کے سامنے کی جاتی ہے۔ بی بی کا ابوبکر و عمر سے کہنا کہ میں تمہاری نبی کریم سے شکایت کروں گی یہ درست نہیں ہے۔ (اور اس کا ٹھوس جواب؛	۴۴۵ تا ۴۴۶
۲۹۲	مولوی محمد نافع جھنگوی کی شرح ابن میثم کی عبارت میں مجرمانہ خیانت (اور اس کا ٹھوس جواب) اور شرح میثم کی عبارت پر مفصل جرح	۴۴۶ تا ۴۴۹
۲۹۳	نبیؐ کی مظلومہ بیٹی جناب سیدہ زہراؑ کی وصیت کہ ابوبکر میرے جنازے میں شرکت نہ کرے۔ (کتب اہلسنت سے ثبوت؛	۴۴۹ تا ۴۵۰
۲۹۴	محمود احمد رضوی کا ناتمام عذر کہ سیدہؑ کے جنازے میں کسی شخص کا بالتخصیص شریک ہونا نہ فرض تھا نہ واجب۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۴۵۱
۲۹۵	محمود احمد رضوی کا بوگس عذر کہ حسنینؑ بھی بی بیؑ کے جنازے میں شریک نہیں تھے اور اس کا ٹھوس جواب۔ حسنینؑ ماں کے جنازے میں شریک تھے کتب اہلسنت سے ثبوت	۴۵۲
۲۹۶	مولوی نافع جھنگوی کی کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی دو عدد روایات میں قطع برید۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۴۵۲ تا ۴۵۴
۲۹۷	علامہ محمود احمد رضوی کا سفید جھوٹ کہ یہ کسی کتاب میں نہیں کہ ابوبکر بی بیؑ کے	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
	جنازے میں شریک نہ تھے اور اس کا ٹھوس جواب کہ عدم شرکت بخاری شریف میں مذکور ہے۔	
۲۹۸	جنازۂ زہراؑ میں ابوبکر کے شریک نہ ہونے کے بارے میں ملاں نافع جو اس باختہ ہو گیا ہے۔	۴۵۵ تا ۴۵۶
۲۹۹	فاطمہ زہراؑ پر ابوبکر کے جنازہ پڑھنے والی روایت کو خود اہلسنت کے محدث ابن حجر عسقلانی نے جھٹلایا ہے۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۴۵۷
۳۰۰	جناب ابوبکر کی صفائی کے لئے ایک اور ناتمام عذر کہ ابوبکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس سیدہؑ کے غسل و کفن میں کیوں شامل ہوئی اور اس کا ٹھوس جواب	۴۵۷ تا ۴۵۸
۳۰۱	جناب عائشہ کو فاطمہ زہراؑ نے اپنے غسل و کفن میں شرکت سے روک دیا تھا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۴۵۸ تا ۴۵۹
۳۰۲	جنازۂ زہراؑ پر آنے سے بی بی عائشہ کو سختی سے زوجہ ابوبکر اسماء نے روک دیا تھا اور ابوبکر کی سفارش کو بھی ٹھکرا دیا۔ کتب اہلسنت سے ثبوت	۴۵۹ تا ۴۶۱
۳۰۳	عصمت اہلبیت نبوۃ پر چار یاری مذہب کے علما کا جارحانہ حملہ	
۳۰۴	اعتراض۔ اگر ابوبکر نے سیدہ زہراؑ کو ناراض کیا ہے تو کیا ہوا۔ کیونکہ سیدہؑ اور ان کے شوہر علیؑ میں بھی بعض اوقات ناچاقی ہو جاتی تھی۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۴۶۱ تا ۴۶۲
۳۰۵	سیدہ زہراؑ اور حضرت علیؑ کی ازدواجی زندگی عصمت کی حدود میں گزری ہے۔ قرآن کریم کی گواہی۔ "مرج البحرین" کی کتب اہلسنت سے تفسیر	۴۶۲ تا ۴۶۳
۳۰۶	علیؑ اور زہراؑ کی عصمت کو مجروح کرنے کی خاطر چار یاری مذہب کے پیش کردہ چار عدد جھوٹے واقعات	

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۳۰۷	پہلا واقعہ ۔ نبی کریم کا علیؑ اور زہراؑ میں صلح کروانا ۔ اور اسکے تین عدد ٹھوس جواب	۴۶۴ تا ۴۶۵
۳۰۸	دوسرا واقعہ ۔ کنیز کی گود میں علیؑ کا سر دیکھ کر بی بی ناراض ہوئی اور اس کے تین عدد ٹھوس جواب اور بخاری شریف کا دھماکہ اور ذکر عثمان بن عفان کے بیا کا ۔ عمدۃ القاری سے ثبوت	۴۷۰
۳۰۹	تیسرا واقعہ ۔ ابوجہل کی بیٹی سے شادی کا افسانہ اور اس کے نو عدد جواب	۴۷۰ تا ۴۷۷
۳۱۰	چوتھا واقعہ ۔ چار یاری مذہب کا عذر کہ جب فدک نہ ملا تو جناب امیرؑ سے بی بیؑ نے عتاب آمیز کلام کیا اور اس کا ٹھوس جواب	۴۷۷ تا ۴۷۹
۳۱۱	کانا موت کا فرشتہ	۴۸۰
۳۱۲	قصہ موسیٰؑ اور خضرؑ اور دو فرشتوں کی لڑائی اور قضیہ مریمؑ	۴۸۲ تا ۴۸۶
۳۱۳	ملاں مراد آبادی کی گستاخی کہ دونوں کا ساتھ رہنا تعلق زوجیت اور بیاری کی وجہ سے تھا ۔ اور اس کا ٹھوس جواب	۴۸۷ تا ۴۹۱
۳۱۴	جناب ابوبکر نے آل رسول کو گالیاں بھی دی تھیں اور آل رسول کو گالیاں دینا جائز نہیں ہے ۔	۴۹۱ تا ۴۹۵
۳۱۵	محبت اہلبیت اجر رسالت ہے ۔ کتب اہلسنت سے اس کا ٹھوس ثبوت	۴۹۵ تا ۴۹۹
۳۱۶	نبی کریم کی گواہی کہ اصحاب کے دلوں میں حضرت علی کے متعلق کینہ ہے	۴۹۹
۳۱۷	قارئین سے آخری گزارش ۔ اہل تشیع کا تعارف ۔ اصحاب نبیؐ کے متعلق شیعوں کا عقیدہ	۵۰۲

ختم شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علی اشرف الانبیاء وعلی اٰلہٖ خصوصاً علی سیدۃ الزھرا سلام اللہ علیھا وعلی ابیھا وبعلھا وبنیھا

غرضِ تالیف

۱ ایک عدد رسالہ باغِ فدک مولفہ علامہ محمود احمد رضوی سرپرست حزب الاحناف نظر سے گذرا جس میں مولف نے بزعم خود مسئلہ میراث و فدک پر مفصل و مدلل گفتگو کرنے کا دعویٰ فرمایا ہے اور بقول ان کے صحابہ کرام کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلائی گئی ہیں ۔ علامہ نے انہیں دور کرنے کی کوشش فرمائی ہے ، ۴۸ صفحات کے اس رسالہ کے ذریعہ انہوں نے بقول ان کے ان فرضی افسانوں کو جن کے ذریعے صحابہ پر طعن کیا جاتا ہے ۔ ان کی مدافعت کی ہے ۔

۲ ناظرین !

جہاں تک بنتِ نبیؐ فاطمۃ زہراؑ کے حق میراث و فدک کا تعلق ہے ، تو مولانا نے اپنے کلام میں بی بیؑ کے سچے ہونے کی بُو تک نہیں آنے دی ۔ اور ثلاثہ کے اس بلا اجرت وکیل نے ایڑی چوٹی کا تمام زور ابوبکر کو سچا ثابت کرنے کے لئے لگا دیا ہے ۔ اگرچہ رضوی صاحب کو اس جہاد میں قرآن و سنت سے انکار بھی کرنا پڑا ہے تو انہوں نے پرواہ نہیں کی ۔

۳۔ مولانا موصوف کے علاوہ اسی مسئلہ فدک و میراث میں مولانا محمد نافع نے اپنی کتاب "رحماء بینھم" میں اپنے توسنِ قلم کو بے لگام چھوڑا ہے اور حق گوئی وانصاف کی تمام حدود کو پامال کرتے ہوئے آخر میں مولانا رضوی سے جا ملے ہیں کہ بنتِ نبیؐ فاطمۂ زہراؑ سچی نہیں تھیں۔

۴۔ اور نیز اسی مسئلہ فدک و میراث میں چار یاری مذہب کے مولانا کرم دین آف بھیں۔ مولانا احمد شاہ آف چوکیرہ۔ مولانا رشید احمد گنگوہی۔ مولانا قطب شاہ علاقہ بیرمحل۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی۔ مولانا احتشام الدین مراد آبادی نے بھی قلم اٹھا کر اپنی تحقیق کی چکی میں اہل تشیع کو پیسا ہے اور آلِ رسولؐ کی عظمت و طہارت اور صداقت کو اپنی غلط بیانیوں سے کچلا ہے۔

۵۔ اور ان سے پہلے چار یاری مذہب کے مرشد و پیشوا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور ابنِ تیمیہ بھی مسئلہ فدک و میراث پر آلِ نبیؐ کے خلاف زہر اگل چکے ہیں۔

خلاصہ:۔ ملت واحدہ کے موجب سب کا ہدف ایک ہے کہ جناب ابوبکر سچے ہیں اور نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ نے جو دعویٰ میراث و فدک فرمایا تھا۔ معاذاللہ اس دعویٰ میں غلطی کی ہے۔

۶۔ میرے مسلمان بھائیو! مذکورہ علماء کی کتب اور ان کے علاوہ پاکستان میں

چار یاری مذہب کے علماء جو رسالے اور کتابیں اہلِ تشیع کے خلاف لکھتے ہیں میرے پاس تقریباً وہ سب محفوظ ہیں اور جس جرأت و دلیری سے یہ ملوانے ہم اہلِ تشیع کو کافر، مشرک، یہود، نصاریٰ، ہنود، بت پرست، بے دین، بدعمل لکھتے ہیں۔ اس کے متعلق ان کی کتابیں روشن ثبوت ہیں مثال کے طور پر کتاب "الشیعہ والسنۃ" از علامہ احسان الٰہی ظہیر، کتاب "نصیحۃ الشیعہ" از ملاں مراد آبادی۔ کتاب "ہدایۃ الشیعہ" از رشید احمد گنگوہی، "منہاج السنۃ" از ابنِ تیمیہ، "تحفہ اثنا عشریہ" شاہ عبدالعزیز دہلوی ملاحظہ کریں۔

۷۔ بلکہ یہ ملوانے ہمارے اماموں پر بھی اور ان کے جدِ اعلیٰ مومنِ قریش حضرت ابوطالب پر تنقید کرنے سے باز نہیں آتے۔ کھلی مارکیٹ میں معاذاللہ اثباتِ کفرِ ابوطالب پر اور معاذاللہ امام حسین علیہ السلام کے باغی ثابت کرنے پر اور نعوذباللہ حضرت علیؑ اور جناب زہراؑ کے غلطی پر ہونے کے متعلق ان کی کتابیں فروخت ہو رہی ہیں۔ یہ لوگ ہمارے بارہ اماموں کے جدِ اعلیٰ حضرت ابوطالب کو اپنے رسالوں میں برملا کافر کہتے ہیں اور ہمارے گیارہ اماموں کے دادا اور دادی حضرت علیؑ اور جناب زہراء کے غلطی پر ہونے کا اپنی تقریر و تحریر میں برملا تذکرہ کرتے ہیں اور ہم اہلِ تشیع صرف حق تعالیٰ کی عدالت میں ان کے خلاف فریاد کرتے ہیں اور آئندہ بھی ہماری فریاد صرف اللہ کی عدالت میں ہے۔

۸۔ ہم اہلِ تشیع دنیا میں مظلوم ہیں۔ نہتے اور مظلوموں کا بڑا ہتھیار جلوس اور ماتم

ہے۔ لہٰذا ہم لوگ ہر امام کی اور جناب سیدہ زہراؑ کی شہادت کی تاریخوں میں جلوس نکالتے ہیں اور ماتم کرتے ہیں۔ ہمارا جلوس اور ماتم آلِ نبی پر جو ظلم ہوئے ہیں اور فاطمہ زہراؑ کے ساتھ میراثِ نبیؐ اور جاگیر فدک میں جو ناانصافی ہوئی ہے۔ اس کے خلاف احتجاج ہے۔ اور مظلوموں کا یہ احتجاج تاقیامت جاری رہے گا۔ پاکستان میں ۱۹۷۷ء میں علماء کے جلوس و ماتم اور گرفتاریوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مظلوم کے پاس سوائے ماتم و جلوس اور گرفتاری پیش کرنے کے اور کوئی ہتھیار نہیں ہوتا۔

۹:- **ناظرین!** کو ہمارے اس رسالہ میں بعض بعض مقامات پر لہجے کی کچھ کرختگی محسوس ہوگی لیکن اسکی وجہ بھی برادری مذہب کے علماء کی کتابیں پڑھنے کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر تحفۂ اثنا عشریہ میں ایک جگہ شاہ عبدالعزیز لکھتا ہے کہ شیعہ چنگیز کے پاخانہ خور ہیں۔ "الشیعہ والسنۃ" میں احسان الٰہی ظہیر نے تو شیعہ کو بت پرست، مرتد، یہودی و مجوسی ثابت کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اور "نصیحۃ الشیعہ" میں ملاں مراد آبادی ایک جگہ لکھتا ہے کہ فدک کے بارے عمرؓ اور جناب زہراؑ میں ہاتھا پائی ہوئی تھی۔ ایک جگہ رقمطراز ہے کہ حضرت علیؑ نے خوشامد کے طور پر عمرؓ کو لڑکی پیش کی لہٰذا ان علماء کی کتابوں کو پڑھنے کے بعد ہمیں بھی احساس ہوا کہ کیا شرافت کی منڈی کا ٹھیکہ صرف ہمارے پاس ہی تو نہیں۔ تاہم نوک جھونک ہم نے اپنی ملاّنہ برادری تک محدود رکھی ہے۔ تاکہ ان کو معلوم رہے کہ جو زبان آپ استعمال کرتے ہیں، اسی میں آپ کو جواب بھی دیا جا سکتا ہے اور ان کے علاوہ ہم نے تمام برادرانِ اسلام کے جذبات کا پورا پورا احترام کیا ہے۔

۱۰:- مسئلہ فدک و میراث کے متعلق ہمیں طرح طرح کے طعنے دیئے گئے ہیں لیکن ہم کہیں فریاد لے کر نہیں گئے۔ اور نہ ہی فدک و میراث کے متعلق کسی کتاب کے ضبط کر لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ کیونکہ آخر ہم اہلِ تشیع بھی دنیا میں مسلمانوں میں ایک قوم ہیں اور خدا کے فضل و کرم سے زندہ ہیں اور قلم کا جواب قلم سے دے سکتے ہیں۔ اور ہر زمانہ میں جب قلم و دوات کے دشمن ہماری مذہبی غیرت کو للکارتے ہیں تو ہم بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ البتہ ہم امن پسند ہیں۔ صلح جو ہیں کبھی پہل نہیں کی۔ لیکن جب ہمارے مذہبی نظریات پر حملہ کر دیا جاتا ہے تو دفاع کا حق ہر انسان کو ہے۔ لہٰذا ہم بھی دفاع کی خاطر **یا علی مدد** کہہ کر میدان میں اتر آتے ہیں۔

۱۱:- اس رسالہ میں ہم نے مسئلہ میراث النبیؐ اور فدک کے متعلق مذکورہ علماء اہلِ سنت کے تقریباً تمام شبہات و شکوک کے دفاع کی کوشش کی ہے۔ اور تمام حوالہ جات اصل کتابوں سے لیے ہیں اور اختصار کی خاطر تمام کتب کی عبارت درج نہیں کیں اور نیز عربی عبارات جن کتابوں کی ہم نے لی ہیں، اصل معنی کو برقرار رکھتے ہوئے بقدر ضرورت درج کی ہیں۔ اور اپنی طرف سے حوالہ جات پوری ذمہ داری و دیانت داری سے درج کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاہم آدمی خطا سے محفوظ نہیں اگر کہیں سہو قلم نظر آئے تو قارئین درگذر فرمائیں۔

۱۲:- بندہ فنِ تحریر کا ماہر قلم کار نہیں۔ زیادہ تر وقت درسی مصروفیات میں گذرتا ہے۔ اور بقیہ وقت میں اپنے مدرسہ کے طلباء کو حریم مذہب سے دفاع کی تمرین کرواتا ہوں۔ یہی بات ہے ہم تو کچھ بھی نہیں۔ عالم تو وہ لوگ تھے جن کی کتابوں سے ہم استفادہ کرتے ہیں جن علماء کی کتب سے میں نے اس رسالہ کی تالیف میں

استفادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور
میرے مدرسہ کے جن طلباء نے اس رسالہ کے حوالہ جات کی ترتیب میں میرے
ساتھ تعاون کیا ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دولتِ علم عطا فرمائے۔
خدمت حق کی توفیق عنایت کرے خصوصاً اظہر حسن خان، سید محمد حسنین
سید مشہور حسین۔ محمد حیات انصاری، صفدر حسین غوری۔ سید شاہد حسین
عبدالستار۔ محمد حسین جلوی۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے اور ان کو علم نصیب
فرمائے۔

دعاگو
"غلام حسین نجفی"

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ.
پ۲۳ الزمر۔ آیت ۱۹

ترجمہ:۔
اے رسول تم میرے خاص بندوں کو خوشخبری دے دو جو بات کو جی لگا کر سنتے ہیں اور پھر اس میں سے اچھی بات پر عمل کرتے ہیں۔ یہی لوگ وہ ہیں جن کی خدا نے ہدایت کی اور یہی لوگ عقل مند ہیں:

فدک کیا چیز ہے؟

ثبوت ملاحظہ ہو:

۱:۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب:۔ معجم البلدان ص ۲۳۸/۱۴ مولف یاقوت حموی
۲:۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب:۔ تاریخ خمیس ص ۸۸/۲
۳:۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب:۔ وفاء الوفا ص ۱۲۸/۴ مولف نورالدین السمہودی

وفدك قرية بالحجاز بينها وبين المدينة يومان و
قيل ثلاثة۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وفيها عين فوارة ونخيل كثيرة
وهي التي قالت فاطمة ان رسول الله نحلنيها فقال

ابوبکر ارید بذالک شہوداً۔

ترجمہ:۔ فدک ایک شہر کا نام تھا جو مدینہ سے دو یا تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ اس میں چشمے اور بہت سے کھجوروں کے باغ تھے۔ یہ وہی فدک ہے جس کے متعلق فاطمہ زہرا نے ابوبکر سے فرمایا تھا۔ یہ فدک رسول اللہ میرے باپ نے مجھے عطا فرمایا تھا اور ابوبکر نے جواب میں گواہ طلب کرنے کا حیلہ و بہانہ کیا۔

نوٹ:۔ بی بیؑ نے فرمایا۔

بل سولت لکم انفسکم فصبرٌ جمیل واللہ المستعان
علی ما تصفون   سورۃ یوسف

اعتراض:۔ فدک ایک گاؤں تھا جس میں چند کھجوریں تھیں۔ وہ شہر کیسے بن گیا؟

الجواب:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب "دائرۃ المعارف" ص ۱۳۵/۷ طبع مصر میں لکھا ہے۔

فدک اسم قریۃ بخیبر

ترجمہ:۔ فدک علاقہ خیبر کے ایک قریہ کا نام ہے۔

قریہ کا معنی کیا ہے

اہل سنت کی معتبر کتاب   القاموس باب الواء والیاء

القریہ ویکسر المصر الجامع

ترجمہ:۔ قریہ ہر لحاظ سے ایک مصر جامع کو کہتے ہیں۔

مصر کے معنی کیا ہیں

جواب:
قرآن کا فیصلہ مانو

اھبطوا مصرا فان لکم ما سألتم   پ ۱ ۔ سورۃ بقرۃ

ترجمہ:۔ اترو کسی شہر میں۔ ترجمہ، شاہ رفیع الدین و اشرف علی تھانوی

نوٹ:۔ اگر کسی کی تسلی نہیں ہوئی تو ہم ایک مزید ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اہل سنت کی معتبر کتاب
"تفسیر ابن کثیر" اردو ص ۱۱۸/۱

واذ قلنا ادخلوا هذه القرية

ترجمہ: جب ہم نے کہا اس قریہ میں داخل ہوجاؤ۔ اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ قریہ سے مراد بیت المقدس ہے۔

ارباب انصاف!

بیت المقدس کوئی گاؤں نہ تھا بلکہ وہ قبلۂ اول ہے جس طرح قبلۂ دوم کعبہ کا محل وقوع ایک شہر ہے۔ اس طرح قبلۂ اول کا محل وقوع ایک شہر ہے۔

سوال:۔ قریہ کے معنی میں جھگڑا کیوں ہے؟

جواب:۔ گلشن صحابہ کے ہر ہر پھول کے عقیدتمند یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فدک کوئی بہت بڑی جاگیر نہ تھی۔ اگر ابوبکر نے فاطمہ زہرا سے فدک چھین بھی لیا ہے تو کیا ہوا۔

نوٹ: قرآن کا فیصلہ مانو۔

مَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ

ترجمہ:۔ جس نے ذرہ برابر شر کیا ہے۔ وہ اس کی سزا بھگتے گا۔ ظلم بھی شر ہے

فدک کی وجہ تسمیہ

اہل سنت کی معتبر کتاب معجم البلدان ص ۲۴۰/۱۴

اہل سنت کی معتبر کتاب وفا الوفا ص ۱۲۸۱/۴

وقال الزجاجی سمیت بفدک بن حام وکان اول من نزلها

ترجمہ:۔ اس شہر کا نام فدک اس لئے تھا کہ حام کا بیٹا فدک اس جگہ پہلے اترا اور اس کو آباد کیا۔

فدک کی مالیت کتنی تھی؟

چودہ سو برس ہونے والے ہیں اور مورخین نے اپنی مجبوری یا اولاد نبیؐ سے اپنی دشمنی کی وجہ سے اس واقعۂ فدک کو ہمیشہ توڑ پھوڑ کر بیان کیا ہے اسی لئے اس کی آمدنی کا مکمل حساب کرنا مشکل ہے۔ ہم چند امور تاریخی بیان کرتے ہیں جن سے اس کی آمدنی کا اندازہ ہوتا ہے۔

غلہ فدک کی قیمت

۱:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب "سنن ابی داؤد" ص ۱۴۴/۲ ذکر فیئ

قال ابو داؤد ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ وغلتہ

اربعون الف دینار ۔

ترجمہ :۔

ابو داؤد کہتا ہے۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنا تھا تو فدک کی زمین کے غلہ کی آمدنی چالیس ہزار دینار تھی۔

فدک کی زمین اور کھجوروں کی قیمت

۲:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب" شرح ابن ابی الحدید صہ ۱۰۸/۴ خطبہ کانت بایدینا فدک

فقوم اوارض فدک ونخلها فاخذها عمر ودفع الیهم قیمة النصف الذی لهم وکان مبلغ ذالك خمسین الف درهم

ترجمہ :۔ عمر نے یہودیوں کو فدک سے نکال دیا اور ان کے حصہ کی زمین کی بمعہ کھجوروں کے جب قیمت لگائی گئی تو قیمت پچاس ہزار درہم پڑی۔

فدک کے بابرکت کھجور

۳:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب۔ شرح ابن ابی الحدید صہ ۱۰۸/۴

وکان فیها احدی عشر نخلةً غرسها رسول الله بیده فکان بنو فاطمة یاخذون ثمرها فاذا قدم الحاج اهدوا لهم من ذالك التمر فیصلونهم فیصیر الیهم من ذالك مال جزیل ۔

ترجمہ :۔ زمین فدک میں گیارہ درخت خرما کے ایسے تھے جنہیں رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے بویا تھا اور ان کے پھلوں کو اولاد فاطمہ حاجیوں کو تحفۃً پیش کرتی تھیں اور حاجی اس کے عوض درہم و دینار سے ان کی معقول خدمت کرتے تھے۔

فدک کی آمدنی کا فوج اور دفاع پر خرچ

۴:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب" سیرۃ حلبیہ" صہ ۴۸۸/۳ باب وفات رسول اللہ
مولف : برہان الدین قاضی حلب ۔

فقال مما ذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتك العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقه۔

ترجمہ :۔ حضرت عمر جناب ابوبکر پر ناراض ہوئے اور کہا اگر فدک تو فاطمہ زہراؑ کو واپس دیتا ہے ! تو فوج اور دفاع پر تو کہاں سے خرچ کرے گا اور جب کہ عرب تیرے ساتھ لڑ رہا ہے (پھر وہ تحریر بابت فدک فاطمہؑ زہرا سے لے کر عمر نے اسے پرزے پرزے کر دیا)

ارباب انصاف ! ان تاریخی امور سے معلوم ہوا کہ فدک ایسی جاگیر تھی جس سے نہ صرف ایک خاندان باعزت طریقے سے زندگی گزار سکتا تھا۔ بلکہ پوری فوج پل سکتی تھی۔ لیکن ارباب حکومت نے فدک کو اس لئے غصب کیا تھا۔ تاکہ حزب مخالف آل نبیؐ مالی طور پر اتنے کمزور ہو جائیں کہ پھر وہ حکومت وقت کے

ساتھ مکہ مدینے کی جماعت نہ کر سکیں ۔

"پس جمہوریت زندہ باد"

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ
لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝ پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم

فدک کی شرعی حیثیت

جو مال نبی کریم کے دستِ تصرف میں آتا تھا۔ اس کے کئی نام ہیں۔
مثلاً زکوٰۃ ۔ غنیمت ۔ فئے ۔

غنیمت اور فئی میں فرق کیا ہے ؟

اہل سنت کی معتبر کتاب "تفسیر کبیر" صفحہ ۱۲۵ جلد ۸ الحشر
اہل سنت کی معتبر کتاب "فتوحاتِ الٰہیہ" صفحہ ۳۱۳ / ۴
اہل سنت کی معتبر کتاب "تفسیر مراغی" پ ۲۸ سورہ حشر

وان الغنيمة هي متى اتعبتم انفسكم في تحصيلها
واما الفئ فهو مما لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب

ترجمہ :۔ مال غنیمت وہ ہے جس کے حاصل کرنے میں اہل اسلام نے اپنے آپ کو تھکایا ہو۔ اور مال فئی وہ ہے جس کے حاصل کرنے میں مسلمانوں نے اونٹ گھوڑے نہ دوڑائے ہوں۔

فدک مال فئی تھا ۔ قرآنی فیصلہ

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ
دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا
نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
پ ۲۸ الحشر

ترجمہ :۔ بقدر الحاجت :۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں کے کافروں سے دلوائے (جیسے فدک) سو وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔

(ترجمہ اشرف علی تھانوی)
ازالۃ الخفا ۔ فصل ششم ج ۲ ص ۷۹

فدک کا مال فئی ہونا ۔ تفسیر کی روشنی میں

۱:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۵ / ۸
۲:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری صفحہ ۲۳۸ الحشر
۳:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب فتوحات الٰہیہ صفحہ ۳۱۳ / ۴ الحشر
۴:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۲۸ الحشر
۵:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مراغی پ ۲۸ سورہ حشر
۶:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور صفحہ ۱۹۲ / ۶ الحشر
۷:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر جواہر قسطلادی پ ۲۸ الحشر.

تفسیر کبیر کی عبارت ملاحظہ ہو

بل هو فی فدك وذالك لان اهل فدك انجلوا عنه فصار تلك القرىٰ والاموال فی ید الرسولؐ من غیر حرب۔

ترجمہ: امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ یہ آیت فدک کے بارے نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ یہ علاقہ بغیر جنگ کئے حضور کے ہاتھ آیا تھا۔

نوٹ:۔ اربابِ انصاف۔

اہلِ سنت کی ان سات تفاسیر کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ فدک مالِ فئ تھا۔ اور یہ فدک رسول اللہؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کو عطا کر دیا تھا۔ لیکن آنجنابؐ کی وفات کے بعد ابو بکر نے یہ فدک بی بی پر ظلم کرتے ہوئے چھین لیا۔

قرآن کا اٹل فیصلہ

لا یزید الظٰلمین الا خسارا۔

علاقہ فدک نبی کریمؐ کے دستِ تصرف میں کیسے آیا؟

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتوح البلدان ص۴۲ طبع مصر مولف ابی الحسن بلاذری

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب معجم البلدان ص۱۳۹/۱۴ طبع بیروت مولف یاقوت حموی بغدادی

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری ص۱۵۸۳/۳ ذکر غزوۂ خیبر مولف ابی جعفر طبری

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ کامل ص۲۲۱/۲ ذکر فدک مولف ابن اثیر جزری

۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۳۱/۴ خطبہ کانت بایدینا فدک۔

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص۵۸/۲ ذکر فدک مولف شیخ حسین دیار بکری

قالوا بعث رسول اللہؐ الی اهل فدك منصرفه من خیبر محیّصة بن مسعود الانصاری یدعوهم الی الاسلام ورئیسهم رجل منهم یقال له یوشع بن نون الیهودی، فصالحوا رسول اللہؐ علی نصف الارض بتربتها فقبل ذالك منهم، فكان نصف فدك خالصاً لرسول اللہؐ لانه لم یوجف المسلمون علیه بخیل ولا ركاب۔

ترجمہ:۔ نبی کریمؐ جب خیبر سے واپس آئے۔ تو محیصہ بن مسعود انصاری کو دعوت اسلام کی خاطر اہلِ فدک کے پاس بھیجا۔ اہل فدک کا سردار اس وقت یوشع بن نون یہودی تھا۔ اسلام قبول کرنے سے اہلِ فدک نے انکار کیا اور علاقہ فدک کی آدھی زمین دینے کی پیش کش کی نبی کریم نے آدھی زمین لے کر ان کو وہیں رہنے دیا۔ آدھا فدک رسول اللہؐ کی ملکیت تھا کیونکہ اس کے حاصل کرنے پر مسلمانوں نے اونٹ گھوڑے نہیں دوڑائے تھے۔

نوٹ:۔ ارباب انصاف!

حوالے تو اور بھی ہیں لیکن ہم صرف ان چھ حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں اور ان سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ زمین فدک کے حاصل کرنے پر کوئی جنگ نہیں ہوئی اور بی بی عائشہ اور حفصہ کے والد بزرگوار جناب ابوبکر اور عمر نے فدک کی خاطر کوئی اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے اور نہ ہی اپنی مشہور زمانہ بہادری کے جوہر دکھلائے۔ بلکہ فدک کی زمین کو کفار نے مرعوب ہو کر خود بخود رسول اللہ کے حوالے کر دیا اور نبی کریم نے بحکم خدا وہ زمین اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا کو عطا کر دی تھی۔ مگر ہائے افسوس کہ آنجناب کی وفات کے بعد اولادِ نبی پر ابوبکر نے اپنی مثالی رحم دلی کا ثبوت دیتے ہوئے وہ زمین بی بی پاک سے چھین لی۔

لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْن۔ پ۱۳ ابراہیم آیت ۴۲

فدک خالصۃً رسولؐ کی ملکیت تھا۔

۱:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نووی شرح صحیح مسلم صفحہ ۹۲/۲ مطبع نولکشور لکھنؤ
۲:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن نسائی صفحہ ۱۳۷/۷، مولف احمد بن شعیب مطبع مصر
۳:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا صفحہ ۱۲۸/۴ طبع مصر نورالدین السمہودی
۴:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سیرۃ نبویہ ابن ہشام صفحہ ۳۵۳/۳ طبع مصر
۵:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الاموال صفحہ ۹/۱ مولف حافظ عبدالقاسم بن سلام
۶:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفداء صفحہ ۱۴۰/۱ ذکر غزوۂ خیبر

نووی شرح مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو

وکذالک نصف ارض فدک صالح اھلھا بعد فتح خیبر علی نصف ارضھا وکان خالصًا لہ وکذالک ثلث ارض وادی القری وکذالک حصنان من حصون خیبر . . . . فکانت ھذہ کلھا ملکا لرسول اللہ خالصتاً لا حق فیھا لاحد غیرہ"

ترجمہ:۔ آدھی زمین فدک کی جو فتح خیبر کے بعد صلح سے ملی تھی۔ وہ حضورؐ کی خالص ملکیت تھی اور اسی طرح وادی قری کی زمین کا تیسرا حصہ اور علاقہ خیبر کے دو قلعے یہ سب رسولؐ اللہ کی ملکیت تھے اور کسی غیر کا ان میں کوئی حق نہ تھا۔

نوٹ:۔ علماء خود بطور مسئلہ بیان کرتے رہتے ہیں کہ ایک جھوٹ کا گناہ ستر زنا کے برابر ہے۔ (آمنت۔ قرۃ العینین صفحہ ۲۲۵ میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے اور منہاج السنۃ، ذکر فدک میں ابن تیمیہ نے نبی کریمؐ کے فدک کے مالک ہونے سے انکار کیا ہے۔ ہم نے اہل سنت کی چھ کتابوں سے ثابت کیا ہے کہ فدک کے رسول اللہ مالک تھے اور کسی غیر کا اس میں کوئی حق نہ تھا۔

ارباب انصاف!

جو جناب فاطمہؑ زہرا کے حق کو چھپائے آپ ہمیشہ اس کے لئے پڑھیں

لعنۃ اللہ علی الکذبین

فدک فاطمہ زہراؑ کی ملکیت میں کیسے آیا۔؟

ارشاد قدرت ہے۔

وَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵ آیت ۲۶ رکوع ۳

ترجمہ:۔ اور دے قرابت والے کو حق اس کا اور مسکین اور مسافر کو اور مت بے جا خرچ کرنا

(مترجم شاہ رفیع الدین۔ مطبوعہ دہلی ۱۹۲۷ء)

نوٹ:۔ ہر شے کا مالک اللہ ہے اور خدا تعالےٰ نے انسان کے مالک ہونے کے کچھ اسباب مقرر فرمائے ہیں۔ مثلاً جو زمین بغیر جنگ کے رسول اللہ کو ملے۔ وہ مال فئی ہے اور آنجنابؐ اس کے مالک ہیں۔ فدک بغیر جنگ کے ملا تھا۔ لہٰذا اس کے مالک رسول اللہ تھے۔ مالک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنا مال بغیر عوض کے کسی دوسرے کی ملکیت میں دیدے خواہ ہبہ سے یا کسی اور طریقہ سے۔ نبی کریم کو یہ حق تھا کہ فدک فاطمہ زہرا کی ملکیت میں دیدیں۔ لیکن چونکہ حضرت عمر اور ان جیسے دوسرے لوگ خواہ مخواہ نبی کریمؐ پر اعتراض کرتے رہتے لہٰذا فدک کے آپ کی ملکیت میں آجانے کے بعد بھی رسول اللہ خاموش رہے۔ جب یہ آیت اتری تو بحکم خدا آنجناب۔ نے فدک کی زمین اپنی بیٹی فاطمہ زہرا کو دے دی۔

نبی کریم کا اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو بحکم خدا جاگیر فدک عطا کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ص۱۷۷ ج۴ طبع مصر مولف جلال الدین السیوطی

۲:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال قسم الثالث من حرف الھمزہ فی الاخلاق ص۱۵۸/ج ۲ مطبع حیدرآباد دکن۔

۳:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب لباب النقول ص۱۳۷ سورہ اسریٰ طبع مصر

۴:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری پ۱۵ ص۳۷ مولف قاضی ثناء اللہ عثمانی طبع حیدرآباد دکن

۵:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۱۵ ص۶۲ مولف شہاب الدین محمود الوسی

۶:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص۱۱۹ باب ۲۹

عن ابی سعید الخدری. قال لما نزلت هذه الآیة وآتِ ذا القربیٰ حقه دعا رسول الله فاطمة فاعطاها فدک: واخرج ابن مردویه عن ابن عباس قال لما نزلت وآت ذا القربیٰ حقه اقطع رسول الله فاطمة فدکاً

ترجمہ: ابی سعید خدری اور عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب آیۃ وات ذالقربیٰ اتری تو نبی کریمؐ نے فاطمہ زہراؑ کو بلایا اور فدک کی زمین ان کو عطا کر دی۔

اعتراض: ۔ سورہ اسریٰ مکی ہے اور یہ آیت ات ذالقربیٰ اسی سورہ میں ہے۔ لہذا یہ آیت بھی مکی ہے۔ اور فدک مدینہ میں ملا ہے۔ جو واقعہ مدینہ میں ہوا اسے مکی آیت سے کس طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

جواب ۱: ۔ موجودہ قرآن کی ترتیب عثمان کے زمانہ میں دی گئی ہے اور جس ترتیب سے آیات نازل ہوئی ہیں مصحفِ عثمانی کی وہ ترتیب نہیں ہے۔ یہ آیت مدنی ہے۔ کیونکہ اس کے مکی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ شک کی صورت میں اصل عدم تقدم جاری ہو گی۔

جواب ۲: ۔ ایک آیہ دو مرتبہ بھی نازل ہو سکتی ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہل سنت کی معتبر کتاب" صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۲ مطبع مصر۔ لابن حجر مکی

وعلی فرض صحتها نقول نزلت مرتين ۔ چونکہ عکرمہ خارجی کا قول ہے کہ آیۃ مودت مکہ میں اتری ہے اور مفسر اعظم عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ یہ آیۃ مدنی ہے۔ لہذا ابن حجر لکھتے ہیں کہ اگر ابن عباس کا قول درست ہے تو آیۃ مودت دو مرتبہ نازل ہوئی ہے۔

نوٹ: ۔ اور ہم کہتے ہیں آیۃ آتِ ذالقربیٰ بھی دو مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ بلکہ گذشتہ

کتب کا ظہور بھی واضح طور پر یہی ہے۔

مکی سورۃ میں مدنی آیات

جواب ۳:

اہلِ سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری۔ شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۰۲ ج ۹

مولف بدرالدین عینی

سورة تغابن وقال مقاتل مدنية وفيها مكية وقال الكلبي مكية ومدنية وقال ابن عباس مكية الآ آيات من آخرها نزلت بالمدينة ۔

ترجمہ: اہل سنت کے یہ تینوں عالم مقاتل، کلبی اور ابن عباس کہتے ہیں کہ سورۃ تغابن مکی ہے۔ اور اس میں مدنی آیات بھی ہیں۔

نوٹ: ۔ ہم کہتے ہیں سورۃ اسریٰ مکی ہے اور آیۃ ذالقربیٰ مدنی ہے۔ نیز اہلسنت کی معتبر کتاب اسباب النزول صفحہ ۲۸۰ مطبع مصر۔

مولف علی بن احمد الواحدی

میں لکھا ہے کہ سورۃ الشوریٰ مکی ہے لیکن اس میں آیت مودت مدنی ہے

جواب ۴: ۔

بی بی عائشہ کی فضیلت

اہل سنت کی معتبر کتاب لباب النقول صفحہ ۱۳۷ سورۃ اسریٰ۔

قال لعائشة انفقي ما على ظهر كفي قالت لا يبقي شيئ فانزل

اللہ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً اِلٰى عُنُقِكَ وظاهر ذالك

انها مدنیتان:

ترجمہ:۔ ایک مرتبہ نبی کریمؐ نے بی بی عائشہ سے فرمایا کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اسے خرچ کر دو۔ عائشہ نے کہا۔ اس طرح تو ہمارے پاس کچھ نہیں رہے گا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تجعل یدک . . . . . اے نبی اپنے ہاتھوں کو گردن میں نہ باندھ۔

(سیوطی لکھتے ہیں) کہ یہ آیت مدنی معلوم ہوتی ہے۔

نوٹ:۔ آیۃ اٰتِ ذالقربیٰ سورۃ اسریٰ کی ۲۶ آیت ہے اور آیتہ لاتجعل یدک مغلولۃً سورۃ اسریٰ کی ۲۹ آیت ہے۔ اسی آیت سے بی بی عائشہ کی ایک فضیلت ثابت ہوتی تھی اور ساتھ یہ اعتراض بھی وارد ہوتا تھا کہ عائشہ رسول اللہ کے گھر مدینہ میں آئی اور آیت مکی ہے لہذا جناب سیوطی بڑے آرام سے مان گئے کہ یہ آیت مدنی ہے۔ ارباب انصاف ـ اگر بی بی عائشہ کی خاطر مکی سورۃ کی آیت کو مدنی مانا جاسکتا ہے تو پھر فاطمہ زہراؑ کے حق کی خاطر آیتہ اٰتِ ذالقربیٰ کو بھی مدنی مانا جاسکتا ہے۔

نبی کریمؐ نے فاطمہ زہراؑ کو فدک دیکر تحریر بھی لکھدی تھی

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۷:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب "روضۃ الصفا" منقول از تشئید المطاعن ص ۶۰۲

۸:۔ اہلسنت کی معتبر کتاب "معارج النبوۃ" رکن چہارم باب دہم ص ۲۲۸ ج ۱

اہلسنت کی معتبر کتاب حبیب السیر جلد ۱ ذکر غزوۂ خیبر

جبرئیل علیہ السلام فرود آمدہ گفت کہ حق تعالیٰ میفرماید کہ حق خویشان بدہ آنحضرت فرمود کہ خویشان من کیستند وحق ایشان چیست جبرئیل گفت کہ فاطمہؑ است حوائط فدک را با دہ وآنچہ از خدا ورسولؐ است در فدک ہمہ با دہ حضرت فاطمہؑ را بخواند برائے او حجت نوشت وآن نوشتہ وثیقہ بود با دلبعد از وفات رسولؐ پیش ابوبکر آوردہ وگفت ایں کتاب رسول خدا است کہ برائے من وحسنؑ وحسینؑ نوشتہ است۔

ترجمہ:۔ جبرئیل نے رسول کی خدمت میں عرض کی کہ حکم خدا ہے کہ آپ ذوی القربیٰ کا حق ان کو دیں۔ جناب نے فرمایا ذوی القربیٰ سے مراد کون ہیں اور حق سے مراد کیا ہے۔ جبریل نے عرض کی ذوی القربیٰ سے مراد فاطمہ زہراؑ ہیں اور حق سے مراد جاگیر فدک ہے۔ نبی کریم نے فاطمہ زہرا کو بلایا اور فدک دے کر ایک تحریر بھی لکھ دی۔ یہ وہی تحریر ہے جسے نبی کریم کی وفات کے بعد ابوبکر کے سامنے پیش کیا تھا اور فرمایا کہ یہ وہی تحریر ہے جسے نبی کریمؐ نے حسنین اور میرے لیے تحریر فرمایا تھا۔

نبی کریمؐ نے جو تحریر بابتِ فدک، فاطمہ زہراؑ کو دی تھی اس کا مضمون

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب۔ فتاوی عزیزی ص ۱۱۵ مطبوعہ کراچی

وقف محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم
بن عبد مناف هذه القرية المعلومة بحدودها على
فاطمة عليها السلام وقفاً محرّماً على غيرها مؤبّداً
عليها ومن بعدها على ذرّيتها فمن بدّله بعد ما
سمعه فانّما اثمه على الذين يبدّلونه ان الله
سميعٌ عليمٌ۔

ترجمہ:۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ بن ہاشم بن عبد مناف نے اس شہر فدک کی زمین کو جس کی حدود معلوم ہیں اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا پر وقف کیا اور ان کے بعد ان کی اولاد پر وقف کیا جو اس کے سننے کے بعد اس میں تبدیلی کرے گا۔ (یعنی چھین کر اس پر غاصبانہ قبضہ کرے گا) تو اس غصب کا گناہ اسی پر ہے اللہ تعالیٰ سمیع ہے اور علیم ہے۔

تلك عشرة كاملة

نوٹ:۔ ارباب انصاف! ہم نے اہل سنت کی دس کتابوں سے ثابت کر دیا کہ نبی کریم نے فدک فاطمہ زہرا کو بحکم خدا عطا کر دیا تھا اور بی بی کا فدک پر مالکانہ قبضہ تھا لیکن شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں، ابن تیمیہ منہاج السنہ میں اس عطیہ اور ہبہ کے منکر ہیں ڈھیٹ پنے کی اور جھوٹ بولنے کی بھی کوئی حد ہے ان طاغوں کو بالکل خوف خدا نہیں تھا۔ بڑی دلیری سے سفید جھوٹ لکھ گئے۔

قارئین!

ہم نے اثبات ہبہ کے متعلق دس ثبوت پیش کر دیئے جو اہل بصیرت کے لئے کافی ہیں اور جس نے فاطمہ زہراؑ کے حق کو چھپانا ہے اور نہیں ماننا اس کے لئے دس ہزار ثبوت بھی ناکافی ہیں۔

جناب ابوبکر کا فدک کی زمین غصب کرنا

اور جناب فاطمہؑ زہرا کا ابوبکر سے سوال کرنا اور اپنا حق مانگنا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف۔ باب غزوہ خیبر ص۱۳۹/ ۵
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص۲۲/ ۲ "باب قول النبی لا نورث"
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب "سنن ابوداؤد" ذکر فئ ص۱۴۲
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن الکبریٰ ص۳۰۰ طبع حیدر آباد دکن
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۱۲/ ۴ ذکر فدک خطبہ کانت باید نیا فدک
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص۱۳۱/ ۴ مطبوعہ بغداد
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص۲۱ باب مطاعن ابوبکر
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب معجم البلدان ص۲۳۹/ ۱۴ ذکر فدک
۹۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۱۲۵/ ۸ آیت فئ
۱۰۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۱۲۹/ ۲ کتاب الخلافت مع الامارہ

من قسم الانفعال ۔

۱۱:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الملل والنحل ص۱۷/۱ مولف عبدالکریم شہرستانی

۱۲:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ص۲۴۵/۵ لابن کثیر دمشقی

۱۳:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری ص۱۸۲۵/۴ لابی جعفر طبری

۱۴:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مسند احمد حنبل ص۱۵/۱ مسند ابی بکر

۱۵:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص۱۷۴/۲

۱۶:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتوح البلدان ص۴۴ لابی الحسن البلاذری

۱۷:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا ص۹۹۵/۳ ذکر صدقات الرسول

۱۸:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب طبقات الکبریٰ لابن سعد ص۳۱۴/۲ ذکر میراث رسول

۱۹:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ص۴۴۲/۳

نوٹ:۔ یہ حوالہ جات اصل کتابوں سے ہم نے پوری ذمہ داری کے ساتھ لکھے ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہم سب کتابوں کی عبارت نہیں لکھ سکتے۔ جن کتب کی ہم عربی عبارت درج کریں گے۔ ان کا نام بھی ساتھ لکھ دیں گے۔ مذکورہ انیس کتابوں میں الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ اصل واقعۂ فدک مذکور ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو ہم ہر وقت ہر صورت میں اس کی تسلی کے لئے حاضر ہیں۔

بعض کتب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

۱:۔ ریاض النضرہ ص۲۳۱/۱

جاءت فاطمۃ الی ابی بکر فقالت اعطنی فدک فان رسول اللہ وھبھا لی

ترجمہ: (جب وفات نبی کے بعد ابوبکر نے فدک فاطمہ زہراؑ سے چھین لیا) تو فاطمہ زہراؑ ابوبکر کے پاس آئیں اور فرمایا کہ میری زمین فدک مجھے دے دو کیونکہ میرے والد رسول اللہ یہ زمین مجھ کو دے گئے تھے۔

۲:۔ تفسیر کبیر ص۱۲۵/۸

فلما مات ادعت فاطمۃ انہ کان ینحلھا فدک فقال ابوبکر ... لکنی لا اعرف صحۃ قولک

ترجمہ:۔ جب نبی کریمؐ نے وفات پائی تو جناب فاطمہؑ زہراؑ نے دعویٰ فرمایا کہ فدک کی زمین میرے والد رسول اللہ مجھے دے گئے تھے۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ تو سچ بول رہی ہے۔

۳:۔ معجم البلدان ص۲۳۹/۱۴

قالت فاطمۃ لابی بکر ان رسول اللہ جعل لی فدک فاعطنی ایاھا۔

ترجمہ:۔ (نبی کی وفات کے بعد) جناب فاطمہؑ زہراؑ نے ابوبکر سے فرمایا کہ میرے

والد رسول اللہ فدک مجھے دے گئے تھے اور تو مجھے فدک واپس دے دے۔

۴:۔ فتوح البلدان ص۴۴

ان فاطمة قالت لابی بکر اعطنی فدك فقد جعلها رسول الله لی۔

ترجمہ:۔

جناب فاطمہؑ زہراؑ نے ابوبکر سے کہا کہ میری فدک کی زمین مجھے دے دو، کیونکہ میرا باپ رسول اللہ مجھے دے گیا تھا۔

نوٹ:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الہدایہ مع الدرایہ کتاب الھبہ اور شرح وقایہ کتاب الھبہ میں درج ہے کہ وَھَبْتُ وَنَحَلْتُ واعطیت اطعمت وَجعلتُ۔ ان تمام الفاظ سے ہبہ درست ہے۔

بخاری شریف کا دھماکہ

۵:۔ بخاری شریف ص۱۳۹/۵ باب "غزوۂ خیبر"

حدثنی یحیی بن بکیر حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب عن عروة عن عائشة۔ ان فاطمة علیها السلام بنت النبیؐ ارسلت الی ابی بکر تسألہ میراثها من رسول الله مما افاء الله علیه بالمدینة وفدك وما

بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول الله قال لا نورث ما ترکنا صدقة فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمة منها شیئاً فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذالك فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبیؐ ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علیؑ لیلا ولم یوذن بها ابابکر وصلی علیها وکان لعلیؑ من الناس وجه حیاة فاطمة فلما توفیت استنکر علی وجوه الناس

ترجمہ:۔ (ملخص)

بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ جب فاطمہ زہراؑ نے فدک اور بقیہ خمس خیبر وغیرہ کے متعلق ابوبکر سے سوال کیا تو ابوبکر نے (ایک من گھڑت حدیث سے جواب دیا) کہ نبیؐ نے فرمایا: جو چیز ہم صدقہ (کی نیت سے) چھوڑ جائیں اس کے متعلق ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا۔ فدک اور دوسری چیزیں دینے سے ابوبکر نے انکار کر دیا۔ جناب فاطمہ زہراؑ ابوبکر پر ناراض ہوگئیں اور ان سے کلام کرنا چھوڑ دیا۔ حتیٰ کہ وفات پائی نبی پاک کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب بی بی نے وفات پائی تو حضرت علیؑ نے ابوبکر کو جنازہ میں شمولیت کی اجازت نہ دی، خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور فاطمہ زہراؑ کو رات کے وقت دفن کیا۔

(چونکہ اکثر کفار، غزوات نبویؐ میں حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوئے

اس لئے اصحاب کے دلوں میں جناب علیؑ کے متعلق کینے تھے، جناب فاطمہؑ
کی زندگی میں بی بی کی وجہ سے لوگ کچھ نہ کچھ حضرت علیؑ کی عزت کرتے
تھے لیکن جناب فاطمہؑ بنتِ رسولؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے لوگوں کے
رخ اور موڈ بدلے ہوئے پائے۔

۶:- **بخاری شریف ص۴۹/۴ طبع مصر باب "فرض الخمس"**

نغضبت فاطمة بنت رسول اللّٰہ فہاجرت ابابکر فلم تزل مہاجرته حتی توفیت۔

ترجمہ:- جناب فاطمہ زہراؑ رسول اللّٰہ کی بیٹی ابوبکر پر ناراض ہوئی اور کلام کرنا چھوڑ
دیا ابوبکر سے حتی کہ وفات پائی۔

نوٹ:- اربابِ انصاف!

ہم نے اہل سنت کی انیس معتبر کتب سے ثابت کر دیا ہے
کہ جناب ابوبکر نے رسولؐ کی بیٹی جناب زہراؑ سے فدک کی
زمین چھین لی تھی اور بی بی نے ابوبکر سے سوال کیا کہ میری
زمین واپس دے دو۔ لیکن ابوبکر نے ایک مرلہ زمین بھی
دینے سے انکار کر دیا۔ رسول اللّٰہ کی بیٹی پر یہ ظلم ہے۔ اور
ظالم کوئی بھی ہو امت مسلمہ میں وہ امامت اور خلافت
کے لائق نہیں۔

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ
ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ۔

پ۱ آیت ۱۲۴ (سورہ بقرہ)

غصبِ زمین کی سزا

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص۶۴۲/۱

باب "تحریم الظلم وغصب الارض"

عن سعید بن زید قال سمعت النبیؐ یقول من اخذ شبراً من الارض ظلماً فانہ یطوقه یوم القیامة من سبع ارضین۔

ترجمہ:- جو شخص کسی کی زمین ایک بالشت بھی ظلم سے چھینے گا تو
قیامت کے دن اس زمین کے ساتوں طبق طوق بنا کر اس
کے گلے میں ڈالے جائیں گے۔

خلیفہ جی کی صفائی کی خاطر انکے وکلا کے عذر لنگ

مولوی احمد شاہ چوکیروی کا سفید جھوٹ

عذر ۱ - بخاری والی روایت کا راوی ابن شہاب زہری شیعہ تھا کیونکہ عین الغزال اور تتمۃ المنتہی میں اس کا امام زین العابدین سے آخر عمر میں فیض حاصل کرنے کا ذکر ہے

جواب ۱

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بھی امام جعفر صادقؑ کے پاس آتا تھا اس پر بھی شیعہ ہونے کا الزام لگا دو تاکہ حنفی مذہب کا خاتمہ بالخیر ہی ہو جائے۔

جواب ۲

"تذکرۃ الحفاظ" نووی شرح مسلم" اسماء الرجال"، شرح نخبۃ الفکر یہ چاروں اہل سنت کی کتب معتبرہ ہیں اور زہری کی تعریف سے لبریز ہیں اور وہ سنی المذہب نہ تھا تو اس کی تعدیل اور توثیق کی کیا ضرورت تھی۔

جواب ۳

بخاری شریف کی سوا سات ہزار روایات میں سے تقریباً ایک ہزار روایت ابن شہاب زہری کے سلسلہ سے مروی ہیں اگر زہری سنی العقیدہ نہیں اور نہ ہی اس کی روایت قبول ہے تو بخاری اصح الکتب کی ایک ہزار روایت غلط ہوگئی۔ مبارک ہو۔

جواب ۴ - تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۱ میں شاہ عبدالعزیز نے شیعہ کی اقسام بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ کتب قدیمہ میں جو لکھا ہوا ہے کہ فلاں من شیعۃ علی حالانکہ اون از قدمائے اہلسنت والجماعت است" دوسری مبارک اگر زہری کے متعلق کسی کتاب میں لکھا بھی ہے کہ وہ شیعہ تھا پھر بھی بقول شاہ عبدالعزیز آپ کے مذہب کا رئیس ہے۔ امام ہے۔ پیشوا ہے

جواب ۵ - ابن شہاب زہری کے متعلق مفتی اعظم دیوبند مہدی حسن مولوی خیر محمد پرنسپل خیر المدارس اور مفتی احمد علی لاہوری کے فتاوی شائع ہو چکے ہیں کہ ابن شہاب زہری اہلسنت والجماعت تھے۔

مفتی احمد علی لاہوری کے فتوی کے چند الفاظ

"الحمد للہ ساری عمر علم سے ہی شغف رہا ہے میرے کان میں آج بہتر سالہ عمر تک یہ آواز نہیں پہنچی کہ ابن شہاب زہری شیعہ تھے" منقول از توثیق تذکرہ ص ۱۵

مولوی کریم الدین کی مکاری

عذر ۲ اس روایت میں غضب کا معنی ندامت ہے۔ آفتاب ہدایت ص ۲۶

جواب - یہ بالکل سفید جھوٹ ہے اور ایک جھوٹ ستر زنا کے برابر ہے بخاری کی روایت میں دو لفظ آتے ہیں ۱ وجدت ۲ غضبت المنجد لغت کی کتاب دیکھیں اگر وجد کے بعد لفظ علی ہو مثلاً وجدت علی ابی بکر تو اس کا معنی ہے ناراض ہونا اور غضب کا معنی بھی ناراض ہونا ہے۔ نزل - واجتنبوا قول الزور پ ۱۷

عذر ۳ ابن کثیر دمشقی کی گستاخی

البدایۃ النھایہ صہ ۲۸۹

وھی امراۃ من بنات آدم تأسف کما یاسفون

ترجمہ (اگر فاطمۂ زہرا ناراض ہو گئی ہیں تو کیا ہوا) وہ ایک عورت ہی تو ہے اولاد آدم سے اس کی ناراضگی عام اولاد آدم کی طرح ہے۔

جواب۔ اولاد آدم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے فاطمۂ بنت رسول اللہ کے برابر کوئی بھی نہیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری صہ ۲ آل عمران

فاطمۃ بضعۃ منی یقتضی فضل فاطمۃ علی جمیع الرجال والنساء

کما قال مالک لانعدل ببضعۃ رسول اللہ احدا

ترجمہ۔ بخاری میں جو حدیث ہے نبی نے فرمایا فاطمہ میرے (جگر) کا ٹکڑا ہے اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے تمام مردوں اور عورتوں پر فاطمۂ زہرا کو فضیلت حاصل ہے۔ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ ہم فاطمۂ زہرا کے برابر کسی کو نہیں جانتے۔

ارباب انصاف! اگرچہ بی بی اولاد آدم سے ہے لیکن ان کی ناراضگی اور غضب اللہ اور رسول کی ناراضگی اور غضب ہے اس مسئلہ پر مع ثبوت اسی رسالہ میں ہم مفصل بحث کریں گے۔

بی بی عائشہ بھی ایک عورت اولاد آدم سے تھی لیکن اس کو محبوبہ رسول فرض کرتے ہوئے جناب عمر نے ان کا وظیفہ باقی ازواج سے دو ہزار زیادہ مقرر کیا تھا۔

عذر ۴

رسالہ باغ فدک از علامہ سید محمود احمد رضوی صفحہ ۲۸

حدیث فدک مسلم و بخاری اور ترمذی میں چودہ مقامات پر مذکور ہے۔ صرف چار جگہوں پر غضب کا لفظ آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راویوں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے۔

جواب ۱۔ علامہ صاحب ہمارے لئے تو ایک ہی جگہ کافی ہے آپ نے کئی جگہ تسلیم کر لیا۔ ماشاء اللہ، آپ اہل سنت کے مایہ ناز مناظر ہیں۔

جواب ۲۔ بخاری نے بعض جگہ صرف لفظ غضب اختصار کے لئے گرایا ہے

جواب ۳۔ دوسرے راوی اگر لفظ غضب کو اپنی طرف سے بڑھا گئے ہیں تو اس خیانت کی وجہ سے ان کی عدالت ختم۔ پھر ان کی دوسری روایات پر اہل سنت عمل کیوں کرتے ہیں۔

جواب ۴۔ لفظ غضب کی راوی عائشہ صدیقہ ہیں جو ابوبکر کی دختر اور فاطمہ زہرا کی سوتیلی ماں ہیں۔ اہلسنت تو ان کو صدیقہ مانتے ہیں۔ عورت عورت کے حالات سے زیادہ واقف ہوتی ہے اور بی بی عائشہ پر طرفداری اہلبیت کا شبہ بھی نہیں۔

علامہ صاحب! آپ بحث فدک میں آکر خذوا شطر دینکم عن هذه الحمیرا

والی حدیث بھول گئے۔

جواب ۵: ہمیں تمام اہل اسلام کے جذبات کا احساس ہے اور یہ جواب علامہ صاحب صرف آپ کے لئے ہے

قرآن میں کئی جگہوں پر ابلیس کا ذکر آیا ہے بعض مقامات پر تو لعنت مذکور ہے بعض جگہوں پر نہیں۔

بعینہٖ اسی طرح بخاری کی بعض روایات میں غضب کا لفظ مذکور ہے اور بعض میں نہیں۔

نوٹ۔ اس تشبیہ میں ہمارا مقصد کسی ذات کو ذات سے تشبیہ دینا نہیں بلکہ مقصود صرف یہ ہے کہ غضب اور لعنت بعض جگہ مذکور ہیں اور بعض جگہ نہیں نہ لعنت میں شک ہے اور نہ ہی غضب میں۔

عذر ۵

رسالہ باغ فدک ص ۲۶

فاطمہ زہراؑ نے اپنی زبان مبارک سے اظہار ناراضگی فرمایا ہو یہ ثابت نہیں

جواب۔ سیدہ زہراؑ نے اپنی زبان مبارک سے اظہار ناراضگی فرمایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۴ ابن قتیبہ

فانی اشہد اللہ وملائکتہ انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن لقیت النبی لاشکونکما الیہ فقال ابوبکر انا عائذ باللہ تعالیٰ من سخطہ وسخطک یا فاطمۃ ثم انتحب ابوبکر یبکی حتی کادت نفسہ ان تزہق وہی تقول واللہ لادعون اللہ علیک فی کل صلاۃ اصلیہا

ترجمہ۔ جب ابوبکر اور عمر جناب فاطمہ زہراؑ سے معافی مانگنے آئے تو سیدہ مظلومہ نے فرمایا کہ میں اللہ اور اس کے فرشتوں کو گواہ بناتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے ناراض کیا ہے اور راضی نہیں کیا۔ اور جب میں نبی کریم سے ملاقات کروں گی تو تم دونوں کی شکایت کروں گی۔ ابوبکر نے کہا میں آپ کی اور اللہ کی ناراضگی سے خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ابوبکر آنسو بہانے لگے اور جناب فاطمہؑ زہرا یہی کہتی رہیں کہ میں ہر نماز میں اے ابوبکر تجھے لئے بد دعا کرتی رہوں گی۔

ارباب انصاف! سیدہ زہراؑ کا اپنی زبان مبارک سے اظہار ناراضگی کرنا۔ ابوبکر کو معاف نہ کرنا بلکہ ہر نماز میں ابوبکر کے لئے بد دعا کرنا اس روایت سے ثابت ہے اور سیدہ زہراؑ کی بد دعا کی اہمیت دیکھنا ہو تو روز مباہلہ کے واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

عذر ۶

رسالہ باغ فدک

ناراض ہونا دل کا فعل ہے۔ رائیں کر کچھ پتہ چلا

جواب ۔ راویوں کے چکر میں الجھانے کی کوشش نہ کریں ۔ یہ تو خود ابوبکر کو بھی پتہ چل گیا تھا کہ رسول اللہ کی بیٹی مجھ پر ناراض ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ۲ - ۱۷۴

وعن الاوزاعی قال بلغنی ان فاطمۃ بنت رسول اللہ غضبت علی ابی بکر فخرج ابوبکر فقام علی بابها فی یوم حار ثم قال لا ابرح مکانی حتی ترضی عنی بنت رسول اللہ ۔

ترجمہ ۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی کہ جب فاطمۃ الزہراؑ ابوبکر سے ناراض ہوگئیں تو ابوبکر سخت گرمی کے دن فاطمۃ الزہرا کے دروازے پر آیا اور اس سخت گرمی میں دروازہ پر کھڑا رہا وہ کہتا تھا کہ جب تک رسول اللہ کی بیٹی مجھ پر راضی نہ ہوگی میں یہاں سے نہیں جاؤں گا ۔

نوٹ ۔ خلیفہ جی کی صفائی دینا ایسا ہے جیسے مدعی سست گواہ چست اگر ابوبکر پر جناب فاطمہ زہرا ناراض نہیں ہوئی تھیں تو کس حکیم نے خلیفہ کو کہا تھا کہ معافی کی خاطر سارا دن دھوپ میں کھڑا رہتا ۔ اور اگر دھوپ میں کھڑے نہیں رہے تو علما اہلسنت کو اس جھوٹے فسانہ کو بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔

عذر ۷ سید نورالدین سمہودی کی غلط تاویل

وفاء الوفا ۲ - ۲۹۶

کذا نقل ترمذی عن بعض مشائخہ ان معنی قول فاطمۃ لابی بکر و عمر لا اکلمکما ای فی هذا المیراث

ترجمہ ۔ فاطمہ زہراؑ نے ابوبکر و عمر سے فرمایا میں تم دونوں سے کلام نہیں کروں گی ۔ اس کا مطلب یہ ہے میراث کی بابت کلام نہیں کروں گی ۔

جواب ۔ اس توجیہہ سے خلیفہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ بی بی نے فدک کے بارے میں ملکیت کا دعوےٰ فرمایا تھا ۔ ابوبکر نے زمین کا ایک مرلہ بھی دینے سے انکار کر دیا تھا انکار کے بعد فاطمۃ الزہراؑ ابوبکر پر ناراض ہوئیں ۔ روایت میں لفظ غضبت بھی موجود ہے وجدت بھی موجود ہے اور فہجرت بھی موجود ہے لہذا ناراضگی کی وجہ سے خلیفہ سے کلام نہ کرنا خلیفہ کو غضب والے جرم سے بری نہیں کر سکتا ۔

عذر ۸ سیدہ فاطمۃ الزہراؑ محض بشریت کی وجہ سے ناراض ہوئیں ۔

جواب ۔ محض بشریت کی وجہ سے ناراض ہونا فاطمۃ الزہرا کی شان سے بعید ہے کیونکہ آیہ تطہیر اس کا بیّن ثبوت ہے ۔

عذر ۹ سید نورالدین سمہودی کی غلط تاویل

وفا الوفا ۲ - ۹۹۶

بی بی کی غرض یہ تھی کہ فدک کی تولیت و نگرانی ہمارے پاس رہے

جواب ۔ بی بی نے نگرانی کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ملکیت کا مطالبہ فرمایا ہے اور جناب ابوبکر کے انکار کے بعد خلیفہ پر ناراض ہوئی ہیں اور عہد کیا کہ ہر نماز میں ابوبکر پر بد دعا کروں گی ۔

عذر ۵۵ احمد شاہ چوکیروی کا سفید جھوٹ

ابن میثم کی ایک روایت میں تضاد رضیت ہے۔ پس بی بی بحث و تکرار کے بعد ابوبکر پر راضی ہو گئیں

جواب۔ ابن میثم نے دو روایتیں ذکر کی ہیں اول کے بارے میں لکھا ہے۔ المشہور بین الشیعۃ و متفق علیہ۔ پہلی روایت مشہور ہے شیعہ میں اور اس پر علمار شیعہ کا اتفاق ہے۔ اس روایت میں فدک چھیننے کا ذکر ہے اور ابوبکر پر بی بی کی ناراضگی کا ذکر ہے اور بعد میں راضی ہونے کا کوئی ذکر نہیں دوسری روایت کو بلا سند ذکر کیا ہے۔ وہ مجہول ہے بلا توثیق ہے۔ شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں جس روایت کی صاحب کتاب یا کوئی دوسرا محدث توثیق نہ کرے وہ شتر بے مہار ہے نیز اس روایت میں لفظ رضیت بہ ہے اور اگر رضی کے بعد با ہو تو اس کا معنی قناعت ہے۔ روایت کا مطلب ہے کہ ابوبکر کچھ مقدار فدک دینے پر آمادہ ہوا اور بی بی نے اس مقدار پر قناعت کی اور پھر ابوبکر اپنے وعدے سے پھر گیا۔

نوٹ۔

اس روایت کا شرح میثم میں آنا اس طرح ہے جس طرح قرآن پاک میں

مایھلکنا الا الدھر

خطبہ لمہ

نبیؐ کی بیٹی کا ابوبکر کے دربار میں اپنا حق مانگنا

اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۲۱۱ ج۴ طبع بیروت

لمّا بلغ فاطمۃ اجماع ابی بکر علی منعھا فدک لاثت خمارھا

واقبلت فی لمّۃ من حفدتھا و نساء قومھا حتی دخلت علی ابی بکر وقد حشد الناس من المھاجرین والانصار و ضرب بینھا و بینھم ریطۃ بیضاء ثمّ انّت انّۃ اجھش لھا القوم بالبکاء ثمّ امھلت طویلاً حتی سکنوا ثمّ قالت ابتدی بحمد من ھو اولی بالحمد

ترجمہ

جب فاطمۃ الزہرا کو پتہ چلا کہ ابوبکر نے آنجناب کی جاگیر فدک کو رد کرنے پر پختہ ارادہ کر لیا ہے تو بی بی نے سر پر اوڑھنی باندھی اور اپنی قوم کی عورتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ ابوبکر کے پاس آئیں اور اس وقت مہاجرین اور انصار بھی بلائے گئے۔ فاطمہ زہرا اور اصحاب کے درمیان پردہ بنایا گیا۔ نبیؐ کی بیٹی نے ایک آہ پر درد بھری جس کو سن کر اصحاب زار زار رونے لگے بی بی نے کچھ وقفہ کے بعد اللہ کی حمد و ثنا کی۔ (اور اپنے باپ رسولؐ اللہ پر درود و سلام بھیجا)

پھر فرمایا زمین و آسمان ہر شے اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈتی ہے

ونحن وسیلتہ فی خلقہ ونحن خاصتہ ومحل قدسہ ونحن حجتہ

ترجمہ

اللہ کی مخلوق میں در رحمت خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ہم ہیں اور اللہ کے خاص بندے اور اس کی مخلوق میں حجت ہم ہیں۔

پھر اپنا تعارف کرایا

انا فاطمۃ بنت محمّد

میں فاطمہ زہرا ہوں بیٹی محمدؐ کی

پھر فرمایا۔

ایّھا معاشر المسلمین ایستزارث ابی اباالله اِن ترث یابن
ابی قحافہ اباك ولاارث ابی لقد جئت شیئاً فریّا

ترجمہ

اے مسلمانو۔ میرا حق جو میرے باپ کی طرف سے تھا چھینا گیا۔ خدارا اے ابوبکر یہ جتا کر تُو اپنے باپ کا وارث بنے اور میں اپنے باپ کی وارث نہ بنوں لقد جئت شیئاً فریا تو نے ایک غلط طریقہ اختیار کیا ہے۔

پھر بی بی نے مہاجرین وانصار سے اپنی مدد کے لئے فریاد کی کہ

اَیُّھَا بنی قیلہ اھتضم تراث ابی وانتم بمرأی ومسمع ما
ھذہ الفترۃ عن نصرتی والونیۃ من معونتی والغمزۃ فی
حقی والسنۃ عن ظلامتی

ترجمہ

اے بنی قیلہ میرے باپ کی میراث مجھ سے غصب کی جارہی ہے اور تمہارے سامنے ہی سب کچھ ہو رہا ہے تم میری فریاد بھی سن رہے ہو۔ میری مدد کرنے سے تمہاری سستی کیوں ہے۔ اور میرے حق کی حمایت کرنے سے تمہاری چشم پوشی کیوں ہے۔

نوٹ ملا۔ اس خطبہ میں اصحاب کی وہ حالت جو نبی کریم کے بعد پیدا ہوئی ہے بے نقاب ہو جاتی ہے اس لئے اس خطبہ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے مخالف لے کئی طرح ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ مثلاً۔ یہ خطبہ ابی العینا کا ہے۔ لیکن یہ عذر بالکل باطل ہے کیونکہ ابی العینا پیدا ہی نہیں ہوا تھا جب سے بزرگانِ آلِ ابی طالب نے اس کی روایت کی ہے۔

نوٹ ملا۔ یہ خطبہ لمۃ بی بی کا بہت بڑا خطبہ ہے۔ ہم نے اختصار کی خاطر صرف چند جملے ذکر کئے ہیں اس خطبہ کو کتاب "السقیفہ" میں ابوبکر جوہری نے اور کتاب "فائق" میں علامہ زمخشری نے اور کتاب "النھایۃ" میں ابن اثیر جلدری نے اور کتاب "مختصر تنزیہ الشریعۃ" میں شیخ رحمت اللہ نے اور کتاب بلاغۃ النساء میں احمد بن ابی طاہر نے اور کتاب "تذکرہ خواص الامۃ" کے باب ۱۱ میں سبط ابن جوزی نے نقل کیا ہے (منقول از تشئید المطاعن ص۶۵)
نیز اس خطبہ کی طرف علی بن حسین مسعودی نے اپنی کتاب "مروج الذھب" باب وفات ابی بکر میں اشارہ فرمایا ہے۔

خلیفہ جی کے بلا اُجرت وکیل کا لنگڑا عذر

اعتراض۔ فاطمہ زہرا عابدہ تھی لہٰذا زاہدہ بی بی مالِ دنیا کے لئے دربار میں کیسے جاسکتی ہے۔

جواب۔ وکیل صاحب آپ دربار کا رٹا لگاتے ہیں وہ دربار یزید یا ابن زیاد کا نہیں تھا جناب زینبؑ ام کلثوم کی طرح قید ہو کر نہیں گئی تھیں۔ بی بی کے گھر کا دروازہ مسجد کے صحن کی طرف کھلتا تھا اور بی بیؑ عورتوں کے ہجوم میں باپردہ آئی تھیں۔ نیز خلیفہ اور اصحاب میں اور بی بیؑ کے درمیان پردہ بنایا گیا تھا۔ اگر آپ کی پوری تسلی نہیں ہوئی تو سنو اس قسم کے الزامات انبیاء پر بھی لگائے گئے تھے۔

قالوا مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔
(سورہ المومنون) پ۱۸

جواب ۲ اسی مسجد میں جناب عائشہ نے حبشہ کا کھیل دیکھا تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں یہی جناب عائشہ اونٹ پر سوار ہو کر حضرت علیؑ کے مقابلہ میں بصرہ کے میدان میں آئی تو پھر بھی آپ کو کوئی اعتراض نہیں۔ اسی جناب عائشہ نے مُردوں کو غسل کر کے دکھائے (بخاری گواہ ہے، تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں اور اگر نبیؐ کی مظلوم بیٹی نے اپنا حق مانگا ہے تو دربار کا بہانہ کر کے اس عظیم واقعہ کی اہمیت پر پردہ ڈالنا چاہتے ہو اور رسول کی بیٹی کی حق تلفی کے مرتکب ہوتے ہو۔

جواب ۳۔ نبی کریم بھی اپنے حق کی خاطر جو مال دنیا تھا ایک اعرابی سے جھگڑ پڑے تھے۔ (سنن ابی داؤد)

جواب ۴۔ عورت شوہر کے حالات سے خوب باخبر ہوتی ہے کہ وہ مالدار ہے یا تنگ دست۔ ازواج نبیؐ مال دنیا کی خاطر حضورؐ کو اس قدر تنگ کرتی تھیں کہ آخر کار قرآن میں ان کے لئے جھڑکی نازل ہوئی۔

یا ایہا النبی قل لازواجک ان کنتن تردن الحیوۃ الدنیا وزینتھا فتعالین امتعکن واسرحکن سراحا جمیلا۔

پ ۲۱ الاحزاب آیت ۲۹

اس کے باوجود ان کی عقیدت کا دم بھرتے ہو اور جس مظلومہ نے اپنا اور اپنے بچوں کا حق مانگا اس پر اعتراض کرتے ہو کہ دربار میں کیوں گئی۔

جواب ۵ جن دنیا پرست صحابہ نے دفن نبیؐ کا انتظار نہ کیا اہل بیت کو پُرسہ نہ دیا۔ نبیؐ کے تابوت کو کاندھا تک نہ دیا ان کو تو آپ اولیا اللہ مانتے ہیں اور جس مظلومہ نے اپنا حق مانگا

ہے اس کے موقف کو کمزور کرنے کے لئے غلط تاویلات کرتے ہو۔ تمہاری ان محنتوں کا صلہ ابوبکر و عمر کی سرکار سے ضرور ملے گا مگر خدائے قہار و جبار کے دربار کی فکر کر لو۔ اس لئے کہ میدان حشر میں جناب سیدہؑ جن جن کی شکایت دربار الٰہی میں کریں گی اگر اس فہرست میں آپ کا نام بھی ہوا تو پھر نتیجہ معلوم ہے؟

فاطمہ زہراؑ نے فدک کے متعلق دعوئے ملکیت فرمایا تھا

اہلسنت کی معتبر کتاب الملل والنحل للامام ابی فتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی

المتوفی ۵۴۸ھ مطبع حجازی قاہرہ

صاحب کتاب نے ص۱۳ سے تا ص۱۲ وہ دس اختلافات ذکر کئے ہیں جو نبیؐ کے مرض الموت کے وقت اور بعد میں صحابہ کرام میں پیدا ہوئے ہم قارئین کی معلومات کے لئے اختصار کے ساتھ ان دس اختلافات کو جس طرح صاحب کتاب نے ذکر کئے ہیں بیان کرتے ہیں۔

۱۔ نبی کریم کا وقت وفات کاغذ و قلم مانگنا اور جناب عمر کا نبی کریم پر ہذیان کا الزام لگا کر کاغذ اور قلم دینے میں اختلاف کرنا

۲۔ نبی کریم کا لشکر اسامہ کو روانہ کرنے کی تاکید کرنا اور اس پر مخالفت کرنے والے پر لعنت فرمانا اور کچھ اصحاب کا حیلے بہانے کر کے اس وقت جانے میں اختلاف کرنا۔

۳۔ جناب عمر کا نبی کریم کی وفات کے متعلق دوسرے مسلمانوں سے اختلاف کرنا

۴۔ نبی کریم کی جائے دفن کے انتخاب میں اصحابہ کا اختلاف کرنا۔

۵۔ نبی کریم کے بعد کسے خلیفہ بنایا جائے اس بات میں مہاجرین و انصار کا اختلاف کرنا۔

۶۔ فدک کس کی ملکیت ہے اس کے متعلق ابوبکر کا جناب فاطمہؑ زہرا سے اختلاف کرنا۔

۷۔ جو دھاندلی سے صدارت پر قبضہ کر بیٹھا اس کو زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جنگ کرنے کی بابت اصحاب کا اختلاف کرنا

۸۔ عثمان کی خلافت کی خاطر جو سیاسی شوریٰ کمیٹی تشکیل دی گئی اس میں ارکانِ کمیٹی کا اختلاف کرنا

۹۔ جناب ابوبکر کا بغیر الیکشن کے عمر کو مسند خلافت کے لئے نامزد کرنے میں اصحاب کا اختلاف کرنا۔

۱۰۔ جناب امیرؑ کے مسندِ خلافت پر آنے کے بعد عائشہ، طلحہ و زبیر کا اپنے مفاد دنیا کی خاطر جناب امیرؑ سے اختلاف کرنا

نوٹ۔ اب ہم مذکورہ کتاب سے وہ عبارت ذکر کرتے ہیں جس سے جناب زہرا کی فدک پر ملکیت ثابت ہوتی ہے۔

کتاب الملل والنحل ص۱۳

الخلاف السادس فی امر فدک والتوارث عن النبی علیہ السلام ودعوی فاطمۃ علیہا السلام وراثۃ تارۃ وتملیکا اخری حتی دفعت عن ذلک بالروایۃ المشہورۃ عن النبی علیہ السلام (نحن معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ صدقۃ)

ترجمہ

چھٹا اختلاف امر فدک میں ہے اور توارث نبیؐ میں ہے اور جناب فاطمہؑ

زہرا کا دعویٰ کرنا ازبابت فدک کہ میں فدک کی مالک ہوں۔ اور اگر مجھے مالک نہیں مانتے تو میں رسول اللہ کی بیٹی ہوں لہٰذا میں وارث ہوں اور اس طرح بھی فدک میری ملکیت ہے۔ جناب فاطمہؑ زہرا کو ایک من گھڑت حدیث نحن معاشر الانبیاء کے ذریعے ان کے حق سے محروم کردیا گیا)

نوٹ۔ مذکورہ عبارت سے روشن ہے کہ فاطمہؑ زہرا فدک کی زمین کا اپنے آپ کو مالک سمجھتی تھیں۔

شاہ عبدالعزیز کا لنگڑا عذر

شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ ص۲۶۸ پر لکھتے ہیں کہ فدک پر بی بی کا قبضہ نہیں تھا اور جب تک مال ہبہ پر قبضہ نہ ہو وہ ملکیت نہیں بن سکتا۔

اگر فدک پر بی بی کا قبضہ نہ تھا تو ابوبکر نے یہی عذر کیوں نہ پیش کیا

جواب ۱۔ مدعی سست اور گواہ چست

اگر یہی عذر تھا تو خود ابوبکر کو بھی پیش کرنا چاہیئے تھا۔ صاحب الملل والنحل کی عبارت سے یہ روشن ہے کہ بی بی نے دعویٰ ملکیت فرمایا تھا۔ اگر عدم قبضہ والا ہی عذر تھا تو ابوبکر یہی عذر پیش کرتا لیکن ابوبکر نے دعویٰ ہبہ پر گواہ طلب کئے۔ معلوم ہوا کہ ابوبکر کو بی بی کے زمین فدک پر قبضہ سے انکار نہیں تھا۔

اگر فدک پر قبضہ نہ تھا تو ابوبکر نے فدک واپس کرنے کی تحریر کیوں لکھدی

جواب ۲

اہلسنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ ص۳۸۸ ج۳ مؤلف علی بن برہان الدین حلبی
ذکر خلافت ابی بکر مطبوعہ مصر

عمر کا سند چاک کرنا

وفی کلام سبط ابن الجوزی انہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتب لھا بفدک ودخل علیہ عمر وقال ما ھذا؟ فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ بمیراثھا من ابیھا فقال مماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ۔

ترجمہ۔

سبط ابن جوزی کے کلام میں ہے (فاطمہ زہرا کے دعوئ ملکیت اور دلائل کے بعد جناب ابوبکر نے بے بس ہو کر) فدک جناب زہرا کو دے دیا اور تحریر لکھ دی تو اتنے میں جناب عمر حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور پوچھا یہ تحریر کیسی ہے۔ خلیفہ نے کہا کہ فدک کے بارے میں فاطمہ زہرا کو میں نے تحریر لکھ دی ہے کہ بی بی فدک کی از روئے وراثت مالک ہے۔ عمر نے کہا تو پھر مسلمانوں پر تو کس مال سے خرچ کرے گا۔ جبکہ تمام عرب تیرے ساتھ لڑنے کو تیار ہے۔ پھر عمر نے وہ تحریر لے کر پھاڑ ڈالی۔

نوٹ۔ مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حدیث لا نورث من گھڑت ہے۔ کیونکہ ابوبکر نے بابت فدک فاطمہ زہرا کو نبی کی میراث کا حقدار تسلیم کر لیا ورنہ وہ تحریر نہ لکھ دیتا اور اگر حدیث لا نورث کی روایت میں ابوبکر حق بجانب تھے تو پھر شاہ عبدالعزیز کا عذر جھوٹا ہے۔ جیسا کہ

صاحب الملل والنحل نے لکھا ہے کہ بی بی نے دعوئے ملکیت فرمایا تھا اور ملکیت بغیر قبضہ کے ہوتی نہیں۔ ابوبکر کا فدک کی بابت تحریر لکھ دینا اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ابوبکر نے بی بی کے قبضہ کو تسلیم کر لیا تھا۔

حضرت ابوبکر کی تحریروں کو پھاڑنا جناب عمر کی عادت تھی

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۱۸۹ ج۲ کتاب "احیاء الاموات من قسم الافعال"
مؤلف شیخ علی المتقی الہندی مطبوعہ حیدرآباد

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب "الاموال" ص۲۷۷ باب الاقطاع کتاب "احکام الارضین"
مؤلف حافظ ابی عبید القاسم بن سلام المتوفی ۲۲۴ ھ نیز ازالۃ الخفاء فصل ششم الافعال

عمر کا ابوبکر کی تحریر میں تھوکنا اور مٹانا

حضرت ابوبکر نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو ایک جاگیر عطا کی اور انہیں تحریر بھی لکھ دی وہ عمر کے پاس آئے اور صورت حال سے آگاہ کیا تو جناب عمر نے

تناولہ من ایدیھما ثم تفل فیہ او بصق فی الکتاب ومحاہ

وہ تحریر ان دونوں سے لے لی اور اس میں تھوکا اور اس کو مٹا دیا۔ وہ دونوں شخص غصے میں بھرے ہوئے ابوبکر کے پاس آئے اور کہا۔

واللہ ما ندری انت الخلیفہ ام عمر فقال بل ھو

بخدا ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آیا تو خلیفہ ہے یا عمر ہے۔ تو ابوبکر نے کہا خلیفہ دراصل عمر ہی ہے۔ میں تو خواہ مخواہ پھنس گیا ہوں تو پھر جناب عمر بھی غصے میں بھرے ہوئے آ گئے اور پھر شیخین میں جو گفتگو ہوئی اس میں جناب ابوبکر حضرت عمر کے خلق عظیم کی زم ضرابیں کر

برداشت نہ کر سکے اور چلا اٹھے کہ بھیا میں جو کہتا تھا کہ اس خلافت کے بوجھ کو سنبھالنے کے قابل میں نہیں ہوں تو تم نے اپنے مقاصد کے لئے مجھے خلیفہ بنا دیا۔

نوٹ۔ ہم نے دونوں کتابوں کی روایت کا ملخص پیش کیا ہے پہلی جمہوری حکومت سے یہ سنت چلی آرہی ہے کہ وزیر اعظم اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہیں۔

مال مسلمین سے حضرت ابوبکر کی اپنے داماد پر خفیہ نوازش۔

اور وہ بھی حضرت عمر سے چوری چوری

اہلسنت کی معتبر کتاب کنزالعمال صفحہ ۲۸۹ کتاب احیاء الاموات

عن عروة قال دخلت علی معاویة فقال لی ما فعل المسلول قلت هو عندی قال انا والله خططته بیدی اقطع ابوبکر الزبیر فکنت اکتبها فجاء عمر فاخذ ابوبکر الکتاب فادخله فی ثنی الفراش فدخل عمر فقال کانکم علی حاجة فقال ابوبکر نعم فخرج فاخرج ابوبکر الکتاب فاتممته۔

ترجمہ۔

عروہ بن زبیر کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں معاویہ کے پاس آیا۔ امیر شام نے مجھ سے پوچھا کہ وہ تمہاری مسلول نامی جاگیر کہاں گئی۔ عروہ کہتا ہے میں نے کہا میرے پاس ہے۔ معاویہ نے کہا بخدا اس کی تحریر میں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی

(ابوبکر نے اپنی بیٹی اسماء کے شوہر زبیر کو یہی جاگیر دی اور میں اس بارے میں تحریر لکھ رہا تھا کہ اتنے میں حضرت عمر آ گئے۔ ابوبکر نے وہ تحریر مجھ سے لے کر مسند کے نیچے چھپا لی۔ جناب عمر نے پوچھا کہ کسی خاص بات میں مشغول ہو۔ ابوبکر نے کہا ہاں۔ جناب عمر چلے گئے تو ابوبکر نے وہ تحریر نکالی اور میں نے اسے مکمل کیا۔

نوٹ۔ وامصیبتا علی الاسلام۔

ارباب انصاف۔ غور کا مقام ہے جناب عمر کی تند مزاجی سے جناب ابوبکر خوب واقف تھے۔ ابوبکر نے جب اپنی بیٹی اور داماد کو مسلمانوں کے مال سے نوازنا چاہا تو کس دور اندیشی سے کام لیا۔ حضرت عمر کی جھلک پڑتے ہی تحریر کاتب سے لیکر فوراً چھپا لی اور رسولؐ اللہ کی بیٹی کو ان کے جائز حق فدک کی زمین دینے کی دل سے نیت نہیں تھی لہٰذا ان کی خاطر تحریر بھرے دربار میں لکھی اور جناب عمر کو صاف صاف بتا دیا کہ میں فدک کی زمین فاطمہؑ زہرا کو دے رہا ہوں۔ جناب ابوبکر نے یہاں بھی ایک دور اندیشی کی ہے کہ لوگ سمجھیں میں نے تو دے دی ہے مگر میرا وزیر باتدبیر عمر فاروق راضی نہیں ہے۔

ارباب انصاف! تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

مال مسلمین سے اپنی بیٹی کو عمر سے چوری چوری جاگیر دینے کا اگر ابوبکر کو حق پہنچتا تھا تو نبی کی بیٹی کو بھی ایسے وقت میں تحریر لکھ دیتا کہ عمر فاروق کو پتہ نہ چلتا۔ اگر ابوبکر پیکر عدل اور خلوص تھے تو فاطمہ زہرا کو دوبارہ بھی تحریر لکھ کر دے سکتے تھے جبکہ پہلی تحریر عمر فاروق نے پھاڑ دی تھی۔

فدک پر اہلبیت کے قبضے کا زبردست ثبوت

جواب نمبر ۳

نہج البلاغہ رسالہ نمبر ۴۴ ابی عثمان بن حنیف انصاری۔
طبع بیروت ص ۱۲۱

بلیٰ کانت فی ایدینا فدک من کلّ ما اظلته السماء فشحت علیہا نفوس قوم وسخت عنہا نفوس آخرین ونعم الحکم اللہ

ترجمہ

جناب امیرؑ اپنا درد دل اپنے گورنر سے بیان فرماتے ہیں، ہر اس چیز پر جس پر آسمان سایہ فگن ہے اس میں سے ہمارے ہاتھ میں صرف فدک تھا۔ پس ایک قوم نے اس پر بخل کیا (اور ہم سے فدک غصب کر لیا) اور دوسری قوم نے فراخ دلی دکھائی (یعنی ہم نے صبر کیا)، ونعم الحکم اللہ اور خدا ہی بہترین حکم کرنے والا ہے۔

نوٹ۔ مذکورہ عبارت میں جناب امیرؑ نے صاف دعوےٰ فرمایا ہے کہ فدک ہمارے ہاتھوں میں تھا اور جو چیز کسی کے ہاتھ میں ہو وہ اس کے قبضے میں ہوتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز کا انکار بالکل غلط ہے کیونکہ شاہ صاحب تحفہ کے باب فدک میں خود مانتے ہیں کہ حضرت علیؑ شیعہ کے نزدیک معصوم ہیں اور ہمارے نزدیک محفوظ ہیں۔ اور جو محفوظ ہو وہ اپنے ذاتی مفاد مالِ دنیا کی خاطر جھوٹا دعوےٰ نہیں کرتا۔ نیز مذکورہ عبارت سے یہ بات بھی روشن ہو گئی کہ جناب امیرؑ فدک کی زمین کو اہلبیت کی ملکیت جانتے تھے ورنہ اس کے غصب ہونے پر افسوس کرنے

کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

جواب نمبر ۴

اہلسنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا جلد ۳ ص ۹۹۵
اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد جلد ۲ ص ۱۵ کتاب الخراج والامارہ والفئی
مؤلف سلیمان بن اشعث الازدی مطبوعہ مصر

لم یقسم لاحد من الانصار غیرہما وبقی منہا صدقۃ رسول اللہ التی فی ایدی بنی فاطمۃ علیہا السلام

ترجمہ

نخلستان بنی نضیر نبی کریمؐ کی خاص ملکیت تھا، حضورؐ نے ماسوا دو شخصوں کے اس نخلستان سے انصار کو کچھ نہیں دیا اور اس نخلستان سے جو رسول اللہ کا حصہ تھا وہ اولاد فاطمہؑ کے ہاتھوں میں رہا۔

نوٹ۔ مذکورہ عبارت میں "فی ایدی بنی فاطمۃ" قابلِ غور فقرہ ہے۔

جواب نمبر ۵

اگر سیدہ زہراؑ کا فدک پر قبضہ اور ملکیت ثابت نہ ہوتی تو عمر بن عبدالعزیز فدک اولاد زہراؑ کو واپس نہ دیتا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا ص۹۹۹
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۴۴/۴

وفاء الوفاء کی عبارت

فلما ولی عمر بن عبد العزیز الخلافة کتب الی عامله بالمدینة یأمره برد فدک الی ولد فاطمة فکانت فی ایدیهم ایام عمر فلما ولی یزید بن عبد الملک قبضها

شرح حدیدی کی عبارت

ردّ فدک الی ولد فاطمة وکتب الی والیه علی المدینة یأمره بذلک

ترجمہ

جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا تو اس نے زمین فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس دے دی اور اس کی بابت اپنے والیٔ مدینہ کو خط لکھا۔ شرح حدیدی کی عبارت میں ہے کہ والیٔ مدینہ نے خط کا جواب دیا کہ فاطمہؑ آل عثمان اور آل فلاں و فلاں میں بھی ہے۔ یہ فدک میں کس فاطمہؑ کی اولاد کو واپس کروں۔ مرکز سے پھر اُسے جواب پہنچا کہ اگر کسی بکری یا گائے کے ذبح کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہوتا تو آپ پوچھنے کا حق رکھتے تھے کہ بکری سینگوں والی یا دوسری ہو اور گائے کس رنگ کی ہو۔ جب ہمارا یہ خط پہنچے تو فدک جناب علیؑ اور جناب فاطمہؑ زہرا کی اولاد کو واپس دے دو۔

نوٹ:۔

ہم نے دونوں کتابوں کی روایت کا ملخص پیش کیا ہے یہ واقعہ روشن ثبوت ہے کہ فدک فاطمہؑ زہرا کی ملکیت تھا اور ابوبکر نے بنتِ نبیؐ پر ظلم کر کے چھینا تھا۔ ورنہ اہلِ سنت کا عادل خلیفہ ابوبکر کی مخالفت کرتے ہوئے فدک اولادِ فاطمہؑ کو واپس نہ دیتا۔

اگر سیدہ زہراؑ کا فدک پر ملکیت اور قبضہ ثابت نہ تھا تو اہلِ سنت کے حافظِ قرآن عادل خلیفہ مامون نے فدک اولادِ زہراؑ کو واپس کیوں دیا؟

جواب ۶:۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتوح البلدان ص۴۶
۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا ص۹۹۹
۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۱۲/۴

ولما کانت سنة عشر ومائتین امر المامون فدفعها الی ولد فاطمة وکتب بذلک الی قثم بن

جعفر عامله على المدينة اما بعد .... وقد كان رسولُ الله اعطى فاطمة فدك وتصدق بها عليها وكان ذلك امراً ظاهراً معروفاً لا اختلاف فيه بين آل رسول الله .... فرأى اميرُالمومنين المامون ان يردها الى ورثتها۔

ترجمہ:۔

۲۱۰ھ میں خلیفہ مامون عباسی نے فدک اولادِ فاطمہؑ کو واپس کردیا شاہی فرمان کا مضمون یہ ہے نبی کریمؐ نے فدک فاطمہؑ زہرا کو عطا کیا تھا یہ بات ڈھکی چھپی نہیں بلکہ ایک روشن امر ہے اور آلِ رسول کا اس میں کوئی اختلاف نہیں حاکم وقت مامون نے مناسب سمجھا ہے کہ فدک فاطمہؑ زہرا کے ورثاء کو لوٹا دیا جائے۔

نوٹ:۔ اگر فدک فاطمہؑ زہرا کی ملکیت نہ ہوتا تو اہل سنت کا عالم خلیفہ حافظِ قرآن مامون عباسی ابوبکر کی مخالفت کرتے ہوئے فدک اولادِ فاطمہؑ کو واپس نہ کرتا۔

جواب ۷: آیت آتِ ذالقربیٰ، فدک پر سیدہ زہراؑ کے قبضے کا زبردست ثبوت ہے،

شاہ عبدالعزیز کا یہ کہنا کہ دعوئ ہبہ نامکمل تھا سراسر بے انصافی ہے کیونکہ رسولؐ کریم

کے لئے اپنی شریعت پہ عمل کرنا ضروری ہے اور جب آیت "وآت ذاالقربیٰ" نازل ہوئی تو پیغمبرؐ پر ضروری ہوگیا کہ اُس پر عمل کرے اور ہم نے اہلِ سنت کی دس معتبر کتب سے یہ ثابت کیا ہے کہ پیغمبر نے اس آیت پر عمل کرتے ہوئے فدک فاطمہؑ زہرا کو دے دیا تھا۔ لہٰذا قبضہ ہر شئے کا اُس کے مناسب ہوتا ہے جب زمین کسی کو دے دی جائے اور اُس میں اپنا کوئی تصرف نہ رکھا جائے تو یہی اُس کا قبضہ ہے۔ پیغمبر نے فدک دینے کے بعد اُس زمین میں اپنا کوئی مالکانہ تصرف نہیں رکھا۔

اربابِ انصاف:

(۱)۔ اگر فدک پر بی بیؑ کی ملکیت نہ ہوتی تو سیدہ صدیقہ ہرگز دعویٰ نہ فرماتیں۔

(۲)۔ اگر دعویٰ ملکیت مکمل نہیں تھا تو دوسرے اصحاب کیوں خاموش رہے اُن کا فرض تھا بی بیؑ کی خدمت میں باادب عرض کرتے کہ آپ ناراض نہ ہوں آپ کا دعویٰ نا تمام ہے۔

(۳)۔ اگر دعویٰ ملکیت صحیح نہیں تھا تو ازواجِ نبیؐ کا بھی فرض تھا کہ بی بی سے عرض کرتیں کہ آپ کا دعویٰ نامکمل ہے۔

(۴)۔ اگر دعویٰ ہبہ صحیح نہیں تھا تو جناب امیرؑ نے اس دعویٰ کی اجازت کیوں دی اور خود گواہ کے طور پر پیش کیوں ہوئے۔

(۵)۔ اگر دعویٰ ہبہ صحیح نہیں تھا تو حسنینؑ جنت کے سردار اپنی ماں کے ہمراہ شہادت کی خاطر کیوں گئے۔

(۶)۔ اگر دعویٰ ہبہ نامکمل تھا تو ابوبکر نے گواہ کیوں طلب کئے۔

ارباب انصاف :-

اس فدک والے کیس میں تمام اہلِ مدینہ نے جناب فاطمۃ زہرا کا ساتھ دیا ہے، کچھ نے اعلانیہ بی بی کے حق میں گواہی دے کر اور کچھ نے حکومت کے وقت سے ڈرتے ہوئے خاموشی اختیار کی۔

شاہ عبدالعزیز اور علامہ محمود احمد رضوی کا دعویٰ اجماع کہ ہبہ بغیر قبضہ کے نامکمل ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

تحفہ اثنا عشریہ ذکر فدک ، رسالہ باغ فدک صـ۲۴

دونوں صاحبان نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کا یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ ہبہ میں جب تک قبضہ نہ ہو اس وقت تک ملکیت ثابت نہیں ہوتی۔

جواب :-

شاہ عبدالعزیز کا مسئلہ مذکورہ میں دعوئ اجماع کرنا سفید جھوٹ ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :- اہلِ سنت کی معتبر کتاب الھدایہ مع الدرایہ

صـ۲۸۴ کتاب الھبہ :

و القبض لا بد منه لثبوت الملك وقال مالك يثبت الملك فيه قبل القبض اعتبارا بالبيع

ترجمہ :-

ہبہ میں قبضہ ضروری ہے تاکہ ملک ثابت ہو اور امام مالک فرماتے ہیں کہ ہبہ میں قبضہ کے بغیر بھی ملک ثابت ہے۔

نوٹ :-

ارباب انصاف جس مسئلے میں اہلِ سنت کے چوتھے امام حضرت مالک کا اختلاف موجود ہے اُس مسئلہ کو یہ دونوں اہلِ سنت کا اجماعی مسئلہ کہیں یہ انتہائی درجے کی غلط بیانی ہے۔ مسئلہ مذکورہ میں جناب ابوبکر نہ تو مقلد تھا تمہارے چار اماموں سے کسی کا کیونکہ ابوبکر کے زمانے میں یہ چار ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور نہ خود مجتہد تھا کیونکہ اُن کا شمار نہ تو آپ نے حفاظِ قرآن میں کیا ہے اور نہ حفاظِ حدیث میں؛ پیشہ بھی کپڑا بیچنے کا تھا، عمر بھی چالیس سال کے لگ بھگ تھی اور یہ زمانہ تحصیلِ علم کا نہیں اسی لئے بخاری جیسی تمہاری صحیح کتاب میں جناب ابوبکر سے کل بائیس حدیثیں لی گئی ہیں۔

بنتِ رسول کے دعوئے فدک کے بعد خلیفہ کے بے تکے اور نامکمل عُذر:۔

عُذر ۱ :

خلیفہ نے جواب میں حدیث لانورث بیان کی ۔

جواب :۔

فاطمہؑ زہرا کا دعویٰ تھا کہ میرے باپ رسول اللہؐ نے زمین فدک مجھے اپنی زندگی میں عطا کردی تھی اور میں اس جاگیر کی والد کی زندگی ہی میں مالک بن چکی ہوں ۔

اربابِ انصاف :۔

حدیث لانورث دعوئے ملکیت کا معقول جواب ہرگز نہیں اس حدیث کے تمام ضروری پہلوؤں پر ہم مفصل بحث کریں گے ۔

عُذر ۲ :

بی بیؑ کے دعوئے ملکیت کے بعد ابوبکر نے گواہ طلب کئے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱۔ اہلِ سُنت کی معتبر کتاب فتوح البلدان بلاذری ص ۴۴ ذکر فدک

(۲) ۔ اہلِ سُنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۱۱۳ ج ۴
(۳) ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۱۲۵ ج ۸
(۴) ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سیرتِ حلبیہ ص ۹۸ ج ۳
(۵) ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح مواقف ص ۴۳۵
(۶) ۔ اہلِ سُنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص ۲۲ باب مطاعن ابی بکر
(۷) ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب معجم البلدان ص ۲۳۹ ج ۴
(۸) ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا ص ۹۹۹ ج ۳

نوٹ :۔

تمام کتب کی عبارات پیش کرنا مشکل ہے ۔ ہم صرف چند عبارات اختصار سے پیش کرتے ہیں ۔

فتوح البلدان کی عبارت ملاحظہ ہو ص ۴۴

ان فاطمۃؑ قالت لابی بکر اعطنی فدک فقد جعلھا رسول اللہ لی فاتھا البینۃ فجاءت بام ایمن و رباح مولی النبیؐ فشھدا لھا بذلک فقال ان ھذا الامر لا تجوز فیہ الا شھادۃ رجل وامراتین ۔

ترجمہ :

فاطمہؑ زہرا نے ابوبکر سے کہا ۔ فدک میرے باپ رسول اللہؐ مجھے

دے گئے ہیں۔ لہذا تو اُسے واپس دے دے۔
ابوبکرؓ نے گواہ طلب کئے۔ بی بی نے نبیؐ کریم کے رباح
نامی غلام کو اور ام ایمن کو بطور گواہ پیش کیا۔ ان دونوں
نے بی بی کے حق میں گواہی دی۔ خلیفہ نے کہا کہ آپ ایک
مرد اور دو عورتیں پیش کریں

تفسیر کبیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔ صہ ۱۲۵

فلما مات ادعت فاطمةؑ انه کان ینحلها فدک
فقال ابوبکر لکنی لا اعرف صحة قولك فشهد
لها ام ایمن ومولی للرسول۔

ترجمہ:
نبی کریمؐ کی وفات کے بعد جناب زہراؑ نے فدک طلب
کیا تو ابوبکرؓ نے کہا مجھے آپ کے دعویٰ کی سچائی معلوم
نہیں۔ بی بی نے نبی کریم کی ایک ام ایمن نامی کنیز اور
ایک غلام بطور گواہ پیش کئے۔ ابوبکرؓ نے کہا آپ
ایک دوسرا گواہ ایسا پیش کریں جس کی گواہی قابلِ
قبول ہو۔

وفاء الوفا کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

باب صدقات النبیؐ۔
وهی التی قالت فاطمةؑ ان رسول الله
نحلنیها فقال ابوبکر ارید بذلك شهود
نشهد لها علیؑ فطلب شاهدا آخر فشهدت
لها ام ایمن الخ

ترجمہ:۔
فدک وہی جاگیر ہے جس کے متعلق جناب زہراؑ نے کہا تھا
کہ رسول اللہؐ مجھے دے گئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں
گواہ چاہتا ہوں۔ جناب علیؑ اور ام ایمن نے گواہی دی
خلیفہ نے کہا کہ گواہی ایک مرد اور دو عورتوں کی
مقبول ہے۔

شرح مواقف کی عبارت ملاحظہ ہو صہ ۳۵۷

فان قیل ادعت فاطمةؑ انه نحلها فدك وشهد
علیه علیؑ والحسنؑ والحسینؑ و ام کلثوم والصحیح
ام ایمن فرد ابوبکر شهادتهم فیکون ظالما
قلنا اما الحسنؑ والحسینؑ فللفرعیة لان شهادة
الولد لایقبل لاحد ابویه واجداده عند
اکثر اهل العلم والیضا هما کان صغیرین

فی ذلک الوقت واما علی وام ایمن
فنقصورھما عن نصاب البنیہ وھو رجلان
او رجل وامرأتان -

ترجمہ ملخص :-

اگر کہا جائے کہ فاطمہؑ نے دعویٰ کیا تھا کہ رسول اللہؐ نے
فدک انہیں ہبہ اور عطیہ کر دیا تھا اور اس پر علیؑ نے اور
حسنینؑ نے اور اُم کلثوم نے گواہی دی تھی اور صحیح یہ ہے
کہ ام ایمن نے گواہی دی تھی اور ابوبکر نے ان کی شہادت
رَدّ کر دی پس وہ ظالم ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ حسنینؑ کی شہادت
اولاد ہونے اور کم سن ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کی -
باقی رہے علیؑ اور ام ایمن تو ان کی گواہی نصاب سے کم ہونے
کی وجہ سے قبول نہیں ہوئی -

نوٹ ۱ :-

ہم نے اہل سنت کی آٹھ معتبر کتب سے بی بیؑ کا دعویٰ ہبہ کرنا اور
ابوبکر کا گواہ مانگنا اور جناب امیرؑ اور حسنینؑ نبی کریمؐ کے ایک غلام اور کنیز
کا بطور گواہ پیش ہونا ثابت کر دیا -

جھوٹ بولنے کی بھی اور ڈھیٹ ہونے کی بھی کوئی حد ہے :

شاہ ولی اللہ نے قرۃ العینین ذکر فدک میں اور شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ
ذکرِ فدک میں دعویٰ ہبہ اور جناب امیرؑ - حسنینؑ - ام ایمن اور رباح کی
گواہی دینے سے انکار کیا ہے -

واجتنبوا قول الزور

۲- جناب ابوبکر کا یہ جواب کہ گواہ پیش کرو اس امر کا روشن ثبوت
ہے کہ ابوبکر کو قبضہ سے اصلاً انکار نہ تھا -
۳ - ابوبکر کا گواہ مانگنا اس امر کا بھی ثبوت ہے کہ فدک کے مال المسلمین
ہونے کا ابوبکر کو یقین نہ تھا - ورنہ گواہ مانگنے کی ضرورت نہ تھی -
اور ابن تیمیہ نے یہ سفید جھوٹ بولا ہے کہ فدک مال المسلمین تھا -

نوٹ :-

جناب ابوبکر کے گواہ مانگنے پہ جرح -

گواہ مانگنے میں حضرت ابوبکر نے چند جہت سے خطا کی ہے

(۱) - ابوبکر کو گواہ مانگنے کا حق تب ہوتا جب کہ وہ خود اس مقدمہ میں موث
نہ ہوتے

آنجناب تو خود مدعا علیہ تھے - اور کسی عدالت کا قانون نہیں کہ مدعا علیہ
خود جج بن بیٹھے انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ جج کوئی اور ہوتا اور خلیفہ ابوبکر اس

کے سامنے اپنی صفائی پیش کرتے۔ جناب امیرؑ نے اپنے ایک مقدمے میں جو ایک یہودی کے ساتھ تھا۔ شریح قاضی کو جج بنایا تھا (اس کا نام ہے انصاف)

۲۔ گواہ تب مانگا جاتا ہے۔ جب کہ کوئی مقابلہ میں تردید کرنے والا ہو۔

فدک کے مقدمہ میں ازواجِ نبیؐ یا اقرباءِ نبیؐ یا عام مسلمانوں کو مقابل فرض کیا جا سکتا ہے۔ ان تینوں میں سے کسی نے بھی جناب فاطمہؑ زہرا کے دعویٰ کی نہ تردید کی اور نہ ہی ان کے مقابلہ میں اپنا دعویٰ پیش کیا۔ خلیفہ جی کو کیا ہو گیا تھا کہ جناب زہراؑ سے زمین فدک چھین لی۔

۳۔ ابوبکر کا فرض تھا کہ اس مقدمہ میں بجائے جناب عمر کے دوسرے غیر جانبدار مسلمانوں سے مشورہ لیتے۔

۴۔ حکومت کی ذاتی ملکیت یعنی نیشنلائز کرنے کا اس وقت تصور نہ تھا۔

ابوبکر کا فرض تھا کہ سیدہؑ زہرا کا دعویٰ بغیر گواہ کے مان لیتا۔ کیونکہ جناب فاطمہؑ زہرا نبیؐ کی بیٹی صدیقہ تھیں (صداقتِ زہراؑ حدیث کی روشنی میں)

اہلِ سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص۱۶۲ مناقبِ علیؑ مطبوعہ بغداد

روی ابو سعید فی شرف النبوۃ أن رسولؐ اللہ
قال لعلیؑ اوتیت ثلاثاً لم یؤتهن احد ولا انا اوتیت
صهراً مثلی ولم اوت انا مثلك واوتیت زوجة
صدیقة مثل ابنتی تا آخر

ترجمہ:۔
نبی کریم نے جناب امیرؑ سے فرمایا تین فضیلتیں آپ میں ایسی ہیں جو کسی کو نہیں ملیں۔

۱۔ آپ کو میرے جیسا خسر ملا۔
۲۔ آپ کو میری بیٹی جیسی صدیقہ زوجہ ملی۔
۳۔ آپ کو حسن و حسین جیسے صلبی بیٹے ملے۔

نوٹ:۔
مذکورہ حدیث سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ نبی کریم جناب امیرؑ کے علاوہ کسی کے خسر نہیں اور حضرت علیؑ کے علاوہ نبی کریم کا کوئی داماد نہیں
۲۔ اولادِ علیؑ حسنینؑ جیسی کسی کی اولاد نہیں۔
۳۔ سوائے جناب علیؑ کے کسی کی زوجہ صدیقہ نہیں حتیٰ کہ نبیؐ کی بھی کوئی

زوجہ صدیقہ نہیں۔

اربابِ انصاف :-

یہ حدیث فاطمہؑ زہرا بنتِ رسولؐ کی صداقت کا روشن ثبوت ہے۔

فاطمہؑ زہرا مثلِ مریمؑ ہے ۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنزالعمال ص۲۱۹ کتاب الفضائل من قسم الاول

اول شخص یدخل الجنۃ فاطمۃؑ بنت محمدؐ
ومثلھا فی ھذہ الامۃ مثل مریم فی بنی اسرائیل

ترجمہ

نبی کریم فرماتے ہیں پہلا شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ فاطمہؑ بنتِ محمدؐ ہے بی بی اس اُمت میں مثلِ مریمؑ ہیں۔

نوٹ :-

اس حدیث میں فاطمہؑ زہرا کو مریمؑ سے تشبیہ دی گئی ہے اور وجہ شبہ صداقت اور بتول ہونا ہے۔

زہرؑا اور مریمؑ کی صداقت قرآن کی روشنی میں۔

"ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ"

پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۰

ترجمہ :-

نہیں ہے مسیح بیٹا مریمؑ کا مگر پیغمبر تحقیق گزرے ہیں پہلے اُس سے پیغمبر اور ماں اُس کی صدیقہ تھی ۔

نوٹ :-

حدیثِ مذکورہ میں نبی کریم نے فرمایا ہے کہ فاطمہؑ زہرا مثلِ مریمؑ ہیں اور قرآن میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ مریم صدیقہ ہیں ۔ پس معلوم ہوا کہ فاطمہؑ زہرا بھی صدیقہ ہے ۔

بی بی عائشہ کی گواہی کہ فاطمہؑ زہرا صدیقہ ہے۔

۱- اہلِ سُنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین ص۱۶۱ ج۳ مؤلف امام عبداللہ حاکم نیشاپوری مطبوعہ حیدرآباد (دکن)

۲- اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ص۳۶۶ ج۴

مولف ابی عمر مالکی مطبوعہ مصر۔

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اکمال فی اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ص۲۹ باب ذکر فاطمہؑ بنتِ رسولؐ اللہ مطبوعہ کانپور۔

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء ص۴۲ مولف ابی نعیم اصفہانی۔

قالت عائشۃ ما رایت احدا قط اصدق من فاطمۃ رضی اللہ عنہا قالت وکان بینہما شیئ فقالت یا رسولؐ اللہ سلہا فانہا لا تکذب۔

ترجمہ:۔

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے سوائے نبی کریم کے فاطمہؑ زہرا سے زیادہ سچا کوئی نہیں دیکھا۔ سیدہؑ زہرا اور بی بی عائشہ میں کوئی اختلاف تھا تو جناب عائشہ نے کہا یا رسولؐ اللہ آپ فاطمہؑ زہرا سے پوچھیں وہ جھوٹ نہیں بولیں گی۔

نوٹ:۔

اہلِ سنت کو یہ حکم ہے خذوا شطر دینکم عن ھذہ الحمیرا۔

ایک حصہ دین اس حمیرا یعنی عائشہ سے لو۔

ارباب انصاف:۔

بی بی حمیرا نے بھی صداقتِ فاطمہؑ زہرا کو قبول کیا ہے۔

نتیجہ بحث

ملوانو آخر آپ کو مرنا ہے خدا کو جان دینی ہے، قبر میں بیٹھنا ہے۔ کیا کبھی آپ کے تصور میں آیا ہے کہ مفادِ دنیا کی خاطر جناب عائشہ اور جناب حفصہ نے بھی کبھی جھوٹ بولا تھا اگر ان دونوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا تو خدا را کچھ تو انصاف کرو جب خلیفہ کی بیٹی مالِ دنیا کی خاطر ذاتی مفاد کے لئے جھوٹ نہیں بولتی تو محمد رسولؐ اللہ کی بیٹی کیسے جھوٹ بول سکتی ہے۔ وہ فاطمہؑ زہرا جس کے خون میں نبیؐ کا خون، جس کے لہجے میں نبیؐ کا لہجہ جس کی خوشی اور ناراضگی نبیؐ کی خوشی اور ناراضگی، جس کی صداقت کے لئے اللہ کا قرآن گواہ۔ محمدؐ کا فرمان گواہ۔ اس مجسمۂ صداقت بی بی کے دعویٰ پر جناب ابوبکر کو کیوں اعتبار نہ آیا اور بموجب روایت تفسیر کبیر کس جرأت سے کہا کہ اے نبیؐ کی بیٹی تو جھوٹی ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) جناب زہراؑ مثلِ مریمؑ صدیقہ ہیں اور مریمؑ صدیقہ نے اپنی صفائی کے لئے اور گواہی کے لئے اپنا ایک بچہ پیش کیا تو قوم نے اعتبار کیا اور فاطمہؑ صدیقہ نے اپنی گواہی اور صفائی کے لئے اپنے دو بچے پیش کئے۔ لیکن خلیفہ ابوبکر کو اعتبار نہ آیا۔

سیدہ صدیقہ فاطمہؑ بنتِ رسول اللہ معصومہ ہیں۔

١- اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۲۱/۲۹ / ۵ باب مناقب فاطمہؑ (ص ۳ کتاب النکاح)
٢- اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۳۳۹ / ۲ باب فضائل فاطمہؑ بنت نبیؐ
٣- اہل سنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین ص ۱۵۹ / ۳ ذکر مناقب فاطمہؑ (بنتِ رسول اللہؐ)
٤- اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۲۱۹ / ۶ کتاب الفضائل من قسم الاقوال
٥- اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۳۶۶ / ۴
٦- اہل سنت کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء ص ۴۰ / ۲
٧- اہل سنت کی معتبر کتاب روضۃ الاحباب ص ۶۰۸۔

نوٹ:-

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا مشکل ہے کیونکہ اختصار مدنظر ہے ہم چند کتب کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

١- بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو۔
ان رسول اللہ قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی۔

٢ بخاری کی دوسری عبارت:
ویؤذینی ما آذاھا۔

٣- مسلم شریف کی عبارت ملاحظہ ہو۔
انما فاطمۃ بضعۃ منی یؤذینی ما آذاھا۔

ترجمہ:-
فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضب ناک کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔ جس نے اس کو اذیت و تکلیف پہنچائی اس نے مجھ کو اذیت و تکلیف پہنچائی۔

بضعۃ منی کی تشریح۔

اہل سنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض ص ۵۶۵ / ۴ مؤلف شہاب الدین خفاجی مطبوعہ مصر۔

قال فی مختصر النھایۃ البضعۃ بالفتح القطعۃ من اللحم وقد تکسر وفاطمۃ بضعۃ منی ای جزء منی کما ان البضعۃ القطعۃ من اللحم انتھی والکسر فیھا اشھر علی الالسنۃ لانھا تکون من مائہ الذی ھو جزء منہ وفیہ فضیلۃ لھا لایساویھا غیرھا۔

ترجمہ - (ملخص)
صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ لفظِ بضعہ کی بار پر فتح اور

کسرہ دونوں جائز ہیں لیکن کسرہ زیادہ مشہور ہے۔ بَضعہ کا معنی
ہے گوشت کا ٹکڑا۔ حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ فاطمہؑ میری جزء
اور ٹکڑا ہے کیونکہ فاطمہؑ کی تکوین نبیؐ کریم کے بدن کی جزء سے
ہوئی ہے اور اس حدیث میں سیدہ زہراؑ کی وہ فضیلت ثابت
ہے جس میں کوئی بھی بی بیؑ کی ہمسری نہیں کرسکتا۔

یوذینی ما آذاھا کی تشریح۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض صفحہ ۵۶۵

فیہ من احکام البلاغۃ مرتبۃ علیۃ
فان الجسد کلہ یتألم بما یتألم بہ بعضہ۔
فمن ضربت یدہ تألم بألمہا البدن کلہ فکونہا
بضعۃ، علۃ لما بعدہ۔

ترجمہ:۔

یہ جملہ (ایجاز کی وجہ سے) بلاغت کے اعلیٰ درجے پر ہے جسم
کے کسی ایک حصّہ میں درد ہو تو تمام جسم کو تکلیف ہوتی ہے
کسی کے ہاتھ پر چوٹ آئے تو تمام بدن درد محسوس کرتا ہے
حدیث شریف میں لفظِ بضعۃ علت ہے ما بعد کے لئے۔

بضعۃ منی کی مزید تشریح۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ ۲۶۵
مؤلف بدرالدین عینی حنفی مطبوعہ مصر۔

واستدل بہ البیہقی علی ان من سبہا فانہ یکفر

ترجمہ:

بیہقی نے حدیثِ مذکورہ سے استدلال کیا ہے کہ جو شخص بی بی
فاطمہؑ کو گالی دے وہ کافر ہے۔

۲۔ عمدۃ القاری صفحہ ۵۱۴

وفیہ تحریم اذی من یتأذی النبیؐ بتأذیہ

ترجمہ:۔

حدیثِ مذکورہ سے یہ حکم ثابت ہے جس کی اذیت سے نبیؐ کو
اذیت پہنچے اس کو تھوڑی سی اذیت پہنچانا بھی حرام ہے لہذا
سیدہ زہراؑ کو اذیت پہنچانا حرام ہے۔

نوٹ:۔

ہم نے حدیث مذکورہ کا اہلِ سنت کی سات کتب معتبرہ سے اثبات
کیا ہے اور اس کی تشریح بھی۔ عمدۃ القاریؔ اور نسیم الریاض سے پیش کی ہے

اب ان سے یہ نتیجہ یقینی ہے کہ فاطمہؑ زہرا کو اذیت پہنچانا اُسی طرح حرام ہے جیسے نبیؐ کریم کو اذیت پہنچانا حرام ہے اور بی بی کو سب کرنا کفر ہے اُسی طرح جس طرح نبیؐ کو سب کرنا کفر ہے۔

حدیثِ مذکورہ سیدہؑ صدیقہ کی عصمت کا روشن ثبوت ہے۔

طریق اِستدلال۔

احادیثِ مذکورہ سے یہ ثابت ہے کہ فاطمہؑ زہرا کو ناراض کرنا اور تکلیف دینا اُسی طرح ہے جیسے پیغمبرؐ کو ناراض کرنا اور تکلیف دینا ہے اور پیغمبرؐ کا اغضاب اور اذیت دینا مطلقاً حرام ہے۔ پس جناب سیدہؑ کو تکلیف دینا بھی مطلقاً حرام ہے اور علیٰ کل حال مطلق اذیت کی حرمت فاطمہؑ زہرا کے حق میں تب درست ہے جب فاطمہؑ زہرا بھی نبیؐ پاک کی طرح معصومہ ہوں ورنہ غیر معصوم کو بعض اوقات اذیت دینا جائز ہے بلکہ واجب ہے مثلاً جب اس پر حدِ شرعی جاری کرنا ہو۔ بعبارۃ اخری۔ اگر فاطمہؑ زہرا معصومہ نہ ہوتیں تو اُن کو مطلقاً اذیت دینا حرام بھی نہ ہوتا لیکن فاطمہؑ زہرا کو اذیت دینا مطلقاً حرام ہے پس معلوم ہوا کہ فاطمہؑ زہرا معصومہ ہیں۔

نوٹ:۔

ارباب انصاف:۔

اگر نبیؐ کریم ابوبکر سے فرماتے کہ یہ چیز میری ہے اور خلیفہ جی حضورؐ سے گواہ مانگتے تو یہ بہت بڑی بے ادبی تھی بلکہ بہت بڑا گناہ تھا اسی طرح آپ ذرا

غور فرمائیں کہ فاطمہؑ زہرا عصمت میں نبیؐ کی مانند ہے لہٰذا ابوبکر کا بی بی کے دعویٔ فدک پر گواہ طلب کرنا خلیفہ جی کی بہت بڑی بے ادبی اور گناہِ عظیم ہے، اور خلیفہ نے طلبِ گواہ کے بہانے سیدہ زہراؑ کو جاگیر فدک سے محروم کر کے بی بیؑ کو اذیت دی ہے اور زہراؑ کو اذیت دینے والا خلافت کے لائق نہیں

فاطمہ زہراؑ بحکم آیہ تطہیر معصومہ اور مُطہرہ ہے۔

آیت تطہیر پ۲۲ سورہ احزاب آیت ۳۳

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا۔

اس کے مصداق کون ہیں

۱- اہل سُنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم جلد ۲ ص ۳۳۱ باب فضائل اہل بیتِ نبی) :

۲- اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح " ترمذی شریف جلد ۲ ص ۵۸۹ (باب مناقب اہلِ بیتؑ)

۳- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر " غرائب القرآن پ۲۲ ص۱۱ احزاب

۴- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن جلد ۵ ص ۲۱۲ طبع مصر

۵- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۵۶۹ " "

۶- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۲۲ ص ۱۳ احزاب

٧ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر جلد ۴ صـ ۲۷۰

٨ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صـ ۴۸۳، احزاب

٩ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری جلد ۷ صـ ۳۷۳

١٠ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر جواہر پ ۲۲ صـ ۲۸ مطبوعہ مصر

١١ - اہل سنت کی معتبر کتاب در منثور جلد ۵ صـ ۱۹۸ طبع مصر

١٢ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان جلد ۲ صـ ۱۷۳

١٣ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر اسباب النزول صـ ۲۶۷

١٤ - اہل سنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر صـ ۱۲۱ مطبوعہ مصر

١٥ - اہل سنت کی معتبر کتاب مشکوۃ شریف صـ ۵۶۸ طبع کانپور

١٦ - اہل سنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین

نوٹ:۔

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے ہم صرف چند کتب کی عبارتیں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

چادر تطہیر میں صرف پنجتن پاک ہیں

مسلم شریف کی عبارت ملاحظہ ہو

قالت عائشۃ خرج رسول اللهؐ غداۃ وعلیه مرط مرحل من شعر اسود الحسنؑ بن علیؑ فادخله ثم جاء الحسینؑ فدخل معه

ثم جاءت فاطمۃ فادخلها ثم جاء علی فادخله ثم قال۔

"انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا"

ترجمہ ملخص:۔

جناب عائشہ راوی ہیں کہ ایک صبح پیغمبر منقش چادر لے کر نکلے اور جناب علیؑ و زہراؑ و حسنینؑ کو اس میں داخل کر کے آیہ تطہیر کی تلاوت فرمائی۔

آیت تطہیر کا شان نزول

اور اہل بیت تطہیر کے ناموں کا ثبوت

مستدرک کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

قال لما نظر رسول الله الی الرحمۃ هابطۃ فقال ادعوا لی ادعوا لی فقالت صفیۃ من یا رسول الله قال اهل بیتی علیا و فاطمۃ والحسن والحسین فجیئ بهم فالقی علیهم النبیؐ کساءہ ثم رفع یدیه ثم قال اللهم هولاء آلی فصل

علیٰ محمدؐ وعلیٰ آلِ محمدؐ وانزل اللہ عزوجل
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا

ترجمہ :-

راوی کہتا ہے جب نبیؐ کریم نے دیکھا کہ رحمتِ خداوندی اتر رہی ہے فرمایا بلاؤ ان کو میرے پاس ، بلاؤ ان کو میرے پاس صفیہ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کن لوگوں کو ، فرمایا میرے اہلِ بیت کو ، علیؑ اور فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو ، جب انہیں بلایا گیا تو حضورؐ نے ان پر چادر ڈال کر ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے اور عرض کی اے خدایا یہ ہیں میری آل لہٰذا محمدؐ اور آلِ محمدؐ پر رحمت نازل کر اس کے بعد خداوندِ عالم نے آیت تطہیر کو نازل فرمایا۔

نوٹ :- ۱

اس روایت میں چار خوبیاں ہیں ۔

۱ - لفظ آل بھی موجود ہے ۔
۲ - لفظ اہلِ بیت بھی موجود ہے ۔
۳ - نزولِ آیت تطہیر کا بھی ذکر ہے ۔
۴ - اور چار ہستیوں کے نام بھی مذکور ہیں ۔

تو معلوم ہوا کہ جس آل اور اہلِ بیت کی شان میں آیت تطہیر ہے وہ علیؑ ، زہراؑ ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں ۔

نوٹ :- ۲

روایتِ مذکورہ ان چار ہستیوں کی عصمت کے لئے روشن ثبوت ہے۔ اب اگر کسی روایت میں کوئی ایسی بات ہو جو ان کی عصمت کے منافی ہے تو قرآن کے مقابلہ میں اس روایت کی کوئی وقعت نہیں۔ اس روایت کی تاویل کریں گے یا اس کو چھوڑ دیں گے کیونکہ قولِ معصوم ہے وما خالف کتاب اللہ فاترکوہ ۔

نبیؐ کریم نے چھ ماہ تک آیت تطہیر درِ زہراؑ پر تلاوت فرمائی تھی ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر ص ۲۷۰/۴ علامہ شوکانی
۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر مراغی پارہ ۲۲ الاحزاب ص ۷
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر درِ منثور ص ۱۹۹/۵ الاحزاب
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۲۱۳/۵
۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب مستدرک حاکم ص ۱۵۸/۳

(باب مناقب اہلِ بیت)

نوٹ :-

اختصار کے مدِ نظر تمام کتب کی عبارت کا پیش کرنا مشکل ہے ۔

مستدرک کی عبارت ملاحظہ ہو ۔

عن انس بن مالک انّ رسولؐ اللہ کان یمرّ بباب فاطمۃؑ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب الخ ۔

ترجمہ :۔ (ملخص)
انس فرماتے ہیں چھ ماہ تک نبیؐ کریم جب نمازِ فجر کے لئے نکلتے تھے تو دروازۂ زہراؑ پہ آکر آیت تطہیر کی تلاوت فرماتے تھے ۔

نبیؐ کریم کا دروازۂ علیؑ پر نوٗ ماہ تک آیتِ تطہیر کو پڑھنا ۔

تفسیر مراغی کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

عن ابن عباس قال شھدنا رسولؐ اللہ لتسعۃ اشھر یأتی کلّ یوم باب علیؑ ابن ابی طالب عند وقت کلّ صلوٰۃ و یقول السلام علیکم و رحمۃ اللہ انّما یرید اللہ لیذھب الخ ۔ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ

کلّ یوم خمس مرّات ۔

ترجمہ :۔ (ملخص)
ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے نوٗ ماہ تک رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ ہر نماز کے وقت دروازۂ علیؑ ابن ابی طالب پر آتے تھے اور آیۂ تطہیر کی تلاوت کرتے تھے ۔ یہ وظیفہ حضورؐ ہر دن پانچ مرتبہ سرانجام دیتے تھے ۔

نوٹ ۱ :۔

جنابِ علیؑ و زہراؑ اور حسنینؑ کے مصداق آیتِ تطہیر ہونے پر اتفاق ہے اور ازواج کے متعلق کئی شبہات ہیں لہٰذا اُن کا مصداق ہونا اس آیت کا مشکوک ہے لہٰذا عقل مند کو چاہیئے جو بات متفق علیہ ہے اُس کو مان لے اور جس میں شک ہو اُس کو چھوڑ دے ۔

نوٹ ۲ :۔

یہ کوئی ضروری نہیں کہ اگر ازواجِ نبیؐ ـــ ما جوبی سے محروم ہیں تو اولادِ نبیؐ بھی اس محبوبی سے محروم ہوں ۔

نوٹ ۳ :۔

مذکورہ حوالہ جات اس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ یہ پانچ ہستیاں مصداقِ آیۂ تطہیر ہیں ۔

نوٹ عــــ۷ :-

ارباب انصاف :-

فاطمہؑ زہرا سے بنصِ قرآن رجس دُور ہے اور جھوٹ بھی رجس ہے لہذا نبیؐ کی بیٹی کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتی۔

ناظرین ! جس کے سچے ہونے پر خُدا نے قرآن پاک میں گواہی دی اُس کے دعویٰ پر کہ فدک میری ملکیت ہے - ابوبکر کو اعتبار کیوں نہ آیا۔ گواہ تو وہاں طلب کیا جاتا ہے جہاں جھوٹ کا احتمال ہو۔ جناب ابوبکر کا فاطمہؑ زہرا سے گواہ مانگنا اور بی بیؑ کے دعویٰ کی تصدیق نہ کرنا اس میں اُنہوں نے صاف طور پر خدا اور رسولؐ کے فرمان کو ٹھکرایا ہے اور سیدہ زہرؑا کو ناراض کیا ہے چونکہ سیدہ کی ناراضگی خدا اور رسولؐ کی ناراضگی ہے - پس جناب ابوبکر نے بی بیؑ کو ناراض کیا ہے لہذا زہرؑا کی ناراضگی کی وجہ سے خلافت کے لائق نہیں ہیں .

جناب ابوبکر اہل بیت میں داخل نہیں ہیں

١ - اہل سُنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۲۸/۳
۲ - - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر بغوی بر حاشیہ خازن ص ۳۹/۳
۳ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر ص ۳۰۹/۲
۴ - اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر ص ۲۹/۲ - پ ۱۰
۵ - اہل سنت کی معتبر کتاب خصائص لنسائیؒ ص ۴۶
٦ - اہل سنت کی معتبر کتاب الفصول المہمہ ذکر علیؑ ص ۴۰

نوٹ -

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے لہذا خصائص نسائی کی عبارت ملاحظہ ہو -

ان رسولؐ اللہ بعث ببرآۃ الی اھل مکۃ مع ابی بکر ثم اتبعہ لعلی فقال لہ خذا الکتاب فامض بہ الی اھل مکۃ قال فلحقتہ فاخذت الکتاب منہ فانصرف ابوبکر وھو کئیب فقال یا رسولؐ اللہ انزل فیّ شئ قال لا الا انی امرت ان ابلغہ انا او رجل من اھل بیتی -

ترجمہ :-

نبیؐ کریم نے سورۃ برآءۃ کی چند آیات دے کر ابوبکر کو مکہ روانہ کیا اور پھر ابوبکر کے پیچھے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور فرمایا کہ وہ آیات لے کر آپ اہل مکہ کو پہنچائیں۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر کو جا ملا اور وہ تحریر اس سے لے لی - اور ابوبکر آزردہ ہوکر واپس آیا عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا میرے بارے کوئی چیز نازل ہوئی ہے - حضورؐ نے فرمایا نہیں - مگر مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اُن آیات کو میں خود پہنچاؤں یا کوئی ایسا مرد پہنچائے جو میرے اہل بیت سے ہو -

نوٹ :-

حدیث مذکور روشن ثبوت ہے اس بات کا کہ ابوبکر اہلِ بیت میں داخل نہیں۔ ورنہ اُن سے سورۃ برآۃ کی آیات واپس نہ لی جائیں۔

ارباب انصاف :-

اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ تمام امت کے افراد سے اصحاب افضل ہیں اور اصحاب سے ابوبکر افضل ہیں۔ ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ جب آپ کا افضل ترین بزرگ ابوبکر کو اہلِ بیت سے نکال دیا گیا ہے تو اب کسی اور بزرگ کے لئے اہلِ بیت میں داخل ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔

ازواج نبیؐ اہلِ بیت تطہیر میں داخل نہیں ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر صہ ۴/۲ الاحزاب
۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۲۲ صہ ۱۳
۳ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صہ ۲۱۳/۵ طبع مصر
۴ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور صہ ۱۸۹/۵ الاحزاب طبع مصر
۵ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب نزل الابرار صہ ۵۸ ج مولف مرزا محمد معتمد خان
۶ - اہلسنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ صہ ۲۲ محب طبری
۷ - اہلسنت کی معتبر کتاب الفصول المہمہ صہ ۲۵ ابن صباغ مالکی

نوٹ :-

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے لہذا ہم صرف نزل الابرار کی عبارت پیش کرتے ہیں۔

واخرج احمدؒ الطبرانی فی الکبیر عن ام سلمۃ رضی اللہ عنھا قالت بینھما رسولؐ اللہ فی بیتی یوما قد قالت الخادم ان علیا وفاطمۃ بالسدۃ قالت فقال لی قومی تنحی عن اھل بیتی فقمت فتنحیت من البیت قریبا فدخل علیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ وھما صبیان صغیران فاخذ الصبین فوضعھما فی حجرہ فقبلھما قالت واعتنق علیا باحدی یدیہ وفاطمۃؑ بالید الاخریٰ فقبل فاطمۃؑ وقبل علیا فاغدف علیھم قمیصتہ سوداء فقال اللھم الیک لا الی النار انا واھل بیتی۔

نبیؐ کریم نے اپنی بیوی کو اُٹھا کر اہلِ بیت سے الگ کر دیا

ترجمہ :-

علامہ بدخشی مسند احمد حنبل کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اُمِّ سلمہ بیان فرماتی ہیں کہ حضور میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ خادم نے آکر خبر دی کہ علیؑ اور فاطمہؑ آگئے ہیں۔ نبیؐ کریم نے فرمایا اے اُمِّ سلمہؓ تو میرے اہلِ بیت سے دور ہٹ جا۔ اُمِّ سلمہؓ کہتی ہے میں اٹھ کھڑی ہوئی اور گھر کے ایک کونے میں بیٹھ گئی۔ علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ، اور حسینؑ آئے۔ نبیؐ پاک نے دونوں بچوں کو گود میں بٹھا کر پیار کیا پھر ایک ہاتھ علیؑ کی گردن میں اور ایک فاطمہؑ کی گردن میں رکھا اور

دونوں کو پیار کیا ۔ پھر اُن پر سیاہ چادر ڈالی اور یہ دُعا مانگی ۔
خدایا تیری طرف ۔ نہ آگ کی طرف ۔ مَیں اور میرے اہلِ بیت ۔

نوٹ :۔

اربابِ انصاف :۔ اُمِّ سلمہ کو نبیؐ نے حکم دیا کہ میرے اہلِ بیت آ گئے تو دُور اُٹھ جا ۔ اگر بیوی بھی اہلِ بیت ہوتی تو اُسے اُٹھ جانے کا حکم حضورؐ نہ دیتے اور درِ منثور میں ہے ۔ اُمِّ سلمہ نے پوچھا کیا میں آپؐ کی اہلبیت سے نہیں ہوں ، حضورؐ نے فرمایا ۔ انتِ من ازواج النبیؐ ۔ کہ تو نبیؐ کی بیویوں سے ہے ۔

اربابِ انصاف :۔ ابوبکر اور ازواج ۔ اہلبیت تطہیر میں ہرگز داخل نہیں ۔ کوئی عناد کی وجہ سے نہ مانے تو اس کا اللہ ہی علاج فرمائے ۔ کوئی صحیح السند روایت موجود نہیں جو دلالت کرے کہ ازواج اور ابوبکر آیت تطہیر میں داخل ہیں ۔

شرف ازواج کے لئے اہلِ سُنت کا آخری دھاکہ

قَالُوۡۤا اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ ؕ اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ۔ پ ۱۲ ھود آیت ۷۳

ترجمہ :۔
فرشتوں نے کہا تو اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہے ۔ اللہ کی رحمت اور برکات ہیں تم پر اے اس خاندان کے لوگو! اللہ قابلِ حمد و ثنا ہے ۔

نوٹ :۔

فرشتوں نے جب سارہ خاتون کو خوشخبری دی کہ آپ کے ہاں اولاد ہوگی تو وہ تعجب میں پڑ گئیں کیونکہ سر سفید ہو چکا تھا ۔ بدن میں جھریاں تھیں ۔ نوے برس کا سن تھا ۔ اللہ بڑا بے نیاز ہے اگر چاہے تو نوے برس کی بوڑھی ام المومنین سے نبیؐ کو اولاد دیتا ہے اور اگر اللہ کی مرضی نہ ہو تو اٹھا سال کی صحت مند ام المومنین اولاد سے محروم رہتی ہے ۔

اعتراض :۔

اہلِ بیت سے مراد اس آیت میں سارہ خاتون ہے اور وہ ابراہیم نبیؐ زوجہ ہے ۔ معلوم ہوا کہ زوجہ نبیؐ بھی اہلِ بیت ہے ۔

جواب ۱ :۔

یہ دلیل وہ ہی پیش کرے گا جو اپنے مذہب کے ترجمے اور تفسیر دیکھنے کی تکلیف گوارہ نہ کرے ۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اس آیت میں اہلِ بیت کا ترجمہ یہ کیا ہے ۔
اے اس خاندان کے لوگو! اگر اہلِ بیت کا معنی بیوی تھا تو مولانا کو ترجمہ یوں کرنا چاہیئے تھا ۔ اے زوجہ نبیؐ ۔

جواب ۲ :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری ص ۳۹/۵ پ ۱۲ ھود
مؤلف قاضی ثناء اللہ عثمانی مطبوعہ حیدر آباد دکن ۔

وقیل الرحمتہ النبوۃ۔ والبرکات الاسباط من بنی اسرائیل لان انبیاء بنی اسرائیل منہم و کلہم من اولاد سارۃ۔

خونی رشتہ کی وجہ سے بیوی کا اہلِ بیت قرابت میں داخل ہونا

ترجمہ :-

رحمت سے مراد نبوت ہے اور برکات سے مراد اسباط بنی اسرائیل کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل اسباط سے ہیں اور سب اولاد سارہ سے ہیں۔

نوٹ :-

۱۔ اسباط اولاد اسحاق نبیؑ میں اُسی طرح ہیں جیسے قبائل اولادِ اسماعیل میں تھے۔

۲۔ قاضی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ سارہ خاتون کو خاندان نبوت کے ساتھ خونی رشتہ تھا کیونکہ ابراہیم نبیؑ کے وہ چچا کی بیٹی ہیں۔ اسحاق نبیؑ کی ماں ہیں اور یعقوب نبیؑ کی دادی ہیں۔ تمام انبیاء بنی اسرائیل کی جد ہیں۔ اس خونی رشتے کی وجہ سے وہ خاندان نبوت سے قرابت رکھتی ہیں۔

۳۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اس قسم کی قرابت سے جناب سارہ اہلِ بیت قرابت اور اہلِ بیت شرف میں داخل ہوئیں ہیں ہمارے نبیؐ کی ازواج سے جو زوجہ خاتون جنت کی ماں ہے، گیارہ اماموں کی نانی ہے۔ دُنیا میں جتنے

سادات، قطب اولیاء گزرے ہیں سب کی جد ہے۔ ایسی زوجہ اہلِ بیت شرف و قرابت میں داخل ہے اور وہ خدیجہ خاتون ہے۔

۴۔ نزاع اہلِ بیت تطہیر میں ہے اور صاحب تطہیر نہ سارہ خاتون زوجہ ابراہیم نبیؑ ہے اور نہ ہی جناب عائشہ اور حفصہ ہے۔ اگر ازواج نبیؐ آیت تطہیر میں داخل ہیں تو کوئی ایسی روایت پیش کی جائے جو صحیح السند ہو اور اس میں اُسی قسم کی تفصیل ہو جیسے حسنینؑ علیؑ اور زہراؑ کے لئے ہے لیکن ایسی کوئی روایت آج تک اہلِ سنت نے پیش نہیں فرمائی

صحابہ کو آیتِ تطہیر میں داخل کرنے کی آخری ناکام کوشش

وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

پ ۶ ع ۶ المائدہ ع ۲ آیت ۶

رب تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا ہے کہ اگر کوئی مریض یا مسافر ہے پاخانہ کیا ہے یا عورت سے مجامعت کی ہے پانی اُس کے پاس نہیں ہے یا اُسے استعمال نہیں کر سکتا تو وہ پاک مٹی پر تیمم کرے۔ اللہ بندوں پر تنگی نہیں کرنا چاہتا۔ اللہ اُن کو پاک کرنا چاہتا ہے۔

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ۔

پارہ ٩ ع ١٦ الانفال ٢ع آیت ١١

رب تعالیٰ نے اس آیت میں جنگِ بدر کے واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں پر اطمینان دینے کے لئے نیند غالب کردی گئی اور رات کو انہیں احتلام ہوگئے اللہ نے بارش برسائی تاکہ وہ پاک ہوسکیں۔

طریقِ استدلال:۔

ان دونوں آیتوں میں "لیطہرکم" موجود ہے اور یہ خطاب ہے صحابہ کو اور آیت تطہیر میں بھی "یطہرکم" ہے اگر اس آیت میں یہ لفظ اہلِ بیت النبوت کی عصمت پر دلالت کرتا ہے تو پہلی دو آیتوں میں یہی لفظ تمام صحابہ کی عصمت پر دلالت کرتا ہے۔

اصحاب وضو غسل اور تیمم کرنے سے اہلِ بیت تطہیر میں داخل نہیں ہوسکتے

جواب:۔ پہلی آیت میں تیمم کا ذکر ہے اور لفظ لیطہرکم رفعِ حدث پر دلالت کر رہا ہے اس کا تعلق گناہوں کی پاکیزگی سے کسی قسم کا نہیں۔

اور دوسری آیت میں ہم موضح القرآن کی بعینہٖ عبارت پیش کرتے ہیں جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو مسلمانوں کو حاجت غسل ہو

گئی اور پانی پینے کا بھی نہ تھا زمین ریت تھی جہاں پاؤں نہ ٹھہرتے تھے صبح کو لڑائی درپیش تھی یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرتے کہ آثار شکست کے ہیں اس وقت باراں کا برسا غسل اور پیاس کو کافی ہوا۔

نتیجہ بحث:۔ ان دونوں آیتوں کا تعلق رفعِ حدثِ اکبر اور رفعِ حدثِ اصغر سے ہے۔

اہلِ سنت بھائیو! ہم شیعہ بے انصاف نہیں ہم مانتے ہیں صحابہ کرام جب وضو، غسل یا تیمم فرما لیتے تھے تو اس قابل ہوجاتے تھے کہ وہ امور کریں جن میں طہارت شرط ہے۔ لیکن یہ طہارت اور پاکیزگی اور ہے اور گناہوں سے طہارت اور پاکیزگی اور ہے، دوسری قسم کی طہارت مختص ہے اہلِ بیت رسولؐ کے ساتھ۔

نتیجہ بحث:۔ مذکورہ بیان سے ثابت ہوگیا کہ اہل بیت تطہیر نہ تو اصحاب نبیؐ ہیں اور نہ ازواج نبیؐ ہیں اور نہ ہی جناب ابوبکر ہیں بلکہ آیت تطہیر کے مصداق صرف پنجتن پاک ہیں جو کہ ہر گناہ سے پاک ہیں اور فاطمۃ الزہرا اہلِ بیت تطہیر میں داخل ہیں لہٰذا سیدہ زہراؑ صدیقہ مطہرہ اور معصومہ ہیں اور ان سے غلطی نہ ہونے کی خدا نے قرآن میں گواہی دی ہے اور اللہ جس کے غلطی نہ کرنے کی گواہی دے اگر وہ کوئی دعویٰ کرے تو اس سے گواہ مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ گواہ تو وہاں مانگا جاتا ہے جس جگہ جھوٹ کا احتمال ہو اور جس کے سچے ہونے کی گواہی خدا اور رسولؐ دیں اس کے دعوے میں جھوٹ کا احتمال دینا گویا خدا اور رسولؐ کو جھٹلانا ہے۔

واہ مصیبتاہ علی الاسلام :- جب فاطمہ زہراؑ نے یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ جاگیر فدک میرے باپ رسولؐ اللہ مجھ کو عطا کر گئے ہیں تو جناب ابوبکر کو فاطمہ زہراؑ کی عصمت وطہارت وصداقت کے پیشِ نظر بی بی سے بحث کرنے کی جسارت نہیں کرنا چاہیئے تھی۔ لیکن خلیفہ نے مشیرانِ حکومت کے غلط مشورہ کی وجہ سے دل میں ٹھان لی کہ جاگیر فدک کو قومی تحویل میں لیا جائے اور اسلام میں نیشنلائش۔ کرنے کا سنگِ بنیاد رکھ دیا جائے۔

لہذا بی بی کی جاگیر پر ناجائز قبضہ کر کے بی بی کو ناراض کیا اور جس نے نبیؐ کی بیٹی فاطمہ کو ناراض کیا ہے وہ اُمّتِ مسلمہ میں خلافت کے لائق نہیں ہے اور ہم اہلِ تشیع کی ناراضگی جنابِ ابوبکر پر صرف مدنی سرکار اور اُن کی اولاد کی خاطر ہے۔ کیونکہ جس نے نبی کی بیٹی پر ظلم کیا ہے بیٹی کسی کی بھی ہو قابلِ رحم ہوتی ہے تو کیا محمدؐ کی بیٹی قابلِ رحم نہ تھی؟

پس جس نے نبیؐ کی بیٹی پر ظلم کیا ہے ہم اُس کو اچھا نہیں سمجھ سکتے۔

سوال :- کیا نبیؐ کے زمانہ میں معصوم کا دعویٰ بغیر گواہ کے قبول ہوا ہے؟

الجواب :- زمانہ نبیؐ میں معصوم کا دعویٰ بغیر گواہ کے قبول ہوا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱- اہلِ سنت کی معتبر کتاب سننِ ابی داؤد۔ ص ۳۰۸/۲ کتاب الاقضیۃ باب اذا علم الحاکم صدق الشاهد الواحد یجوز له ان یحکم به

۲- اہلِ سنت کی معتبر کتاب حیاۃ الحیوان ص ۱۵۵/۲ ، ذکر الفرس

۳- اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص ۱۲۵/۲ ذکر خیل رسول اللہ

۴- اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۴۲۵/۱ ذکر خذیمہ

نبیؐ کریم نے مرتجز نامی گھوڑا اسواد ابن الحرث اعرابی سے خرید فرمایا تھا اور ابھی قیمت ادا نہیں فرمائی تھی اور خذیمہ صحابی کو معلوم نہ تھا کہ جناب نے اعرابی سے گھوڑا خرید لیا ہے اور وہ گھوڑا ابھی اعرابی کے پاس تھا کہ لوگوں نے اُس سے سودا کرنا شروع کر دیا اور بعض نے حضورؐ کی فرمائی ہوئی قیمت سے کچھ زیادہ کی پیش کش کر دی۔ اعرابی کی نیت تبدیل ہو گئی اور اُس نے بلند آواز سے کہا۔ یا نبیؐ اللہ اگر آپ نے گھوڑا خریدنا ہے تو فرمالیئے ورنہ میں اُسے بیچ دوں گا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ یہ گھوڑا تو میں نے خرید لیا ہے۔ اعرابی نے انکار کر دیا۔

اب سننِ ابی داؤد کی عبارت ملاحظہ فرمائیں

فطفق الاعرابي يقول: هلم شهيدا فقال خذيمة بن ثابت: انا اشهد انك قد بايعته، فأقبل النبيؐ على خزيمة فقال بم تشهد فقال بتصديقك يا رسولؐ الله فجعل رسولؐ الله شهادة خزيمة بشهادة رجلين۔

ترجمہ :-

اعرابی نے کہا کہ یا رسولؐ اللہ آپ گواہ پیش کریں۔ خزیمہ صحابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا نبی کریم کو بیچ دیا ہے۔

بنی کریم نے فرمایا خذیمہ تو کیسے گواہی دیتا ہے خذیمہ نے عرض کی
آپ کی تصدیق کی وجہ سے۔

حیاۃ الحیوان کی عبارت ملاحظہ ہو۔

هل حضرتنا یا خزیمة قال۔ لا۔ قال۔ فکیف تشهد بذالك
فقال خزیمة بابی انت وامی یارسول الله اصدقك
علی اخبار السماء وما یکون فی غد ولا اصدقك فی
فی ابتیاعك هذا الفرس۔ فقال علیه الصلوٰة والسلام
انك لذوالشهادتین یا خزیمة۔

ترجمہ:۔
حضورؐ نے فرمایا کیا وقتِ خرید تو حاضر تھا اے خزیمہ اس نے کہا
نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پس تو خرید پر گواہ کیسا ہے اس نے
عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، میں آپؐ کی آسمان
کی خبروں کو اور ہر پیش گوئی کو مانتا ہوں تو پھر آپ کی اس خبر کو
کہ آپ نے یہ گھوڑا خرید لیا ہے۔ کیا نہ مانوں۔ جنابؐ نے فرمایا تیری
گواہی دو گواہوں کے برابر ہے۔

عقل کی روشنی میں بغیر گواہ کے معصوم کا دعویٰ قبول کرنا ثابت ہے

بیانہ:۔ اقوی دلیل کے ہوتے ہوئے اضعف دلیل کی ضرورت نہیں۔
گواہی مفید ظن یعنی گمان ہے اسی لیئے گواہ میں عدالت معتبر ہے۔ کیونکہ
عدالت سے اس کی صداقت کا گمان پیدا ہوتا ہے اور یہ گمان دلیل ضعیف

ہے۔ اگر اس سے اقوی یعنی طاقتور دلیل آجائے تو اس گمان کو چھوڑ
دیا جائے گا۔

مثلاً اگر کوئی شخص کسی کے حق کا اقرار کرے تو یہ اقرار دلیل قوی
ہے۔ لہذا گواہ کی ضرورت نہ رہے گی۔ بناءً علی ھذا
عصمت ان دونوں سے طاقتور دلیل ہے اور قوی دلیل کے ہوتے ہوئے
کمزور دلیل کی ضرورت نہیں۔ پس عصمت کے ہوتے ہوئے گواہ کی ضرورت نہیں

نوٹ:۔ مذکورہ نقلی اور عقلی دونوں دلیلیں اس بات کا روشن ثبوت
ہیں کہ معصوم کا دعویٰ بغیر گواہ کے تسلیم کیا جائے۔

۲۔ فاطمۂ زہرا صدیقہ تھیں، معصومہ تھیں اور آیتِ تطہیر کی رو سے مطہرہ
تھیں۔ لہذا جب بی بیؑ نے دعویٰ فرمایا کہ فدک میری ملکیت ہے تو جناب
ابوبکر پر فرض تھا کہ صدیقہ و معصومہ کا دعویٰ بغیر گواہ کے تسلیم کر لیتا۔ تاکہ بی بیؑ
اس پر ناراض نہ ہوتیں۔ اور بی بیؑ کی ناراضگی سے اللہ اور رسولؐ اس پر
ناراض نہ ہوتے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا
فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا۔

پ سورۃ احزاب۔ آیت ۵۸-۵۹

جنابِ ابوبکر جب موڈ میں ہوتے تھے تو صرف دعویٰ بغیر گواہ کے اور وہ بھی غیر معصوم کا قبول فرما لیتے تھے۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب بخاری شریف ص ۹۶/۳ کتاب الکفالہ
باب من تکفل عن میت دینا

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۲۹۱/۲۔ باب ماسئل رسول اللہ (شیئاً قط قال لا)

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن الکبریٰ ص ۳۰۲/۶ کتاب قسم الفئی مؤلف ابوبکر

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب طبقات الکبریٰ لابن سعد ص ۳۱۴/۲ باب من قضی (دین رسول اللہ)

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص ۲۲/۱ ذکر وفائہ بعدات رسول اللہ

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ص ۶۹ فصل فی اولیاتہ

نوٹ:۔

اختصار کے مدِنظر ہم صرف بخاری شریف کی عبارت پیش کرتے ہیں

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال قال النبیؐ لو قد جاء مال البحرین قد اعطیتک ھکذا و ھکذا و ھکذا فلم یجئ مال البحرین حتی قبض النبیؐ فلما جاء مال البحرین امر ابوبکر فنادی من کان لہ عند النبیؐ عدۃ او دین فلیأتنا فاتیتہ فقلت ان النبیؐ قال لی کذا وکذا فحثی لی حثیۃ فعددتھا فاذا ھی خمسمائۃ وقال خذ مثلیھا۔

ترجمہ:۔

جابر نے کہا ہے کہ نبیؐ کریم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین

سے مال آئے گا تو میں تجھے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ چلّو بھر کر دوں گا۔ مال آنے سے پہلے حضورؐ کی وفات ہوگئی جب بحرین سے مال آیا تو ابوبکر نے اعلان کروایا کہ کسی سے نبیؐ کا وعدہ ہو یا کسی کا نبیؐ پر قرضہ ہو تو وہ ہمارے پاس آئے جابر کہتا ہے میں ابوبکر کے پاس آیا اور حضورؐ کے وعدے کا ذکر کیا۔ پس ابوبکر نے دونوں ہاتھوں سے اُس مال سے چلّو بھرا اور مجھے دیا میں نے شمار کیا تو پانچ سَو تھے ابوبکر نے کہا کہ اس کے دو مثل اور لے لو۔ کل پندرہ سو درہم یا دینار لے کر جابر واپس آگئے۔

نوٹ:۔

جابر نے صرف دعویٰ کیا ہے کہ میرے ساتھ نبیؐ کریم کا اس قسم کا وعدہ تھا اور اثباتِ وعدہ کے لیے کوئی گواہ بھی پیش نہیں کیا تھا۔ چونکہ خلیفہ کی نیت تھی کہ جابر کو مال دیا جائے۔ اسی لئے بغیر گواہ کے دعویٰ قبول کر لیا اور مخالفتِ قرآن کا لحاظ نہیں کیا اور جب فاطمہؑ زہراؑ نے دعویٰ فرمایا کہ فدک میری ملکیت ہے۔ تو چونکہ خلیفہ کی فدک دینے کی نیت نہ تھی۔ اس لئے طلب گواہ کا حیلہ بنایا گیا۔

۲۔ اگر جابر نے مال مسلمین کے متعلق دعویٰ کیا تھا تو فدک بھی خلیفہ کے باپ دادا کی ملکیت نہ تھا۔ وہ بھی تو زہرا کی ملکیت تھا اور بقول خلیفہ مسلمانوں کی ملکیت تھا۔ اگر جابر کو مسلمانوں کا مال بغیر گواہ کے دیا جا سکتا تھا تو رسولؐ اللہ کی معصومہ بیٹی کو بھی مسلمانوں کا مال دیا جا سکتا ہے۔

خلیفہ کی بے انصافی کے بارے چار یاری مذہب کا عذرِ لنگ

اہلِ سنت کے نزدیک صحابی کا دعویٰ بغیر گواہ کے بھی قبول ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صد ۲۶۵ / ۵ مؤلف بدرالدین عینی۔

وقال بعضهم وفيه قبول خبر الواحد العدل من الصحابة ولو جر ذلك نفعا لنفسه لان ابابكر لم يلتمس من جابر شاهدا على صحة دعواه انتهى۔

ترجمہ:۔

صحابی اگر ایسا دعویٰ کرے جس سے نفع اس کی ذات ہی کو پہنچے تو اس کی عدالت کی وجہ سے (بغیر گواہ کے) اس کا دعویٰ قبول کر لیا جائے۔ کیونکہ جناب ابوبکر نے جابر صحابی کا دعویٰ بغیر گواہ مانگنے کے قبول کیا تھا۔

نوٹ :۔

سبحان اللہ! کیا کہنا اگر جابر کا دعویٰ بغیر گواہ کے صرف صحابیت اور عدالت کی وجہ سے ابوبکر کے لئے قابلِ قبول تھا تو فاطمہؑ زہرا شرفِ صحابیت اور عدالت کے علاوہ درجۂ عصمت و طہارت پہ فائز تھی۔ لہذا بی بی کا دعویٰ تو بدرجۂ اولیٰ انہیں قبول کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن دعویٰ فدک کے بعد ابوبکر کی مثالی رحم دلی نے یہ گوارہ نہ کیا کہ نبیؐ زادی سے وہ سلوک کرے جو ایک ادنیٰ صحابی سے کیا جا سکتا ہے۔

وکیل حکومت کا سید گرامی قدر کی خاطر ایک لنگڑا عذر

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۲۶۵ / ۵ (مطبوعہ مصر)

قلت انما لم يلتمس شاهدا منه لانه عدل بالكتاب والسنة۔ اما الكتاب فقوله تعالى كنتم خير امة وكذالك جعلناكم امة وسطا فمثل جابر ان لم يكن من خير امة يكون اما السنة فقوله صلى الله تعالى عليه وسلم من كذب على متعمدا الحديث ولا يظن ذلك لمسلم فضلا عن صحابي فلو وقعت هذا المسئلة اليوم فلا تقبل الا ببينة

ترجمہ :-

حکومت کے بلا اجرت وکیل فرماتے ہیں کہ جابر سے گواہ نہ مانگنے میں خلیفہ نے قرآن اور حدیث پر عمل کیا ہے۔ قرآن پر اس طرح کہ اللہ فرماتا ہے۔ تم خیر امت ہو۔ عادل امت ہو اور اگر جابر صحابی خیر امت اور عادل امت سے نہیں تو اور کون ہو گا اور حدیث پر عمل اس طرح کیا ہے۔ کہ نبیؐ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے لہذا عام مسلمان پر گمان نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ نبیؐ کی ذات پر جھوٹ بولے گا۔ چہ جائیکہ ایک صحابی نبیؐ پر جھوٹ بولے۔ اگر یہ مسئلہ آج درپیش ہو تو گواہ کے بغیر قبول نہ کیا جائے۔

نوٹ :-

مسلمانو! آپ کو مرنا ہے، خدا کو جان دینی ہے۔ اگر انصاف کو تعصب کی کند چھری سے نہ کاٹو۔ جبکہ صحابیٔ رسولؐ بلکہ عام مسلمان پہ آپ یہ گمان نہیں کر سکتے کہ وہ نبیؐ پر جھوٹ بولے گا اور اسی لئے جابر صحابی کا دعویٰ بغیر گواہ کے ابوبکر نے قبول کیا ہے تو فاطمہ زہراؑ نبیؐ کی بیٹی تمام مسلمانوں بلکہ تمام صحابہ سے افضل ہے کیونکہ بی بیؑ آیت تطہیر کی مصداق ہے۔ لہذا سیدہ صدیقہ مطہرہ اپنے باپ رسول اللہؐ پر ہرگز جھوٹ نہ بولے گی۔ ابوبکر کا فرض تھا کہ بی بیؑ کا دعویٰ بغیر گواہ کے قبول کر لیتا لیکن ابوبکر نے دعویٰ فدک اس لئے قبول نہیں کیا تا کہ حزب مخالف اقتصادی طور پر کمزور ہو جائے اور آئندہ انتخابات میں صحابہ

کے مقابلے میں الیکشن لڑنے کی جرأت نہ کرے۔ پہلی جمہوریت زندہ باد حضرت ابوبکر زندہ باد

وسیعلم الذین ظلموا :-

نبیؐ کریم اور حضرت علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہیں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص ۳/۷ ذکر احمد بن محمد ابوبکر النماد

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص ۱۵۴/۲ مؤلف محب طبری۔

۳-

حبشی بن جنادہ بیان کرتا ہے کہ میں ابوبکر کے پاس بیٹھا تھا اور خلیفہ نے کہا نبیؐ کریم کا جس سے کوئی وعدہ ہو تو وہ بتلائے۔ ایک شخص نے کہا خلیفہ جی مجھ سے نبیؐ کریم کا وعدہ تھا کہ میں تجھے دونوں ہاتھوں سے چلو بھر کر تین مرتبہ کھجوریں دوں گا۔ اس کے بعد ابوبکر نے جناب علیؑ کو بلا کر حقیقت واقعہ سے آگاہ کرتے ہوئے عرض کی کہ آپ اسے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ چلو بھر کر کھجوریں دیں۔ جناب امیرؑ نے اس کو اسی طرح کھجوریں دیں۔ ابوبکر نے کہا اب ان کو شمار کرو۔ شمار کی گئیں تو ہر چلو میں ساٹھ کھجوریں تھیں

اب دونوں مذکورہ کتابوں کی عبارت ملاحظہ ہو

فقال ابوبکر۔ صدق اللہ ورسولہ قال رسول اللہ لیلۃ الھجرۃ ونحن خارجان من الغار نرید المدینۃ۔ کفی وکف علیؑ فی العدل سواء

ترجمہ :-

ابوبکر نے کہا اللہ اور نبیؐ نے سچ فرمایا ہے ہجرت کی رات جب

ہم غار سے نکل رہے تھے اور عازم مدینہ تھے۔ نبی کریم نے
مجھ سے فرمایا تھا کہ میرا اور علیؑ کا ہاتھ عدل میں برابر ہیں۔

نوٹ :-

اس شخص کا دعویٰ ابوبکر نے بغیر گواہ کے قبول کیا ہے شاید وہ اپنی پارٹی کا ہوگا۔

۲ - جابر اور اس شخص کے لئے ابوبکر نے جس طرح شریعت سے گنجائش نکالی تھی اسی طرح بی بی کی عصمت اور طہارت کے مدنظر یہ گنجائش موجود تھی کہ معصومہ کا دعویٰ بغیر گواہ کے قبول کیا جاتا۔

۳ - نبی کریم اور جناب امیرؑ کے ہاتھ کا عدل میں برابر ہونا اس چیز کا ثبوت ہے کہ دونوں کی زبان بھی عدل میں برابر ہے لہذا جناب امیرؑ نے معصومہ کے حق میں گواہی دی تھی اور ابوبکر نے اس گواہی کو ٹھکرا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہم اس سلسلہ میں کسی عادل کی گواہی بھی نہیں مانیں گے۔

اہل سنت کے مذہب میں عادل گواہ اگر ایک بھی ہو تو مال فئے میں اسکی گواہی قبول ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱ - اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص ۳۰۷ ج ۶
(کتاب الھبۃ)

بنو صہیب نے مروان کی عدالت میں (جبکہ وہ معاویہ کی طرف سے حاکم مدینہ تھا) یہ دعویٰ کیا کہ دو گھر اور ایک حجرہ صہیب کو نبی کریم

نے عطا فرمائے تھے مروان نے گواہ طلب کئے انہوں نے عبداللہ بن عمر کو بطور گواہ پیش کیا اور مروان نے صرف اس گواہ کی وجہ سے اُن کے حق میں فیصلہ کر دیا۔

نوٹ :-

اس فیصلہ پر چونکہ اعتراض وارد تھا کہ ایک گواہ سے مدعی کے حق میں مروان نے کیوں فیصلہ دیا لہذا بخاری شریف کے شارحین کے لئے بڑی مشکل پیش آئی۔

اب عمدۃ القاری کی عبارت ملاحظہ ہو:-

وقال ابن التین قضاء مروان بشهادة ابن عمر
يحتمل وجهين احدهما انه يجوز له ان يعطى
من مال الله من يستحق العطاء فينفذ ما قيل له
وقد يكون هذا خاصا فى الفئ -

ترجمہ :-

ابن تین فرماتے ہیں کہ صرف ابن عمر کی گواہی سے مروان کے فیصلے کی صحت کے لئے دو وجہیں ہیں۔

۱ - مروان چونکہ وقت کا حاکم تھا اور وقت کے حاکم کو اختیار ہے کہ اللہ کے مال سے اگر کسی مستحق کو کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور یہ حکم مال فئی سے مختص ہے

نوٹ :-

جب اہل سنت یہ مانتے ہیں کہ مال فئی میں حاکم کو یہ حق حاصل ہے

کو جسے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ جیسا کہ مروان نے بنو صہیب کو وہ گھر دیا تو اربابِ انصاف، غور کا مقام ہے کہ ابو بکر مروان جتنے بھی اختیار نہیں رکھتا تھا۔

اہلِ سُنت کے مذہب میں اعلیٰ درجہ کی عدالت رکھنے والا گواہ صرف ایک ہی کافی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

عمدۃ القاری کی دوسری عبارت ملاحظہ ہو

الوجه الثانی انه ربما حکم الامام بشهادة المبرز فی العدالة وحده وقد قال بعض فقهاء الکوفة حکم شریح بشهادتی وحدی فی شئ ۔

ترجمہ :۔

اگر کوئی شخص صفت عدالت میں نمایاں ہو تو صرف اسی کی گواہی سے حاکم فیصلہ کر سکتا ہے بعض فقہاء کوفہ نے خبر دی ہے کہ صرف میری گواہی سے شریح قاضی نے فیصلہ کر دیا تھا۔

نوٹ :۔

اربابِ انصاف جناب امیرالمؤمنینؑ علی ابنِ ابی طالبؑ کے نخل زندگی کی ہر ہر شاخ گل ہائے فضائل سے پُر ہے۔ اہلِ تشیع جناب کو معصوم اور اہلِ سنت جناب کو محفوظ مانتے ہیں۔ گویا اہلِ سُنت کے نزدیک بھی پارسائی کے لحاظ سے جناب امیرؑ کا مقام درجہ عدالت سے بلند ہے۔

۲۔ جبکہ اہلِ سنت کے مذہب میں گواہ اگر اعلیٰ درجہ کی عدالت رکھتا ہو تو صرف اسی ایک کی گواہی سے حاکم فیصلہ کر سکتا ہے تو جناب علی علیہ السلام ان کے نزدیک عدالت سے ایک درجہ اوپر ہیں۔ جنابؑ کی گواہی سے ابوبکر پر فرض تھا کہ فدک جناب فاطمہ زہراؑ کو واپس کر دیتا۔ لیکن کرسی کی ہوس انسان کو کبھی حق سے بہت دور کر لیتی ہے۔

جناب ابوبکر و عمر و عثمان ایک گواہ اور قسم سے بھی فیصلہ کرتے تھے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۸/۴

۱ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سنن الکبریٰ کتاب الشہادات ص

عن علیؑ بن ابی طالبؑ ان رسولؐ اللہ و ابا بکر و عمر و عثمان کانوا یقضون بشهادة الواحد و یمین المدعی

جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ اور جناب ابوبکر و عمر و عثمان ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے فیصلہ فرماتے تھے۔

شریعت کے بادشاہ رسولؐ اللہ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ فرماتے تھے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سنن ابن ماجہ ص۱۷۳ باب القضا بالشاہد والیمین

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مسند امام شافعی ص۱۷۹ کتاب الاحکام فی الاقضیہ

عن ابن عباس قال قضی رسول اللہ ﷺ بالشاهد و الیمین ۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ خود نبی کریمؐ ایک گواہ اور قسم سے فیصلہ فرماتے تھے ۔

نوٹ :۔

جس ذات نے فدک پر ملکیت کا دعویٰ فرمایا تھا وہ رسول اللہ کی پیاری بیٹی تھی ۔ جناب ابوبکر پر فرض تھا کہ وہ اپنی شانِ رحمدلی کے مدنظر بی بی سے عرض کرتے کہ شہزادی چونکہ آپ کے گواہ پورے نہیں لہذا آپ قسم کھائیں تو فدک کی زمین ہم آپ کو واپس کر دیتے ہیں لیکن جناب ابوبکر کی نیت ہی یہی تھی کہ اہلِ بیت نبوت کو کمزور کر دیا جائے ۔

۲ ۔ یہ حدیث ارحم امتی بامتی ابوبکر ۔ کہ میری امت میں سے زیادہ رحم کرنے والا میری امت پر ابوبکر ہے ۔ من گھڑت ہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو نبی کریمؐ کی بیٹی سے اچھا سلوک نہ کر سکا ۔ باقی امت اس سے بھلائی کی کیا امید رکھے گی ۔

فدک نہ دینے کے بارے خلیفہ کا اپنا آخری ناتمام عذر

حکومت کے بلا اجرت وکیل اس بات پر بہت زور دیتے ہیں اور خود خلیفہ کے جواب میں بھی اسس چیز کا تذکرہ ہے کہ فدک کے گواہ پورے نہیں تھے

مقدمہ فدک میں گواہ پورے تھے بلکہ کچھ مقدار زائد تھے ۔

بیانہ فتوح البلدان اور تفسیر کبیر وفاء الوفاء اور شرح مواقف کی عبارتیں ہم پیش کر چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے فدک پر اپنا دعویٰ ملکیت ثابت کرنے کے لیئے یہ گواہ پیش فرمائے تھے ۔

۱ ۔ حضرت علیؑ امیر المومنین (۲) امام حسنؑ (۳) امام حسینؑ (۴) نبی کریم کا غلام رباح (۵) نبی کریم کی کنیز ام ایمن ۔ یہ پانچ عدد گواہ مقدار مطلوبہ سے زیادہ ہیں ۔ نیز ۔ ام کلثوم اور اسماء بنت عمیس کا ذکر بھی فدک کے گواہوں میں ملتا ہے ۔

اعتراض : یہ گواہ پہلی دفعہ ساتھ نہیں آئے تھے ۔

جواب :۔ جناب زہراؑ ان کو ابتداء میں ہمراہ اسس لیئے نہ لے گئیں کہ معصومہ کو بڑی امید تھی کہ میرے باپؐ کے اصحاب مجھے جھٹلائیں گے نہیں ۔

اعتراض :۔ ان گواہوں نے جمع ہو کر ایک مرتبہ گواہی نہیں دی تھی بلکہ الگ الگ گواہی دیتے رہے ۔

جواب :۔ کسی عدالت کا قانون نہیں کہ سب گواہ ایک ہی مرتبہ پیش کیئے جائیں ۔

حکومت کے بلا اجرت وکلاء کا فدک کے گواہوں کے بارے ایک ناتمام عذر۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ کم سن ہونے کے علاوہ معصومہ بی بی کے بیٹے تھے اور حضرت علیؑ اور امّ ایمن نصاب سے کم تھے۔

جواب:۔ فتوح البلدان اور تفسیر کبیر میں ہے کہ نبی کریم کے غلام رباح نے بھی گواہی دی ہے۔ عربی عبارت معہ حوالہ مذکور ہو چکی ہے اگر رباح کو ساتھ ملا لیا جائے تو گواہوں کی مقدار بھی پوری ہے کیونکہ حضرت علیؑ ایک اور رباح دو۔ یہ دونوں مرد ہیں اور مال کے مقدمہ میں دو مرد عادل ہی گواہ چاہئیں۔

آیئے مقدمہ فدک میں قرآن پر فیصلہ کریں

حضرت ابوبکر نے جناب علیؑ کی گواہی قبول نہ کرنے میں مخالفت قرآن کی ہے اور سچوں کا ساتھ نہیں دیا۔

ثبوت ملاحظہ ہو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

پ ۱۱ ع ۴ س توبہ

ترجمہ:۔

ایمان والو اللہ سے ڈرو۔ (اور عمل) میں سچوں کے ساتھ رہو۔

صادقین کا فرد اکمل علیؑ ابن ابی طالب ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب۔ تفسیر درمنثور۔ ج ۳ صفحہ ۲۹۰

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری۔ ج ۴ صفحہ ۳۲۰۔ توبہ

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ۔ صفحہ ۱۱۹ باب التاسع والعشرون

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ الباب الثانی صفحہ ۱۰

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر (التوبہ) ج ۲ صفحہ ۳۹۵

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب۔ تفسیر روح المعانی۔ پ ۱۱ (التوبہ) صفحہ ۵۱

۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا فصل ششم سورہ توبہ

درمنثور اور مظہری کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

وروی انہ قال ابن عباس فی قولہ تعالیٰ کونوا مع الصٰدقین قال مع علی ابن ابی طالب

ترجمہ:۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ مع الصٰدقین سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

نوٹ:۔ ۱

عترت رسولؐ اس آیت کی مصداق ہے کیونکہ صادقین کا جو معنی

بھی کریں آلِ رسول اس معنی کے فردِ اکمل ہیں بلکہ صادقین کا جو معنی بھی کریں دوسرے لوگ اس کے مشکوک افراد ہیں اور عترتِ رسولؐ اس کے متیقن افراد ہیں۔ عقل مند کو چاہیئے کہ مشکوک بات کو چھوڑ کر متیقن بات اختیار کرے۔

۲۔ صادقین سے جو لوگ مراد ہیں ان کا ہر گناہ سے پاک ہونا ضروری ہے کیونکہ جھوٹے کو کہنا کہ جھوٹے کے ساتھ ہو جاؤ بے فائدہ ہے چونکہ صادقین سے مراد عترتِ رسولؐ ہے لہذا یہ آیت ان کی عصمت کا روشن ثبوت ہے۔

۳۔ سچوں کی بات بغیر گواہ کے مانی جائے گی ورنہ صادقین اور کاذبین میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ کیونکہ گواہ کے بعد تو جھوٹوں کی بات بھی قبول کی جاتی ہے۔

نتیجۂ بحث

سیدہ زہرہ صدیقہ تھیں ابوبکر پر فرض تھا کہ بی بی کا دعویٰ بغیر گواہ کے مانتا اور جناب امیرؑ صادقین کے فردِ اکمل ہیں۔ ابوبکر پر فرض تھا کہ جناب امیرؑ کی گواہی کو مانتا لیکن خلیفہ نے دونوں پاک ہستیوں کے دعویٰ کو ٹھکرا کر حکم کونوا مع الصادقین کی خلاف ورزی کی ہے۔

خلیفہ نے جناب امیرؑ کی گواہی کو ٹھکرا کر حبل اللہ کو چھوڑ دیا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ پ۴۔ آل عمران آیت ۱۱

ترجمہ:۔

اور تم سب کے سب مل کر خدا کی رسی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

حبل اللہ سے مراد حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص۹ الآیۃ الخامسہ فضائل اہلبیت

۲۔ اہلِ سنت کی مشہور کتاب ینابیع المودۃ۔ الباب التاسع والثلاثون ص۱۱۶

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین۔ باب فضائل اہلِ بیت

صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اخرج الثعلبی فی تفسیرھا عن جعفر الصادقؑ انہ قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔

ترجمہ:۔

تفسیر ثعلبی میں ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد ہم اہلِ بیت نبوت ہیں۔

ینابیع کی عبارت ملاحظہ ہو

فضرب النبیؐ یدہٗ فی ید علیؑ وقال تمسکوا بھذا ھو حبل اللہ المتین۔

ترجمہ:۔

ابن عباس راوی ہیں کہ ہم نبی کریم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور جنابؐ سے عرض کی کہ میں نے حضورؐ سے سنا تھا آپؐ فرما رہے تھے اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو وہ حبل اللہ کیا ہے؟ جنابؐ نے اپنا ہاتھ علیؑ کے ہاتھ پر مارتے ہوئے

فرمایا کہ اس کی اطاعت کرو۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے۔

جناب امیرؑ کو حبل اللہ سے تشبیہ کیوں دی گئی

نوٹ :-

رسی ذو جہتین ہوتی ہے اس کی وجہ سے انسان پستی سے بلندی کی طرف جا سکتا ہے اور بلندی سے پستی کی طرف بھی آ سکتا ہے جناب امیرؑ کو حبل اللہ اس لئے کہا گیا کہ آنجناب کی پیروی باعث شرف و بلندی ہے اور آنجناب کی مخالفت باعثِ ذلت و پستی ہے۔

نتیجۂ بحث :-

جناب ابوبکر کا فرض تھا کہ وہ جناب امیرؑ کی مقدمۂ فدک میں اطاعت کرکے شرف و بلندی حاصل کرتے لیکن خلیفہ نے سیدہ زہراؑ کو جاگیر فدک سے محروم کرکے اور جناب امیرؑ کی گواہی کو رد کرکے اپنے آپ کو سعادت سے محروم کر دیا۔

حضرت ابوبکر نے جناب امیرؑ کی گواہی نہ قبول کرنے میں اہل الذکر کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

فَسْئَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ پ ۱۴ ع ۱۲ النحل ع ۴

ترجمہ :-

اگر تم خود نہیں جانتے تو اہلِ ذکر (عالموں) سے پوچھو۔

آلِ محمدؐ اہلِ ذکر ہیں اور اُن کے فردِ اکمل حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص ۱۱۹

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۱۴ النحل آیت ۴۳ ص ۱۴۸ مطبع مصر

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فصول مہمہ علی ما نقلہ فرمان علی۔

ینابیع المودہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اخرج الثعلبی عن جابر بن عبد اللہ قال قال علی ابن ابی طالب نحن اهل الذکر۔

ترجمہ :-

جابر نے جناب علیؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اہلِ ذکر ہم ہیں۔

نوٹ ۱ :- ذکر سے مراد قرآن یا رسولؐ ہیں۔ دونوں صورتوں میں عترتِ رسولؐ اہلِ الذکر ہیں۔

۲۔ بحکم قرآن ہر مسئلہ نزاعی ہو یا غیر۔ اہلِ الذکر سے پوچھنا ضروری ہے کیونکہ فاسئلوا صیغۂ امر ہے۔

نتیجۂ بحث

(۱) جناب امیرؑ اور جناب فاطمۂ زہراؑ دونوں اہلِ الذکر ہیں لہٰذا جاگیر فدک کے متعلق کوئی اقدام کرنے سے پہلے ابوبکر پر فرض تھا کہ دونوں پاک ہستیوں سے پوچھتے کہ جاگیر فدک کا کیا حکم ہے لیکن پوچھنا تو درکنار رہا اپنے نمائندے بھیج کر جاگیر فدک پر قبضہ کر لیا اور عترتِ رسولؐ کے نمائندوں کو جاگیر فدک سے نکال کر آلِ نبیؐ کو بے دخل کر دیا خلیفہ کا یہ رویہ اہلِ ذکر کی سراسر مخالفت ہے۔

ابوبکر نے فدک کے بارے میں حضرت علیؑ کی گواہی قبول نہ کرنے میں گواہ رسالت کو ٹھکرایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

پ۱۲ ع۲ ھود۱۱ آیت ۱۷

ترجمہ۔ تو کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے بیّنہ پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے انہی کا ایک گواہ ہو۔

شاہد سے مراد رسالت کے گواہ حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب درمنثور ص ۳۲۴/۳
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۱۸۳/۳
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص ۹۹
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۱۲ الھود ص ۲۸

روح المعانی کی عبارت ملاحظہ ہو

اخرج ابن مردويه بوجه اخرعن على كرم الله تعالى وجهه قال قال رسول الله تعالى عليه وسلم (افمن كان على بينة من ربه) انا (ويتلوه شاهد) على

ترجمہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ علیٰ بیّنۃ سے مراد میں ہوں اور شاہد سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

تفسیر خازن کی عبارت ملاحظہ ہو

فعلى هذا القول يكون الشاهد على بن ابى طالب وقوله منه يعنى من النبى لو المراد تشريف هذا الشاهد وهو على لاتصاله بالنبى

ترجمہ

قول مذکور کی بنا پر شاہد سے مراد علیؑ بن ابی طالب ہیں اور منہ سے مراد نبی کریم ہیں اور غرض اس گواہ علیؑ بن ابی طالب کے شرف کو بیان کرنا ہے کیونکہ وہ (از روئے خلافت کے) نبی کے ساتھ متصل ہیں بعبارۃ اخریٰ حضرت علیؑ نبی کے خلیفہ بلافصل ہیں۔

نوٹ۔

۱۔ دعویٰ نبوت ایک عظیم دعوےٰ ہے اور اس کا گواہ بھی ایک عظیم انسان ہوگا۔ لہٰذا جب حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کو اپنے نبیؐ کی نبوت کا گواہ بنادیا تو حضرت علیؑ کی عظمت محتاج دلیل نہ رہی۔

۲۔ اور اتنا بڑا عظیم انسان کہ جس کی گواہی پر حضورؐ کی نبوت کا دارومدار ہے جب کسی مقدمہ میں گواہی دے گا تو اس کی گواہی میں جھوٹ کا احتمال نہ ہوگا۔

نتیجہ بحث

جناب امیرؑ نے گواہی دی کہ جاگیر فدک زہراؑ کا حق ہے اور اس گواہی میں جھوٹ کا احتمال

ہی نہ تھا۔ اگر جناب ابوبکر عترتِ رسولؐ کی منزلت کا دل میں ذرہ بھر بھی خیال رکھتے تھے تو ان پر فرض تھا کہ سیدہ زہراؑ کا دعوےٰ بغیر گواہ کے تسلیم کرتے یا کم سے کم جناب امیرؑ کی گواہی قبول کر لیتے۔ لیکن چونکہ ابوبکر کے دل میں عترتِ رسولؐ کا ایک صحابی جابر جتنا بھی وقار نہیں تھا۔ للہذا عام لوگوں کے دعویٰ کی طرح خلیفہ نے سیدہ زہراؑ کے دعویٰ کو ٹھکرا دیا اور حضرت علیؑ کی گواہی کو رد کر کے ویتلوہ شاھد منہ کی مخالفت کی ہے۔

ابوبکر نے مقدمہ فدک میں جناب امیرؑ کی گواہی کو ٹھکرا کر عالم کتاب کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝
پ۱۳ ع۱۱ الرعد رکوع ۶

ترجمہ اے پیغمبر تم کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان رہبری رسالت کی گواہی کے واسطے خدا اور وہ شخص جس کے پاس کتاب کا علم ہے کافی ہے

(کتاب) قرآن کے عالم حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ باب ۲۶

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۱۳ الرعد ص۱۶۶

ینابیع کی عبارت ملاحظہ ہو

عن المفضل بن یسار عن الباقر علیہ السلام قال ھذہ الآیۃ

نزلت فی علی علیہ السلام انہ عالم ھذہ الامۃ

ترجمہ

فضیل بن یسار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے اور تحقیق غضفور ہی اس اُمت کے عالم ہیں۔

تفسیر روح المعانی کی عبارت ملاحظہ ہو

وقال محمد بن الحنفیہ والباقر کما فی البحر المراد (بمن) علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ والظاھر ان المراد (بالکتاب) حینئذ القرآن ولعمری ان عندہ علم الکتاب کملا۔

ترجمہ

کتاب البحر میں ہے کہ من عندہ علم الکتاب سے مراد حضرت علیؑ ہیں اور علی الظاھر کتاب سے مراد القرآن ہے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم تمام علم قرآن علی کے پاس ہے۔

نوٹ:۔

۱۔ علماء نے جس ماحول میں بچپن سے پرورش پاتے ہیں ان کے اثرات ان پر تا دمِ وقتِ موت باقی رہتے ہیں۔ محمود آلوسی کو مولا علیؑ کی مذکورہ فضیلت لکھتے وقت سخت تکلیف ہوئی ہے اور یہ اس ماحول کا اثر ہے جس میں وہ پروان چڑھے ہیں اس ماحول میں ایڑی چوٹی کا زور صرف اس بات پر لگایا جاتا ہے کہ اولادِ رسولؐ عترتِ نبیؐ کی کسی فضیلت کو بھی پورا نہ ہونے دیا جائے۔ یا اس میں زمان و مکان کی تخصیص کر دو مثال کے

وصیت مذکورہ کو درست قرار دینا اس چیز کا روشن ثبوت ہے کہ مسئلہ گواہوں میں ابوبکر قرآن کی پیروی کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔

ارباب انصاف۔ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا فرمان قرآن سے مخالف نہیں ہو سکتا۔ جناب کا مقدمہ فدک میں گواہی دینا اس چیز کا ثبوت ہے کہ جناب کی گواہی میں کوئی خامی نہ تھی اور نہ ہی دوسرے گواہ کی ضرورت تھی ورنہ جناب امیرؑ ہرگز گواہی نہ دیتے۔ جناب ابوبکر کا غیر گواہوں کے دعویٰ قبول کر لینا اور وصیت کے نافذ کرنے میں خواب پر عمل کرنا اور حضرت علیؑ کی گواہی کو ٹھکرا دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ اصحاب نبیؐ نے حضرت علیؑ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

نتیجہ بحث

جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک کے فیصلہ میں نو عدد آیات قرآن کی مخالفت کی ہے لہٰذا از روئے قرآن حق جناب زہراؑ اور جناب امیرؑ کے ساتھ ہے اور خلیفہ جی غلطی پر ہیں۔

اب آیئے جناب ابوبکر کے فیصلہ کو احادیث رسول کی روشنی میں دیکھیں

جناب ابوبکر نے سیدہ زہراؑ کو فدک نہ دینے میں احادیث رسولؐ کی بھی مخالفت کی ہے

مقدمہ فدک میں خلیفہ نے حدیث ثقلین کی مخالفت کی ہے ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور پ۴ آیت واعتصموا بحبل اللہ ص۶۰ ج۲
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر الخازن آیت مودۃ ص۱۰۲ ج۶
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۴ آل عمران آیت واعتصموا بحبل اللہ ص۲۱
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر الکبیر پ۴ آل عمران ص۷ ج۳
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۴ آل عمران واعتصموا بحبل اللہ ص۱۸
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب جامع الصغیر ص۱۰۳ باب انی
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم باب فضائل علیؑ ص۳۲۲ ج۲
۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المرقات شرح مشکوٰۃ ص۴۷۶ ج۱۱
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض شرح الشفاء قاضی عیاض فصل فی مواقع فی مودتہ ص۲۸۳ ج۴
۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین باب مناقب اہلبیت ص۱۴۸ ج۳
۱۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ترمذی شریف باب مناقب اہلبیت
۱۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمہ حسن ص۷۳
۱۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص۸۹ آیت رابعہ فی فضل اہلبیت
۱۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب لغات الحدیث باب الثامن القاف ص۱۴ ج۱
۱۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ تتمۃ الباب در دلائل الشیعہ ص۱۳۰
۱۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الاول فی الایمان والاسلام ص۴۴ ج۱
۱۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفاء ص۲۲۵ ج۲ ط کراچی

اور وہ حدیث یہ ہے

اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ وَاِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ۔ فَلَا تَقَدَّمُوْھُمَا فَتَھْلِکُوْا وَلَا

مومنین میں سے جو نبیؐ کریم کیلئے کافی ہے وہ حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی مشہور کتاب ۔مناقب مرتضوی مؤلف محمد صالح کشفی ترمذی سنی حنفی ص۱۱

محدث حنبلی گوید جمیع مفسران متفق اند بر اینکہ مراد از من اتبعک علیؑ ابن ابی طالب است ۔

ترجمہ

محدث حنبلی بیان کرتے ہیں کہ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ من اتبعک سے مراد حضرت علیؑ ہیں ۔

نوٹ ۔ اس مذکورہ آیت کی روشنی میں جناب امیرؑ کا پیغمبرؐ کے لئے کافی ہونا ثابت ہے لہذا جو پاک ہستی ہر بات میں رسولؐ اللہ کے لئے کافی ہتی وہ ابوبکر کے لئے بی بی کے دعوئے فدک کے بعد گواہی میں کافی کیوں نہ ہوئی ؟ خلیفہ پر فرض تھا کہ امام معصوم کی گواہی کو کافی سمجھتا لیکن کافی نہیں سمجھا ۔ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ آیت قرآن کی بھی ابوبکر نے مخالفت کی ہے ۔

ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حضرت علیؑ کی گواہی کو ٹھکرا کر سچی زبان کو ٹھکرایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ   پ۱۹ الشعراء آیت ۸۴

ترجمہ ۔ اے خدا میرے لئے آخری زمانہ میں سچی زبان پیدا کر

سچی زبان حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب کوکب دری ۔ مؤلف محمد صالح سنی حنفی

باب اول منقبت ۱۹ ص۱۳۵

مناقب ابن مردویہ میں امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ سچی زبان علیؑ ولی ہے

نوٹ ۔

مذکورہ آیت و روایت سے ثابت ہے کہ سچی زبان جناب امیرؑ ہیں اور جسے قرآن سچی زبان کہے اس کے کسی کلام میں جھوٹ کا احتمال نہ ہوگا ۔ پس جناب امیرؑ کے کسی کلام میں جھوٹ کا احتمال ہی نہیں ہے اور گواہ کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں جھوٹ کا احتمال ہو پس ابوبکر پر فرض تھا کہ بی بیؑ کے دعوی فدک میں جناب امیرؑ پر اعتبار کرتا لیکن جسے خدا نے قرآن میں سچی زبان فرمایا ہے ابوبکر کو اس پر اعتبار نہ آیا ۔ پس مذکورہ آیت قرآن کی بھی خلیفہ نے مخالفت کی ہے ۔

نتیجہ بحث

جناب ابوبکر نے مذکورہ آٹھ عدد آیات کی مخالفت کی ہے جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ کی بھی مخالفت کی ہے قرآن اور اہل بیت النبوت ثقلین ہیں اور جو ان کی مخالفت کرے وہ خلافت کے لائق نہیں ہے ہم اہل تشیع کی جناب ابوبکر سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے ہماری ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ ابوبکر نے نبی کی بیٹی کا حق غصب کرکے بی بیؑ کو ناراض کیا ہے اور ہم مدنی سرکارؐ کی اولاد کی طرفداری کرتے ہیں ۔

حضرت ابوبکر نے مقدمہ فدک میں آیہ تطہیر کی بھی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
پ ۲۲ آیت ۳۳ احزاب

ترجمہ

اے پیغمبر کے اہلبیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جیسا کہ پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

نوٹ

ہم سولہ عدد کتب معتبرہ اہلسنت سے ثابت کر چکے ہیں کہ جناب امیرؑ آیت تطہیر کے مصداق ہیں۔

آیت تطہیر منبع فضائل اہل بیت نبوت ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب "الصواعق المحرقہ" ص ۸۵

الآیت الاولیٰ انما یرید اللہ الی اخرہ ثم هذه الآیة منبع فضائل اهل البیت النبوی لاشتمالها علی غرر من مآثرهم ... الرجس هو الاثم او الشك ....

حتی ذهب قوم الی انها قطب الاولیاء فی کل زمن لایکون الا منهم ... فی روایة انه اندرج معهم جبرائیل میکائیل

ترجمہ

ابن حجر المکی نے آیت تطہیر کے بحث میں وہ روایات جمع کی ہیں جو اس آیت کے شان نزول میں ہیں اور پھر لکھا ہے کہ یہ آیت اہلبیت نبوت کے فضائل کا سرچشمہ ہے۔ پھر لکھا ہے کہ آیت میں رجس سے مراد گناہ ہے یا شک اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل بیت نبیؐ سے ہر گناہ اور شک دور ہے اور یہ چیز ان کی عصمت کی روشن دلیل ہے۔ پھر لکھا ہے ہر زمانے میں قطب الاولیاء اہلبیت نبیؐ سے ہوگا۔ پھر لکھا ہے کہ آل نبیؐ کے ساتھ چادر میں جبرائیل و میکائیل بھی تھے۔

نوٹ

آیہ تطہیر کی رو سے حضرت علیؑ جناب زہراؑ اور حسنینؑ کی عصمت ثابت ہے لہذا ابوبکر پر فرض تھا کہ مقدمہ فدک میں ان معصوموں نے جو کچھ فرمایا تھا اس پر عمل کرتا۔ لیکن عمل نہیں کیا پس آیت تطہیر کی بھی مخالفت کی ہے۔

ایک عذر ناتمام

جناب ابوبکر نے قرآن و حدیث کی مخالفت نہیں کی کیونکہ ان دونوں کا حکم ہے کہ شہادت میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں۔ سیدہ زہراؑ کے دعوئ ملکیت کے بعد گواہوں میں یہ نصاب پورا نہ تھا۔

جواب رد

حب الشی یعمی و یصم خلیفہ کی محبت نے بلا اجرت وکلا سے غور و فکر کی قوت

ختم کردی ہے۔ گواہوں کا نصاب پورا تھا۔ نبی کریم کے غلام رباح اور حضرت علیؑ و دو مرد حسنین شریفین دو مرد نیز جناب امیر اور ام ایمن و اسماء بنت عمیس ایک مرد اور دو عورتیں۔ یہ تعداد گواہوں کی مقدار مطلوبہ سے زیادہ ہے۔

۲۔ گواہ وہاں مانگے جاتے ہیں جہاں مدعی کے کلام میں جھوٹ کا احتمال ہو اور سیدہ زہراؑ کی سچائی پر آیت تطہیر روشن ثبوت ہے۔

جناب ابوبکر نے گواہوں کے مسئلہ میں بھی قرآن کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ ۔ پ ۷ ع (المائدہ ع)

ترجمہ

اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کے سر پر موت آ کھڑی ہو تو وصیت کے وقت تم مومنوں میں سے دو عادلوں کی گواہی ہونی ضروری ہے۔

نوٹ۔ اس آیت میں صاف حکم موجود ہے کہ وصیت تب نافذ ہوگی جب دو عادل گواہی دیں اور اس حکم قرآنی کی جناب ابوبکر نے مخالفت کی ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔ ۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا فصل ششم سورہ حجرات

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۱۹۷ ذکر ثابت بن قیس بن شماس

ثابت بن قیس صحابی تھا جنگ یمامہ میں مارا گیا۔ اس پر ایک قیمتی زرہ تھی اور وہ ایک مسلمان

نے اتار لی۔ ثابت ایک مسلمان کو خواب میں ملا۔

اب اصابہ کی عربی عبارت ملاحظہ ہو

فقال انی اوصیك بوصیة فایاك ان تقول هذا حلم فتضیعه انی لما قتلت اخذ درعی فلان و منزله فی اقصی الناس و عند خبائه فرس تستن و قد کفی علی الدرع برمة و فوقها رحل فائت خالداً فمره فلیاخذها ولیقل لابی بکر ان علی من الدین کذا و کذا و فلان عتیق فاستیقظ الرجل فاتی خالداً فاخبر فبعث الی الدرع فاتی بها وحدث ابابکر برؤیا فاجاز وصیته۔

ترجمہ

ثابت نے کہا میں تجھ کو وصیت کروں اور تو اس کو خواب سمجھ کر ضائع نہ کرنا جب میں قتل ہوا تو میری زرہ فلاں نے اتار لی ہے اور وہ شخص فلاں جگہ آخر میں رہتا ہے۔ اس کے خیمے میں گھوڑا ہے اور اس نے زرہ پر پرانی رسی رکھی ہے اور اس پر پالان ہے تو خالد کے پاس جا اور اسے کہہ کر وہ اس شخص سے زرہ لے لے اور پھر جناب ابوبکر کو خبر دیں کہ میرے اوپر قرض ہے اسے بیچ کر قرض ادا کیا جائے۔ وہ مرد خواب سے بیدار ہوا اور خالد کو خبر دی خالد نے وہ زرہ منگوالی اور ابوبکر کو وہ خواب سنایا۔ جناب ابوبکر نے اس وصیت کو درست قرار دیا۔

نوٹ۔

قرآن کا حکم ہے وصیت تب درست ہے جب دو عادل گواہی دیں۔ خواب کے ذریعے

تقصروا عنهما فتهلكوا ولا تعلموهم فانهم اعلم منكم۔

نوٹ۔

مذکورہ حدیث مذکورہ تمام کتب اہلسنت میں الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ موجود ہے۔

ترجمہ حدیث ثقلین

نبی کریم نے فرمایا میں تم میں دو عظیم الشان چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک کتاب اور دوسری اپنی عترت واہل بیت۔ اگر دونوں کی اطاعت کرو گے تو میرے بعد آپ گمراہ نہ ہونگے اور یہ دونوں آپس سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔ ان سے آگے نہ بڑھنا اور ان کی شان میں کوتاہی نہ کرنا اور ان کو علم نہ سکھانا یہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

توثیق حدیث ثقلین

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب فتاویٰ عزیزی ص۲۰۱
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۱۳۰
۳۔ نسیم الریاض شرح الشفاء قاضی عیاض
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مستدرک علی الصحیحین

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت ملاحظہ ہو

باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی ایں حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمودہ

انی تارک فیکم الثقلین

ترجمہ فتاویٰ عزیزی سے ملاحظہ ہو

جاننا چاہیئے کہ شیعہ وسنی کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث ثابت ہے

نسیم الریاض کی عبارت ملاحظہ ہو

وهذا حديث صحيح رواه مسلم في خطبة خطبها ....
انی تارک فیکم الثقلین

ترجمہ

یہ حدیث صحیح ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے
(نبیؐ نے فرمایا) کہ میں تم میں دو امر چھوڑے جا رہا ہوں

حدیث ثقلین کے معنی کی تشریح

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کی عبارت ملاحظہ ہو ص۲۴۳ ج ۱۱

وانی تارک فیکم الثقلین بفتحتین ای الامرین العظیمین سمی کتاب الله واهل بیته بهما لعظم قدرهما لان العمل بهما ثقیل علی تابعهما قال صاحب الفائق الثقل المتاع المحمول علی الدابة وانما قیل للجن والانس الثقلان لانهما ثقال الارض فکانهما ثقلا بها وقد شبه بهما الکتاب والعترة فی ان الدین یستصلح بهما ویعمر کما عمرت الدنیا بالثقلین

ترجمہ:۔

ثقلین کی ثا اور قِ پر لفظ ہے۔ مراد اس سے دو امرِ عظیم ہیں۔ وہ قرآن اور اہلبیتؑ ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں عظیم الشان ہیں۔ صاحب مائق لکھتے ہیں کہ ثقل اس سامان کو کہتے ہیں جو سواری پر لادا جائے اور جن اور انسانوں کو ثقلین کہا گیا ہے کیونکہ وہ زمین پہ بوجھ ہیں قرآن اور عترت کو حدیث مذکور میں جن وانسان سے اس بات میں تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح زمین کو اصلاح آبادی اور ترقی جن وانسان سے ہے اسی طرح دین اسلام شریعت نبویہ کی آبادی اور ترقی قرآن اور اہلبیت سے ہے اور دوسری وجہ شبہ یہ بھی ہے کہ جن وانسان کو اس لئے ثقلین لکھا گیا ہے کہ ان کو باقی ذی الروح سے امتیاز حاصل ہے اور اسی طرح قرآن اور اہلبیت کو دوسرے بندوں اور کتابوں سے امتیاز حاصل ہے۔

اعتراض

حدیث ثقلین میں لفظ ثقلین سے مراد قرآن اور حدیث ہے وہ معنی مراد نہیں جو اہل تشیع کرتے ہیں کہ مراد ثقلین سے قرآن اور علیؑ اور اولاد علیؑ ہے

جواب

حدیث ثقلین میں قرآن کے ساتھ دوسرا معنیٰ حدیث مراد لینا اور علیؑ اور اولاد علیؑ مراد نہ لینا یہ ملوانوں کی بہت بڑی چالاکی ہے اور ہم اس عیاری اور مکاری کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

قرآن و علیؑ اور اولادِ علیؑ ثقلین ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب لغات الحدیث مؤلف علامہ وحید الزمان طبع کراچی ص۱۴۲

انی تارِکٌ فیکمُ الثقلین کِتَابَ اللہ وعِترتی

ترجمہ

میں تم میں دو بھاری یا نفیس چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک تو اللہ کی کتاب دوسرے میرے اہلبیتؑ۔

بعضوں نے کہا ان کو ثقلین اس لئے کہا کہ ان پر عمل کرنا مشکل اور بھاری ہے۔ بعضوں نے کہا اس لئے کہ ان دونوں سے دین کی اصلاح اور درستی اور آبادی ہوتی ہے۔ جیسے ثقلین یعنی جن اور انس سے دنیا کی آبادی ہے۔ غرض آنحضرتؐ کی اس نصیحت اور وصیت پر صرف وہ اہل حدیث عامل ہیں جو قرآن اور اہلبیت کرام دونوں کو سنبھالے ہوئے ہیں ان کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ خارجی، ناصبی، مقلدین اور نام کے اہل حدیث نے اہلبیت کو چھوڑ دیا۔ اب خارجی اور ناصبی تو معاذ اللہ اہلبیتؑ کے دشمن بن گئے ان کو برا کہنے لگے اور مقلدین نے کیا کیا کہ زبانی اہلبیت کی محبت کی ڈینگ مارتے ہیں لیکن عملاً ذرا بھی اہلبیتؑ کی طرف توجہ نہیں۔ ان کی کتابوں میں جہاں دیکھو ابو حنیفہ اور شافعی اور مزنی اور ابو یوسف اور محمد بن حسن اور زفر کے اقوال بھرے ہوئے ہیں۔ میں نے آج تک کسی حنفی یا شافعی کو نہیں دیکھا جو امام جعفر صادقؑ یا امام محمد باقرؑ یا دوسرے آئمہ اہلبیتؑ کے اقوال تلاش کرے اور ان پر چلے ان مقلدوں کا جہل اس درجہ پہنچ گیا ہے کہ اگر کوئی خدا کا بندہ اہلبیتؑ کرام کے اقوال اور افعال جمع کرے یا ان کے اجتہاد پر چلے تو اس کو شیعہ کہتے ہیں۔ کیا خوب سا اگر یہی تشیع ہے تو خدا ہم کو شیعہ

ہی رکھے۔ اسی طریق پر ہمارے۔

ہمارے ملک دکن میں مولانا حسن الزماں محمد چشتی نظامی محدث نے بڑی محنت اور جانفشانی سے ایک کتاب احیاء المیت فی فقہ اہلبیت تالیف کی تھی مگر افسوس کہ وہ کتاب پوری نہ چھپنے پائی اور مولانا نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اب محبین اہلبیتؑ کرام کا فرض ہے کہ اس کتاب کو مکمل چھپوا کر شائع کریں۔

خیر۔ یہ تو نام کے سنیوں کا حال ہوا اب رافضیوں کو دیکھیے انہوں نے اہلبیتؑ کو تو لیا لیکن قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا۔ سچے سنی وہی ہیں جو اللہ کی کتاب پر چلتے ہیں۔ پھر حدیث شریف پر جو سردارِ اہلبیتؑ کا ارشاد ہے۔ پھر اہلبیتؑ کے اقوال و افعال پر۔ اور اہلبیتؑ کے اقوال اور اجتہادات کو دوسرے فقہا اور مجتہدین کے اقوال اور اجتہادات پر مقدم رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہ بھی اگر کسی مسئلہ میں مختلف ہوں تو حضرت علیؓ کا قول اختیار کرتے ہیں کیونکہ آپ کو دوہری فضیلت حاصل ہے۔ صحابی بھی ہیں اور اہل بیت یعنی اصحاب کسا میں بھی ہیں۔

اعتراض

ٹیکسٹ بک آف انگلش برائے جماعت نہم مؤلف پروفیسر مصطفےٰ علی خاں

صفحہ نمبر ۳ پیرا نمبر ۲ سطر نمبر ۱۹ تا نمبر ۲۱

عبارت کتاب

ترجمہ

اے لوگو! میں تم میں چھوڑے جارہا ہوں وہ، جو کہ تمہیں سیدھے راستہ پر قائم رکھے گی جب تک کہ تم اس پر عمل پیرا رہو گے۔ یہ خدا کی کتاب ہے اور اس کے رسولؐ کی سُنّت۔

جواب

پروفیسر نے مذکورہ عبارت بڑی مبہم ذکر کی ہے اگر ان کی مراد یہ ہے کہ ثقلین سے مراد قرآن اور حدیث ہے تو یہ ان کی عربی زبان سے ناواقفیت کا بیّن ثبوت ہے اور محکمہ تعلیم نے بہت بڑی زیادتی کی ہے کہ قرآن و عترت سے ناواقف شخص کو دینیات کا مضمون سپرد کردیا۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ آیت رابعہ فی فضل اہلبیت صفحہ ۹۰

ثقلین سے مراد قرآن اور نسل رسولؐ ہے

صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو

سمی رسولؐ اللہ القرآن وعترتہ وھی الاھل والنسل والرھط الادنون ثقلین لان الثقل کل نفیس خطیر مصون وھذان کذالک۔ اذ کل منھما معدن للعلوم الدینیۃ والاسرار والحکم العلیۃ والاحکام الشرعیۃ ولذاحث النبیؐ علی

الاقتداء والتمسك بهم والتعلم منهم

ترجمہ

نبی کریم نے اپنی عترت کو جو کہ حضور کی اہل اور نسل اور قریبی رشتہ دار ہیں اور قرآن پاک کو ثقلین فرمایا ہے کیونکہ ثقل ہر قیمتی ۔ اعلٰے اور قابل حفاظت شے ہے اور قرآن و عترت بھی اسی طرح ہیں کیونکہ یہ دونوں احکام شرعیہ اور علوم دینیہ کی معدن یعنی کان ہیں۔ اسی لئے پیغمبر نے ان سے علم سیکھنے اور ان کی پیروی کی تاکید فرمائی ہے۔

آخری فیصلہ

جناب ابوبکر کی گواہی کہ جناب علیؑ عترت رسولؐ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص۹

ثم احق من يتمسك به منهم امامهم وعالمهم علی ابن ابی طالب لما قدمناه من مزيد علمه

ترجمہ

عترت نبیؐ میں سے جو زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے وہ ان کے عالم اور امام علی ابن ابیطالب ہیں کیونکہ ان کے پاس علم زیادہ ہے اور اسی لئے جناب ابوبکر نے کہا کہ جناب علی علیہ السلام عترت کے ان افراد سے

ہیں جن کی اطاعت کی پیغمبر نے تاکید فرمائی ہے۔

شاہ عبدالعزیز کا فیصلہ۔ کہ قرآن اور اہلبیتؑ کا مخالف دین سے خارج ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۱۳۰ ذکر حدیث ثقلین

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبرؐ فرمود انی تارک فیکم الثقلین ۔ ان تمسکتم بهما لن تضلوا بعدی احدهما اعظم من الآخر کتاب الله وعترتی اهل بیتی ۔

ترجمہ

جاننا چاہئے کہ شیعہ سنی کا اتفاق ہے کہ یہ ثابت ہے حضورؐ نے فرمایا میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر ان سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ان میں سے ایک دوسری سے بزرگ ہے۔ قرآن شریف و اولاد از اہلبیتؑ من یعنی ایک قرآن ہے اور دوسری میری اولاد اور اہل بیت۔

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ است پس مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدہ و عملاً باطل و نامعتبر است و ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین حالا تحقیق باید انشاد کہ از این دو فرقہ یعنی شیعہ و سنی کدام یک متمسک

با این دو حبل متین است ۔

ترجمہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقدمات دینی اور احکام شرعیہ میں ان دونوں چیزوں کی اطاعت کا پیغمبر اسلام حکم دے گئے ہیں پس جو مذہب امور شرعیہ میں عقیدۃً و عملاً ان دونوں کا مخالف ہے وہ جھوٹا ہے جو شخص قرآن اور اہلبیت کی مخالفت کرے وہ دین سے خارج ہے اور گمراہ ہے۔ پس تو تحقیق کر کہ اہل سنت اور اہل تشیع میں سے کون قرآن اور اہلبیت کی اطاعت کرتا ہے اور کون مخالفت کرتا ہے

نتیجہ بحث

شاہ عبدالعزیز کے فیصلہ کی روشنی میں جناب ابوبکر کا مقدمہ فدک میں فیصلہ

۱۔ حدیث ثقلین کو ۱۶ عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے ہم نے ثابت کر دیا

۲۔ اور اس کی سند کی صحت کو بھی چار عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت کر دیا

۳۔ اور تحفہ اثنا عشریہ۔ صواعق محرقہ۔ لغات الحدیث سے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ عترت سے مراد امام حسنؑ امام حسینؑ حضرت علیؑ جناب سیدہ زہراؑ اور ان کی معصوم اولاد ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں عترت کا ترجمہ اولاد ہے۔

۴۔ نبی کریم نے قرآن اور عترت کی پیروی کو امت پر واجب قرار دیا ہے اور اس وجوب کا ثبوت حدیث ثقلین ہے

مقدمہ فدک میں جناب ابوبکر نے عترت رسولؐ کی مخالفت کر کے حدیث ثقلین کو ٹھکرایا ہے

فاطمہ زہراؑ نے دعویٰ فرمایا تھا کہ فدک میری ملکیت ہے جناب امیرؑ اور حسنینؑ نے بی بی کے حق

میں گواہی دی تھی۔ بحکم حدیث ثقلین ابوبکر کا فرض تھا کہ عترت رسولؐ کی اطاعت کرتا لیکن ابوبکر نے مخالفت کی تھی۔ شاہ عبدالعزیز خلیفہ کے بلا اجرت وکیل فرماتے ہیں کہ جو قرآن اور عترت رسولؐ کی مخالفت کرتا ہے وہ دین سے خارج ہے۔ اب چار یاری مذہب کے ملوانے خود ہی فیصلہ کریں کہ ان کے مناظر اعظم نے جناب ابوبکر کو کہاں پہنچا دیا ہے۔

جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں جناب امیرؑ کی گواہی ٹھکرا کر حدیث سفینہ کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المعجم الصغیر للطبرانی باب من اسمہ حسین ص۷۸

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال باب فضائل اہلبیت ص۲۱۵ ج۶

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین ذکر مناقب اہلبیت ص۱۵۱ ج۲

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نزل الابرار مؤلفہ علامہ بدخشانی ص۶

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ذکر علی ابن محمد المطرز ص۹۱ ج۱۲

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المعارف ذکر ابوذر غفاری ص۱۱۱

۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ الآیۃ السادسۃ فی فضل اہل بیت ص۹۱

۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مشکوٰۃ شریف فصل ثانی مناقب اہل بیت ص۲۵۸ جلد۲

۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب حلیۃ الاولیاء ذکر سعید ابن جبیر ص۳۰۶ ج۴

۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور آیت قولو حطۃ ص۲۲۲ ج۱

تلک عشرۃ کاملۃ

مشکوٰۃ کی عبارت ملاحظہ

عن ابی ذر قال سمعت النبی یقول الاان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا ھلک۔ رواہ احمد

ترجمہ

ابی ذر کہتے ہیں میں نے پیغمبرؐ سے سنا تھا آنجناب نے فرمایا۔ آگاہ رہو کہ میری اہلبیت تم میں اس طرح ہے جیسے نوح کی قوم میں ان کی کشتی تھی۔ جو اس کشتی پر سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے دور رہا وہ غرق ہوا۔

توثیق حدیث سفینہ

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب المرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۳۹۹ ج۱۱ ذکر مناقب اہلبیتؑ

اراد بقولہ فانا ابوذر انا المشھور بصدق اللھجۃ وثقۃ الروایۃ وان ھذا الحدیث صحیح لامجال للرد فیہ وھذا تلمیح .. الی قول النبی یقول لا اظلت الخضراء ولا اقلت الغبرا اصدق من ابی ذر

ترجمہ

ابوذر کا مقصد تھا کہ میں وہی ابوذر ہوں جو لہجہ کی سچائی اور روایت کے ثقہ ہونے میں مشہور ہے یہ حدیث جو بیان کر رہا ہوں صحیح ہے اس کے رد کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ابوذرؓ کے اس کلام میں تلمیح (اشارہ) ہے نبی کے اس فرمان کی طرف حضورؐ نے فرمایا تھا کہ نہ آسمان نے سایہ ڈالا ہے اور نہ

زمین نے اٹھایا ہے۔ اس شخص کو جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔

حدیث سفینہ کے معنی کی تشریح

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص۹۱ طبع مصر

ووجہ تشبیھھم بالسفینۃ فیما مران من احبھم وعظمھم واخذ بھدی علمائھم نجا من ظلمۃ المخالفات ومن تخلف عن ذالک غرق۔

ترجمہ

حضورؐ نے اپنی اہلبیت کو کشتی سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ کشتی ذریعۂ نجات ہے اور جو شخص اہلبیتؑ رسولؐ سے محبت رکھے اور ان کی تعظیم کرے اور ان کے علما کی ہدایت پر عمل کرے تو وہ شخص ظلمت کفر سے نجات پائے گا اور جو شخص اہلبیتؑ کی مخالفت کرے گا۔ وہ گمراہی کے دریا میں غرق ہو گا۔

نتیجہ بحث

۱۔ نبی کریم نے دنیا کی گمراہی اور ضلالت کو ایک دریا سے تشبیہ دی ہے اور اپنی اہلبیتؑ کو کشتی نوحؑ سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح کشتی نوحؑ اصحاب نوحؑ کے لئے ذریعۂ نجات تھی اسی طرح کشتی اہلبیتؑ نبی کریمؐ کے اصحاب اور امت کے لئے ذریعۂ نجات ہے۔

طور پر حدیث منزلت یا اس کے معنی میں تقسیم کر دو۔ مثال کے طور پر آیۂ تطہیر یا اس کی سند کو زخمی کر دو۔ مثال کے طور پر مولا علیؑ کے فضائل کی احادیث یا اس کے معنی کو مجروح کر دو۔ مثال کے طور پر حدیث غدیر۔ یہ چار ہتھیار ہر ملا نے کے پاس ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

۲۔ اہلسنت کی تفاسیر میں تو مسلم خواہ وہ پہلے بت پرست تھے یا یہود و نصاریٰ تھے اگر ان کے فضائل آ جائیں تو انہیں غلط قرار دینے کے متعلق چار یاری مذہب کی شریعت کا پورا توپ خانہ بند رہتا ہے اور اگر علیؑ یا اولاد علیؑ کی فضیلت میں کوئی حدیث آ جائے تو اسے دیکھنے کے بعد ان کی اپنی ذاتی تحقیق کی توپ کا دہانہ کھل جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے ہاں مسلم بات ہے کہ حدیث اگر ضعیف بھی ہو تو باب المناقب میں قبول ہے۔ شہدا کے جگر چبانے والی ہند کے بیٹے معاویہ کی فضیلت میں تو حدیث ضعیف انہیں قبول ہے لیکن علیؑ اور اولاد علیؑ کی فضیلت میں صحیح حدیث قبول کرتے ہوئے بھی ان کا کلیجہ شق ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام ہے بغض علی جو انہوں نے لمبی لمبی داڑھیوں کی آڑ میں چھپایا ہوا ہے۔

۳۔ جناب امیرؑ کو حق تعالیٰ نے نبوت کا گواہ بنایا ہے آنجنابؑ عالم کتاب ہیں کتاب سے مراد قرآن ہے اور آیات شہادت بھی قرآن ہی میں ہیں اور یہ کہنا کہ جناب امیر کو ان آیات کا یا ان کی تفسیر کا علم نہ تھا تو دونوں صورتوں میں تکذیب حق تعالیٰ لازم آتی ہے۔ کیونکہ پھر تو اللہ نے ایسے انسان کو عالم قرآن کہا کہ جسے نہ آیت نہ معنی معلوم ہے پس مذکورہ آیت و روایت سے یہ ثابت ہوا کہ نبی کریمؐ کے علاوہ جناب امیر سب سے زیادہ قرآن کا علم رکھنے والے تھے۔

۴۔ جب مولا علیؑ نے بی بی کے دعویٰ فدک میں سیدہؑ کے حق میں گواہی دی تو گواہی کے شرائط بھی جناب امیرؑ ابوبکر سے زیادہ جانتے تھے۔ اگر آنجنابؑ کی گواہی سے کوئی فائدہ نہیں تھا تو لغو گواہی عالم قرآن ہرگز نہ دیتے۔

نتیجہ

گواہ رسالت عالم قرآن جناب امیرؑ کو سیدہ زہراؑ دعوئے فدک کے بعد بطور گواہ ابوبکر کے پاس لائی تھیں لہٰذا ابوبکر پر فرض تھا کہ اس معصوم کی گواہی پر عمل کرتا اور علاقہ فدک جو اس نے قومی ملکیت میں لے لیا تھا واپس کر دیتا۔ لیکن نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ ابوبکر نے مذکورہ آیت قرآن کی بھی مخالفت کی ہے۔

جناب ابوبکر نے دعویٰ فدک میں حضرت علیؑ کی گواہی کو ٹھکرا کر آیت حسبک اللہ کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ پ الانفال ع

ترجمہ

اے پیغمبر تجھ کو خدا اور وہ لوگ جنہوں نے مومنین میں سے تیری پیروی کی ہے کافی ہیں۔

۲- ہم نے حدیث سفینہ کو دس عدد کتب معتبرہ السنت سے ثابت کیا ہے اور اس کے معنے کی تشریح کو تحفہ اثنا عشریہ سے پیش کیا ہے اور صاحب تحفہ کا یہ قول ثابت کیا ہے کہ اہلبیت کی مخالفت کرنے والا گمراہ ہے۔ اہل بیت سے کون مراد ہیں۔ آیت تطہیر کے ضمن میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت علیؑ سیدہ زہراؑ اور حسنینؑ کریمین اہل بیت رسولؐ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ان کا مخالف گمراہ ہے۔

۳- سیدہ زہراؑ نے دعوے فرمایا تھا کہ فدک میرا حق ہے۔ مولا علیؑ اور جناب حسنینؑ نے گواہی دی کہ بی بی حق بجانب ہیں لیکن جناب ابوبکر نے ان اہلبیتؑ رسولؐ کی مخالفت کی ہے۔ بقول شاہ عبدالعزیز اہل بیت کا مخالف گمراہ ہے۔ اب ملوانے فیصلہ کریں کہ ان کے مناظر اعظم نے خلیفہ کو کہاں پہنچا دیا ہے۔

جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں جناب امیر کی گواہی کو ٹھکرا کر حدیث علی مع الحق کی مخالفت کی ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص۳۲۱ ج۱۴ ذکر یوسف بن محمد المؤدب
۲- اہل سنت کی معتبر کتاب نزل الابرار ص۲۴ علامہ بدخشانی
۳- اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۱۵۷ ج۶ باب فضائل علیؑ
۴- اہل سنت کی معتبر کتاب مستدرک علی الصحیحین ص۱۵ ج۲
۵- اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص۱۵ الباب العشرون
۶- اہل سنت کی معتبر کتاب الامامت والسیاست ص۷۳ ذکر جنگ جمل

۷- اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۲۱۶ حدیث دہم
۸- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۱۰۵ ج۱ المسئلۃ التاسعہ
۹- اہل سنت کی معتبر کتاب جامع ترمذی ص۵۷۳ ج۲ باب مناقب علیؑ بن ابی طالب
۱۰- اہل سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین ص۱۵۲ ذکر علیؑ ابن ابی طالب

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے۔ بعض کی عبارت ہم پیش کریں گے۔

تاریخ بغداد کی عبارت ملاحظہ ہو

عن ابی ثابت مولا ابی ذر قال دخلت علی ام سلمہ فرأیتھا تبکی وتذکر علیا وقالت سمعت رسول اللہ یقول علیؑ مع الحق والحق مع علیؑ ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض

ترجمہ

ابی ثابت مولا ابی ذر بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہ کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ جناب علیؑ کو یاد کر کے رو رہی ہیں اور مجھ سے کہا کہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

توثیق حدیث علیؑ مع الحق

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۲۱۶

تحفہ اثنا عشریہ کی عبارت

حدیث دہم۔ رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ

حیث دار اداین حدیث را نیز اہلسنت علی الراس والعین
قبول دارند۔

ترجمہ

اس حدیث کو اہلسنت سر آنکھوں پر قبول کرتے ہیں

جس نے دین کے معاملہ میں جناب امیر کی پیروی کی وہ ہدایت اور حق پر ہے

— اہل سنت کے امام کی گواہی

ثبوت میں تفسیر کبیر کی عبارت ملاحظہ ہو۔

واما علی بن ابی طالب کان یجھر بالتسمیة فقد ثبت بتواتر" ومن اقتدی فی دینه بعلی ابن ابی طالب فقد اهتدی الدلیل علیه قوله علیه السلام اللهم ادر الحق معه حیث دار

ترجمہ

جناب امیرؑ نماز میں بسم اللہ بلند آواز کے ساتھ پڑھتے تھے اور یہ چیز تواتر سے ثابت ہے اور جو بھی دین کی بات میں جناب علیؑ کی پیروی کرے گا وہ حق پر ہوگا۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ نبیؐ نے فرمایا کہ خدا حق کو ادھر پھیرے جدھر علی ہو۔

باپ اور بیٹی دونوں نے حق کی مخالفت کی

ثبوت میں الامامت والسیاست کی عبارت ملاحظہ ہو

جنگ جمل جب ختم ہوئی تو محمد بن ابی بکر اپنی بہن عائشہ کے پاس آئے
قال لها اما سمعت رسول الله يقول علیؑ مع الحق والحق مع علی ثم خرجت تقاتلینه بدم عثمان

ترجمہ

کہا کہ اے بہن کیا آپ نے نبیؐ کا فرمان نہیں سنا تھا کہ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور پھر تو خون عثمان کے بہانہ جناب علیؑ سے جنگ کرنے نکلی۔

نتیجہ بحث

۱۔ مذکورہ حدیث کو ہم نے دس عدد کتب معتبرہ اہلسنت سے پیش کیا ہے۔ لہذا ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں سفید جھوٹ بولا ہے کہ یہ حدیث کسی کتاب میں نہیں ہے

۲۔ جناب امیرؑ کے ہر بات میں حق پر ہونے کا یہ حدیث روشن ثبوت ہے۔ لہذا جناب امیرؑ نے بی بی کے دعوے فدک کے بعد سیدہ زہراؑ کے حق میں گواہی دی تھی اور یہ گواہی بالکل حق تھی لیکن جناب ابوبکر نے اس سچی اور حق گواہی کو ٹھکرا دیا۔ ملوانے فیصلہ کریں کہ حق ابوبکر کے ساتھ ہے یا حق علیؑ کے ساتھ؟

جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں جناب امیر کی گواہی کو ٹھکرا کر حدیث علی مع القرآن کی مخالفت کی ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ المعجم الصغیر للطبرانی ذکر من اسمہ عباد ص۱۴۹

۲۔ کنز العمال	باب فضائل علیؑ	ص ۱۵۲ ج ۶
۳۔ المستدرک	مناقب علیؑ	ص ۱۲۴ ج ۳
۴۔ صواعق محرقہ	الحدیث الاربعون	ص ۷۵
۵۔ تاریخ الخلفاء	باب فضائل علیؑ	ص ۱۷۳
۶۔ ینابیع المودۃ	الباب العشرون	ص ۹۰
۷۔ نور الابصار	ذکر علیؑ بن ابی طالب	ص ۸۰
۸۔ اسعاف الراغبین	ذکر علیؑ بن ابی طالب	ص ۱۵۹

المستدرک کی عبارت ملاحظہ ہو

عن ام سلمہ قالت سمعت رسول اللہ یقول علی مع القرآن
والقرآن مع علی لا یفترقان حتے یردا علے الحوض

ترجمہ

نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ
ہے اور حوض کوثر تک اکٹھے رہیں گے۔

نتیجہ بحث

نوٹ ۱۔ مذکورہ حدیث کو ہم نے متعدد کتب معتبرہ اہلسنت سے پیش کیا ہے اور یہ حدیث
جناب امیرؑ کی عصمت کا روشن ثبوت ہے ورنہ تکذیب رسول اللہ لازم آتی ہے۔

۲۔ مقدمہ فدک میں جناب امیرؑ نے سیدہ زہراؑ کے حق میں گواہی دی ہے۔ مذکورہ

حدیث کی روشنی میں یہ گواہی مطابق قرآن ہے لیکن جناب ابوبکر نے وہ گواہی جو مطابق
قرآن تھی اس کو ٹھکرا کر مذکورہ حدیث رسولؐ کی مخالفت کی ہے لہذا علماء اہل سنت
فیصلہ کریں کہ مقدمہ فدک میں قرآن ابوبکر کے ساتھ ہے یا قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔

جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں حضرت علیؑ کی گواہی کو ٹھکرا کر حدیث انا صدیق الاکبر کی مخالفت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	سنن ابن ماجہ	باب فضل علی ابن ابی طالب ص ۱۲	
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	الریاض النضرہ	الفصل ثانی	ص ۱۲۶ ج ۲
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	صواعق محرقہ	حدیث ۳۰	ص ۷۴
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	کنز العمال	باب فضائل علیؑ	ص ۲۹۴ ج ۶
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	منصب امامت	بیان امامت باطنہ ص ۱۲۵	
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب	ذخائر العقبیٰ ص ۵۶	ذکر علیؑ	

ابن ماجہ کی عبارت ملاحظہ ہو

عن عباد بن عبد اللہ قال قال علیؑ انا عبد اللہ واخو
رسولؐ اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقولہا بعدی الا کذاب
صلیت قبل الناس سبع سنین

ترجمہ

مولا علیؑ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسولؐ کا بھائی ہوں۔
اور میں صدیق اکبر ہوں میرے علاوہ جس نے یہ دعوےٰ کیا وہ جھوٹا ہے

اور میں نے سات برس سب لوگوں سے پہلے نماز پڑھی ہے ۔

منصب امامت کی عبارت ملاحظہ ہو

انا صدیق الاکبر لا یقولھا بعدی الا کذاب وانا القرآن الناطق

ترجمہ

سرکار علیؑ نے فرمایا کہ میرا لقب صدیق اکبر ہے میرے علاوہ جو دعوےٰ کرے گا اس لقب کا وہ جھوٹا ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں ۔

نتیجہ بحث

نوٹ ۱۔ مذکورہ حدیث کو ہم نے کتب معتبرہ اہل سنت سے پیش کر دیا ہے اور یہ حدیث جناب کی صداقت کا روشن ثبوت ہے ۔

۲۔ مقدمہ فدک میں جناب امیرؑ نے سیدہ زہراؑ کے حق میں گواہی دی کہ جاگیر فدک بی بی کا حق ہے لیکن ابوبکر نے اس گواہی کو ٹھکرا دیا۔ علماء اہلسنت فیصلہ کریں کہ مقدمہ فدک میں صدیق ابوبکر ہے یا صدیق جناب امیرؑ ہیں ۔

جناب ابوبکر نے مقدمہ فدک میں جناب امیرؑ کی گواہی کو ٹھکرا کر حدیث "انا مدینۃ العلم و علی بابھا" کی مخالفت کی ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب باب ذکر علی ص ۳/۳

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب السراج المنیر شرح جامع الصغیر ص ۶۳/۲

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ ص ۲۴۵/۱۱

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ فصل ثانی فی فضائل علیؑ ص ۷۲

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب حیوٰۃ الحیوان الاوز خلافت علیؑ ص ۴۹/۱

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح علی الفقہ الاکبر ذکر افضل الناس بعد رسول اللہ ص ۶۲

۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب قرۃ العینین فضائل علیؑ ص ۱۴۰

۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب حبیب السیر خطبہ کتاب

۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامہ ذکر احادیث فی فضائل علیؑ ص ۲۹

۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ذکر اختصاص باد رباب مدینۃ العلم ص ۲۰۳/۳

۱۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تہذیب التہذیب حرف العین ص ۳۳۷

۱۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ذکر عبدالسلام بن صالح ابوصلت ہروی ص ۴۹/۱۱

۱۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ذکر فضائل علیؑ ص ۳۵۹/۷

۱۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء فصل احادیث فی فضائل علیؑ ص ۱۰۷

۱۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المستدرک للحاکم باب مناقب علیؑ ص ۱۲۷/۳

۱۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نزل الابرار ص ۳۸

۱۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ باب الرابع عشر ص ۱۵

۱۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الجامع الصغیر للسیوطی ص ۱۰۷

۱۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفضائل من قسم الاقوال ص ۴۰۱/۶

۲۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب جامع ترمذی باب مناقب علیؑ ص ۵۰۵

۲۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنوز الحقائق ذکر احادیث فی ادھم انا ص ۴۶

۲۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مودۃ القربیٰ مودت ہفتم

٢٣. اہلسنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین برحاشیہ نورالابصار ص۱۵۶

٢٤. اہلسنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ حرف العین ص۲۲ مولفہ ابن اثیر جزری

تذکرہ خواص الائمہ کی عبارت

عن علی علیہ السلام قال قال لی رسول اللہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا وفی روایۃ انا دار الحکمۃ وعلی بابھا وفی روایۃ انا مدینۃ الفقہ وعلی بابھا فمن اراد العلم فلیات الباب

ترجمہ

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میرے حق میں رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں شہر حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں شہر فقہ ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ پس جو شخص علم (نبوی) چاہتا ہے پس وہ دروازے سے آئے۔

نوٹ:۔

۱۔ عربی عبارت تذکرہ خواص الائمہ سے لی گئی ہے اور حدیث کا پہلا حصہ الفاظ کی کمی زیادتی کے ساتھ مذکورہ کتب معتبرہ اہلسنت میں موجود ہے۔

توثیق حدیث انا مدینۃ العلم

کنز العمال کی عبارت ملاحظہ ہو

انی ان وقفت علی تصحیح ابن جریر لحدیث علی فی تھذیب الآثار مع تصحیح (رت) لحدیث ابن عباس فاستخرت اللہ وجزمت بارتقاء الحدیث من مرتبۃ الحسن الی مرتبۃ الصحۃ

ترجمہ

سیوطی فرماتے ہیں کہ ابن جریر نے اس حدیث کی صحت کی گواہی دی ہے جب میں مطلع ہوا اس گواہی پر تو میں نے استخارہ کیا اور مجھے یقین ہوا کہ یہ حدیث "انا مدینۃ العلم وعلی بابھا" مرتبہ صحت پر فائز ہے۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ حافظ سعید عسقلانی اور ابوسعید علائیؒ سے منقول ہے کہ حدیث مذکور حق ہے۔

تاریخ بغداد اور مستدرک للحاکم میں منقول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے

وکلاء حکومت کے اس حدیث کے بارے میں چند عذر لنگ

عذر ۱: یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند معتبر نہیں۔

جواب ۱: جس حدیث کی صحت کا سیوطی اقرار کریں اس کو ضعیف کہنا علماء اہلسنت کے لئے باعث شرم ہے۔

جواب ۲: حدیث اگر ضعیف بھی ہو تو باب المناقب میں حجت ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تطہیر الجنان برحاشیہ صواعق ص۲۵

الذی اطبق علیہ ائمتنا الفقہاء والاصولیون والحفاظ ...

ان الحدیث الضعیف حجۃ فی المناقب

ترجمہ

ہمارے تمام اماموں نے خواہ فقہا ہوں یا اصولیین ہوں یا حفاظ ہوں اتفاق کیا ہے کہ ضعیف حدیث مناقب اور فضائل میں حجت ہے

نوٹ:۔

علما کرام کچھ خوفِ خدا کیجئے۔ معاویہ کی فضیلت میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے اسی لئے تمہارے امام بخاری نے باب فضائل معاویہ نہیں بنایا لیکن تم نے اس امیہ زادے پسر ہند معاویہ کی خاطر بڑے ہاتھ پاؤں مارے اور اسی کی خاطر تم نے یہ قانون بنایا کہ حدیث ضعیف مناقب میں حجت ہے تو پھر امام الاولیا علی ابن ابیطالب کے فضائل میں حدیثِ حسن بلکہ حدیث صحیح کو قبول کرتے وقت تمہارا کلیجہ کیوں شق ہوتا ہے۔

علیؑ کے علاوہ علم کے دروازے اور بھی ہیں

عذر ۲ از مرقات شرح مشکوٰۃ

والمعنیٰ علی باب من ابوابھا

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شہرِ علم کے دروازے اور بھی ہیں اور جناب علیؑ ان دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں لہذا یہ فضیلت صرف حضرت علیؑ کو حاصل نہیں۔

جواب ۔ ۱

کبھی مسند الیہ کو عَلَم لایا جاتا ہے شی کو معین کرنے کے لیے نبی کریم نے مدینۃ العلم کا دروازہ معین کرنے کے لیے حضرت علیؑ کے نام کو ذکر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ شرف حضرت علی کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

جواب ۔ ۲

مسلّم قانون ہے

التخصیص یفید نوعا من التعظیم

اگر ایک صفت میں چند اشخاص شریک ہوں اور ذکر صرف ایک کا کیا جائے تو یہ ذکر اس کی عظمت پہ دلالت کرتا ہے حدیث مدینۃ العلم میں جناب علیؑ کے نام کا آنا جناب کی عظمت کی دلیل ہے۔

جواب ۔ ۳

دروازہ شہرِ علم کا اس کے شایانِ شان ہونا چاہیے

اگر آپ یہ نہیں مانتے کہ مدینۃ العلم کا دروازہ صرف علیؑ ہے بلکہ دَر اور بھی ہیں تو وہ گیارہ امام ہیں جو عترت رسولؐ اور ذریت نبیؐ ہیں اگر آپ کا خیال ہو کہ وہ دوسرے دَر دوسرے اصحاب ہیں تو یہ خیال درست نہیں کیونکہ وہ دروازہ شہر کی شان کے مطابق ہونا چاہیے اور نبوت کے شہر علم میں کبھی بتوں کی پوجا نہیں ہوئی ۔ کبھی کفر و شرک نہیں ہوا اور جن کے متعلق آپ کھینچ تان کر رہے ہیں وہ بعثت سے پہلے اس طرح نہیں تھے۔

جواب ۔۴

جو لچر، مسئلہ اپنی بیٹی سے پوچھے وہ شہر علم کا در نہیں ہو سکتا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا ۔ فصل ششم جلد ۲ ص کراچی
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ذکر عمر فاروق ص ۱۴۲
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب اخبار الاول ص ۳۱

اخبار الاول کی عبارت

ثم ان عمر سأل ابنته حفصة کم تصبر المرأة فقالت اربعة اشهر

تاریخ الخلفا کے الفاظ

کم تشتاق المرأة الی زوجها

ترجمہ

کسی ضرورت کے لیے جناب عمر فاروق نے اپنی بیٹی جناب حفصہ سے پوچھا کہ کتنی مدت عورت مرد کے بغیر صبر کر سکتی ہے یا کتنی مدت کے بعد مرد کی مشتاق ہو جاتی ہے۔ جناب حفصہ نے شرم سے سر جھکا لیا اور اپنے پیکر شرم و حیا باپ کو ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا کہ تین ماہ یا چار ماہ اور دس دن تک صبر کر سکتی ہے۔

نوٹ ۔ علماء کرام! ڈھیٹ ہونے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے جو شخص اپنی ناواقفیت

کی وجہ سے ایسا لچر مسئلہ بیٹی سے پوچھے وہ شہر علم نبوت کا دروازہ نہیں ہو سکتا۔

عذر ۔۳

"اور بلند ہے در اس کا" منقول از مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

وعلی بابها انه فعیل من العلو

حدیث کا معنی یہ ہے کہ میں شہر علم ہوں اور اس کا دروازہ بلند ہے
حدیث میں لفظ "علی" صفت ہے۔

جواب

حدیث مذکور میں لفظ علیؑ ۔ علم ہے صفت نہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سراج المنیر شرح جامع الصغیر ص ۲۲ ۲۵

انا مدینة العلم انه ینبغی للعالم ان یخبر الناس بفضل من عرف فضله لیأخذوا عنه العلم

ترجمہ۔

حدیث باب العلم کی شرح میں شارح نے یہ لکھا ہے کہ عالم کو چاہیے کہ جس دوسرے عالم کے فضل اور علم کو جانتا ہے لوگوں کو اس کے بارے خبر دے تاکہ لوگ اس دوسرے عالم سے بھی فائدہ حاصل کریں۔

نوٹ ۔ چونکہ جناب امیرؑ کے فضل و علم سے نبی پاکؐ آگاہ تھے لہذا لوگوں کو حضرت علیؑ کے فضل و علم کی خبر دی ہے۔ پس معلوم ہوا حدیث باب العلم میں لفظ علیؑ جناب

امیر کا الم ہے نہ کہ صفت بمعنی بلندی ہے اور اس لفظ کے صفت ہونے کی نفی پر حدیث کا آخری جملہ دلالت کرتا ہے کہ

فمن اراد العلم فلیات الباب

عذر ۴

منقول از مرقاۃ شرح مشکوٰۃ

انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسها وعمر حیطانها وعثمان سقفها وعلی بابها

ترجمہ

حضورؐ نے فرمایا میں شہر علم ہوں اور اس کی بنیاد ابوبکر ہے۔ دیواریں اس کی عمر ہے۔ چھت اس کی عثمان ہے اور دروازہ اس کا علیؑ ہے

نوٹ۔ مدینہ الاس کا معادیہ ہے۔

جواب ۔۱

۱۔ ان منقولات کا صلہ ارباب سقیفہ کی سرکار سے ضرور ملے گا۔ ملوانوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ یہ حدیث جس طرح عذر نمبرہ میں مذکور ہے بالکل سفید جھوٹ ہے۔ چار یاری مذہب کے کسی معتبر محدث نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

جواب ۔۲

جس کو قرآن کا ترجمہ بھی نہ آتا ہو وہ شہر علم کی بنیاد نہیں ہو سکتا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر اتقان ص۱۲۱ النوع السادس والثلاثون

ان ابابکر سئل عن قوله وفاكهة وابًا فقال ای سماء تظلنی او ای ارض تقلنی ان انا قلت فی کتاب الله مالا اعلم

ترجمہ

جناب ابوبکر سے قرآن پاک کی آیت میں جو لفظ فاکھۃ اور ابّا ہے اس کا معنی پوچھا گیا تو جناب نے کہا کون سا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے اور کون سی زمین مجھے اٹھائے کہ میں قرآن پاک کے بارے میں ایسی بات کہوں جسے میں نہیں جانتا۔

جواب ۔۳

دیوار جس شے کے ارد گرد ہو اس کی محافظ ہوتی ہے

اس کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاتی۔ جناب عمر شہر علم کو دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ اور دیوار ٹوٹ جائے گی مگر اپنا مرکز نہیں چھوڑے گی۔ پس معلوم ہوا کہ وجہ شبہ باطل ہے۔ لہٰذا حضرت عمر شہر علم کی دیواریں نہیں ہو سکتا۔

جواب ۔۴

جناب عثمان کا شہر علم کی چھت ہونا بھی باطل ہے کیونکہ شہر کی چھت نہیں ہوتی۔

حدیث مذکور میں ایک مجرمانہ خیانت

ثبوت ملاحظہ ہو۔

١۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفا باب فضائل علی ص۱۷۱
٢۔ اہل سنت کی معتبر کتاب موضوعات کبیر ص۱۱۱ ملا علی قاری
مذکورہ دونوں کتابوں میں لکھا ہے کہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا
رواہ الترمذی فی جامعہ کر مدینۃ العلم کے الفاظ کو ترمذی نے اپنی
جامع میں روایت کیا ہے۔

نوٹ۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں کے پاس جو ترمذی کا نسخہ تھا اس میں مدینۃ العلم تھا۔
بعد والوں کی خیانت مجرمانہ ہے کہ انہوں نے انا دار الحکمۃ لکھ دیا۔

حدیث انا مدینۃ العلم کی مؤید دوسری حدیثیں بھی ہیں لہذا مذکورہ
حدیث صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے۔
ثبوت ملاحظہ ہو
١۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۱۵۶ ج ۶ باب فضائل علی
علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت بہ من بعدی
ترجمہ
نبی کریم نے فرمایا علیؑ میرے علم کا دروازہ ہے اور میری شریعت کے بارے
جس چیز میں امت کا اختلاف ہوگا میرے بعد علی اس کو درست طور پر بیان کریگے

نوٹ۔ یہ حدیث مدینۃ العلم کی تائید کرتی ہے
ثبوت ملاحظہ ہو
١۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۳ آل عمران آیت مباہلہ

٢۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۲۹۵ ج ۲ آیت مباہلہ
من اراد ان یری آدم فی علمہ ونوحاً فی طاعتہ
ترجمہ
جو آدم کو علم میں دیکھنا چاہے وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھے۔

یہ حدیث بھی حدیث مدینۃ العلم کی تائید کرتی ہے

نتیجہ بحث

١۔ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا کو ہم نے تیئیس ۲۳ عدد کتب معتبرہ اہل سنت
سے بمعہ حوالہ جات پیش کیا ہے لیکن ملوانوں کا کوئی اعتبار نہیں کہ مکر جائیں کہ
یہ حدیث ہماری کتابوں میں نہیں ہے۔

٢۔ مذکورہ حدیث کے متن اور سند کو ملوانوں نے زخمی کرنے کی ناکام کوشش کی تھی
ہم نے ان کے مدلل جوابات پیش کئے ہیں۔

٣۔ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا ہمارے مولا علیؑ کے نبیؐ کے بعد تمام کائنات
سے افضل ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے اور جن لوگوں نے ہمارے مولاؑ کے
بغض کو لمبی لمبی داڑھیوں کی آڑ میں چھپایا ہوا ہے ان کے لئے حدیث مذکور کو
قبول کرنا سخت تکلیف دہ ہے۔

۴۔ حدیث مذکور سرچشمہ ہے تمام فضائل کا کیونکہ ہر فضیلت کا سنگ بنیاد

علم ہے ۔

۵۔ حدیث مذکور کا آخری حصہ من اراد العلم فلیات من بابہ
جسے علم نبوت درکار ہو وہ علم نبویؐ کے در سے آئے اور وہ علی ابن ابیطالب
ہے ۔ یہ جملہ روشن ثبوت ہے اس امر کا کہ اختلافی صورت میں حضرت علیؑ کی طرف
رجوع کیا جائے ۔

۶۔ مقدمہ فدک میں جناب ابوبکر پر فرض تھا کہ جناب امیرؑ سے رہبری حاصل کرتا تا کہ
مقدمہ مذکور کا فیصلہ علم نبوتؐ کی روشنی میں ہوتا لیکن رہبری حاصل کرنا تو کجا جناب علیؑ
کی مقدمہ فدک میں ابوبکر نے گواہی بھی قبول نہیں کی اور یہ سراسر علم نبوتؐ کی مخالفت
ہے اور عترت رسولؐ پر ظلم ۔

فرع

ہماری جناب ابوبکر سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ ہم نے مقدمہ
فدک میں خلیفہ کے فیصلہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں دیانت داری
سے دیکھا ہے اور خلیفہ کا فیصلہ نو عدد قرآنی آیات اور چھ عدد
احادیث رسولؐ کے مخالف نظر آیا ہے

لہٰذا

جس نے قرآن و سنت کی مخالفت کرتے ہوئے نبیؐ کی بیٹی جناب زہراؑ
پر ظلم کیا ہے ہم اسے خلیفہ رسولؐ ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں ہم تو مدنیؐ سرکار
کی خاطر ان کی اولاد کا ساتھ دیں گے ۔

اسلام میں اولیاء اللہ کے بچپن کی عظمت قرآن پاک کی روشنی میں

جناب یحییٰؑ نبی کو بچپن میں نبوت ملی۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا۔

پ۱۶ سورۃ مریم آیت ۱۲

ترجمہ:۔

اور ہم نے کہا اے یحییٰ کتاب (توریت) مضبوطی کے ساتھ لو۔ اور ہم نے
انہیں بچپن ہی میں اپنی بارگاہ سے نبوت عطا کی:۔

جناب عیسیٰؑ کو جھولے میں نبوت ملی

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

قَالُوا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا پ۱۶۔ مریم آیت ۲۹
قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا پ۱۶ مریم آیت ۳۰

ترجمہ:۔

(بھلا) ہم گود کے بچے سے کیونکر بات کریں۔ اس پر وہ بچہ قدرت خدا سے
بول اٹھا کہ میں بے شک خدا کا بندہ ہوں مجھ کو اس نے کتاب انجیل
عطا فرمائی ہے اور مجھ کو نبی بنایا۔

خدا نے حسنینؑ کریمین کو بچپن میں گواہ رسالت بنایا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ
وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى
الْكٰذِبِيْنَ ۔ پ۳ آیت ۶۱ آلِ عمران

ترجمہ:۔

تو کہہ دو کہ اچھا میدان میں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔

نوٹ:۔

۱۔ مذکورہ آیت اس امر کا روشن ثبوت ہے کہ روز مباہلہ اپنی نبوت کا گواہ بنا کر رسولِ کریم حسنینؑ شریفین کو ہمراہ لے گئے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ ان بچوں کا دوسرے لوگوں پر قیاس جائز نہیں کیونکہ تمام لوگوں میں تو گواہی کے لئے بلوغ شرط ہے۔

۲۔ رسول اللہؐ نے تو روزِ مباہلہ ان بچوں پہ اعتبار کر لیا تھا لیکن ابوبکر کو ان بچوں پر مقدمۂ فدک میں اعتبار نہ آیا۔

اربابِ انصاف:۔ خود فیصلہ کریں کہ حق نبیؐ کے ساتھ ہے یا ابوبکر کے ساتھ ہے!

حضرت علیؑ کی کعبہ میں ولادت

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب المستدرک للحاکم جلد ۳ ص ۴۸۳

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب نزل الابرار صفحہ ۶۲ الباب الاوّل۔
۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب قرۃ العینین ص ۱۳۸ مناقب علیؑ۔
۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الخواص الامہ ص ۷ فصل فی ذکر ولادتہ
۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب
۶۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب العبقریۃ الاسلامیہ ۔ نور الابصار ص ۷۶ مناقب علیؑ

مستدرک کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

فقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المؤمنین
علیؑ بن ابی طالب فی جوف الکعبۃ ۔

ترجمہ:۔

روایات متواترہ ہیں اس خبر میں کہ فاطمہ بنت اسد نے جناب امیرؑ کو کعبہ کے وسط میں جنا ہے۔

مولا علیؑ کی مذکورہ فضیلت کو کمزور کرنے کی ناکام کوشش

اعتراض:۔ حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوا تھا۔

جواب:۔ سفید جھوٹ ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الخواص الامہ ص ۷

وقد اخرج لها ابو نعیم الحافظ حدیثاً طویلاً فی فضلها
الا انهم قالوا فی اسناده روح بن صلاح ضعفه ابن علی

ترجمہ:۔

ابن حزام کے بارے میں ابونعیم نے ایک روایت طولانی ذکر کی ہے۔ مگر اس

کے اسناد میں روح بن صلاح ہے: اور ابن علی نے اس کو ضعیف لکھا ہے۔

ماں کے دودھ کی بجائے زبانِ رسولؐ چوسی

اہلِ سنت کی معتبر کتاب انسان العیون ج ۱ ص ۳۲۲

وفی خصائص العشرة للزمخشری ان النبیؐ تولی تسمیته بعلی وتغذیته ایاما من ریقه المبارک یمصه لسانه۔

ترجمہ:۔

نبی کریم نے جناب امیر علیہ السلام کا نام علیؑ خود رکھا تھا اور چند دن اپنی زبان چسواتے رہے۔ اور اپنے لعاب دہن سے غذا دیتے رہے جنابؑ کی والدہ فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں ایک دن ہم نے دائی بلائی لیکن ہمارے بچے نے اُس کا دودھ پینے سے انکار کر دیا پھر ہم نے محمدؐ کو بلایا۔ جنابؐ نے بچے کے منہ میں زبان رکھی تو بچہ چوستے چوستے سو گیا۔

حضرت علیؑ کے بچپن کی نماز

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ طبری جلد ۳ ص ۱۱۶۱ ذکر اول من اسلم

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب خصائص نسائی ص ۳

عفیف بیان کرتا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عباس ابن عبدالمطلب کے پاس میں جب مکہ میں آیا ہوا تھا۔ میں کعبہ کے پاس کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا ایک نوجوان آیا ایک بچہ آیا اور ایک بی بی۔ بچہ اُس جوان کے دائیں طرف کھڑا ہو گیا اور بی بی اُس کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

طبری کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

فرکع الشاب فرکع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فخر الشاب ساجدا فسجدا معه فقلت یا عباس امر عظیم۔

ترجمہ:۔

اُس جوان نے رکوع کیا تو اُس بچے اور اُس عورت نے بھی اُس کے ساتھ رکوع کیا پھر اُس جوان نے سجدہ کیا تو اُن دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے کہا عباس! یہ کوئی امرِ عظیم ہے۔ اُس نے مجھے بتایا کہ یہ جوان محمدؐ ہے اور یہ بچہ جو علیؑ ہے دونوں میرے بھتیجے ہیں اور یہ بی بی خدیجہ ہے، جو محمدؐ کی زوجہ ہے۔

حضرت علیؑ سے بچپن میں خلافت کا وعدہ

۱- اہلِ سنت کی معتبر کتاب کامل ابن اثیر جلد ۲ ص ۲۸

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب انسان العیون جلد ۱ ص ۱۶۱

جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب رسولؐ اللہ نے قریش کو جمع کر کے فرمایا کہ جو شخص اشاعتِ اسلام میں میری مدد کرے گا۔ وہ میرے بعد میرا خلیفہ ہو گا۔ سب بزرگ خاموش بیٹھے رہے۔ میں کم سن تھا۔ اور اُٹھا، عرض کی کہ میں حاضر ہوں۔

انسان العیون کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

فانت اخی و وزیری و وصیی و وارثی وخلیفتی من بعدی۔

ترجمہ:-

نبی کریم نے فرمایا میں تو ہی میرا بھائی اور وزیر ہے۔ میرا وصی اور وارث ہے، اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔

نوٹ:-

چونکہ جناب امیر علیہ السلام کا پاکیزہ ماحول میں بچپن گذرا اور لعاب رسولؐ چوس کر فیض حاصل کیا۔ اسی لیے نبی کریمؐ نے ان کی شان میں فرمایا: "انا مدینۃ العلم و علی بابھا"۔ اور اسی فیض کی وجہ سے قرآن دانی کا یہ عالم تھا کہ

مولا علیؑ دوسری رکاب میں قدم پہنچنے تک قرآن ختم فرما لیتے تھے

اہل سنت کی معتبر کتاب شواہد النبوۃ صـ۱۶۱ ذکر امیر المومنین علیؑ۔

بروایات صحیحہ ثابت شدہ است کہ چوں پائے مبارک بر رکاب می نہاد افتتاح تلاوت قرآن می کرد و چوں پائے دیگر بر رکاب می رسید و بر داتیے بر بالائے ستور راست می ایستاد ختم تمام می کرد۔

ترجمہ:-

صحیح روایات میں ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام ایک رکاب میں قدم رکھتے وقت قرآن شروع کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ زین میں جب آتے تھے تو قرآن ختم فرما لیتے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ قدم دوسری رکاب میں پہنچتا تھا تو قرآن ختم کرتے تھے۔

ذرا جناب عمر فاروق کا حال بھی سنیئے

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور جلد ۱ صـ۲۱ فضائل بقرہ۔

واخرج الخطیب فی رواۃ مالک والبیھقی فی شعب الایمان عن ابن عمر قال تعلم عمر البقرۃ فی اثنتی عشرۃ سنۃ فلما ختمھا نحر جزوراً وذکر مالک فی موطا انہ بلغہ ان عبداللہ بن عمر مکث علی سورۃ البقرۃ ثمانی سنین یتعلمھا۔

ترجمہ:-

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمر نے بارہ سال کی محنت شاقہ کے بعد سورہ بقرہ سیکھا اور پھر اونٹ نحر کیئے خوشی میں لوگوں کو کھلائے اور خود ابن عمر نے آٹھ برس میں سورہ بقرہ سیکھا۔

نوٹ:-

ماشاءاللہ۔ باپ بیٹے کا حافظہ بلا کا تھا۔

امام حسنؑ کا بچپن اور دوش نبیؐ پر سواری کرنا

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب جامع ترمذی باب مناقب حسنؑ۔

ابن عباس فرماتے ہیں نبی کریمؐ نے دوش پر حسنؑ کو اٹھایا ہوا تھا۔ ایک شخص نے دیکھ کر کہا۔ نعم المرکب رکبت یا غلام۔

نبی کریمؐ نے فرمایا، نعم الراکب۔

۲۔ امام حسن علیہ السلام کے بارے میں ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ یہ بچپن میں لوح محفوظ کا مطالعہ فرماتے تھے۔ (منقول از تہذیب المتین صـ۳۰۱)

امام حسینؑ کا بچپن اور نبیؐ کی حالت سجود میں پشت نبیؐ پر سواری کرنا

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب سنن النسائی جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ باب جواز طول سجدہ
راوی کہتا ہے کہ نبی کریم حسینؑ کو لیکر نماز عشاء کے لئے آئے۔ بچے کو بٹھا کر نماز شروع کی۔ اثنائے نماز میں سجدے کو بہت طول دیا۔ میرا باپ کہتا ہے کہ میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بچہ نبیؐ کی پشت پر سوار تھا۔ میں پھر سجدہ میں چلا گیا۔ نماز کے بعد صحابہ نے طول سجدہ کی وجہ پوچھی۔ فرمایا:-

نسائی کی عبارت ملاحظہ ہو:-

ولکن ابنی ارتحلنی فکرهت ان اعجله حتی یقضی حاجته

ترجمہ:-

فرمایا میرا بچہ میری پشت پر سوار ہو گیا تھا میں نے جلدی کرنا ناپسند کیا۔ تاکہ بچہ اپنی خواہش پوری کر لے۔

حضرت عمر کی گواہی کہ نبی کریم اپنے بچے حسینؑ کا اونٹ ہیں

۲- اہل سنت کی معتبر کتاب کشف المحجوب صفحہ ۱۸۱ ذکر حسینؑ۔

ایک روز جناب عمر نے دیکھا کہ نبی کریم نے حسینؑ کو پشت پر سوار کر رکھا تھا اور ایک ڈوری اپنے منہ میں ڈال کر حسینؑ کے ہاتھ میں دے رکھی تھی اور حضور گھٹنوں سے چل رہے تھے۔ عمر نے کہا نعم الجمل جملک یا اباعبداللہ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نعم الراکب هو

امام جعفر صادقؑ کا بچپن میں رازہائے قدرت بتانا۔

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودة صفحہ ۴۱۵ الباب التاسع والستون۔

ونقل انه یتکلم بغوامض الاسرار والعلوم الحقیقیة و هو ابن سبع سنین۔

ترجمہ:-

محی الدین عربی کی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام جعفر صادقؑ سات برس کی عمر میں رازہائے قدرت اور علوم حقیقیہ میں گفتگو فرماتے تھے۔

امام اعظم کا امام جعفر صادق کی خدمت پر فخر کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۲- اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ کید ۸۲ صفحہ ۶۸

ابو حنیفہ ہمیشہ بصحبت و خدمت حضرت صادقؑ افتخاری نمود و گفتہ لولا السنتان لهلک النعمان از دے مشہور است۔

امام موسیٰ کاظمؑ کے بچپن کی عظمت پر امام اعظم کی گواہی

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۳- اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ کید ۸۲ صفحہ ۶۹

وصیح آں قدر است شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ صحیح بات اتنی ہے کہ امام اعظم نے کہا

جب میں آیا اور قبرِ نبیؐ کی زیارت کی پھر امام جعفر صادقؑ کے درِ دولت پر حاضر ہوا اور بیٹھ کر حضور کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔

اب تحفہ کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

فخرج ابنه موسیٰ وهو صغير فقام و وقس ثم قال این یضع الضریب حاجته فی بلادکم فاجاب ما ذکر سهقاً فقال ابو حنیفة الله اعلم حیث یجعل رسالته۔

ترجمہ:۔

ابوحنیفہ بیٹھا تھا اور حضرت صادق کا بیٹا موسیٰؑ باہر آیا اور وہ کم سن تھا عالم علم اس بچے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس کی عزت کی پھر ایک مسئلہ پوچھا جواب سن کر بے ساختہ کہنے لگے اللہ بہتر جانتا ہے کہ کس گھر میں رسالت بھیجے

امام محمد تقیؑ کا بچپن میں غیب کی خبر دینا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱- اہلِ سنت کی معتبر کتاب شواہد النبوۃ صفحہ ۲۰۵ ذکر امام محمد تقی ۔ الفصول المہمہ صفحہ ۲۶۰

۲- اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۳ فصل ثالث

مامون عباسی ایک روز شکار کے لئے گیا باز چھوڑا اور وہ کچھ دیر اس کی نظر سے غائب ہو گیا۔ جب باز واپس آیا تو اس کی چونچ میں مچھلی تھی مامون نے وہ مچھلی رومال میں لپیٹ لی جب واپس آیا تو بغداد کی ایک سڑک پر بچے کھیل رہے تھے مامون کی سواری کو دیکھ کر سب بھاگ گئے صرف ایک بچہ بڑے وقار سے کھڑا رہا مامون نے وہی مچھلی مٹھی میں بند کر کے اس بچے سے پوچھا بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے شہزادے نے فرمایا:۔

ان الله تعالیٰ خلق فی بحر قدرته سمکا صغاراً لیصیدها

بازات الملوك والخلفاء فيختبر بها سلالة اهل البيت المصطفیٰ۔

ترجمہ:۔

اللہ نے اپنی مشیت سے اپنی قدرت کے سمندر میں چھوٹی مچھلیاں پیدا کی ہیں بادشاہوں کے باز ان کو شکار کرتے ہیں پھر ان کے ذریعے عترتِ رسولؐ اور خاندانِ نبوتؐ کے چھوٹے بچوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔

امام حسن عسکریؑ کا بچپن میں بہلول کو نصیحت کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴ فصل ثالث

بہلول نے دیکھا کہ بچے کھیل رہے ہیں اور ایک بچہ رو رہا ہے۔ بہلول نے کہا کہ میں آپ کے لئے کھلونا خرید کر لا دوں۔ بچے نے فرمایا:۔

یا قلیل العقل ما للعب خلقنا فقال له فلماذا خلقنا قال للعلم والعبادة

ترجمہ:۔

بچے نے فرمایا اے کم عقل ہم کھیل کے لئے پیدا نہیں ہوئے۔ بہلول نے کہا پھر ہم کس لئے پیدا ہوئے ہیں۔ بچے نے فرمایا علم اور عبادت کے لئے۔

امام مہدیؑ کا بچپن میں بلکہ شکمِ مادر میں قرآن کی تلاوت کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب شواہد النبوۃ صـ۲۱۲ ذکر امام مہدی رکن سادس۔

جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ امام مہدیؑ کے وقت ولادت شہزادے کی ماں نرجس خاتون پر لرزہ طاری ہوا میں نے شہزادی کو سینہ سے لگایا۔

وقل ھو اللہ احد وانا انزلناہ وآیۃ الکرسی لبروئے خواندم از شکم وے آواز آمد کہ ہر چہ من خواندم فرزند وے نیز بخواند۔

ترجمہ :-

میں نے سورۃ قل ہو اللہ اور انا انزلنا اور آیۃ الکرسی کو نرجس خاتون پر پڑھا۔ شہزادہ کی شکم مادر سے آواز آئی اور جتنی مقدار میں نے پڑھا تھا اتنا ہی ماں کے پیٹ میں بچے نے قرآن پڑھا۔

ولادت کے بعد جب بچے کو میں امام کی خدمت میں لائی تو امام نے بچے سے فرمایا کہ کلام کرو۔ بچے نے یہ آیت پڑھی :-

ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔

امام مہدیؑ جب پیدا ہوئے تو ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے اور دائیں دوش پر یہ آیت تحریر تھی۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

امام مہدیؑ کو پانچ برس کی عمر میں حکمت عطا ہوئی

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۲- اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ صـ۱۲۴

۳- اہلِ سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ صـ۴۵۲ الباب التاسع والسبعون

صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو :-

وعمرہ عند وفاۃ ابیہ خمس سنین لکن اتاہ اللہ فیھا الحکمۃ۔

ترجمہ :-

امام مہدیؑ کے جب والد فوت ہوئے تو اُن کا سن پانچ برس کا تھا اور اسی سن میں خدا نے اُن کو حکمت عطا فرمائی تھی۔

واقعات مذکورہ کے نتیجہ کی روشنی میں ابوبکر کا حسنینؑ کی گواہی قبول نہ کرنا آلِ نبیؐ پر ظلم ہے

یہ واقعات اسرار و رموز سے لبریز ہیں جو دل تقویٰ سے معمور ہے جس قلب میں ایمان کی شمع روشن ہے وہ ان کو سمجھے گا۔ اور جو شخص ان اولیاء اللہ کی عظمت میں کسی قسم کا شک کرے تو اُس میں معرفت اور ایمان کی کمی ہے۔

ع

فَاِذَا اَتَتْکَ نَقِیفَتِی مِنْ نَاقِصٍ
فَھِیَ الشَّھَادَۃُ لِی بِاَنِّی کَامِلٗ

ترجمہ :-

اگر کسی پست کم ظرف کی طرف سے آپ تک ہمارا کوئی عیب پہنچے تو یہ گواہی ہے کہ ہم کامل ہیں۔

جواب ۱

اعتراض مذکورہ کے جوابات پہلے بھی ذکر ہو چکے ہیں کہ گواہوں کا نصاب پورا تھا حضرت علیؑ اور نبیؐ کے غلام رباح ان دو مردوں نے گواہی دی تھی ۔

جواب ۲

گواہ پیش کرنے کا حکم عام لوگوں کے لئے ہے اگر معصوم دعویٰ کرے خواہ وہ ولی ہو یا امام ہو یا نبی ہو اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ ثبوت کے لئے واقعہ خزیمہ سنن ابی داؤد سے ہم پیش کر چکے ہیں۔ صداقت اور سچائی میں امام مثل نبی ہے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۴ کید ۱ ص۸۵

و چوں امام معصوم از خطا است وحکم نبی دارد

ترجمہ

چونکہ امام خطا سے پاک ہے اس لئے نبی والا حکم رکھتا ہے ۔

ارباب انصاف

جس طرح نبی کوئی دعوےٰ کرے مال کے بارے تو گواہ کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح عترتِ رسول جو نبیؐ کی طرح پاکیزہ ہیں ان کے دعویٰ پہ گواہی کی ضرورت نہیں

جواب ۳

عترت رسول عام لوگوں کی طرح نہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی مشہور کتاب ینابیع المودۃ ص۱۸۱ باب ص۵۶

(۲) اہلسنت کی مشہور کتاب کنز العمال ص۲۱۸ ج۶

نحن اهل بيت لا يقاس بنا احد

نووی کی عبارت ملاحظہ ہو :-

والصواب صحته متى حصل التمييز ان كان ابن اربع او دونها وفيه منقبة لابن زبير لجودة ضبطه لهذه القضية

راوی اگر تین برس کی عمر میں روایت کرے تو یہ اس کی فضیلت ہے

ترجمہ :-

نووی کہتا ہے کہ بچہ اگر چار برس سے کم کا ہی کیوں نہ ہو اگر وہ سمجھدار ہے تو اس کا حدیث بیان کرنا درست ہے۔

اور واقعہ مذکورہ میں ابن زبیر کی فضیلت ہے کیونکہ کم سنی میں جنگ خندق کو دیکھا اور پورا واقعہ یاد رکھا۔ وامصیبتا علی الاسلام ۔

نوٹ :-

ارباب انصاف، دیکھا ! ابوبکر کے نواسے نے چار سال سے کم عمر میں حدیث سنی اور بیان کی تو یہ اس کی فضیلت ہو گئی اور خاندانِ رسالتؐ کے سات آٹھ برس کی عمر کے بچے حدیث بیان کریں اور گواہی دیں تو کہا جاتا ہے کہ چونکہ وہ بچے ہیں ان کا فرمان معتبر نہیں ۔

اے اولادِ علیؑ امت نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا ۔

جناب ابوبکر کی ایک سمجھدار بیٹی جو کمسنی میں معراج روحانی کی روایت بیان کرتی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب زاد المعاد صفحہ ۵۴ ذکر معراج ۔

عن عائشة ومعاوية انهما قالا۔ انما كان الاسراء بروحه ولم يفقد جسده۔

ترجمہ :۔

جناب عائشہ اور معاویہ راوی ہیں کہ نبی کریم کی معراج روحانی ہے اور جسم جناب کا غائب نہیں ہوا تھا۔

نوٹ :۔

معراج ہجرت سے پہلے مکہ میں ہوئی ہے۔ ماموں جی معاویہ اُس وقت کافر تھے اور اماں جی عائشہ اُس وقت نابالغ تھیں۔ باپ کے گھر تھیں رسولؐ کا بستر نہیں دیکھا تھا۔

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب زاد المعاد صفحہ ۹ ذکر ہجرت

سادات کی نانی کم سنی میں ہجرت کی کہانی سناتی ہیں

قالت عائشة وجهزناهما احث الجهاز، ووضعنا لهما سفرة في جراب فقطعت اسماء بنت ابی بکر قطعة من نطاقها فاوكت به الجراب،

ترجمہ :۔

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم نے ہجرت کے وقت نبی کریم اور ابوبکر کے لئے سامان تیار کیا۔ روٹی والا سفرہ ہم نے تھیلے میں ڈالا۔ اسماء بہن نے کمر بند پھاڑ کر تھیلے کا منہ باندھا۔

نوٹ :۔

ہجرت کے وقت اماں جی نابالغ تھیں لیکن ہجرت میں جو ابوبکر کے فضائل ہوئے ان

کی راوی ہے۔

ارباب انصاف : ہجرت اور معراج کے واقعات میں جناب ابوبکر کی نابالغ بچی کے قول کو معتبر سمجھا جائے اور مقدمہ فدک میں حسنینؑ کی گواہی کو نابالغی کی وجہ سے نامعتبر سمجھا جائے یہ انصاف نہیں۔

اولادِ علیؑ تمہارا انصاف قیامت میں خدا ہی کرے گا۔

تین سال کا بچہ ولی بن کر ماں کا نکاح کر کے دیتا ہے

اہل سنت کی معتبر کتاب زاد المعاد صفحہ ۲۴ ذکر ازواجِ رسولؐ اللہ۔

اِن رسولؐ الله خطب ام سلمة الى ابنها عمر بن ابی سلمة فزوجها رسولؐ الله وهو يومئذ غلام صغير۔

ترجمہ :۔

نبی پاک نے عمر ابن ابی سلمہ سے اُس کی ماں کا رشتہ مانگا اُس نے ماں کا نکاح کر دیا اور اُس وقت وہ بچہ تھا۔

چند سطریں اسی کے بعد ہے کہ وہ تین سال کا تھا۔

نتیجہ بحث

ہم نے اہل سنت کی کتب معتبرہ سے یہ ثابت کر دیا کہ اہل سنت سمجھدار بچوں کی بات کو جبکہ وہ بچے اپنی پارٹی کے ہوں مانتے ہیں مثلاً جناب عائشہؓ وقتِ ہجرت اور وقتِ معراج کم سن اور نابالغ تھیں۔ لیکن چونکہ وہ ہجرت اور معراج میں اپنے باپ ابوبکر کے فضائل بیان کرتی ہے۔ اس لئے چار یاری مذہب کے طوطے اس کی کمسنی سے جان بوجھ کر آنکھ بند کر لیتے ہیں اور اس کی روایت کو دین و ایمان سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔

وقال یا ابی انت کنت علی حق ام علی باطل قال
علی حق قال ان کان حقاً فارض لولدک مارضیت
لنفسک ۔

ترجمہ :۔

محمد نے کہا ! ابا جان خلافت کرنے میں آپ حق پر تھے یا باطل پر، ابوبکر نے کہا بیٹا میں حق پر تھا۔ محمد نے کہا ! ابا جان اگر خلافت آپ ہی کا حق تھا تو جو بات اپنے لئے پسند کی ہے وہی بات اپنی اولاد کے لئے بھی پسند کرو۔

نوٹ :۔

محمد باپ کی وفات کے وقت کمسن تھا۔ یہ کھری بات اور فوری جواب اُس کو کس نے سمجھایا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس بچے پر خدا کی خاص رحمت تھی۔

جنابِ ابوبکر کا ایک سمجھدار نواسہ جو تین برس کی عمر میں جنگِ خندق کے واقعات کا راوی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہلِ سُنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۲۸۱/۲ باب فضائل زبیر عبداللہ بن اسماء بنت ابی بکر نے جنگِ خندق میں اپنے باپ زبیر کا حال بیان کیا ہے اور ابن زبیر پہلی ہجری میں پیدا ہوا ہے۔ جنگِ خندق چار ہجری میں ہوئی ہے۔ لہٰذا جب اُس نے یہ جنگ دیکھی تو اُس کا سن چار سال سے کچھ کم تھا۔

وامصیبتا علی الاسلام

۱ نامعلوم اولادِ علیؑ نے اور فاطمہؑ نے ان مسلمانوں کا کیا قصور کیا تھا کہ مقدمۂ فدک میں حسنین شریفین کی گواہی کو ان کی کمسنی کی وجہ سے ٹھکرا دیا۔

مُلّاؤ ! آخر مرجاتا ہے۔ ابوبکر کا نواسہ عبداللہ بن اسماء بنت ابی بکرؓ جنگِ خندق سنائے اور آپ اس کی کمسنی کی وجہ سے اس کی روایت کو نہ ٹھکرائیں اور رسولؐ اللہ کے نواسے امام حسنؑ اور امام حسینؑ یہ گواہی دیں کہ جاگیر فدک ہمارا نانا ہماری اماںؑ کو دے گیا ہے تو شرائط گواہی کا توپ خانہ آپ کے لئے کھل جاتا ہے اور آپ آلِ نبیؐ کے خلاف اُن کے حقوق پامال کرنے کی خاطر جی بھر کر گولہ باری کرتے ہیں۔ اگر آپ ہم پر بغض صحابہ کا الزام لگاتے ہیں تو تم بھی دُشمن آلِ رسولؐ ہوا اور اس دشمنی کو تم نے اپنی متشرع صورتوں میں چھپایا ہوا ہے۔ آپ کا ہمارا فیصلہ روزِ قیامت میں ہوگا۔ ہمیں آپ کے ابوبکرؓ سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ ہم تو صرف مدنی سردارؐ کی خاطر ان کی مظلوم آل کی طرفداری کرتے ہیں۔

وکلاءِ حکومت کا مقدمۂ فدک میں ایک ناتمام عذر

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ پ البقرہ

اس آیت کی رُو سے شریعت کا اٹل فیصلہ ہے کہ دعویٰ مال میں دو مرد گواہ ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہ ہوں۔ مقدمہ فدک میں یہ نصاب گواہوں کا پورا نہیں تھا لہٰذا ابوبکر مجبور تھا قرآن کی مخالفت کیسے کرتا۔

نوٹ:۔

جس خاندان کے بچے ماں کے شکم میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوں اور ماں کا دودھ پیتے وقت لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہوں، بچپن میں ہی غیب کی خبریں دیتے ہوں، پانچ اور چھ سال کے سن میں رازہائے قدرت میں گفتگو کرتے ہوں اور قاضی یحییٰ جیسے سن رسیدہ عالم کو مناظرہ میں بے بس کرتے ہوں۔ جو بچے اس باب مدینۃ العلم کی اولاد ہیں، جو ایک رکاب سے دوسرے رکاب تک پہنچنے میں قرآن ختم فرماتا تھا ان کو ایسے لوگوں پر قیاس کرنا جنہوں نے بارہ سال کی محنت سے بعد مشکل سورۂ بقرہ سیکھی بہت بڑی بے انصافی ہے۔ خاندان رسالتؐ کے اولیاء اللہ بچوں کو اُن کے بچپن کی وجہ سے گواہی کے قابل نہ سمجھنا عترتِ رسولؐ پر ظلم ہے۔

امام حسنؑ اور امام حسینؑ جو کہ جنت کے سردار تھے اور مقدمۂ فدک میں گواہی دی کہ فدک فاطمہ زہرہ کا حق ہے۔ جناب ابوبکر پر فرض تھا کہ شہزادوں کے فرمان پر عمل کرتا لیکن اُس نے فدک کو قومی تحویل میں لے کر قرآن اور سنت کی مخالفت کی ہے۔ شہزادوں کی گواہی کو ٹھکرا کر احادیثِ رسولؐ اور اللہ کے کلام کی مخالفت کی ہے۔

بچہ اگر سمجھدار ہو تو اسلام میں اُس کی عظمت
جناب ابوبکر کا سمجھدار بچہ جس نے ابّا سے کھری بات کہی

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الائمہ صفحہ ۶۳ الباب الرابع

جناب ابوبکر کے وقتِ وفات اُس کا بیٹا محمد اُن کے پاس آیا خلیفہ نے کہا بیٹا جاؤ اور چچا عمر کو بلا کر لاؤ تاکہ میں اُن کو خلافت کے لئے نامزد کروں۔

ترجمہ

ہم اہلبیت پر دوسرے لوگوں کا قیاس نہ کرو

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مودۃ القربیٰ ص ۵۷ مودت ہفتم

عن عبداللہ بن عمر قال اذا عددنا اصحاب النبی قلنا ابوبکر و عمر و عثمان فقال رجل یا اباعبدالرحمن فعلی ما ھو قال علی من اھل بیت لا یقاس بہ احد ھو مع رسول اللہ فی درجتہ

ترجمہ:

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ہم اصحاب نبی کو فضیلت میں یوں شمار کرتے تھے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ ایک شخص نے کہا علیؑ کس طرف ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ علیؑ اہلبیت اطہار میں سے ہیں ان کے ساتھ کسی غیر کا قیاس نہیں کیا جا سکتا وہ نبی کریم کے ساتھ ہی درجے میں۔

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مودۃ القربیٰ ص ۵۷ مودت ہفتم

قال سمعت عبداللہ بن احمد بن حنبل، قال ابی عن التفضیل فقال ابوبکر و عمر و عثمان ثم سکت فقال یا ابتِ این علیؑ ابن ابی طالب قال ھو من اھل بیتِ لا یقاس بہ ھولاء۔

ترجمہ:۔

راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن امام احمد حنبل نے کہا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ رسولؐ کے بعد افضل کون کون ہیں باپ نے اس

ترتیب سے جواب دیا: ابوبکر، عمر، عثمان۔ اور پھر چپ ہوگئے میں نے عرض کی باباجان علیؑ ابن ابی طالب فضیلت کے کس درجے میں ہیں۔ اُنہوں نے فرمایا علیؑ اہلِ بیت اطہار سے ہیں اور ابوبکر و عمر و عثمان کا علیؑ سے قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتوحاتِ مکیہ ص۱۹۶ الباب التاسع والعشرون۔

فما ظنک باھل البیت فی نفوسھم فھم المطھرون
بل ھم عین الطھارۃ۔

ترجمہ:۔ تو اہلِ بیت کو اپنے گمان میں کیا خیال کرتا ہے
وہ پاکیزہ ہیں بلکہ عین طہارت ہیں

اربابِ انصاف:۔

ان چار حوالوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عترتِ رسولؐ چونکہ عین طہارت ہیں اور مثلِ نبی ہیں اور اُن کا غیروں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا جس طرح اگر نبی دعویٔ مال فرمائے تو گواہ کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح اگر عترتِ رسولؐ بھی دعویٔ مال فرمائیں تو گواہ کی ضرورت نہیں گواہ تو عام آدمی سے مانگا جاتا ہے۔ مقدمۂ فدک میں جناب ابوبکر پر فرض تھا کہ عترتِ رسولؐ کے ساتھ عام لوگوں کی طرح سلوک نہ کرتا۔ نبیؐ کریم کی عطا کردہ جاگیر زمین فدک عترتِ رسولؐ سے غصب کر کے قومی تحویل میں نہ لیتا۔

۵۔ اگر بالفرضِ محال دو گواہ گواہی دیں کہ معاذ اللہ حضرت علیؑ یا امام حسنؑ یا امام حسینؑ یا نبیؐ کریم نے چوری کی ہے تو کیا اُن کے بھی عام لوگوں کی طرح اسلامی قانون کے مدِنظر ہاتھ کاٹے جائیں گے؟ یا گواہوں کو معصوم کی ہتک کرنے کے جرم کی سزا دی

جائیگی! اگر کوئی شخص کہے کہ معاذ اللہ نبیؐ کے ہاتھ کاٹے جائیں گے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ نبیؐ کریم کی پاکیزگی کی قرآن نے گواہی دی ہے اور امام بھی آیت تطہیر اور آیت مباہلہ کی روشنی میں نفسِ نبیؐ ہے اور نبیؐ کی طرح پاکیزہ ہے۔ جس طرح نبیؐ کے خلاف گواہی قبول نہیں اسی طرح نبیؐ کے دعویٰ پر گواہ کی ضرورت نہیں اور امام چونکہ نفسِ نبیؐ کی طرح پاکیزہ ہے لہٰذا جو بات وہ فرمائے اُس پر گواہ کی ضرورت نہیں:۔

حضرت علیؑ اور حسنینؑ ان تین اماموں نے فرمایا تھا فدک فاطمہؑ زہراؑ کا حق ہے۔ جنابِ ابوبکر پر فرض تھا کہ اطاعت کرتا لیکن عترتِ رسولؐ کے ساتھ عام لوگوں کی طرح سلوک کیا اور آیت تطہیر اور آیت مباہلہ کی مخالفت کی۔

وکلاءِ حکومت کا خلیفہ کی صفائی کی خاطر ایک اور بوگس عذر

جناب ابوبکر نے عترتِ رسولؐ کی مخالفت نہیں کی تھی بلکہ مسئلہ بتایا تھا کہ دعویٰ پر گواہوں کی ضرورت ہے۔

جواب:۔

جناب ابوبکر نے اس مسئلہ کو بتلانے میں بھی حدیثِ رسولؐ کی مخالفت کی اور ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۴۷ الکتاب الاوّل فی الایمان والاسلام من قسم الاقوال

۲۔ ینابیع المودۃ ص۳۹ باب الرابع۔

۳۔ اہل سنت کی معتبر صواعق محرقہ ص۸۹ الآیۃ الرابعہ

صواعق کی عبارت ملاحظہ ہو:

فلا تقدموھما فتھلکوا ولا تقصروا عنھما فتھلکوا

ولا تعلموهم فانهم أعلم منكم :-

ترجمہ :-

ابن حجر نے طبرانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا،
میرے اہل بیت سے آگے نہ بڑھنا، ان کے حق میں کوتاہی نہ کرنا۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور اُن کو شریعت کے مسئلے نہ سکھانا وہ تم سے زیادہ علم رکھتے ہیں :-

نوٹ :-

قرآن کا علم عترتِ رسولؐ ابوبکر سے زیادہ رکھتے تھے۔ اور رسول اللہ نے بھی اہل بیت کو مسئلے سکھانے سے منع کیا ہے۔ پس اگر ابوبکر نے مسئلہ بھی بتایا ہے تو بھی کتاب اور سنت کی مخالفت کی ہے۔

بلا اجرت وکلاء کا ایک اور عذر

امام حسنؑ اور امام حسینؑ فاطمہؑ زہراؑ کے بیٹے تھے ماں کے حق میں بیٹوں کی گواہی کیسے قبول ہو سکتی ہے

جواب :-

اولاد کی گواہی والدین کے حق میں شریعت میں قبول ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب۔ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۵ فصل ذکر اخبار علی۔
اہل سنت کی معتبر کتاب نور الابصار صفحہ ۱۶۸

جناب امیرؑ کی زرہ گم ہو گئی بعد میں معلوم ہوا ایک یہودی کے پاس ہے جناب امیرؑ نے شریح قاضی سے فرمایا کہ فیصلہ کرو شریح نے یہودی سے بیان

کیا۔ اس نے کہا زرہ میری ہے کیونکہ میرے ہاتھ میں ہے۔ شریح قاضی نے جناب امیرؑ سے عرض کی آپ کے پاس گواہ ہیں؟ مولا نے فرمایا قنبر اور حسنؑ بیٹا گواہی دیتے ہیں کہ زرہ میری ہے۔

فقال شریح، شهادة الابن لا تجوز للأب،
فقال علی: رجل من اهل الجنة لا تجوز شهادته
سمعت رسول الله يقول الحسنؑ والحسين سيدا
شباب اهل الجنة -

ترجمہ :-

قاضی شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں قبول نہیں جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک جنتی مرد کی گواہی قبول نہیں؟ میں نے نبیؐ کریم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

نوٹ :-

اگر بیٹے کی گواہی والدین کے حق میں قبول نہ تھی تو جناب امیر حسنؑ بیٹے کو گواہ کے طور پر پیش بھی نہ کرتے۔ اور اگر حسنؑ بیٹے کو جنتی ہونے کی وجہ سے پیش کیا ہے تو مقدمہ فدک میں فاطمہؑ زہرا نے تین جنتی امام حسنؑ امام حسینؑ حضرت علیؑ پیش فرمائے۔ لیکن ابوبکر نے اہل جنت کے فرمان پر اعتبار نہ کیا علاوہ ازیں اگر اولاد کی گواہی والدین کے حق میں قبول نہیں ہوتی۔ تو فضائل ابوبکر و عمر میں جناب عائشہ اور حفصہ اور ابن عمر کی کوئی حدیث بھی معتبر نہیں۔

بلا اُجرت وکلاء کا ایک اور عُذر

حضرت علیؑ فاطمہؑ زہرا کے شوہر تھے اور شوہر کی گواہی بیوی کے حق میں کیسے قبول ہو!!

جواب:۔ ۱۔ اگر حضرت علیؑ ان لوگوں سے ہوں جنہوں نے دنیا کے لالچ میں جنازۂ رسولؐ چھوڑا پھر تو بات کچھ بن جائے گی اور اگر شوہر علی ابن ابی طالب جیسا عابد، زاہد، متقی پرہیزگار ہو اور پھر ایسے شخص کی گواہی قبول نہ کی جائے تو بے انصافی ہے۔

۲۔ علماء کرام آخر مرنا ہے خدا کو جان دینی ہے کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ تمہارے امام اعظم یا امام بخاری نے دنیا کے لالچ میں کبھی جھوٹ بولا ہو؟ اگر یہ لوگ آپ کے عقیدے میں دنیا کی خاطر جھوٹ نہیں بولتے تھے تو سید الاولیاء امام المتقین بیوی کی خاطر دنیا کے لئے کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں؟

شوہر کی گواہی بیوی کے حق میں قبول ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب منہاج السنہ ص ۶۶/۲ ذکر فدک۔

وشهادة الزوج لزوجته فيها قولان مشهوران.....
والثانية تقبل وهي مذهب الشافعي وابي ثور
وابن منذر

ترجمہ:۔

شوہر کی گواہی میں دو قول ہیں۔ ابو حنیفہ کے نزدیک قبول نہیں اور امام شافعی اور ابی ثور اور ابن منذر کے نزدیک شوہر کی گواہی بیوی کے حق میں قبول ہے۔

نوٹ:۔

جب مقدمۂ فدک پیش آیا تو مذاہب اربعہ نہیں تھے اور جناب ابوبکر بھی نہ خود مجتہد تھے اور نہ کسی کے مقلد تھے۔

مقدمۂ فدک میں امّ ایمن نے بھی گواہی دی تھی

س:۔ امّ ایمن کی سچائی کا کیا ثبوت ہے؟

ج:۔ اہلِ سنت کی کتب میں موجود ہے کہ وہ اہلِ جنت سے ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب انسان العیون جلد ۱ ص ۸۵ باب وفات والد النبیؐ۔

وقد تزوجها بعد النبوة مولاه زيد بن حارثة وانما
رغب زيد فيها لما سمعه عن النبيؐ يقول من سره
ان يتزوج امرأة من اهل الجنة فليتزوج
بام ايمن۔

ترجمہ:۔

امّ ایمن سے زید بن حارثہ نے اُس وقت شادی کی جب نبی کریمؐ سے یہ سُنا کہ جسے جنتی عورت سے شادی کرنا پسند ہو وہ امّ ایمن سے شادی کرلے۔

نوٹ :۔ ۱

اہلِ سنت کے نزدیک امّ ایمن جنّتی ہے ہم کہتے ہیں جس عورت کو آپ جنّتی مانتے ہیں، آپ کے عقیدہ میں وہ جھوٹ نہیں بولے گی مقدمہ فدک میں امّ ایمن نے گواہی دی تھی پس جناب ابوبکر پر فرض تھا کہ اُس کی گواہی قبول کرتے،

نوٹ :۔ ۲

ابن تیمیہ کا انکار کہ امّ ایمن کے جنّتی ہونے کی حدیث کسی کتاب میں نہیں۔ یہ انکار بالکل فضول ہے۔ ہم نے معہ حوالہ حدیث پیش کر دی ہے۔

جنابِ ابوبکر کے فدک نہ دینے کے بعد جنابِ علیؑ کا اُن کے بارے عقیدہ

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱ ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مُسلم ص۹۱ ج۲ باب الفئ

۲ ۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۱۵ ج۴ خطبہ کانت بایدینا فدک

ایک طولانی حدیث میں مذکور ہے کہ جناب عمر فاروق نے حضرت علیؑ اور جناب عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ تم دونوں اس فدک اور میراث کے فیصلے میں میرے بھتیجا ابوبکر کو

مُسلم کی عبارت ملاحظہ ہو :۔

فرایتماہ کاذباً اثماً، غادراً۔ خائنا

شرح حدیدی کی عبات ملاحظہ ہو :۔

تذعمان انّ ابابکر فیھا ظالمٌ فاجرٌ

ترجمہ :۔

تم دونوں ابوبکر کو جھوٹا۔ گناہ گار، دھوکے باز، بد دیانت سمجھتے تھے۔

وکلاءِ حکومت کے خلیفہ کی صفائی کی خاطر چھ عذرِ لنگ

اعتراض :۔

ظالم کے پاس فیصلہ نہ لے جاؤ۔

فروعِ کافی میں ہے کہ ظالم کے پاس فیصلہ نہ لے جاؤ اگر جناب ابوبکر ظالم تھا تو سیدہ زہراؑ اُن کے پاس فیصلہ کیوں لے گئی۔

جواب ۱ :۔

اس حدیث کا فدک کے مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مقدمۂ فدک میں جو حاکم ہے وہی خود مدعا علیہ بھی ہے اور بی بیؑ نے اُس ظالم حاکم سے اپنا حق مانگا ہے اگر نزاع کسی اور کے ساتھ ہوتی تو سیدہ زہراؑ ہرگز ابوبکر کے پاس نہ جاتیں۔

جواب ۲ :۔

اگر بی بیؑ اُس ظالم حاکم سے حق نہ مانگتی تو اہلِ اسلام کا معقول عذر تھا کہ بی بیؑ نے مطالبہ ہی نہیں کیا اس میں خلیفے کا کیا قصور۔

جواب ۳ :۔

ہم اہلِ سنت کو یہ الزام دیتے ہیں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے،

لاترکنوا الی الذین ظلموا ۔

کہ ظالموں کی طرف تم مائل نہ ہو۔ چار یاری مذہب میں مائل ہونا تو کجا آپ نے یزید جیسے ظالم کو چھٹا خلیفہ مانا ہے۔

کتاب شرح فقہ اکبر ملاحظہ فرمائیں :۔

اور خلفاء بنو مروان کی گردان جو لکھی ہے اس کو غور سے پڑھیں۔ بنو ابی سفیان

جواب ۳ :-

ظالم حاکم سے اپنا حق مانگنا سنتِ حضرت موسیٰؑ ہے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو:-

فارسل معنا بنی اسرائیل

میرے ساتھ میری قوم بنی اسرائیل کو بھیج دے اے فرعون!

جواب ۴ :-

کافر بادشاہ سے اپنا حق مانگنا سنت حضرت یوسفؑ ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

قال اجعلنی علیٰ خزائن الارض انی حفیظٌ علیم ۔ پ۱۳ سورہ یوسف ر۸

ترجمہ:-

یوسف نبیؑ نے فرمایا ملکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں ان کی حفاظت بھی کروں گا اور خوب جاننے والا ہوں)۔

نوٹ :-

اربابِ انصاف! جب موسیٰؑ نبی نے فرعون سے اپنا حق مانگا ہے اور یوسف نبیؑ نے مصر کے کافر بادشاہ سے اپنا حق مانگا ہے اس کے باوجود ان دونوں نبیوں کی پاکیزگی محفوظ ہے تو سیدہ زہراؑ نے اگر ابوبکر سے اپنا حق مانگا ہے تو سیدہ کی پاکیزگی بھی محفوظ ہے۔

اعتراض نمبر ۲ :-

ابوبکر مالِ فدک سے بی بی کی ضروریات پوری کرتا تھا

جواب نمبر ۱ :-

سفید جھوٹ ہے۔

اہلِ تشیع کی مستند کتاب کی معتبر روایت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہے۔

جواب نمبر ۲ :-

اگر غاصب کچھ حق اصل مالک کو واپس کر دے تو پورے حق سے بری الذمہ نہیں ہوتا۔

اعتراض نمبر ۳ :-

غصب فدک کے معاملہ میں اصحاب کا ابوبکر پر تنقید نہ کرنا ابوبکر کی صداقت کی دلیل ہے۔

جواب نمبر ۱ :-

حاکم وقت کے سخت رویہ کے خوف سے اس کے ظلم پر تنقید نہ کرنا یہ اس حاکم کی صداقت کی دلیل نہیں۔

جواب نمبر ۲ :-

اصحاب کا فاطمہ زہراؑ پر تنقید نہ کرنا جناب زہراؑ کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیونکہ جناب سیدہ کی طرف تو رعب حکومت بھی نہیں تھا۔ مدینہ کے مرد و زن میں سے کوئی تو کہہ دیتا کہ بی بی خلیفہ سچا ہے۔ تیرا حق نہیں بنتا۔ تمام اصحاب اور تمام ازواج نبیؐ کا خاموش رہنا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ لوگ سیدہ زہراؑ کو سچا سمجھتے تھے صرف چند لوگوں نے ابوبکر کی موافقت کی ہے اور ہمارے نزدیک وہ حاکم وقت کے چمچے تھے۔

اعتراض نمبر ۴ :- منقول از باغ فدک

جناب ابوبکر نے سیدہ زہراؑ کے سامنے اپنے مال کی پیش کش کی تھی کہ یہ میرا مال حاضر ہے۔ جتنا چاہو لے لو۔

جواب نمبر ۱

یہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ حضرت ابوبکر بالکل بھوکے ننگے تھے۔ خلافت کے بعد کپڑوں کی گٹھڑی لے کر بازار میں جا بیٹھتے تھے۔

طبقات ابن سعد ملاحظہ ہو۔

جواب نمبر ۲ :۔

بفرض محال اگر ابوبکر نے اپنے مال کی پیش کش کی بھی ہے تو یہ اُن کی سیاست تھی اور سیدہ زہراؑ ابوبکر کے پاس گدائی کی خاطر تو نہیں گئی تھی اپنے باپ کی عطا کردہ جاگیر مانگنے گئی تھی لہذا ابوبکر پر فرض تھا کہ حیلے بہانے نہ کرتا اور بی بیؑ کا حق اُن کو واپس دے دیتا۔

اعتراض نمبر ۵ :۔

اگر فدک کے کیس میں ابوبکر حق بجانب نہ ہوتا تو اصحاب اُسے خلافت سے علیحدہ کر دیتے۔ جس طرح حضرت عثمان کو ذبح کر ڈالا۔

جواب نمبر ۱ :۔

عثمان کو ذبح کروانے کے لئے تو بی بی عائشہ نے فتویٰ دیا تھا رسولؐ اللہ کی بیٹی صبر فرما گئیں اور معاملہ روزِ جزا پر چھوڑ دیا۔

جواب نمبر ۲ :۔

اکثر لوگوں کے دلوں میں جناب امیرؑ کے متعلق کینہ تھا (ریاض النضرہ) اور غصبِ فدک کی وجہ سے جناب امیرؑ کی اس اقتصادی کمزوری پر دل ہی دل میں وہ خوش تھے۔

جواب نمبر ۳ :۔

مقدمہ فدک میں ابوبکر نے اصحاب کو ایک شبہ میں ڈال دیا تھا کیونکہ ایک ایسی من گھڑت حدیث پیش کر دی جس میں صدق و کذب دونوں کا احتمال تھا

اعتراض نمبر ۶ :۔

ابن تیمیہ کہتا ہے رسولؐ اللہ نے بھی ایک خادم بی بی کو دینے سے انکار کر دیا تھا اگر ابوبکر نے فدک نہیں دیا تو کیا ہوا۔

جواب نمبر ۱ :۔

ابن تیمیہ کا یہ الزام سفید جھوٹ ہے کیونکہ فضہ نامی کنیز سیدہ زہراؑ کو نبیؐ پاک نے گھر کے کام کاج کے لئے عطا فرمائی تھی۔

جواب نمبر ۲ :۔

یہ خادم نہ دینے والی روایت ابن اعبد سے مروی ہے اور علی بن المدینی کہتا ہے کہ یہ راوی مجہول ہے۔

مسند احمد حنبل ص ۲۳ ملاحظہ کریں۔

جواب نمبر ۳ :۔

جناب سیدہ زہراؑ نے بالفرض اگر نبیؐ پاک سے کوئی خادم مانگا تھا اور حضورؐ خاموش ہو گئے تھے تو اس میں یقیناً حضورؐ نے کوئی مصلحت دیکھی ہوگی۔ وحی کا انتظار کیا ہوگا کیونکہ معاذ اللہ نبیؐ پاک بی بیؑ کا کوئی حق غصب کر کے تو نہیں بیٹھے تھے اگر کچھ عطا کرتے تو انعام و اکرام کے طور پر دیتا تھا اور ابوبکر تو بی بیؑ کا حق غصب کر کے بیٹھا تھا لہذا دونوں میں فرق ہے۔

بلا اُجرت وکلا کا خلیفہ کو بچانے کے لئے ایک بوگس بہانہ

اعتراض :۔

حضرت زہراؑ تارک الدنیا اور زاہدہ تھیں لہذا مالِ دُنیا کی خاطر غضبناک کیوں ہوئیں۔

بخاری شریف کتاب الھبہ جلد ۳ صفحہ ۱۶۱ میں ہے کہ مقام غابہ میں ان کی ایک جاگیر تھی جس کی مالیت ایک لاکھ تھی اور اللہ کے فضل و کرم سے کوئی بچہ بچی بھی نہیں تھی۔ اس سلسلہ میں کتاب زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ لابن قیم میں اتنا ملتا ہے

قیل انھا اسقطت من النبیؐ سقطا ولم یثبت

ترجمہ:۔

افواہ اڑائی گئی ہے کہ بی بی عائشہ کا نبی کریم سے ایک حمل سقط ہوا تھا۔ لیکن یہ بات ثابت نہیں۔

ابن قیم نے من النبیؐ کی قید اس لئے لگائی ہے۔ چونکہ ان کا ایک شوہر پہلے بھی تھا اور اس سے یہ مطلقہ ہیں۔

طبقات ابن سعد ملاحظہ کریں۔

اور اس پہلے شوہر سے کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

خلاصتہ الکلام:۔

اماں جی عائشہ کو ازواج کے ساتھ وظیفہ بھی ملتا تھا۔ ایک لاکھ مالیت کی جاگیر بھی رکھتی تھیں۔ کوئی اولاد بھی نہ تھی۔ لہذا جب عثمان نے ان کا دو ہزار جو ان کو زیادہ ملتا تھا۔ بند کر دیا۔ تو صبر کا گھونٹ بھر لیتی۔ دنیا کس کے لئے جمع کرنی تھی؟ اولاد تو تھی نہیں لیکن اماں جی سے حوصلہ نہ ہو سکا۔ عثمان کو قمیص رسولؐ دکھایا اور ان کو سنت رسولؐ کو پارہ پارہ کرنے کا طعنہ دیا۔ نعثل اس کا نام رکھا۔ اس کے خلاف فتویٰ دیا۔ ان کے خلاف فتنہ کی آگ بھڑکائی اور آخر میں عثمان کو ذبح کروا کے چھوڑا۔

بات کیا تھی۔ دو ہزار جو عائشہ کو زیادہ ملتا تھا وہ عثمان نے بند کیوں کر دیا۔

جناب سیدہ زہراؑ صاحب اولاد تھیں دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

ان کو اولاد کی خاطر مال دنیا کی ضرورت تھی۔ اگر انہوں نے اپنا حق مانگا ہے تو ابن تیمیہ نے زہر اگلا ہے کہ مال دنیا کی خاطر ناراض کیوں ہوئیں اور ادھر مال دنیا کی خاطر بی بی عائشہ نے ایک خلیفہ مروا ڈالا۔ تو ابن تیمیہ چپ ہے۔ تف ہے اس کی دیانت اور انصاف پر۔

"زاھد" خلیفہ نے فدک غصب کیوں کیا

جواب نمبر ۳:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال صفحہ ۱۶ کتاب الفضائل من قسم الاقوال۔

نبیؐ کریم نے فرمایا تھا (بقول اہل سنت) اگر میرے بعد ابوبکر کو امیر بناؤ گے۔ تجدوہ زاھداً فی الدنیا۔ یعنی اس کو تم دنیا میں زاہد پاؤ گے۔

نوٹ ۱:۔

اگر ابوبکر زاہد تھا تو نبیؐ کی بیٹی کا حق غصب کرنے سے شرم کرتا۔ یہ الٹی منطق ہے کہ جس نے اولاد نبیؐ کا حق چھینا اس کے زہد میں تو کوئی فرق نہ آیا اور جو مظلوم اپنے حق کی خاطر بول پڑے ان کے زہد میں فرق آگیا۔

جواب نمبر ۴:۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۔ پ ۲۳ سورہ صٓ

ترجمہ:۔

جناب سلیمان نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے مغفرت فرما۔ اور عطا کر مجھے ایسی سلطنت جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ تحقیق تو بخشنے والا ہے۔

ابوبکر نے فدک کے بارے میں حضرت علیؑ کی گواہی قبول نہ کرنے میں گواہ رسالت کو ٹھکرایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

پ ۱۲ ع ۲ سورۃ ہود آیت ۱۷

ترجمہ۔ تو کیا جو شخص اپنے پروردگار کی طرف سے بینہ پر ہو اور اس کے پیچھے ہی پیچھے انہی کا ایک گواہ ہو۔

شاہد سے مراد رسالت کے گواہ حضرت علیؑ ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب درمنثور ص ۳۲۴ ج ۳
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۱۸۳ ج ۳
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص ۹۹
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۱۲ الھود ص ۲۸

روح المعانی کی عبارت ملاحظہ ہو

اخرج ابن مردویہ بوجہ اخرعن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ قال قال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (افمن کان علی بینۃ من ربہ) انا (ویتلوہ شاہد) علی

ترجمہ نبیؐ کریم نے فرمایا ہے کہ علیٰ بینۃ سے مراد میں ہوں اور شاہد سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

تفسیر خازن کی عبارت ملاحظہ ہو

فعلی ھذا القول یکون الشاھد علی بن ابی طالب وقولہ منہ یعنی من النبی والمراد تشریف ھذا الشاھد وھو علی لاتصالہ بالنبی

ترجمہ

قول مذکور کی بنا پر شاہد سے مراد علیؑ بن ابی طالب ہیں اور منہ سے مراد نبی کریم ہیں اور غرض اس گواہ علیؑ بن ابی طالب کے شرف کو بیان کرنا ہے کیونکہ وہ (از روئے خلافت کے) نبیؐ کے ساتھ متصل ہیں بعبارۃ اخریٰ حضرت علیؑ نبی کے خلیفہ بلا فصل ہیں۔

نوٹ۔

۱۔ دعویٰ نبوت ایک عظیم دعوےٰ ہے اور اس کا گواہ بھی ایک عظیم انسان ہوگا۔ لہٰذا جب حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کو اپنے نبیؐ کی نبوت کا گواہ بنا دیا تو حضرت علیؑ کی عظمت محتاج دلیل نہ رہی۔

۲۔ اور اتنا بڑا عظیم انسان کہ جس کی گواہی پر حضورؐ کی نبوت کا دارومدار ہے جب کسی مقدمہ میں گواہی دے گا تو اس کی گواہی میں جھوٹ کا احتمال نہ ہوگا۔

نتیجہ بحث

جناب امیرؑ نے گواہی دی کہ جاگیر فدک زہراؑ کا حق ہے اور اس گواہی میں جھوٹ کا احتمال

نوٹ :۔

حلال طریقے سے دُنیا کا طلب کرنا زُھد کے منافی نہیں ورنہ جناب سلیمان دُنیا کی بادشاہی طلب نہ فرماتے ۔

جواب :۔ ۵

قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ

پ ۱۳ سورہ یوسف ۔

ترجمہ :۔

(جناب یوسف نے) فرمایا مُلکی خزانوں پر مجھ کو مامور کر دو میں ان کو حفاظت میں رکھوں گا اور میں خوب جاننے والا ہوں ۔

نوٹ :۔

جناب یوسف نے کافر بادشاہ سے اپنا حق مانگا ہے اگر اپنا حق مانگنا منافیٔ زُھد ہوتا تو آنجناب کافر سے ہرگز سوال نہ کرتے ۔

جواب ۶ :۔

ہمارے پیغمبر سے بڑھ کر کوئی شخص زاہد نہیں ہے اور آنجناب کے لئے بھی دُنیا میں حصہ رکھا گیا ہے ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ
وَلِلرَّسُولِ ۔ پ ۱۰ الانفال ۔

ترجمہ :۔

اس بات کو جان لو کہ جو شیٔ کفار سے بطورِ غنیمت تم کو حاصل ہو

تو اس کا حکم یہ ہے کہ کل کا پانچواں حصہ اللہ کا اور اس کے رسولؐ کا ہے ۔

نوٹ :۔

بقدرِ ضرورت پیغمبرؐ کے لئے دُنیا میں حصہ مقرر کیا گیا ہے اور پیغمبرِ اسلام اگر اپنے اس حصہ کو طلب فرمائیں تو یہ منافیٔ زُھد نہیں ۔ اسی طرح زمین فدک جناب سیدہ زہراؑ کو بحکم خدا پیغمبرؐ نے عطا فرمائی تھی ۔ نبیؐ کریم کے بعد ابوبکر نے اُس کو چھین لیا ۔ اگر بی بیؑ نے ابوبکر سے اُس کا مطالبہ فرمایا ہے تو یہ منافیٔ زُھد نہیں ۔

نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی حق تلفی کی خاطر چار یاری مذہب کی توپ کا آخری گولہ

اعتراض :۔

غصب کرنا بھی ظلم ہے اور غصب کو باقی رکھنا بھی ظلم ہے ۔ اگر جناب ابوبکر نے فدک کو غصب کر کے ظلم کیا ہے تو حضرت علیؑ نے اپنی بادشاہی کے زمانہ میں فدک واپس کیوں نہیں فرمایا؟ ابوبکر کے طریقہ پر اس کو باقی رکھنا اور واپس نہ کرنا یہ بھی ظلم ہے ۔

جناب امیرؑ کے فدک واپس نہ لینے کے تیرہ عدد جواب ملاحظہ ہوں

جواب ۱ :۔

یہ اعتراض صرف فدک کے بارے میں ہی نہیں بلکہ اُن تمام کاموں کے بارے میں ہے جو اصحاب ثلاثہ نے سنتِ نبیؐ کے خلاف کئے ہیں اور اس کا جواب خود جناب امیرؑ کی زبانی آپ ملاحظہ فرمائیں ۔

کتاب روضہ کافی جلد ۱ ص۹۵ خطبہ لامیر المومنین :۔

قد عملت الولاۃ قبلی اعمالا خالفوا فیھا رسول اللہ متعمدین لخلافہ .... ولو حملت الناس علی ترکھا وحولتھا علی مواضعھا ..... لتفرق عنی جندی حتی ابقی وحدی او قلیل من شیعتی الذین عرفوا فضلی لو امرت بمقام ابراھیم فرددتہ الی الموضع التی وضعہ فیہ رسول اللہ۔ ورددت فدک الی ورثۃ فاطمۃ علیھا السلام ..... اذاً لتفرقوا عنی الخ

ترجمہ :۔

مولا علیؑ فرماتے ہیں کہ خلفاء نے مجھ سے پہلے کچھ ایسے کام کئے ہیں جن میں انہوں نے جان بوجھ کر رسول اللہؐ کی مخالفت کی ہے۔ اگر لوگوں کو میں ان کاموں کو چھوڑنے کا حکم دوں اور ان کاموں کو ایسی حالت پر لوٹا دوں جس پر رسول اللہؐ کے زمانہ میں تھے۔ تو میری فوج بغاوت کرکے میرا ساتھ چھوڑ دے گی اور میں اکیلا رہ جاؤں گا اور میرے ساتھ لوگوں میں سے جو تھوڑی مقدار میرے شیعہ ہیں جو میری فضیلت کو سمجھتے ہیں رہ جائیں گے۔ اگر میں جبراً فدک ورثہ فاطمہؑ کو واپس دلا دوں تو لوگ مجھ سے دور ہو جائیں گے۔

جناب امیرؑ کے فدک واپس نہ لینے میں ایک حکمت

نوٹ :۔

فدک پر پہلے خلفاء کی وجہ سے کچھ لوگوں کا ظالمانہ قبضہ تھا جناب امیرؑ

اگر رعبِ حکومت سے ان کو مجبور کرتے کہ فدک جن کا حق ہے ان کو واپس دے دو۔ تو جنابؑ کی مخالفت میں مظاہرے شروع ہو جاتے۔ حضورؑ نے اسی مجبوری کے تحت مقدمۂ فدک کو نہیں چھیڑا تھا۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ علیؑ کو جب بادشاہی ملی تو مخالف پارٹی کی جاگیریں چھیننا شروع کر دیں اور اپوزیشن سے انتقامی کارروائی شروع کر دی۔ اصل غاصب مر چکے تھے اور فدک ان کے رشتہ داروں کے قبضہ میں تھا۔ اپنی خوشی سے قابضین واپس کرنے کو تیار نہ تھے۔ آنجناب اگر جبراً واپس لیتے تو وہ فریاد شروع کر دیتے کہ یہ جاگیر ہمیں ابوبکر، عمر اور عثمان نے دی تھی۔ اور جناب امیر نے بادشاہ بنتے ہی ہم پر ظلم شروع کر دیا ہے۔ لہٰذا اس مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے آنجناب نے مقدمۂ فدک کو نہیں ہلایا۔ البتہ اپنی بادشاہی کے زمانہ میں غاصبین فدک کی ان الفاظ میں مذمت فرمائی ہے۔

کانت بایدینا فدک وشحت علیھا نفوس قوم

اور یہ مذمت اس امر کا ثبوت ہے کہ جنابِ امیرؑ غاصبینِ فدک کو ظالم سمجھتے تھے۔

جواب نمبر ۲ :۔

چاریاری علماء حکمت و مصلحت کا تمسخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دین کے معاملے میں سختی کی جائے ہم ان کو دندان شکن جواب ان کی کتابوں سے دیتے ہیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص۲۳ ج۱ کتاب العلم۔

۲ - اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص۵۱ ج۱ باب نقض الکعبۃ و بناءھا۔

عن الاسود قال قال لی ابن الزبیر کانت عائشۃ

لترا ليك كثيرا فما حدثتك في الكعبة قلت قالت لى قال النبى صلى الله عليه وآله وسلم يا عائشة لو لا قومك حديث عهدهم قال ابن الزبير بكفر لنقضت الكعبة فجعلت لها بابين باب يدخل الناس وباب يخرجون ـ

ترجمہ:

اسود کہتا ہے کہ ابن زبیر نے مجھ سے پوچھا کہ عائشہ تجھ کو راز کی باتیں بتاتی تھی کعبہ کے متعلق کیا بتایا اسود نے کہا عائشہ نے مجھے خبر دی ہے کہ نبی نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر تیری قوم تازہ مسلمان نہ ہوتی تو میں کعبہ کو گراتا اور اس کے دو دروازے بناتا - ایک سے لوگ داخل ہوتے اور دوسرے سے خارج ہوتے۔

جناب امیرؑ کے فدک واپس نہ لینے میں ایک اور مصلحت

نوٹ:

کعبۃ اللہ کا گرانا یا تو ضروری تھا اور یا ضروری نہیں تھا اگر ضروری نہیں تھا تو نبیؐ کریم نے کیوں فرمایا کہ اگر لوگ تازہ مسلمان نہ ہوتے تو میں کعبہ گرا کر دوبارہ بناتا اور اگر کعبہ کا گرانا ضروری تھا تو حضورؐ پرنور نے تازہ مسلمانوں کے فتنہ اور شر کے خوف سے ایک ضروری کام کو کیوں چھوڑ دیا۔

ارباب انصاف!

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں کے فتنہ اور شر سے ڈرتے ہوئے شریعت کے بادشاہ نبیؐ کریم نے ایک ضروری کام کو چھوڑ دیا تھا اسی طرح جناب امیرؑ نے فدک

اولاد فاطمہؑ کو اپنے زمانے میں واپس نہ دلوایا کیونکہ اگر حضورؑ فدک پر قابضین کو مجبور کرتے کہ فدک واپس کرو تو وہ لوگ فتنہ و فساد برپا کرتے۔ مولا علیؑ نے سنت رسولؐ پر عمل کیا اور مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی۔

مقدمہ فدک کو نہ چھیڑنے میں ایک اور حکمت

جواب ۳:-

اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۱۱۰ کتاب العلم۔

بيان استنباط الاحكام: الاول قال ابن بطال فيه انه قد يترك يسير من الامر بالمعروف اذا خشى منه ان يكون سببا لفتنة قوم ينكرونه

ترجمہ:

علامہ عینی حدیث نقض کعبہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے چند احکام استنباط ہوتے ہیں۔

ابن بطال سنی عالم کہتا ہے کہ حدیث مذکور سے یہ حکم نکلتا ہے کہ اگر امر بالمعروف کیا جائے تو کسی قوم کے فتنہ اور شر کا ڈر ہے کہ وہ اس کی مخالفت کرے گی تو ایسے نیک کام کے حکم دینے کو چھوڑ دیا جائے۔

نوٹ:

جناب امیرؑ کے لئے فدک واپس کرنا اہل سنت کے عقیدہ میں امر بالمعروف تھا اور اگر کسی نیکی سے فتنہ اور شر کے پیدا ہونے کا خوف ہو تو

اس کا چھوڑنا جائز ہے۔ لہذا جناب امیرؑ اگر قابضین فدک کو مجبور کرتے کہ وہ فدک واپس کریں تو ابوبکر، عمر اور عثمان کی قوم کے فتنہ کا ڈر تھا لہذا سنتِ رسولؐ پر عمل کیا اور خاموشی اختیار کی۔

جنابِ امیرؑ کے فدک واپس نہ لینے میں ایک اور مصلحت

جوابؔ :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱/۶۱۵ کتاب العلم

الثانی فیہ ان النفوس تحب ان تساس کلھا لما تأنس الیہ فی دین اللہ من غیر الفرائض۔

ترجمہ :-

اہلِ سنت کے عالم علامہ عینی حدیث نقضِ کعبہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے دین میں ان کو اس بات پر چلایا جائے کہ جس سے وہ مانوس ہوں۔ البتہ فرائض میں یعنی نماز روزہ میں سختی کی جائے۔

نوٹ :-

علامہ کا مطلب یہ ہے کہ کعبہ کی ایک شکل سے لوگ مانوس ہو گئے تھے اگر رسول اللہؐ اسے تبدیل کرتے تو تازہ مسلمان فتنہ و فساد برپا کرتے۔

اربابِ انصاف :-

فدک کو غصب ہوئے پچیس ۲۵ سال ہو گئے تھے جنہوں نے غصب ہوتے دیکھا تھا وہ لوگ اکثر مر گئے تھے۔ جناب امیرؑ کی بادشاہی کے زمانے میں

جو لوگ موجود تھے ان میں اکثر ایسے تھے جنہوں نے فدک کو ابوبکر، عمر اور عثمان کی اولادوں کے قبضے میں دیکھا جناب امیرؑ اگر رعبِ حکومت سے فدک پر قابضین لوگوں کو مجبور کرتے کہ وہ فدک واپس کریں تو فتنہ فساد برپا ہو جاتا لہذا بنو امیہ اور جناب عائشہ کے خوف سے مولا علیؑ نے مقدمہ فدک کو نہ چھیڑا۔

فدک واپس نہ لینے میں ایک اور حکمت

جواب :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صفحہ ۱/۴۲۹ باب نقض الکعبۃ و بنائہا۔

وفی ھذا الحدیث دلیل القواعد من الاحکام منھا اذا تعارضت المصالح او تعارضت مصلحۃ ومفسدۃ وتعذر الجمع بین فعل المصلحۃ وترک المفسدۃ بدی بالاھم۔

ترجمہ :-

علامہ نووی حدیث نقضِ کعبہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث کئی احکام کے قوانین کی دلیل ہے۔

جب دو ۲ عدد مصلحت آپس میں ٹکرا جائیں یا ایک مصلحت اور ایک مفسدہ آپس میں ٹکرا جائیں تو جس طرف اہمیت زیادہ ہوگی اس کی رعایت کی جائے گی مثلاً نبیؐ کریم نے دیکھا کہ کعبہ کو دوبارہ بنانے میں مصلحت بھی ہے اور تازہ مسلمانوں کے فتنہ اور فساد کا ڈر بھی ہے چونکہ فتنہ فساد میں لوگوں کے مرتد ہونے کا خوف تھا اس لئے جناب

مفسدہ کی رعایت کی اور کعبہ کو گرا کر دوبارہ نہ بنایا۔

نوٹ :۔

فدک کو واپس کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ ظلم سے چھینا گیا تھا اور اس کو واپس کرنے میں یہ مفسدہ بھی تھا کہ جو لوگ فدک پر قابض ہیں وہ واویلا شروع کر دیں گے کہ یہ فدک تو ہمیں ثلاثہ نے دیا تھا حضرت علیؑ بادشاہ بنے ہیں تو ہماری جاگیریں چھیننا شروع کر دی ہیں۔ جناب کے زمانے میں فدک پر حزب مخالف قابض تھے۔ اگر جناب انہیں مجبور کر کے واپس لیتے تو جناب کے اس فیصلہ کو وہ غلط رنگ دے کر رعایا کو آنجناب کے خلاف بھڑکاتے۔ مولا علیؑ نے جناب مفسدہ کی رعایت کی اور خاموشی اختیار کی۔

جواب ۲۶ :۔

جاگیر فدک واپس نہ لینے کی ایک اور حکمت

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صفحہ ۴۲۹ ج ۱ باب نقض کعبہ۔

منها فكر ولى الامر فى مصالح رعيته واجتنابه ما يخاف منه تولد ضرر عليهم فى دين او دنيا الا الامور الشرعية كاخذ الزكوة واقامة الحدود ونحو ذالك۔

ترجمہ :۔

حاکم کو رعایا کے معاملات میں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے اور جب

بات سے کسی بہت بڑے فساد یا فتنہ و شر کے پیدا ہونے کا خطرہ ہو اس کو ہرگز نہ کرے البتہ امور شرعیہ مانند زکوٰۃ وصول کرنے کے اور حدود جاری کرنے کے، ان میں کسی کی رعایت نہ کرے۔

نوٹ :۔ ارباب انصاف :۔

ظالم کا ظلم کرنا بُرا ہے مظلوم کا صبر اور خاموشی اختیار کرنا بُرا نہیں، ظالم پر واجب ہے کہ وہ ظلم سے چھینا ہوا مال خود واپس کرے، مظلوم پر یہ تو واجب ہے کہ اگر ظالم اس کو مال واپس دے تو قبول کرے لیکن اگر وہ واپس نہ کرے تو مظلوم پر اس سے جنگ کرنا واجب نہیں اور اپنا مال زبردستی چھیننا واجب نہیں بلکہ مظلوم اپنے مقدمہ کے فیصلہ کو روز قیامت تک ملتوی کر دے تو اس کو اختیار ہے۔ جناب امیر کے زمانہ میں جو ظالم فدک پر قابض تھے ان پر واجب تھا کہ وہ خود بخود فدک واپس کرتے لیکن انہوں نے واپس نہیں کیا لہذا تمام گناہ اور قصور ان کا ہے۔

اعتراض :۔ از شاہ عبد العزیز :۔

غصب کو باقی رکھنا بھی گناہ ہے۔

جواب :۔

گناہ تو ہے لیکن غاصب اور قابض کے لئے مظلوم اگر خاموشی اختیار کرے تو یہ اس کا صبر ہے نہ کہ جرم ہے۔

جواب :۔

علاقۂ فدک واپس نہ لینے میں ایک اور راز

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صفحہ ۴۲۹ باب نقض الکعبہ ۔

ومنها تألف قلوب الرعية وحسن حياطتهم وان لاينفروا ولايتعرض لما يخاف تنفيرهم بسببه مالم يكن فيه ترك امر شرعي كما سبق ۔

ترجمہ :-

حاکم کو رعایا کی دلداری کرنا چاہیئے حاکم ایسا کام نہ کرے جس سے رعایا میں نفرت پیدا ہو، البتہ اس دلداری میں ترک واجب لازم نہ آئے ۔

نوٹ :-

حضرت علیؑ کے زمانے میں فدک پر بنی اُمیہ قابض تھے اور یہ وہ خاندان ہے جو رسولؐ اللہ کا سخت دشمن تھا اور آنجناب ان کی دلجوئی کرتے تھے تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہیں۔ جناب امیرؑ کے زمانۂ حکومت میں فدک پر بنو امیہ قابض تھے۔ بنو امیہ کا فرض تھا کہ فدک اولاد فاطمہؑ کو خود بخود واپس کرتے لیکن انہوں نے واپس نہیں کیا۔ اور اگر جناب امیرؑ انہیں رعب حکومت سے مجبور کرتے کہ فدک واپس کرو تو بنو امیہ شرارتی قوم تھی۔ شر و فساد برپا کرتے اور جناب امیرؑ اس وقت کے بادشاہ تھے اور سب لوگ جناب کی رعایا تھی۔ لہٰذا جناب نے اور جناب کی اولاد نے نہ تو اپنے حق سے ہاتھ اٹھایا اور نہ ہی ان کو بخشا۔ حاکم ہونے کی حیثیت سے جناب امیرؑ نے ان کی اتنی دلجوئی فرمائی کہ اپنا حق رعبِ حکومت سے واپس نہیں لیا اور یہی وجہ ہے کہ بنو امیہ میں سے جو آدمی کچھ نہ کچھ انسان تھا عمر بن عبدالعزیز اسے احساس ہوا اور اس نے اپنے زمانے میں فدک اولاد فاطمہؑ کو واپس کر دیا۔

حضرت علیؑ کی بادشاہی کے وقت زمین فدک پر مروان کا قبضہ تھا

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۶/۸ باب الفیئ فصل الثانی

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سنن الکبریٰ صفحہ ۳۰۱/۶ کتاب الفیئ ۔

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب وفا الوفا صفحہ ۱۰۰۰ ذکر طلب فاطمہ من ابی بکر صدقات ابیہا ۔

۴۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف لابن قتیبہ الدینوری صفحہ ۸۴ اخبار عثمان ابن عفان

۵۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد کتاب الخراج ۔

مرقات کی عبارت ملاحظہ ہو :-

(ثم مروان) ای فی زمن عثمان والمعنی جعلها قطيعة لنفسه ولتوابعه والقطيعة الطائفة من الخراج يقطعها السلطان من يريد ومروان هو مروان بن الحكم جد عمر بن عبد العزيز ۔

ترجمہ :- ملخص

عثمان کے زمانہ میں مروان نے عثمان کی خاص نوازش سے فدک کو اپنی خاص ذاتی جاگیر بنا لیا تھا۔

نوٹ :-

عثمان بن عفان نے مروان بن حکم کو سیرت شیخین کی مخالفت کرتے ہوئے تمام علاقہ فدک عطا کر دیا تھا۔ جب جناب امیرؑ بادشاہ بنے تو یہ علاقہ فدک

مروان کے پاس تھا۔ اور مروان جناب امیرؑ کا اس طرح دشمن تھا جس طرح ابلیس حضرت آدمؑ کا دشمن تھا۔ مولا علی اگر مروان کو رعب حکومت سے مجبور کرتے کہ فدک واپس کر دو تو مروان چلا اٹھتا اور کہتا کہ یہ فدک میں نے تو آپ سے نہیں چھینا بلکہ ابوبکر عمر اور عثمان نے چھینا تھا اگر قصور ہے تو انہی کا ہے اور میں ان کو خلفاء سمجھتا ہوں اور انکے فیصلے کو عین اسلام سمجھتا ہوں اور آپ بادشاہ اسلام تو بن گئے مگر میرے اوپر ظلم نہ کریں اگر آپ کا حق بھی ہے تو جس طرح پہلے صبر فرمایا ہے اب بھی صبر کرو اور حاکم کو رعایا سے نرمی کرنی چاہیئے۔ جناب امیرؑ حاکم ہیں اور مروان محکوم ہے جس حاکم نے اپنے قاتل کو جام شربت پلایا اس کی شان سے دور تھا کہ مروان پر تشدد کر کے اپنا حق واپس لے لیتا۔

سیدہ زہراؑ کی حق تلفی کی خاطر وکلاء خلیفہ کا ایڑی چوٹی کا زور

اعتراض

مولا علی شیر خدا تھے فاتح خیبر و خندق تھے شجاعت میں جناب کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ رافضیو شرم کرو اتنے بڑے بہادر کو جس کے سر پر دین و دنیا کی بادشاہی کا تاج بھی ہے تم اس کو اس طرح مجبور اور بے بس ثابت کرتے ہو کہ وہ رعایا سے ڈرتا تھا اس کی زوجہ کا حق زمین فدک غصب ہو گیا اور وہ خاموش بیٹھا رہا، اپنی بادشاہی کے وقت بھی ایسا مجبور رہا کہ وہ زمین فدک واپس نہ لے سکا۔

چاند کو دو ٹکڑے کرنیوالا پیغمبرؐ کی مکہ میں بے بسی اور مجبوری

جواب

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس صـ ۲۶۳/۱ (ذکر ہجرت زینب)

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سیرت ابن ہشام صـ ۶۵۲/۲ (ذکر ہجرت زینب)

تاریخ خمیس کی عبارت ملاحظہ ہو

وعن عائشة قالت كان الاسلام فرق بين زينب و بين ابی العاص الا ان رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يقدر ان يفرق بينهما وكان مغلوبا بمكة

ترجمہ

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ زینب جو بقول اہلسنت بنت رسول ہے اور ابی العاص جو ان کا شوہر ہے ان میں اسلام نے جدائی ڈال دی تھی لیکن رسول اللہ مکہ میں اس طرح مغلوب و مجبور تھے کہ زینب کو اس کافر سے جدا نہ کر سکے۔

سیرت ابن ہشام کی عبارت ملاحظہ ہو

وكان رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يحل بمكة ولا يحرم مغلوبا على امره وكان الاسلام قد فرق بين زينب بنت رسول الله صلی الله عليه وسلم حين اسلمت و بين ابی العاص ابن الربيع الا ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان لا يقدر ان يفرق بينهما فاقامت معه على اسلامها وهو على شركه حتى هاجر رسول الله صلی الله عليه وسلم

ترجمہ

رسول خدا مکہ میں اس طرح مجبور تھے کہ نہ کسی چیز کو حلال کر سکتے تھے نہ حرام اور زینب جو بقول اہلسنت بنت رسول ہے جب اسلام لائی تو اس میں اور اس کے شوہر ابی العاص بن الربیع میں اسلام نے جدائی ڈال دی لیکن رسول اللہ اپنی مجبوری کی وجہ سے قدرت نہ رکھتے تھے کہ زینب اور ابو العاص کو جدا کر دیں۔ بس زینب باوجود اسلام لانے کے اس کافر کے ساتھ رہی اور وہ اپنے شرک پر باقی رہا حتیٰ کہ رسول اللہ نے ہجرت فرمائی۔

نوٹ:۔

زینب بقول اہل سنت بنت نبی ہے اور بدایہ والنہایہ صفحہ ۳۲۲ میں ہے کہ زینب حضورؐ کے وقت بعثت ایمان لائی ہے اور اس کا شوہر ابوالعاص کافر رہا اور جنگ بدر کے بعد مسلمان ہوا ہے اور بقول جناب عائشہ ان دونوں میاں بیوی میں اسلام نے جدائی ڈال دی تھی۔ لیکن حضورؐ پرنور مکہ میں ایسے مجبور اور بے بس تھے کہ زینب کو اس مشرک سے واپس نہ لے سکے حالانکہ حضورؐ کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ زمین پر کھڑے ہو کر چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اہل سنت عمر فاروق کی بڑی تعریف کرتے ہیں کہ وہ کافروں پر بڑے سخت تھے ہم کہتے ہیں کہ ان کی سختی مکہ میں کہاں گئی ان کو غیرت نہ آئی ابوبکر، عمر، عثمان تینوں چپ میں اگر یہ پکے یار تھے تو مکہ میں لڑ مرتے اور زینب کو نبی کے گھر واپس لے آتے اس مسئلہ میں تو نبی کریم کو نہ ابوبکر کی شجاعت کام آئی اور نہ عمر کا کفار پر سخت ہونا کام آیا اور نہ ہی عثمان کے میسر نے کوئی فائدہ دیا۔

ارباب انصاف:۔ زمین فدک مال دنیا ہے اور مقدمہ زینب ناموس کا مسئلہ ہے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اگر ابوبکر، عمر اور عثمان جیسے یاروں کے ہوتے ہوئے اہل سنت آنجناب کو مکہ میں اتنا بے بس و مجبور مانتے ہیں کہ حضورؐ اس کافر سے زینب کو واپس نہ لا سکے تو مولا علیؑ کو ہم نبی کریم سے کوئی افضل تو نہیں سمجھتے اگر آنجناب

ثالث کے زمانہ میں یا اس کے بعد اس طرح مجبور ہوں کہ زمین فدک کو غاصبین سے واپس نہیں لے سکے تو اس میں کوئی تعجب نہیں کیونکہ چار یاری مذہب نے نبی کریم کو اس طرح مجبور مان لیا ہے کہ اس کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔

جواب ۹:

فدک اور خلافت کی خاطر تلوار نہ اٹھانے کی حکمت

اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب صفحہ ۱۹۳ حرف الراء ذکر رفاع بن رافع

عن الشعبی قال لما خرج طلحة والزبیر کتبت أم الفضل بنت الحرث الی علی بخروجهم فقال علی: العجب لطلحة والزبیر ان الله عزوجل لما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم قلنا نحن اهله واولیاؤه لا ینازعنا سلطانه أحد فأبی علینا قومنا فولوا غیرنا وأیم الله لولا مخافة الفرقة وان یعود الکفر ویبور الدین لغیرنا فصبرنا علی بعض الالم ثم لم نر بحمد الله الا خیرا

ترجمہ:۔

(جب طلحہ اور زبیر نے جناب کے خلاف بغاوت کی) تو جناب نے فرمایا تھا کہ طلحہ اور زبیر کے لئے تعجب ہے جب اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو واپس بلایا تھا تو ہم نے کہا تھا کہ رسول کے اہل بیت ہم ہیں اور آنجناب کے اولیاء ہم ہیں (لہذا رسول کے بعد آنجناب کی سلطنت کے وارث ہم ہیں) ہمارے ساتھ ان کی بادشاہی میں کوئی جھگڑا نہیں کرے گا پس انکار کیا ہم پر ہماری قوم نے اور ہمارے غیر کو حاکم بنا دیا۔ خدا کی قسم اگر اختلاف کا اور کفر کے دوبارہ واپس آنے کا اور دین کے تباہ ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو ہم (دشمن کے منصوبہ کو) تبدیل کر دیتے ہمارے حقوق تلف ہوئے پس ہم نے صبر کیا۔

نوٹ :-

خلافت اور زمین فدک دونوں اہل بیت کے حق تھے اور دونوں غصب ہوئے تھے جس مصلحت و حکمت کے پیشِ نظر جناب امیرؑ نے اپنا حق خلافت بزورِ شمشیر نہیں لیا اسی مصلحت کی رو سے آنجناب نے مروان کو مجبور کر کے فدک بھی واپس نہیں لیا۔

جواب نمبر ۱ :-

فدک جبراً واپس نہ لینے میں ایک اور حکمت

اہل سنت کی معتبر کتاب لغات الحدیث صفحہ ۹۲ کتاب : خ

مؤلف وحید الزمان

لولا عهد عهده رسول الله صلى الله عليه وسلم
إلى لأوردت المخالفين خليج المنية

ترجمہ :-

جناب امیرؑ کا فرمان ہے کہ اگر رسول اللہؐ نے مجھ سے ایک عہد نہ کیا ہوتا تو میں مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دیتا۔

نوٹ :-

مذکور ہو چکا ہے کہ جناب امیرؑ کے زمانے میں فدک پر مروان قابض تھا اور مروان پر فرض تھا کہ زمین فدک خود بخود آنجنابؑ کو واپس کر دیتا لیکن اس نے فدک کو واپس نہیں کیا اور یہ مروان حزب مخالف کا بہت بڑا کارکن تھا اگر جناب امیرؑ اس کو مجبور کرتے کہ فدک واپس کر دے تو اسے یقیناً موت کے گھاٹ اتارنا پڑتا اور اس بات سے نبی کریم کے عہد کی مخالفت لازم آتی تھی پس مولا علیؑ نے صبر فرمایا اور آنجنابؑ کے صبر سے نہ تو ثلاثہ کی خلافت برحق ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی ابوبکر کا فدک غصب کرنے میں بے قصور ہونا ثابت ہوتا ہے۔

جواب نمبر ۱۱

الزامی جواب ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۶۹/۹ کتاب الاحکام

قال عمر لولا ان یقول الناس زاد عمر فی کتاب اللہ لکتبت آیۃ الرجم بیدی

ترجمہ :-

جناب عمر کہتے ہیں کہ اگر لوگوں کے یہ کہنے کا ڈر نہ ہوتا عمر نے قرآن میں زیادتی کی ہے تو آیت رجم میں اپنے ہاتھ سے قرآن میں لکھتا۔

نوٹ :-

ارباب انصاف :- اگر جناب امیرؑ فدک واپس کرنے پر مروان کو مجبور کرتے تو فتنہ فساد برپا کرتا جس طرح لوگوں کے فتنہ سے ڈرتے ہوئے عمر فاروق نے قرآن کی آیت کو قرآن میں داخل نہیں کیا اور اس کے باوجود اس کی ہیبت ورعب میں کوئی فرق نہیں آیا اسی طرح جناب امیرؑ نے مروان کو فدک واپس کرنے پر مجبور نہیں کیا اور جناب کی بہادری میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔

جواب نمبر ۱۲ :-

فدک جبراً واپس نہ لینے کا ایک اور راز

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۱۵۴/۶ کتاب التفسیر

سورۃ منافقون

فقام عمر فقال یا رسول اللہ دعنی اضرب عنق ھذا المنافق فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعہ لا یتحدث الناس ان محمداً یقتل اصحابہ

ترجمہ :-

ایک منافق کی گستاخی کے بعد جناب عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آنجناب نے فرمایا جانے دو اسے عمر تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرواتا ہے۔

نوٹ :-

جس طرح نبی کریم نے اس منافق کے قتل سے گریز فرمایا تھا تاکہ عام لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرواتا ہے اسی طرح جناب امیرؑ نے غاصبین فدک اور مروان کو مجبور نہیں کیا کہ وہ فدک واپس کریں کیونکہ اگر انہیں مجبور کیا جاتا تو قتل تک نوبت پہنچ جاتی اور عام لوگ یہ کہتے کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ اپنے مفاد مال دنیا کی خاطر اپنی رعایا کو قتل کر رہے ہیں۔ جس مصلحت کی رو سے نبی کریم نے خاموشی اختیار کی تھی اسی مصلحت کی رو سے مولا علیؑ نے بھی خاموشی اختیار فرمائی تھی۔

سیدہ زہراؑ کی حق تلفی کی خاطر وکلاء خلیفہ کا لیچڑ پن

اعتراض

اہل تشیع ہر بات میں مصلحت کا رٹا لگاتے ہیں انسان کو دین کے معاملہ میں سخت ہونا چاہیئے ورنہ دین کی خلاف ورزی میں لوگ نڈر ہو جائیں گے۔ جناب امیرؑ کو فدک واپس کرنے میں سختی سے کام لینا چاہیئے تھا لیکن آنجنابؑ نے مخالف پر تشدد کر کے فدک واپس نہیں لیا۔ پس معلوم ہوا کہ ابوبکر فدک پر قبضہ کرنے میں حق بجانب تھا۔

جواب

دین اللہ کا ہے اور وہ بڑے صبر والا ہے اس نے سزا کے لیے ایک دن مقرر کیا ہے اور وہ دن ظالموں کے لیے گھاٹے والا ہے جس طرح رب العزت لوگوں کے بڑے سے بڑے ظلم کو دیکھتا ہے اور اس کی سزا روز قیامت تک کے لیے ملتوی کر دیتا ہے اسی طرح امام اور نبی بھی امت کے مظالم پر صبر کرتے ہیں اور سزا کو روزِ جزا تک چھوڑ دیتے ہیں۔ رہا مصلحت والا کا نٹا جو خلیفہ جی کے بلا اجرت وکلاء کو کھٹکتا ہے چبھتا ہے اور بار بار طنز کرتے ہیں کہ فدک حضرت علی نے کیوں واپس نہ لیا۔ واپس نہ لینے میں کیا مصلحت تھی؟ مصلحت کے متعلق ہم بارہ عدد جواب ذکر کر چکے ہیں اور مزید ملاحظہ ہو۔

جواب ۱۳

بدو سردار کی جناب عائشہ کے متعلق گستاخی اور نبیؐ پاک کا صبر

اہل سنت کی معتبر کتاب "الاستیعاب فی اسماء الاصحاب" صفحہ ۱۶۷ ذکر عیینہ بن حصن

انه دخل علی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بغیر اذن فقال له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واین الاذن فقال ما استأذنت علی احد من مضر وکانت عائشة رضی اللّٰه عنها مع النبی صلی اللّٰه علیه وسلم جالسة فقال من هذه الحمیرا. فقال ام المؤمنین قال أفلا انزل لك عن أجمل منها فقالت عائشة من هذا یا رسول اللّٰه قال هذا احمق مطاع وهو علی ماترین سید قومه

ترجمہ

ایک دن عیینہ بغیر اجازت کے نبیؐ پاک کے گھر گھس آیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اذن کیوں نہیں لیا۔ اس نے کہا قبیلہ مضر کے کسی آدمی سے میں نے کبھی اجازت نہیں مانگی۔ نبی کریم کے پاس اس وقت بی بی عائشہ بیٹھی ہوئی تھی اس بدو سردار نے پوچھا کہ یہ لال رنگ والی کون ہے۔ آنجناب نے فرمایا یہ ام المومنین میری زوجہ عائشہ ہے اس بدو سردار نے کہا حضورؐ اگر آپ کہیں تو میں اس کے بدلے اس سے زیادہ خوبصورت عورت آپ کو لا دوں۔ اماں جی عائشہ نے پوچھا یہ واہیات کون ہے۔ جناب نے فرمایا یہ احمق ہے جیسا کہ تو دیکھ رہی ہے اور اپنی قوم کا سردار ہے۔

نوٹ۔ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے گھس جائے اور صاحب خانہ کو کہے کہ تمہاری لال رنگ والی بیوی سے اپنی بیوی کا سودا کرتا ہوں اور صاحب خانہ اس کی دونوں حرکتوں پر اس کو ملامت نہ کرے تو ان دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو صاحب خانہ غیرت کے معنی نہیں جانتا اور یا کسی مصلحت و مجبوری کی وجہ سے خاموش ہے۔ ہمارے

بنی کے گھر بلا اجازت وہ بدو سردار گھس آیا تھا اور بی بی عائشہ کو دیکھ کر تبادلہ کی پیشکش کی
آنجنابؐ کا خاموش رہنا معاذ اللہ اس لئے نہ تھا کہ حضور کو غیرت کا معنی معلوم نہ تھا بلکہ کسی
مصلحت و مجبوری کی بنا پر خاموشی اختیار کی۔

ارباب انصاف

مولا علیؑ جب بادشاہ ہوئے تھے اور اس سے پہلے ابوبکر نے جناب کی زوجہ
سیدہ زہراؑ کا حق زمین فدک غصب کیا۔ چاریاری مولا نام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر ابوبکر غصب
فدک میں ظالم تھا تو جناب امیرؑ نے اپنے دور حکومت میں واپس کیوں نہ لیا۔ ہم کہتے ہیں واپس نہ
لینے میں کوئی مصلحت ہوگی۔ مثلاً مروان فدک پر قابض ہو گیا تھا اور مروان اس بدو سردار کی
طرح بالکل بدھو تھا۔ اگر جناب امیرؑ مروان کو رعب حکومت دکھاتے تو وہ اپنی حماقت کی
وجہ سے فتنہ و فساد برپا کرتا۔ پس جناب امیرؑ بھی رسول خدا کی طرح خاموش ہو گئے تھے کیونکہ
جناب عائشہ تو بقول اہلسنت محبوبۂ رسول تھی اور اس کی تصویر ریشم کے پارچہ میں فرشتہ
لایا تھا۔ اس گستاخ بدو کا یہ کہنا کہ میں اس لال رنگ والی سے اپنی بیوی کا تبادلہ کر کے
دیتا ہوں بہت بڑی گستاخی ہے۔ نبیؐ کریم کا اپنی اس پیاری زوجہ کے بارے میں یہ سن کر
خاموش ہو جانا یقیناً کسی مصلحت کی وجہ سے تھا اور مصلحت والا تلخ لقمہ جو ملاں کے حلق
سے نہیں اترتا تھا یہاں آ کر اتر گیا ہے۔

مسئلہ میراث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ مسئلہ فدک کی مانند مسئلہ میراث النبیؐ میں بھی اہل تشیع اور اہل سنت کا اختلاف
ہے اور باعث اختلاف یہ ہے کہ ہجرت کے بعد جب ہمارے رسول مدینہ میں تشریف

ہے تو جناب کے مشن کی روز افزوں ترقی دیکھ کر کفار نے مرعوب ہو کر اپنی
کچھ زمینیں اور باغات آنجنابؐ کو دے کر صلح کر لی تھی اور ایسی املاک تا اعلان اسلام
میں ہمارے رسول کی ملکیت قرار پائی تھی لو را سلامی قانون ہے کہ کسی کی وفات
کے بعد اس کے ترکہ اور مال کو قومی ملکیت میں نہیں لیا جاتا۔ اور ہمارے نبیؐ نے بحکم
خدا علاقہ فدک کی زمین اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کو عطا فرما دی۔

۲۔ جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو آنجنابؐ کا جانشین امیر المومنین علی ابن ابیطالب تھا
اور ان کی خلافت کا اعلان آخری حج سے واپسی کے بعد میدان غدیر خم میں فرما دیا تھا
لیکن کچھ دنیا پرست لوگوں نے ایک سازش کی اور عام لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا
اور رسولؐ کے صحیح جانشین کو نیابت کے فرائض انجام دینے سے روک دیا۔ اور ان
کی سازش کی کامیابی کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ نبویؐ میں جو جنگیں ہوئی ہیں ان میں جناب
امیرؑ کی تلوار سے بحکم خدا اور رسول کفار قبائل کے سردار
مارے گئے تھے۔ عرب کینہ شتر رکھنے میں مشہور تھے اور
تازہ مسلمان تھے۔ ان کے دل مولا علی کے متعلق صاف
نہیں تھے۔ دنیا پرست لوگوں نے عام لوگوں کی ایمانی
کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور ایسا غلط اقدام کیا کہ جس
کا خمیازہ ملت مسلمہ آج تک بھگت رہی ہے۔ ملاں نے
پیٹ کی خاطر لاکھ پردہ پوشی کریں لیکن اس حقیقت
سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ملت مسلمہ میں اختلاف کے
ذمہ دار اصحاب بنیؐ ہیں۔

۳۔ امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب کو ان کے حق سے محروم کرنے کے بعد ان لوگوں نے جناب ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔ اتنی بڑی تبدیلی کے بعد نظریات میں تبدیلی آئی اور حکومت کی پالیسی میں بھی تبدیلی آئی۔ لہٰذا ابوبکر نے پہلی مخالفت تو قانون اسلام کی یہ کی ہے کہ اپنے لئے منصب خلافت کو قبول کر لیا۔ حالانکہ خدا اور رسولؐ نے ان کو یہ منصب عطا نہیں فرمایا تھا اور دوسری مخالفت کی کہ جاگیر فدک اور وہ زمینیں جو رسول اللہ کی ملکیت تھی نبیؐ کی اولاد کو ان سے محروم کر کے قومی ملکیت میں لینے کے بہانے ان پر قبضہ کر لیا۔

۴۔ چونکہ علاقہ فدک کی زمین نبی کریم بحکم خدا اپنی بیٹی کو دے چکے تھے لہٰذا نبی کی بیٹی نے زمین فدک کی واپسی کا ابوبکر سے مطالبہ فرمایا اور ابوبکر نے دینے سے انکار کر دیا بی بی نے دعویٰ ہبہ فرمایا تھا ابوبکر نے گواہ طلب کئے تھے۔ اس مقدمہ کی پوری تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

۵۔ اگر کسی مال پر کسی شخص کا کوئی طرح سے حق بنتا ہو تو صاحب مال حق رکھتا ہے کہ جس طریقے سے چاہے مطالبہ کر سکتا ہے لہٰذا نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہرا نے زمین فدک پر ایک دوسرے طریقے سے بھی دعوےٰ فرمایا تھا اور وہ یہ ہے کہ فدک اور دوسری زمینیں میرے باپ رسول اللہ کی ملکیت ہیں اور اسلام میں بیٹی اپنے باپ کی وارث ہوتی ہے لہٰذا میں رسول اللہ کی وارث ہوں۔ بی بی کے اس دعوے کے بعد خلیفہ نے یہ عذر پیش کیا کہ حضور کی حدیث ہے جو میں نے سنی ہے کہ ہم گروہ انبیاؑ کا کوئی وارث نہیں ہوتا سیدہ زہراؑ نے اس جواب کو ٹھکرا دیا اور ابوبکر پر ناراض ہو گئی تھیں۔

ادباب انصاف

اب ہم مسئلہ میراث النبیؐ کے تمام ضروری پہلوؤں پر بحث کریں گے۔ خدا گواہ ہے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں ہے۔ البتہ قرآن و حدیث کی روشنی میں جس کی غلطی ہمیں نظر آئی ہم صاف صاف لکھ دیں گے کہ اس کی غلطی ہے۔ جیسا کہ علماء اہلسنت اپنا عقیدہ جناب ابوطالب کے متعلق صاف صاف تحریر کر دیتے ہیں ہم ان کے خلاف صرف حق تعالیٰ کی عدالت میں فریاد کرتے ہیں اور اگر ان کا بھی قیامت پر ایمان ہے تو ابوبکر، عمر، عثمان کے متعلق جو کچھ تاریخ اسلام میں موجود ہے اور جو علمائے اہل سنت لکھ گئے ہیں ہم اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اگر ہماری یہ غلطی ہے تو اسے حق تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کر دیا جائے۔

اسلام میں بیٹی کی وراثت کا حکم قرآن کی روشنی میں

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا۔ سورہ النساء آیت ۷ پارہ ۴

ترجمہ

واسطے عورتوں کے حصہ ہے اس چیز سے کہ چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور رشتہ دار خواہ وہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ حصہ ہے مقرر کیا ہوا۔

نوٹ۔ مذکورہ آیت اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ہر بیٹی اپنے ماں باپ کی وارث ہے۔ لہٰذا نبیؐ کی بیٹی کو آنجناب کی وراثت سے محروم رکھنا دختر رسولؐ پر ظلم ہے اور قرآن کی مخالفت ہے۔ قرآن اور آل رسول پر ظلم کرنے والا کبھی نجات نہیں پا سکتا ثبوت ملاحظہ ہو

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الظلمون۔

پ ۶ المائدہ آیت ۴۵

ترجمہ

جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے موافق حکم نہ دیں، تو ایسے لوگ ظالم ہیں۔

۲۔ یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَولادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الاُنثَیَینِ ۔ سورہ النسآء آیت ۱۱ پ

ترجمہ

اللہ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے واسطے مرد کے ہے مانند حصہ دو عورتوں کے

نوٹ

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاحب اولاد مومنین کو حکم دیا ہے کہ ان کی تمام اولاد ان کی وارث ہے اور یہ حکم پیغمبر اسلام کے لئے بھی ہے لہٰذا جناب کی بیٹی فاطمہ زہرا بھی آنجناب کی وارث ہے۔ بنت رسولؐ کو نبی کی وراثت سے محروم رکھنا ظلم ہے اور مخالفت قرآن ہے اور دختر رسول اور قرآن یہ دونوں ثقلین ہیں۔ ان پر ظلم اور ان کی مخالفت کرنے والا کبھی جنت کی بو نہیں سونگھ سکے گا۔

۳۔ وَلِکُلٍّ جَعَلنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الوَالِدَانِ وَالاَقرَبُونَ

سورہ النساء آیت ۳۳ پ۵

ترجمہ

اور واسطے ہر شخص کے مقرر کئے ہیں ہم نے وارث اس چیز کے کہ چھوڑ گئے ماں باپ اور رشتہ دار۔

نوٹ۔

اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لئے اس کے ترکہ کا وارث بنایا ہے لہٰذا یہ حکم پیغمبر اسلام کو بھی شامل ہے اور آنجناب کی اولاد بھی حضور کی وارث ہے۔ بصورت

دیگر قرآن کی مخالفت ہے جو سبب ہلاکت ہے۔ کفر ہے۔

مخالفتِ حکم قرآن کفر ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَمَن لَم یَحکُم بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الکٰفِرُونَ پ۶ المائدہ آیت ۴۴

ترجمہ

جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے مطابق حکم نہ دیں تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں

۴۔ وَاُولُوا الاَرحَامِ بَعضُھُم اَولٰی بِبَعضٍ فِی کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ المُؤمِنِینَ وَالمُھٰجِرِینَ سورۃ الاحزاب آیت ۶ پ۲۱

ترجمہ

اور قرابت والے بعض ان کے زیادہ نزدیک ہیں بعضوں سے اللہ کی کتاب میں ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے

نوٹ

مذکورہ آیت میں جو حکم ہے وہ ہر قرابت دار کے لئے ہے اور نبیؐ کی اولاد بسبب قرابت کے اس حکم میں داخل ہے اولاد نبی کو اس حکم سے خارج کرنا اولاد نبیؐ کے ساتھ بے انصافی اور ظلم ہے۔

مذکورہ حکم قرآن کی مخالفت فسق ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَمَن لَم یَحکُم بِمَا اَنزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الفٰسِقُونَ پ۶ المائدہ آیت ۴۷

ترجمہ۔ جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب کے موافق حکم نہ دیں تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

دختر رسول کو باپ کی وراثت سے محروم رکھنا عدل خداوندی کے خلاف ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر اردو پ۴ آیت یوصیکم اللہ

مطلب آیت کا یہ ہے کہ اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں عدل سکھاتا ہے زمانہ جاہلیت میں جاہل تمام مال لڑکوں کو دیتے تھے اور لڑکیاں خالی ہاتھ رہ جاتی تھیں تو اللہ تعالےٰ نے ان کا حصہ بھی مقرر کر دیا ۔

انتہیٰ بقدر الحاجۃ

نوٹ

مذکورہ عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ اگر دختر کو باپ کی میراث سے محروم رکھا جائے تو یہ عدل خداوندی کے منافی ہے ۔ لہٰذا اگر دختر رسولؐ کو نبیؐ کی وراثت سے محروم رکھا جائے تو یہ بھی یقیناً عدل الٰہی کے خلاف ہے ۔

دختر نبیؐ کو نبیؐ کی میراث مال سے محروم رکھنا جاہلیت کی بدرسم ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ج۳ ص۱۵۱ آیت یوصیکم اللہ

اعلم ان اہل الجاہلیۃ کانوا یتوارثون بشیئین احدہما النسب والاخر العہد اما النسب فہم ما کانو یورثون الصغار ولا الاناث و انما کانو یورثون من الاقارب الرجال الذین یقاتلون علی الخیل ویاخذون الغنیمۃ

ترجمہ

زمانہ جاہلیت میں لوگ ایک دوسرے کے وارث دو چیزوں سے ہوتے تھے۔ ۱۔ النسب ۲۔ العہد اور نسب میں کمسن بچوں اور عورتوں کو وارث نہیں بناتے تھے بلکہ صرف ان رشتہ دار مردوں کو وارث بناتے تھے جو جنگ میں شریک ہو کر غنیمت حاصل کرتے تھے ۔

نوٹ ۔ اسلام نے مذکورہ بدرسم کو رد کیا ہے لیکن اصحاب نبیؐ نے دختر رسولؐ کو آنجناب کی وراثت سے محروم کر کے مذکورہ بدترین رسم پر عمل کیا ہے۔

اعتراض

ابن تیمیہ منہاج السنۃ بحث فدک میں کہتا ہے کہ آیت یوصیکم میں خطاب صرف امت کو ہے ۔

جواب

۱۔ ابن تیمیہ کی اس ڈفلی پر تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز نے خوب رقص کیا ہے اور پھر ان دونوں کے خوشہ چینوں نے اس غلط چیز کو دین و ایمان سمجھا ہے اور ہم ناظرین کے سامنے اب اس اعتراض کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔

۲۔ قرآن کا فیصلہ مانو۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ

پ۲۵ آیت ۴۴ الزخرف

ترجمہ

اور یہ قرآن تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے اور
عنقریب ہی تم لوگوں سے اسی کے بارے میں پوچھا جائے گا

نوٹ - اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبیؐ اور امت دونوں کے لئے قرآن حکیم کی اطاعت ضروری ہے اور جب تک کوئی دلیل یقینی نہ ہو کہ یہ حکم قرآن نبیؐ کے لئے ثابت نہیں تو وہ حکم نبیؐ کے لئے واجب الاطاعت ہے۔

۳- ہم نے نبت رسولؐ کی وراثت ثابت کرنے کے لئے چار عدد آیات تحریر کی ہیں سوائے آیت یوصیکم کے باقی تین آیات میں خطاب اور ضمیر کا کوئی چکر نہیں جس طرح باقی تین عدد آیات میں حکم نبیؐ کو شامل ہے اسی طرح آیت یوصیکم والا حکم بھی نبیؐ کو شامل ہے۔

۴- اگر تسلی نہیں ہوئی تو اور سنیں
اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۴ آیت یوصیکم اللہ
والخطاب قیل للمؤمنین وقیل الخطاب لذوی الاولاد

ترجمہ
آیت مذکورہ میں ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب مومنین کو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ خطاب صاحبان اولاد کو ہے۔

نوٹ - نبیؐ کریم چونکہ زمرۂ مومنین میں بھی داخل ہیں اور صاحب اولاد بھی ہیں لہذا

دونوں صورتوں میں خطاب نبیؐ کو شامل ہے جیسا کہ دوسری آیات میں جو خطاب مومنین کے لئے ہے وہی خطاب نبیؐ کے لئے ہے مثلاً کتب علیکم الصیام فمن کان منکم مریضا۔ فاغسلوا وجوھکم۔ حرمت علیکم المیتة
حرمت علیکم امھاتکم

۵- نبیؐ کریم کے بعد قرآن کے معانی سمجھنے والا اہل بیت سے بڑھ کر اور کوئی نہیں آیت یوصیکم کی تفسیر میں اہل بیت رسولؐ نے پیغمبرؐ کو خارج نہیں کیا لہذا اس کے خلاف جو شخص جو معنی بھی سمجھے گا وہ جھوٹا ہے کیونکہ قرآن اور عترت ہی ثقلین ہیں اور ان کی مخالفت کرنے والا منافق ہے۔

اعتراض

منقول از تحفہ اثنا عشریہ ص۲۷۵
آیت یوصیکم اللہ کا حکم جس طرح قاتل اور کفار اولاد کو شامل نہیں اسی طرح اولاد نبیؐ کو بھی اس آیت کا حکم شامل نہیں ہے۔

جواب ۱

شاہ عبدالعزیز نے نرم الفاظ میں بہت بڑی گستاخی اولاد نبیؐ کے حق میں کی ہے۔
۲- کفر اور قتل موانع ارث ہیں لیکن اس شخص کے لئے جس میں یہ پائے جائیں۔ مثال کے طور پر ایک شخص کے دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے نے باپ کو قتل کیا ہے یا وہ بیٹا کافر ہے تو پھر وہ قتل اور کفر کی وجہ سے اپنے باپ کا وارث نہیں ہو سکے گا لیکن دوسرا بیٹا جس میں قتل یا کفر والا مانع موجود نہیں ہے وہ اپنے باپ کا وارث ہوگا۔ لہذا

حکم آیت سے نہ ہی مقتول باپ خارج ہے اور نہ ہی مسلمان بیٹا خارج ہے اور مسئلہ میراث نبیؐ میں اہلسنت کا دعویٰ یہ ہے کہ نبی لاوارث ہوتا ہے اور نبیؐ کی اولاد مطلقاً اس کی وارث نہیں ہوتی گویا اصل وراثت ہی کی نفی کردی۔ پس مذکورہ مسئلے میں اور اس مسئلہ میراث نبیؐ میں آپس میں کوئی ربط نہیں ہے۔

۴۲- قتل اور کفر کے مانع ارث ہونے پر دلیل قطعی موجود ہے لیکن اولاد نبیؐ ہونا بھی مانع ارث ہے اس پر کوئی دلیل قطعی موجود نہیں ہے۔

قتل اور کفر تو جرم ہیں اور قاتل اور کافر کو اس جرم کی سزا میں شریعت پاک نے وراثت سے محروم کیا ہے۔ کیا اولاد نبیؐ ہونا بھی جرم ہے؟ اور اسی جرم کی سزا میں اللہ نے ان کو وراثت سے محروم کیا ہے؟

بنت رسولؐ کو نبیؐ کی میراث سے محروم کرنے کی ناکام کوشش

اعتراض

آیات قرآنی سے بے شک یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں بیٹی اپنے باپ کی وارث ہے لیکن انبیاء اللہ کے متعلق یہ خصوصی حکم ہے کہ ان کی اولاد ان کی وارث نہیں ہوتی اور اسی لئے جناب ابوبکر نے جناب فاطمہؑ بنت محمدؐ کو نبی کی وراثت سے محروم کیا تھا۔

جواب - چاریاری مذہب! تجے تجے، ہر قوم اپنے محبوب رہنما کی

وفات کے بعد اس کی رسومات دفن میں شرکت کرتی ہے لیکن مسلمانوں نے اپنے محبوب رہنما محمد رسول اللہ کو اس حکم سے الگ کر دیا ایک طرف جنازہ رسولؐ رکھا ہے اور ایک طرف دنیاوی حکومت کی خاطر اصحاب نبیؐ میں ہاتھا پائی شروع ہے۔ اسی طرح ہر نبی کی اولاد اس کی وارث ہوتی ہے لیکن اصحاب نبیؐ نے اولاد نبیؐ کو آنجناب کی وراثت سے محروم کر دیا اور جس طرح کسی لیڈر کی ناجائز طریقے سے حاصل کردہ جاگیر کو تری تحویل میں لیا جاتا ہے اسی طرح مسلمانوں نے اپنے رسولؐ کی متروکہ جاگیروں کو قومی تحویل میں لے لیا۔

انبیاء کی اولاد ان کی وارث ہوتی ہے

سلیمان نبی داؤد نبی کا وارث ہوا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ ۖ وَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِن كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ

پ ۱۹ النمل آیت ۱۶

ترجمہ

سلیمانؑ داؤدؑ کے وارث ہوئے اور کہا لوگو ہم کو (خدا کے فضل سے) پرندوں کی بولی بھی سکھائی گئی ہے اور ہمیں دنیا کی ہر چیز عطا کی گئی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ یقینی خدا کا سراسر فضل و کرم ہے۔

نوٹ

یہ آیت اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ حضرت داؤدؑ نبی کا بیٹا جناب سلیمانؑ اپنے

باپ کا وارث ہوا ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی اولاد ان کی وارث ہوتی ہے لہذا یہ کہنا کہ نبی کی اولاد اس کی وارث نہیں ہوتی سفید جھوٹ ہے اور مخالفِ قرآن ہے جس طرح جناب سلیمانؑ اپنے نبی باپ کے وارث ہوئے تھے اُسی طرح ہمارے رسولؐ کی اکلوتی بیٹی فاطمہ زہراؑ اپنے باپ رسول اللہ کی وارث ہے۔ بی بی کو حضور کی وراثت سے محروم رکھنا عترتِ رسول پر ظلم ہے اور مخالفِ قرآن بھی ہے۔ حالانکہ پیغمبرؐ نے (ثقلین) یعنی قرآن اور عترت کی پیروی کا حکم دیا ہے۔

اعتراض

سلیمانؑ نبی اپنے باپ داودؑ کے علم اور خلافت کا وارث ہوا ہے

ابن تیمیہ وہابیوں کا امام منہاج السنہ میں کہتا ہے کہ مذکورہ آیت میں وراثتِ علم مراد ہے۔ مال دنیا کی وراثت مقصود نہیں۔

جواب

۱۔ ابن تیمیہ کی اس ڈفلی پر بھی شاہ عبدالعزیز نے تحفہ میں خوب رقص کیا ہے اور جو لوگ وھم لا یشعرون کے زمرہ میں داخل ہیں انہوں نے ان دونوں کی پیروی کی ہے اور ہم قارئین کے سامنے ان کی چالوں کا بخیہ ادھیڑتے ہیں۔

چاریاری مذہب کے مولانا کی گواہی کہ علم و خلافت مال نہیں جس میں میراث جاری ہو

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نصیحۃ الشیعہ ص۳۰۴

جناب امیرؑ کے خطبہ شقشقیہ کے اس جملہ ادی تراثی نہبًا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ

میری میراث لوٹی جا رہی ہے کی تشریح میں اہلسنت کا ملاں احتشام الدین مراد آبادی لکھتے ہیں (عبارت کتاب ملاحظہ ہو)

"خلافت پر درحقیقت میراث کا لفظ صادق نہیں آتا اس لئے کہ خلافت کوئی مال نہیں جس میں میراث جاری ہو"

ارباب انصاف! چار یاری ملوانوں کی تحقیقات سے روح اصحاب عالم برزخ میں تڑپ رہی ہوگی کیونکہ ایک ملاں نے عترتِ رسول کا حق اس طرح چھپایا کہ علم اور خلافت پر وراثت کا لفظ صادق نہیں آتا اور دوسرے نے عترتِ رسول کا حق یوں چھپایا کہ وراثت سے مراد ہی علم اور خلافت ہے۔ اب آپ ہی انصاف کریں ان دونوں میں کون جھوٹا ہے۔

حق کیا ہے؟

علم اصول کا یہ مسلّم قانون ہے کہ تبادر علامتِ حقیقت ہے اور لفظ میراث وراثت جب مطلق مجاز کے قرینہ کے بغیر استعمال کیا جائے تو اس سے تبادر میراث مال کا ہوتا ہے لہذا وراثت کا حقیقی معنیٰ وراثتِ مال ہے مذکورہ آیت میں لفظ ورث سے مراد وراثتِ مال ہے کیونکہ کسی مجازی معنے کا قرینہ موجود نہیں۔

ارباب انصاف! اسی آیت کو جناب فاطمہ زہراؑ اور جناب علیؑ نے ابوبکر کے سامنے پیش کیا تھا۔ اور قرآن کے معنی عترتِ رسولؐ سے زیادہ سمجھنے والا کوئی نہیں اگر سلیمانؑ کی وراثت وراثت مال نہ ہوتی تو عترتِ رسولؐ اس آیت کو اپنے دعویٰ مال کی تائید میں پیش نہ کرتے۔ ورثِ سلیمان کا معنیٰ ابن تیمیہ کے نزدیک وارث علم ہے اور عترتِ رسولؐ کے نزدیک اس کا معنیٰ وراثت مال ہے۔ آپ کی مرضی عترتِ رسولؐ کا فرمان مانیں یا ابن تیمیہ کی ڈفلی پر کان دھریں۔

کتبِ اہلِ سنت سے ثابت ہے کہ سلیمان نبی اپنے نبی باپ کے مال دنیا کے وارث ہوئے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن جلد ۵ صہ ۱۱۲ ط مصر
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر درِ منثور جلد ۵ صہ ۱۰۴ ط۔ مصر
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پارہ ۱۹ صہ ۱۷۰ ط مصر
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری پارہ ۱۹ صہ ۱۱ ط۔ حیدرآباد
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مراغی پارہ ۱۹ النمل صہ ۱۲۷ ط مصر
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر جواہر جلد ۱۳ صہ ۱۳۵ ط مصر
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پارہ ۱۹ صہ ۸۵ ط۔ مصر
۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف جلد ۲ صہ ۱۳۹ ط۔ مصر
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر معالم التنزیل برحاشیہ خازن صہ ۱۱۲ ط۔ مصر
۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر الفتوحات الالٰہیہ جلد ۳ صہ ۳۰۲ ط۔ مصر
۱۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر تنویر المقباس تفسیر عبداللہ بن عباس آیت ورث سلیمان
۱۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ جلد ۵ صہ ۲۹ ط بیروت
۱۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفدا جلد ۱ صہ ۲۴ ط۔ مصر

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا مشکل ہے۔ چونکہ اختصار مدِ نظر ہے بعض کتب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تفسیر خازن کی عبارت

قولہ تعالیٰ (وورث سلیمان داؤد) یعنی نبوتہ وعلمہ وملکہ

ترجمہ
جناب سلیمان جناب داؤد کے ملک، علم اور نبوت کے وارث ہوئے تھے۔

درِ منثور کی عبارت

قال ورث ملکہ وعلمہ

ترجمہ جناب سلیمان علم اور ملک دونوں کے وارث ہوئے تھے

روح المعانی کی عبارت

وقیل المراد وراثۃ النبوۃ فقط وقیل وراثۃ الملک فقط

ترجمہ ایک قول یہ ہے کہ وہ نبوت کے وارث ہوئے تھے۔
ایک قول یہ ہے کہ وہ ملک کے وارث ہوئے تھے۔

غرائب القرآن کی عبارت

وورث سلیمان داؤد عن الحسن انہ المال لان النبوۃ عطیۃ مبتدأۃ

ترجمہ۔ آیت مذکورہ میں حسن کا قول یہ ہے کہ وراثت سے مراد وراثتِ مال ہے

نوٹ۔ مذکورہ تیرہ حوالہ جات جو کتب معتبرہ اہل سنت سے ہم نے پیش کئے ہیں ان سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ جناب سلیمانؑ کو اپنے نبی باپ داؤدؑ کی میراث مال بھی حاصل ہوئی ہے اور جس طرح سلیمانؑ اپنے نبی باپ کے وارث ہوئے تھے اسی طرح جناب فاطمہ زہراؑ اپنے باپ رسول اللہ کی وارث ہیں۔ بی بی

کہ باپ کی وراثت سے محروم رکھنا قرآن کی مخالفت اور ثقلین کی نافرمانی ہے ۔

چار یاری مذہب کا عقیدہ کہ داؤد کے اُنیس پسر تھے

اعتراض

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں کہتے ہیں اہل تاریخ کا اتفاق ہے کہ داؤد کے انیس۱۹ پسر تھے اور محمود احمد رضوی نے اسی چیز کو رسالہ باغ فدک میں اجماع سے تعبیر کیا ہے ۔ لہٰذا صرف سلیمان کی وراثت کا ذکر معقول نہیں ہے ۔

جواب

مذکورہ عقیدہ قول یہود ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

ان دونوں نے حق زہرا کو چھپانے کی کوشش کی ہے اس بات پر کہ داؤد کے انیس پسر تھے دعوٰی اجماع کرنا سفید جھوٹ ہے کیونکہ اہل سنت کی معتبر کتاب شرح حدیدی ص۲۹ میں مرقوم ہے کہ سلیمانؑ کے علاوہ دوسرے بیٹوں والا قول قول یہود ہے علاوہ ازیں ان کا داؤد کی وفات کے وقت زندہ ہونا مشکوک ہے اگر بالفرض زندہ بھی ہوں تو بھی اس بحث میں ان کا وجود مضر نہیں۔

سلیمانؑ کے دوسرے بھائی بھی تھے پس صرف وراثت سلیمان کا ذکر لغو ہے

اعتراض

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں کہتا ہے کہ ہر بیٹا اپنے باپ کے مال دنیا کا وارث ہے ۔ سلیمانؑ کے دوسرے بھائی بھی تھے اور وہ بھی داؤدؑ کے وارث تھے اگر اس مقام پر وراثت مال مراد ہے تو سلیمان کا ذکر لغو ہے ۔

جواب ۔

دوسرے بھائی بھی عطیہ ربانی تھے صرف سلیمان کے عطیہ ربانی ہونے کا ذکر لغو ہے

اس اعتراض سے چار یاری ملاں نے غور و فکر کا جنازہ نکال دیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

پ ۲۳ ص آیت ۳۰

ترجمہ ۔

اور ہم نے داؤد کو سلیمانؑ سا بیٹا عطا کیا ۔ کیا اچھے بندے تھے بے شک وہ ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے ۔

نوٹ ۔ دوسرے بیٹے بھی خدا ہی نے داؤد کو عطا کئے تھے کسی اور نے نہیں عطا کئے تھے لیکن ذکر صرف سلیمانؑ کا کیوں ہوا ؟ چار یاری ملاں سوچ کر جواب دیں ۔

جیسے اس آیت میں صرف سلیمانؑ کا ذکر دوسرے بیٹوں کے عطیہ ربانی ہونے کی نفی نہیں کرتا اسی طرح اس آیت میراث میں صرف سلیمان کا ذکر دوسرے بیٹوں کی میراث کی نفی

نہیں کرتا۔

اعتراض

شاہ عبدالعزیز کہتا ہے جب تمام بیٹے داؤد کی میراث میں شریک تھے تو آیت میراث میں صرف سلیمانؑ کا ذکر لغو ہے۔ اور کسی لغو شئے کا ذکر اللہ قرآن میں نہیں کرتا۔

جواب

التخصیص یدل علی التعظیم

مذکورہ اعتراض کی ڈھولکی بھی شاہ صاحب نے تحفے میں بجائی ہے اور شاہ صاحب کے ہم مشرب لوگوں نے اس کو دین وایمان سمجھا ہے اور اب ہم اس اعتراض کی دھجیاں اڑاتے ہیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔

علم بلاغت کا مسلم قانون ہے کہ جب کسی صفت اور معنی میں چند افراد شریک ہوں اور مقام ذکر میں صرف ایک فرد کا نام مذکور ہو تو یہ ذکر اس فرد کی عظمت پر دلالت کرتا ہے لہٰذا چاریاری ملاں کان کھول کر سن لیں کہ عطیہ ربانی ہونے میں جناب سلیمانؑ دوسرے بھائیوں کے ساتھ شریک تھے۔ اور آیت وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ ۵ میں نام صرف سلیمانؑ کا مذکور ہے اور یہ تخصیص ذکری سلیمانؑ کی عظمت پر دلالت کرتی ہے نہ یہ کہ ذکر لغو ہے۔ اسی طرح دوسرے بھائی بالفرض جناب سلیمانؑ کے ساتھ داؤدؑ کے وارث بننے میں شریک تھے لیکن آیت میراث میں نام صرف سلیمان کا مذکور ہے اور یہ تخصیص ذکری بھی جناب سلیمان

کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے

جناب سلیمان کے دوسرے بھائی نبی نہ تھے اور آنجناب نبی تھے اور اللہ بھی جانتا تھا کہ امت محمدؐ میں ایسے ظالم بھی ہوں گے جو بنت محمدؐ کو ان کی وراثت سے محروم کرنے کی ناکام کوشش کریں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے شاہ عبدالعزیز جیسے ظالم اور خائن کو لگام دینے کی خاطر صرف جناب سلیمان کا ذکر فرمایا ہے۔

ارباب انصاف۔ جب قرآن کی گواہی موجود ہے کہ داؤدؑ نبی کا بیٹا ان کا وارث ہوا ہے اور اسی لئے جناب فاطمہؑ بنت محمدؐ نے اپنے نبیؐ باپ کے وارث ہونے کا دعوےٰ فرمایا ہے۔ لہٰذا بی بی کو نبیؐ کریم کی وراثت سے محروم رکھنا قرآن اور عترت کی نافرمانی ہے اور ان دونوں کی نافرمانی کرنے والا جنت کی بو نہ سونگھے گا۔

اعتراض۔

آیت وورث سلیمان داؤد میں اگر آیت کا اوّل اور آخر دیکھا جائے تو وراثت سے مراد وراثت علم ہے۔

جواب

اول و آخر کے چکر میں پھنسانا یہ بھی شاہ عبدالعزیز کی چالاکی ہے اور ہم ان کی اس چالاکی کے قارئین کے سامنے پیچ ڈھیلے کرتے ہیں۔

انبیاء وقت ولادت نبی ہوتے ہیں

یحییٰ کو بچپن میں نبوت ملی تھی

ثبوت ملاحظہ ہو

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ ؕ وَ اٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا (پ۱۶ مریم)

ترجمہ

اے یحییٰ مضبوطی کے ساتھ کتاب لو۔ اور ہم نے اس کو بچپنے میں نبوت عطا کی

جناب عیسیٰ نبی ہی پیدا ہوئے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ؕ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا (پ۱۶ مریم)

ترجمہ

(جناب عیسیٰ نے بچپن میں کہا) کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے خدا نے کتاب دی ہے اور اللہ نے مجھ کو نبی بنایا ہے۔

نوٹ۔ جناب عیسیٰ اور جناب یحییٰ کا قصہ اس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ نبی جب پیدا ہوتے ہیں تو درجہ نبوت پر فائز ہوتے ہیں۔

جناب سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے زمانے میں نبی تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا (پ۱۷ الانبیاء)

ترجمہ:

اور ہم نے وہ خاص بات سلیمان کو سمجھائی اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو ہم نے نبوت اور علم عطا کیا۔

۲- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ (پ۱۹ النمل)

ترجمہ۔

ہم نے داؤد اور سلیمان دونوں کو علم نبوت عطا کیا اور دونوں نے کہا اس اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت دی ہے۔

نوٹ۔ مذکورہ آیت میں واو عاطفہ ترتیب پر دلالت نہیں کرتی کہ داؤد کو نبوت پہلے ملی ہے اور سلیمان کو داؤد کی وفات کے بعد ملی ہے اور چونکہ نبی ولادت ہی سے درجہ نبوت پر فائز ہوتا ہے لہذا سلیمان اپنے باپ داؤد کی زندگی میں پیدا ہوئے تھے پس نبوت بھی ان کو داؤد کی زندگی میں ملی تھی اور میراث تو وہ شے ہے جو کسی کی وفات کے بعد ملتی ہے اور قابل انتقال بھی ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا آیت وورث سلیمان میں میراث نبوت مراد نہیں بلکہ میراث مال مراد ہے۔

باپ کی میراث مال سے محروم ہونا خدا کا فضل نہیں ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ (پ۱۹ النمل)

ترجمہ

سلیمان نے لوگوں سے کہا ہم کو پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہم کو دنیا کی ہر چیز عطا کی گئی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تحقیق صریح فضل و کرم ہے۔

نوٹ۔ قرآن پاک سے صرف نعم البدعتہ تراویح شریف کی رونق مقصود نہیں بلکہ یہ قرآن اختلافی مسائل کا حل بھی ہے۔ ملوانے تعصب کا چشمہ اتار کر اوتینا من کل شیٔ کے معنی پر غور کریں جس کا معنی ہے کہ خدا نے ہمیں دنیا کی ہر شے عطا کی ہے اور ہر شے میں داؤد نبی کی میراث مال بھی داخل ہے اور جناب سلیمان نے اس میراث مال کو خدا کے فضل وکرم سے تعبیر کیا ہے۔ اگر سلیمان باپ کی میراث مال سے محروم ہوتے تو اس کو اللہ کا فضل وکرم نہ کہتے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص باپ کی میراث سے محروم ہو جائے تو یہ محرومی کون سا فضل وکرم ہے۔ بلکہ یہ محرومی تو اللہ کا غضب اور ناراضگی ہے جس طرح کہ قاتل یا کافر بیٹا باپ کی میراث سے محروم ہے اور یہ محرومی اس کے لئے اللہ کا غضب ہے۔

اعتراض

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ علمنا منطق الطیر کہ ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اس کے معنیٰ پر غور کیا جائے۔

جواب

ہٹ دھرمی اور کجروی کا کوئی علاج نہیں۔ قرآن وسنت سے اس امر کی

کوئی دلیل نہیں کہ پرندوں کی بولی صرف نبی جانتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو معلوم نہیں ہوتی بلکہ اہلسنت کی کتب ایسے فرضی قصوں سے بھری ہوئی ہیں کہ ہمارے فلاں فلاں بزرگ پرندوں کی بولی سمجھتے تھے ملوانے ہمیں بتائیں کہ کیا وہ سارے نبی تھے ؟ علاوہ ازیں جو پرندوں کی بولی سمجھتا ہو کیا وہ باپ کی میراث مال سے محروم ہوتا ہے ؟

نتیجہ بحث

باقی انبیاء کی اولاد پر تو اللہ کا فضل کرم رہا ہے جیسا کہ سلیمانؑ ابن داؤدؑ کا قصہ گواہ ہے کہ ان کو باپ کی میراث مال ملی ہے۔ لیکن ہمارے نبیؐ کے زمانے میں خدا کے فضل وکرم کے ڈپو پر حضرت ابوبکر نے قبضہ فرما لیا تھا۔ ہمارے نبیؐ کی صرف ایک بیٹی تھی اور بیٹی ہر لحاظ سے قابل رحم ہوتی ہے لیکن ابوبکر نے اپنی مثالی رحم دلی کا ثبوت دیتے ہوئے رسول اللہ کی جاگیر کو قومی تحویل میں لے لیا اور رسولؐ اللہ کی بیٹی کو میراث سے محروم کر دیا۔

اعتراض

ابن تیمیہ وہابیوں کا امام کہتا ہے کہ سلیمان اگر داؤد نبی کے مال کا وارث ہے تو اس کی کوئی مدح و فضیلت نہیں۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ بھی اپنے باپ کے وارث ہوتے ہیں۔

جواب

یہود و نصاریٰ اگر اپنے باپ کے وارث ہوتے ہیں تو یہ ان کی مذمت نہیں اگر سلیمان نبی کو ان کے باپ کی میراث مال سے محروم کیا جائے جس طرح

کہ قاتل یا کافر بیٹا باپ کی میراث سے محروم ہوتا ہے تو اس میں جناب سلیمانؑ کی مذمت ہے فضیلت نہیں۔ ابن تیمیہ اولیاء اللہ کی مذمت کرنے میں بے باک تھا اگر وہابیوں کو شک ہو تو اس مثال کو غور سے دیکھیں کہ ابن تیمیہ اپنے باپ کی میراث سے محروم تھا جیسا ولد الزنا اپنے باپ کی میراث سے محروم ہے۔

اعتراض

ابن تیمیہ منہاج السنہ میں کہتا ہے کہ میراث مال اولاد کو ملنا امور عادیہ سے ہے اور انبیاء کے قصّوں میں امور عادیہ کا ذکر لغو ہے بلکہ ایسے امور ذکر کیے جائیں جو باعث عبرت ہوں۔

جواب

۱۔ عناد اور کجروی کا کوئی علاج نہیں ورنہ قرآن میں انبیاء کا اولاد کے لیے دعا کرنا کئی جگہ مذکور ہے اور یہ چیز بھی امور عادیہ میں سے ہے۔

۲۔ آیت وورث سلیمان میں بہت بڑی عبرت ہے۔ اسی آیت سے خلفاء کی غلط کاریوں کی دھجیاں اڑ گئی ہیں۔ اور ان کی خلافت پر وہ ضرب کاری ہے جس سے پوری تثلیث کے پرخچے اڑ گئے ہیں اسی آیت سے اسلام اور قرآن کے ٹھیکیداروں کے پول کھل گئے ہیں۔ اگر ان کا قرآن پر ایمان تھا تو قرآن نے صاف طور پر گواہی دی ہے کہ داؤدؑ نبی کا بیٹا ان کا وارث ہوا ہے لہذا اصحاب کو چاہیئے کہ من گھڑت کلام کے سہارے قرآن کی مخالفت نہ کرتے اور نبیؐ کی پیاری بیٹی کو ان کی میراث سے محروم نہ کرتے۔

سلیمان نبی کو اپنے نبی باپ کے ترکے سے ایک ہزار گھوڑے بھی ملے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

اذ عرض علیہ بالعشی الصّفنت الجیاد ۝ پ۲۳ سورہ ص

ترجمہ

ایک دفعہ تیسرے پہر کو خاصے کے اصیل گھوڑے سلیمان کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔

یہ گھوڑے موروثی تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱. اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۲۳ سورہ ص صہ ۱۹۱

۲. اہلسنت کی معتبر کتاب غرائب القرآن پ۲۳ سورہ ص صہ ۹۰

۳. اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن پ۲۳ جلد ۶ صہ ۴۵

۴. اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف پ۲۳ جلد ۲ صہ ۲۸۴

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب حیات الحیوان دمیری جلد ۱ ذکر الجواد صہ ۲۱۴

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری جلد ۸ صہ ۱۴۵ پ۲۳ سورہ ص

نوٹ۔ اختصار کے مدنظر تمام کتب کی عبارات پیش کرنا مشکل ہے۔ بعض کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تفسیر روح المعانی کی عبارت

وعن مقاتل انها الف فرس ورثها من ابیه داود

ترجمہ

مقاتل سے مروی ہے کہ وہ ایک ہزار گھوڑے تھے اور اپنے باپ داؤد کی طرف سے حضرت سلیمانؑ ان کے وارث ہوئے تھے۔

غرائب القرآن کی عبارت

وقیل ورثها من ابیه وکان ابوه اصابها من العمالقة

ترجمہ

ان گھوڑوں کے جناب سلیمان وارث ہوئے تھے باپ کی طرف سے اور آنجناب کے باپ نے وہ عمالقہ سے حاصل کئے تھے۔

حیات الحیوان دمیری کی عبارت

وجمهور المفسرین علی انها کانت خیلا موروثة

ترجمہ

جمہور مفسرین کا قول ہے کہ جو ہزار گھوڑے جناب سلیمان کو ملے تھے وہ موروثی تھے۔

نوٹ۔ مذکورہ چھ عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت ہوگیا ہے کہ جناب سلیمان کو اپنے باپ کے ترکہ سے جو مال دنیا ملا تھا ان میں ہزار گھوڑے بھی شامل تھے لہذا یہ آیت قرینہ ہے کہ وورث سلیمان داؤد میں وراثت علم مراد نہیں بلکہ وراثت مال مراد ہے۔

مذکورہ چھ حوالہ جات سے ابن تیمیہ اور شاہ عبدالعزیز کی غلط تحقیق کی دھجیاں اڑ گئی ہیں۔

ارباب انصاف! مذکورہ دونوں آیات سے یہ ثابت ہوا کہ جس طرح سلیمان اپنے نبی باپ کے وارث تھے اسی طرح جناب فاطمہؑ زہرا بھی اپنے نبی باپ کی وارث ہیں لہذا بی بی کا دعوی کرنا کہ میں نبیؐ کی وارث ہوں یہ موافق قرآن ہے اور ابوبکر کا بی بی کو محروم کرنا یہ مخالف قرآن ہے اور فاطمہ زہرا اور قرآن یہ دونوں ثقلین ہیں جن کی پیروی کا نبیؐ نے حکم دیا ہے ان کے مقابلہ میں حضرت ابوبکر کی کوئی وقعت نہیں۔

ذکریاؑ نبی نے اپنے مال دنیا کے لئے خدا تعالی سے وارث مانگا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَكَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۝ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝ پ۱۶ مریم

ترجمہ

اور مجھ کو (اپنے مرنے کے بعد) اپنے وارثوں سے ڈر ہے اور میری عورت بانجھ ہے۔ پس اے خدا! تو مجھ کو اپنی بارگاہ سے ایک فرزند عطا فرما جو میرا وارث بنے اور بعض آل یعقوب کا بھی وارث بنے اے میرے رب اس وارث کو پسندیدہ بنانا۔

نوٹ۔ جناب ذکریا کی زوجہ ام کلثوم بنت عمران بانجھ تھی اور خواہش اولاد ہر انسان میں ہوتی ہے پس جناب ذکریا نے خدا سے دعا مانگی کہ اے میرے رب مجھ کو وارث عطا کر جو میرے بعد میرے مال دنیا کو نیکی کی راہ میں خرچ کرے۔

مذکورہ آیت سے ثابت ہوا کہ انبیاء کے وارث ہوتے ہیں ورنہ مال دنیا کی خاطر جناب ذکریا خدا سے دعا نہ مانگتے۔

یرثنی سے مراد وراثت علم ہے

اعتراض

ابن تیمیہ منہاج السنہ میں اور شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت میں وراثت سے مراد وراثت علم ہے نہ کہ وراثت مال ہے۔

جواب

کچھ لوگوں کو آل نبی سے ایسا بیر ہے کہ جس آیت اور روایت سے عترت رسول کا حق ثابت کیا جائے تو وہ لوگ تاویل کر کے اس کا ایسا غلط معنی مراد لیں گے کہ آل رسول اپنے حق سے محروم ہو جائیں۔ اور یہ عداوت صرف صحابہ پرستی کی وجہ سے ہے ورنہ اولاد رسول نے کسی مسلمان کا کوئی قصور نہیں کیا تھا۔

یرثنی سے مراد مال دنیا کی وراثت ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور ص ۲۶۰ ج ۴

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۱۸۴ ج ۵ آیت یرثنی

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص ۲۱۹ ج ۴

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب معالم التنزیل برحاشیہ خازن ص ۲۴۴ ج ۴

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ ۱۶ ص ۲۰ مریم

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی ص ۳۴ ج ۲

۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر طبری آیت یرثنی مریم

نوٹ۔ اختصار کے مد نظر تمام کتب کی عبارت پیش کرنا مشکل ہے۔ بعض کتب کی عبارت ملاحظہ ہو

درمنثور کی عبارت

اخرج الفریابی عن ابن عباس قال کان ذکریا لا یولد لہ فسأل ربہ وقال رب ھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال یرثنی مالی ویرث من آل یعقوب النبوۃ

ترجمہ

فریابی بیان کرتا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یرثنی سے مراد یہ ہے کہ میرے مال کا وارث ہو (ملخص)

تفسیر فخرالدین کی عبارت

انما ھا یرثنی المال ویرث من آل یعقوب النبوۃ و ھو قول السدی ومجاھد والشعبی وروی ایضا عن ابن

عباس والحسن والضحاک

ترجمہ

علما اہل سنت سے سدی۔ مجاہد۔ شعبی۔ ابن عباس۔ حسن۔ ضحاک
یہ چھ عدد علماء فرماتے ہیں کہ یرثنی سے مراد وراثت مال ہے

غرائب القرآن کی عبارت

واختلفوا ایضاً فی الوراثۃ فعن ابن عباس والحسن والضحاک
ھی وراثۃ المال وعنھم ایضاً ان المراد یرثنی المال

ترجمہ

علماء نے وراثت کے معنیٰ میں اختلاف کیا ہے۔ ابن عباس حسن اور ضحاک نے یرثنی سے مراد وراثت مال لی ہے۔

نوٹ۔ مذکورہ سات عدد کتب معتبرہ اہلسنت سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس آیت میں "یرثنی" سے مراد جناب ذکریا کی یہ تھی کہ خدایا مجھ کو بیٹا عطا فرما جو میرے مال دنیا کا وارث بنے۔

شاہ عبدالعزیز اور ابن تیمیہ کا "یرثنی" سے مراد وراثت علم لینا ہٹ دھرمی اور بے انصافی ہے اور کتب معتبرہ اہل سنت سے انکار ہے۔

یرثنی من آل یعقوب میں بھی وراثت مال دنیا مراد ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص۲۳ مریم

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب روح المعانی پ۱۶ مریم ص۶۲
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مراغی پ۱۶ مریم ص۳۵
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر ابی سعود برحاشیہ تفسیر فخر الدین ص۲۶۵

مراغی کی عبارت

ویرث من بنی ماثان ملکھم

ترجمہ

اور وہ بیٹا بنی ماثان کی بادشاہی کا وارث بنے۔

ابی السعود کی عبارت

وکان زکریا رئیس الاحبار یومئذ فاراد ان یرثہ
ولدہ حبورتہ ویرث من بنی ماثان ملکھم

ترجمہ

جناب ذکریا احبار کے سردار تھے۔ پس آنجناب نے ارادہ فرمایا کہ جناب کا بیٹا حضور کی حبورۃ کا اور بنی ماثان کی بادشاہی کا وارث بنے۔

روح المعانی کی عبارت

ویرث من بنی ماثان ملکھم

تفسیر کشاف کی عبارت

ویرث من آل یعقوب الملک

نوٹ ۔ مذکورہ چار عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے یہ ثابت ہوگئی ہے کہ یرث من آل یعقوب سے مراد ملک اور مال دنیا کی وراثت ہے۔

اعتراض

ابن تیمیہ منہاج السنہ میں اور شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں یرثنی سے مراد وراثت علم مراد ہے۔ اور رافضی خواہ مخواہ ہٹ دھرمی کرتے ہیں۔

جواب

۱۔ یہ دونوں بزرگوار وھم لایشعرون کے نشے میں سرشار ہیں اور بنت رسول کے حق کو چھپانا دین و ایمان سمجھتے ہیں اور ہم اب قارئین کے سامنے ان کی غلط تحقیق کے بیچ ڈھیلے کرتے ہیں۔

۲۔ یرثنی میں بقول اہلسنت اگر وراثت علمی مراد ہے تو ہم سوال کرتے ہیں کہ اس علم سے مراد کیا ہے۔

سوال نمبر ۱۔ اگر کتب علمیہ مراد ہیں تو علمی کتابیں مال دنیا کے حکم میں ہیں اور اس سے وراثت مالی ثابت ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۲۔ اور اگر اس علم سے مراد مسائل دینیہ و احکام شریعت ہیں تو ایسے علم کی تبلیغ کے لئے جناب ذکریا بھیجے گئے تھے لہٰذا ایسے علم کے متعلق خطرہ و ڈر معقول نہیں۔

سوال نمبر ۳ اور اگر اس علم سے مراد گزشتہ اور آئندہ کے واقعات ہیں تو ان کا بتانا چچا زاد بھائیوں کو جناب زکریا کے لئے ضروری نہیں تھا لہٰذا اس کے متعلق بھی خطرہ و ڈر معقول نہیں۔

نوٹ ۔ اولاد نبی کے دشمن اگر تعصب کی پٹی اتار کر غنیۃ الطالبین کو غور سے پڑھیں اور دل سے بغض آل نبی کے زنگ کو دور کر کے غور و فکر کریں اور طرفداری صحابہ کو دور رکھ کر کچھ دیر انصاف کریں تو علمی وراثت پر آیت مذکورہ کی ہرگز دلالت نہیں ہے۔

اعتراض

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں کہتا ہے یرثنی من آل یعقوب سے مراد اگر خود جناب یعقوب ہیں تو کیا ان کا مال ابھی تک تقسیم نہیں ہوا تھا۔ یہ بات ہرگز معقول نہیں اور اگر تمام اولاد یعقوب مراد ہے تو یحییٰ نبی ان تمام کے وارث نہیں ہو سکتے۔ پس معلوم ہوا کہ اس وراثت سے مراد وراثت مال نہیں ہے

جواب

شاہ صاحب کی اس دلیل پر وہی لوگ کان دھریں گے جو شاہ صاحب کی طرح بے انصاف ہوں کیونکہ من آل یعقوب سے نہ تو خود جناب یعقوب مراد ہیں اور نہ ان کی وہ تمام اولاد ہے بلکہ آل یعقوب سے مراد ان کی بعض اولاد ہے۔ اور اس معنی پر من آل یعقوب میں من تبعیض کا دلالت کر رہا ہے۔ اور بعض اولاد یعقوب کے جناب یحییٰ وارث ہو سکتے تھے۔ اس صحیح معنی سے شاہ عبدالعزیز نے جان بوجھ کر منہ پھیرا ہے۔ اگر ان کے دل میں ذرہ بھر بھی خلوص ہوتا تو غلط معنی کر کے ہرگز بنت رسول کے حق کو چھپانے کی ناکام کوشش نہ کرتے

نوٹ ۔ جو معنی شاہ عبدالعزیز نے مراد لیا ہے کہ وراثت علمی مراد ہے یہ معنی بالکل غلط

ہے۔ کیونکہ یرثنی من آل یعقوب سے اگر ان کی تمام اولاد مراد ہے تو کیا وہ سارے نبی تھے۔ ہرگز نہیں۔ جناب ذکریا کے زمانے میں اولادِ یعقوب سے ذکریا کے علاوہ اور کوئی نبی نہ تھا۔

یرثنی ویرث من آل یعقوب سے عقل کی روشنی میں بھی وراثت مال ہی ثابت ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

انی خفت الموالی من ورائی

ترجمہ مجھ کو اپنے بعد اپنے چچازاد بھائیوں سے ڈر ہے

۱۔ ڈر اس چیز کے متعلق ہوتا ہے جسے غصب کیا جا سکے مثلاً مال دنیا اور نبوت تو ایک عطیہ ربانی ہے جس پر کوئی غاصب زبردستی قبضہ نہیں کر سکتا۔ اگر ذکریا نبی کی مراد یہ تھی کہ مجھ کو علم نبوت کے متعلق خطرہ ہے کہ میرے بعد کوئی غاصب اس پر قبضہ نہ کرے تو یہ معنیٰ لغو ہے اور ایسی لغو آرزو نبی کی شان سے بعید ہے۔ کیا چاریاری ملاں ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ ایک نبی کے بعد کوئی فاسق و فاجر منصب نبوت پر قابض ہو گیا ہو

۲۔ مال دنیا ایسی چیز ہے جو مومن و منافق، فاسق اور فاجر کے پاس بھی آ سکتا ہے۔ لہٰذا مال دنیا کے غصب کا ڈر ہے اور جناب ذکریا کے پاس کچھ مقدار مالِ دنیا تھا۔ اولاد نہ ہونے کی وجہ سے وہ مال ان کے چچازاد بھائیوں کو ملنا تھا اور وہ بدکار تھے۔ لہٰذا جناب ذکریا کو ڈر تھا کہ وہ بدکار لوگ ان کے مال کو برائی میں

خرچ کریں گے۔ اسی لئے جناب زکریا نے خدا سے وارث مانگا جو نیک ہو اور ان کے مال دنیا کو نیکی میں خرچ کرے۔

پس مذکورہ آیات میں یرثنی کی دلالت وراثت مال پر ہے نہ کہ وراثت علم پر ہے۔

اعتراض

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں کہتے ہیں کہ اگر زکریا نبی کو اپنے بعد اپنے چچازاد بھائیوں سے اپنے مال کے متعلق کوئی ڈر تھا تو اس کو صدقہ کر دیتے

جواب

شاہ صاحب کے تحفہ عشریہ ص۶۲ میں اس اعتراض کا جواب موجود ہے کہ اگر والدین صاحب ایمان ہوں تو ان کی اولاد کے نیک اعمال سے والدین کو بھی ثواب پہنچتا ہے۔ ہم کہتے ہیں زکریا نبی نے مال دنیا کو صدقہ اس لئے نہیں فرمایا اور اولاد اس لئے طلب کی ہے کہ دو گنا ثواب ہے ایک تو اس مال کو بیٹا جب نیکی میں خرچ کرے گا تو ثواب ملیگا۔ اور دوسرا اس بیٹے کے ذاتی اعمال صالحہ سے ثواب ملیگا۔

اعتراض

ابن تیمیہ منہاج السنہ میں کہتا ہے کہ جناب زکریا کا میراث مال کے لئے بیٹا طلب کرنا یہ بات نبی کے شایان شان نہیں۔ کیونکہ اس میں بخل کی بو ہے۔

جواب

ابن تیمیہ ایک طرف تو کہتا ہے کہ انبیاء ہماری طرح بشر ہوتے ہیں۔ تو کیا

بشر کے لئے میراث مال کے لئے اولاد طلب کرنا بخل ہے۔ سلیمان نبی نے خدا سے دنیا کی بادشاہت طلب کی اور یوسف نبی نے ایک کافر بادشاہ سے وزارت مال طلب کی ہے اگر اسی طلب سے ان دونوں نبیوں کی شان پر حرف نہیں آتا تو جناب زکریا کے اولاد طلب کرنے سے ان کی شان پر بھی حرف نہیں آتا۔

اعتراض

ابن تیمیہ منہاج السنہ میں اور اسی کا شاگرد ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں کہتے ہیں کہ زکریا نبی تو بڑھئی تھے اور تازہ مزدوری کرتے تھے۔ بالکل فقیر تھے لہٰذا میراث مال کے لئے ان کا اولاد طلب کرنا فضول ہے۔

جواب

وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ پ۱۸ س النور

ترجمہ

تم اپنے منہ سے ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں یقین نہیں ہے

ابن تیمیہ کا یہ دعوے کہ زکریا بالکل فقیر تھے بلا دلیل ہے

۲۔ علمائے اہلسنت کہتے ہیں جیسا کہ محمود احمد رضوی نے رسالہ باغ فدک میں دعوے کیا ہے کہ جناب ابوبکر نے جناب سیدہ فاطمہ زہرا کے سامنے مال کی پیشکش کی تھی کہ بی بی یہ میرا سارا مال حاضر ہے جو چاہو لے لو۔ ہم اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ ابوبکر جناب زکریا کی طرح بالکل فقیر تھے۔ کپڑوں کی گٹھڑی اٹھا کر گلی کوچوں میں آواز دیتے تھے۔

جناب زکریا کا میراث مال کیلئے اولاد طلب کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو

قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ پ ۳ آل عمران

ترجمہ

زکریا نے کہا اے میرے رب مجھ کو اپنی بارگاہ سے اچھی اولاد عطا فرما بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ پ ۱۷ س انبیاء آیت ۸۹

ترجمہ

زکریا کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے رب سے فریاد کی کہ اے میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

جناب زکریا نے امور دنیا میں مددگار اور مال دنیا کے لئے وارث خدا سے طلب کیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر ص۱۱۱ ج ۳

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص۲۵۹ ج ۴

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن ص۴۸ پ۱۶
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص۵۰۳ ج ۲
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۱۲۲ ج ۲

اختصار کے پیش نظر تمام کتب کی عبارت پیش کرنا مشکل ہے۔ بعض کی عبارت ملاحظہ ہو۔

غرائب القرآن کی عبارت (پ۱۶ س مریم)

واختلف المفسرون فی انہ طلب ولدا یرثہ او طلب من یقوم مقامہ ولدا کان او غیرہ والاول اظہر لقولہ فی آل عمران (رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ) ولقولہ فی سورۃ الانبیاء (رب لا تذرنی فردا)

ترجمہ

مفسرین نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ جناب زکریا نے بیٹا طلب کیا تھا کہ جو ان کا وارث ہو یا اپنا نائب طلب کیا تھا خواہ بیٹا ہو یا غیر۔ پہلا قول اظہر ہے کیونکہ اس کی تائید آل عمران کی آیت کرتی ہے (رب ھب لی الی آخرہ) اور سورہ انبیاء کی یہ آیت بھی تائید کرتی ہے (رب لا تذرنی فردا)

تفسیر خازن کی عبارت

(رب لا تذرنی فردا) ای وحیدا لا ولد لی یساعدنی وارزقنی وارثا

ترجمہ

جناب زکریا کا مقصد یہ تھا کہ اے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑ کہ میرا کوئی بیٹا نہ ہو جو میری مدد کرے۔ اور مجھ کو وارث عطا کر۔

تفسیر کبیر فخر الرازی کی عبارت

واحب من یؤنسہ ویقویہ علی امر دینہ ودنیاہ ویکون قائما مقاما بعد موتہ

ترجمہ

جناب زکریا ایسا بیٹا چاہتے تھے جو ان کا مونس ہو اور دین و دنیا کے امور میں ان کو قوت دے اور ان کا قائمقام ہو ان کی موت کے بعد

آدم کی میراث

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ ۔ پ۲ البقرہ آیت ۲۴۸

ترجمہ

اور ان کے نبی نے ان سے یہ کہا کہ اس کے بادشاہ ہونے کی یہ پہچان ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے

یہ تابوت میراث آدم ہے اور ان کی اولاد کو ملا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

ابوبکر نے کہا میں نے پیغمبر سے سنا تھا آنجناب نے فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالےٰ بطور خوراک نبی کو دیتا ہے وہ نبی کے بعد جناب کے نائب کی ہے۔

مسند احمد حنبل اور ریاض النضرہ کی عبارت ملاحظہ ہو

جناب ابوبکر کا اعتراف کہ نبیؐ کی وارث آنجناب کی اولاد ہے

عن ابی الطفیل قال جاءت فاطمة الی ابی بکر فقالت یا ابا بکر انت ورثت رسول اللہ ام اھلہ؟ فقال بل اھلہ قالت فما بال الخمس فقال انی سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ اذا اطعم نبیاً طعمة ثم قبضہ کانت للذی بعدہ

راوی کہتا ہے کہ جناب فاطمہ زہرا جناب ابوبکر کے پاس آئیں اور فرمایا اے ابوبکر نبیؐ کا تو وارث ہے یا ان کی اولاد؟ ابوبکر نے کہا کہ میں وارث نہیں ہوں بلکہ آنجناب کی اولاد وارث ہے۔ بی بی نے فرمایا تو پھر نبی کریم کا حصہ کہاں گیا ابوبکر نے کہا میں نے پیغمبر سے سنا تھا آنجناب نے فرمایا کہ جو چیز اللہ تعالےٰ بطور خوراک اپنے نبیؐ کو دے وہ نبیؐ کے بعد ان کے نائب کی ہے۔

خلیفہ جی بوکھلا گئے

نوٹ ارباب انصاف مذکورہ تین عدد روایات سے یہ بات روشن ہے کہ بنت رسول نے میراث نبی ابی بکر سے مانگی ہے اور خلیفہ جی جواب میں بوکھلا گئے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ میں خود وارث ہوں اور کبھی کہتے ہیں کہ اولاد وارث ہے۔ علاوہ ازیں یہ تینوں روایات گواہ ہیں کہ ابوبکر نے یہ نہیں کہا کہ نبی کا تو کوئی وارث نہیں ہوتا چونکہ خلیفہ جی کے دونوں جوابات بہت کمزور تھے اور نبی کی بیٹی پر ظلم کی وجہ سے ابوبکر کی خلافت کو سخت خطرہ تھا اس لئے چار یاری مذہب کے لوگوں نے سوچا خلیفہ کے دونوں جوابات دس عدد آیات قرانی کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور صاف ظاہر ہو جائے گا کہ خلیفہ ابوبکر نے رسول کی بیٹی کا حق غصب کیا ہے لہٰذا ایک جواب چار یاری مذہب نے خود بنایا ہے اور خلیفہ ابوبکر کے سر تھوپ دیا ہے

صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سنن نسائی کی عبارت ملاحظہ ہو

عن عروة بن الزبیر ان عائشة ام المومنین اخبرته ان فاطمة بنت رسول اللہ سألت ابابکر صدیق بعد وفاة رسول اللہ ان یقسم لھا میراثھا ما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیھم فقال لھا ابابکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقة فغضبت فاطمة بنت رسول اللہ فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرته حتی توفیت۔

ترجمہ

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہ بنت رسول اللہ نے نبی کریم کی وفات کے بعد آنجناب کی میراث کا ابوبکر سے سوال کیا۔ ابوبکر نے کہا کہ نبی کریم نے فرمایا تھا لا نورث ما ترکنا صدقة پس جناب فاطمة الزہرا ابوبکر پر غضب ناک ہوئیں اور ناراضگی کی وجہ سے ابوبکر سے کلام کرنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وفات پا گئیں۔

نوٹ۔ ارباب انصاف! بخاری شریف اور مسلم اور نسائی کی روایت سے یہ ثابت ہو گیا کہ بی بی نے میراث رسول اللہ کا ابوبکر سے سوال فرمایا تھا اور اس روایت میں چار یاری مذہب نے جو جواب "ما ترکنا صدقة" والا بنا کر ابوبکر کے سر تھوپا ہے۔ خلیفہ جی کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے۔

لا نورث ما ترکنا ہ صدقة کے معنی کی تشریح

اس کلام میں دو معنوں کا احتمال ہے

پہلا معنی

ما۔ موصولہ یا موصوفہ ہے اور ترکنا، اس کا صلہ یا صفت ہے اور "صدقة" ترکنا

قرآن سے منہ پھیرنے والوں کی اور اس کے حکم نہ سننے والوں کی مذمت

ثبوت ملاحظہ ہو

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ پ۲۴ حٰم السجدۃ آیت ۲۶

ترجمہ

اور منکرین حق کہنے لگے کہ اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور جب پڑھیں تو اس کے بیچ غل مچا دیا کرو تاکہ اس ترکیب سے تم غالب آ جاؤ۔

چار یاری مذہب کو چیلنج

اہل سنت ہم غریب شیعوں پر ہمیشہ برستے رہتے ہیں کہ دکھاؤ ماتم کہاں لکھا ہے قرآن میں گھوڑا کہاں لکھا ہے۔ قرآن میں علم کہاں لکھا ہے قرآن میں۔ لیکن ان عقلمندوں نے یہ کبھی نہیں سوچا کہ انبیاء کا لاوارث ہونا کہاں لکھا ہے قرآن میں۔

ہم نے دس عدد آیات قرآن سے ثابت کر دیا ہے کہ انبیاء کی میراث کی حقدار ان کی اولاد ہے اور ملوانوں کو چیلنج ہے باء (ب) بسم اللہ سے سین (س) والناس تک قرآن پاک سے کوئی آیت بھی ایسی پیش کر دیں جس سے انبیاء کا لاوارث ہونا ثابت ہوتا ہو۔

ابوبکر کے کلام لانورث کو مولا علیؑ نے بھی جھٹلایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۲۵ ج۴ ذکر میراث النبیؐ
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص۹۸ ج۶ ذکر میراث النبیؐ
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب السنن الکبریٰ ص۲۹۸ ج۶ کتاب قسم الفئ
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص۹۱ باب حکم الفئ

کنز العمال کی عبارت ملاحظہ ہو

فقال ابوبکر قال رسول اللہ لانورث ماترکنا صدقة فرأیتماہ کاذبًا آثمًا غادرًا خائنًا

ترجمہ

(ایک موقعہ پر جناب عمر نے حضرت علیؑ اور جناب عباس سے کہا تھا) کہ ابوبکر نے کہا تھا کہ میں نے پیغمبرؐ سے سنا ہے کہ آنجنابؐ نے فرمایا تھا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پس تم دونوں نے ابوبکر کو جھوٹا گناہگار غدار اور خیانت کار سمجھا۔

نیل الاوطار کی عبارت

ولذلك نسب عمر الی علیؑ وعباسؓ انہما کانا یعتقدان ظلم من خالفہما کما وقع فی صحیح بخاری وغیرہ

ترجمہ

جناب عمرؓ نے حضرت علیؑ اور عباسؓ کی طرف نسبت دی ہے کہ یہ دونوں

بزرگوار مسئلہ میراث نبیؐ میں اپنے مخالف کے ظلم کا اعتقاد رکھتے تھے جیسا کہ اس کا تذکرہ صحیح بخاری میں ہے۔

سنن الکبریٰ اور صحیح مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو

فقال ابوبکر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نورث ما ترکنا صدقۃ فرایتما کاذباً آثماً غادراً خائناً۔

ترجمہ

(ایک موقعہ پر حضرت عمر نے کہا کہ ابوبکر نے کہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ پس آپ دونوں (علیؑ و عباسؓ) نے ابوبکر کو اس دعوے میں جھوٹا۔ غدار گناہ گار خیانت کار سمجھا۔

نوٹ۔ جناب ابوبکر کو اس حدیث بیان کرنے میں اور جاگیر فدک اور حصۂ رسولؐ کو غصب کرنے میں حضرت علیؑ نے ظالم اور غدار سمجھا ہے اور نبی کریم کا فرمان ہے "الحق مع علیؑ و علیؑ مع الحق" اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کو جناب امیرؑ ظالم اور غدار سمجھیں تو حق بھی یہی ہے کہ وہ ایسا ہے۔

جو حضرت علیؑ کی نگاہ میں ظالم اور غدار ہے وہ اصحاب کی نگاہ میں بھی ایسا ہی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری پ۲ ص ۱۲ ص۱۱۲ ج ۵

والاوجہ عندی ان یقال ان علیاً کان قطب کمالات الولایۃ وسائر الاولیاء حتی الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اتباع لہ فی مقام الولایۃ

ترجمہ

ہمارے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کمالات ولایت کے قطب تھے اور دوسرے تمام اولیاء حتیٰ کہ صحابہ کرام مولا علیؑ کے مقام ولایت میں پیروکار تھے۔

نوٹ۔ ارباب انصاف! جب جناب ابوبکر نے بنت رسولؐ پر ظلم کیا اور جناب سیدہ کی جاگیر فدک چھین لی اور میراث نبیؐ کا انکار کیا تو حضرت علیؑ اس رویے کی وجہ سے ابوبکر کو غدار اور ظالم سمجھتے تھے اور صحابہ کرام حضرت علیؑ کے مقام ولایت میں پیروکار ہیں جو شخص جناب امیرؑ کی نگاہ میں ظالم اور غدار ہے وہ جنابؑ کے پیروکار صحابہ کی نگاہ میں بھی ایسا ہی ہے۔

حق زہرا کھانے والے کا خاتمہ دنیا سے رسول اللہ کی نگاہ میں

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب موطا الامام مالک ص۲۰۷ ج ۱ کتاب الجہاد

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۲۲۱ عبدالحق محدث دہلوی

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لشہداء احد ھؤلاء اشہد علیہم فقال ابوبکر الصدیق السنا

یارسول اللہ اخوانہم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا
کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلیٰ ولکن لا ادری ما
تحدثون بعدی فبکیٰ ابوبکر ثم بکیٰ ثم قال ائنّا
لکائنون بعدک

ترجمہ

رسولؐ اللہ نے شہداء کے بارے میں فرمایا کہ ان لوگوں کے متعلق میں گواہی دوں گا (کہ ان کا ایمان صحیح تھا) پس ابوبکر نے کہا یا رسولؐ اللہ کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہم بھی اسلام لائے ہیں جس طرح یہ اسلام لائے ہیں اور ہم نے بھی جہاد کیا ہے جس طرح انہوں نے جہاد کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں لیکن مجھے کیا معلوم تم میرے بعد کیا بدعات کرو گے۔ پس ابوبکر رو پڑے اور کہا کیا ہم آپ کے بعد (بدعات کی خاطر) رہ جائیں گے)

اشہد علیہم کی تشریح

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تنویر الحوالک شرح موطا امام مالک مولف سیوطی ص۳۰۷ ج۱

(ھؤلاء اشھد علیھم) ای اشھد لھم بالایمان الصحیح
والسلامۃ من الذنوب الموبقات ومن التبدیل والتغییر
والمنافسۃ ونحو ذلک قال ابن عبدالبر

ترجمہ

حضورؐ نے فرمایا کہ میں ان شہداء کے متعلق گواہی دوں گا کہ ان کا ایمان

صحیح تھا اور ہلاک ہونے والے گناہوں سے محفوظ تھے (اور میرے بعد میرے دین میں) تبدیلی کرنے سے اور دنیا کے لالچ سے محفوظ تھے۔

نوٹ۔ اہلسنت کے مولانا احتشام الدین کتاب نصیحۃ الشیعہ کے ص۵۲۲ ج۲ میں لکھتے ہیں کہ صحیحین اور سنن اربعہ انہی کتابوں پر اہل سنت کا دارومدار ہے۔ اسی قسم کی کتاب موطا بھی ہے۔

ارباب انصاف۔ ہم نے خلیفہ ابوبکر کے ایمان کا پول اس کتاب سے کھولا ہے جس پر ان کے ایمان کا دارومدار ہے۔ حوالہ مذکور کو چار یاری مذہب ذرا غور سے پڑھے اور ہماری گزارش بھی ٹھنڈے دل سے سنے کہ چونکہ رسولؐ اللہ کو علم تھا کہ ابوبکر میرے بعد میری بیٹی کی جاگیر فدک غصب کرے گا اور من گھڑت کلام ما ترکنا صدقہ کو میری طرف نسبت دے گا اسی لئے جب ابوبکر نے اپنے خاتمہ بالخیر اور اپنے صحیح ایمان کی رسولؐ اللہ سے گواہی مانگی تو حضورؐ نے صاف صاف انکار کر دیا۔ یہ فرماتے ہوئے کہ تم اے ابوبکر میرے بعد بھلا کیا بدعات کرو گے

اگر اطمینان نہیں ہوا تو اور سنیئے

اہل سنت کی معتبر کتاب وفا الوفا ص۹۳۱ ج۲ ذکر شہداء احد مولف نورالدین سمہودی

ثم وقف رسولؐ اللہ موقفاً آخر فقال ھؤلاء اصحابی
الذین اشھد لھم یوم القیامۃ، فقال ابوبکر فما نحن
باصحابک فقال بلی، ولکن لا ادری کیف تکونون
بعدی، انھم خرجوا من الدنیا خماصا۔

ترجمہ

(جنگ احد کے بعد) نبیؐ کریم شہداء کی لاشوں کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ یہ میرے وہ اصحاب ہیں جن کے بارے میں قیامت کے دن (ان کے صحت ایمان) کی گواہی دوں گا۔ پس ابوبکر نے کہا (یا نبیؐ اللہ) کیا ہم آپ کے اصحاب نہیں ؟ ۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن میں نہیں جانتا میرے بعد تمہارا کردار کیسے ہوگا۔ تحقیق یہ لوگ دنیا سے خالی نکل گئے ہیں۔

نوٹ ۔ چار یاری مذہب کے علماء خلیفہ ابوبکر کے کارنامے فضائل اور فتوحات بیان کرتے ہوئے کہیں رکتے نہیں لیکن جب ابوبکر نے اپنے صحت ایمان کی رسول اللہ سے گواہی طلب کی تو ابوبکر کی کوئی فضیلت کام نہ آئی کیونکہ پیغمبر اسلام جانتے تھے کہ میرے بعد ابوبکر میری بیٹی پر ظلم کرے گا۔ لہٰذا حضورؐ نے جناب ابوبکر کے صحت ایمان اور خاتمہ بالخیر کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔

مُلّاں احتشام الدین مرادآبادی کی ہرزہ سرائی

۱ اعتراض

ملّاں موصوف اپنی کتاب نصیحۃ الشیعہ ج ۲ ص ۲۲ میں لکھتے ہیں

اگر جناب سیدہ نے قصور معاف نہ کیا تو نہ کریں۔ آخرت کی حکومت تو ان کے اختیار میں نہ ہوگی بلکہ غفور الرحیم کے اختیار میں ہوگی۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ان دونوں (ابوبکر ۔ عمر) نے کیسی معذرت کی اور اس کے مقابلے میں جناب سیدہ نے تنگدلی اور بے رحمی اختیار فرمائی جو مومن کی شان سے بعید ہے۔

جواب ۱

ارباب ایمان! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس خارجی ناصبی دشمن آل رسولؐ نے کس طرح بنت رسولؐ کے ایمان پر حملہ کیا ہے اور بی بی پر ظلم کرنے والوں کی طرفداری کی ہے اس گستاخ کے نزدیک گویا صحابہ جو ظالم تھے وہ تو رحمدل ہیں اور نبیؐ کی مظلومہ بیٹی سنگدل ہے اس ہرزہ زبان کو کون سمجھاتا کہ ظالم جب تک مظلوم کا حق واپس نہ کرے تو وہ ظالم معافی کے قابل ہی نہیں ہے۔ اس گستاخ ملاں کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عدالت الٰہی بالکل بے بس ہے کسی ظالم سے بدلہ نہیں لیا جائے گا۔

ہمارے سخت لہجہ سے قارئین کو شکایت ہوگی لیکن چونکہ اس رذیل ملاں نے بنت رسول کے ایمان پر حملہ کیا ہے اس ملاں کی جتنی ملامت کریں تھوڑی ہے۔

جواب ۲ سیدہ زہراؑ پر ظلم کرنے والے حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے

نبیؐ کی بیٹی پر ظلم کرنے والوں کو خدا بھی معاف نہیں کرے گا۔ اور وہ حوض کوثر سے ہٹا دیئے جائیں گے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری مطبوعہ مصر ص ۱۲۰ ج ۸ باب الحوض
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم مطبوعہ مصر ص ۲۸۲ ج ۲ باب الحوض
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب سنن نسائی ص ۱۱ ج ۲ باب الذکر البعث
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب مسند احمد حنبل ص ۲۳۵ ج ۲ مسند عبداللہ بن عباس

بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو

قال یرد علیّ یوم القیامۃ رھط من اصحابی فیحلؤن عن الحوض

فاقول یارب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انھم ارتدوا علی ادبارھم القھقری

ترجمہ

نبی کریم نے فرمایا ہے کہ ایک گروہ میرے اصحاب کا روز قیامت میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا پس ان کو حوض کوثر سے دور کیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا اے خدایا یہ لوگ میرے اصحاب ہیں۔ اللہ فرمائے گا آپ کو علم نہیں ان بدعات کا جو انہوں نے آپ کے بعد کی ہیں۔ یہ آپ کے بعد دین سے مرتد ہو گئے تھے۔

صحیح مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیردن علی الحوض رجال ممن صاحبنی حتی اذا رایتھم ورفعوا الی اختلجوا دونی فلاقولن ای رب اصیحابی اصیحابی فلیقالن انک لا تدری ما احدثوا بعدک

ترجمہ

نبی کریم نے فرمایا ہے کچھ لوگ جو میری صحبت میں رہتے تھے دنیا میں۔ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے۔ جب میں ان کو دیکھوں گا تو وہ مجھ سے دور کر دیئے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا اے خدایا یہ میرے اصحاب ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا تو نہیں جانتا ان بدعات کو جو انہوں نے تیرے بعد کی ہیں۔

مسند احمد حنبل اور سنن نسائی کی عبارت ملاحظہ ہو

وانہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم۔

ترجمہ

نبی کریم نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگ میری امت سے روز قیامت لائے جائیں گے پس ان کو جہنم کی طرف راندہ جائے گا۔ میں عرض کروں گا اے خدایا یہ میرے اصحاب ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا آپ کو معلوم نہیں وہ بدعات جو انہوں نے آپ کے بعد کی ہیں جب آپ ان سے جدا ہوئے تھے تو اس وقت سے یہ مرتد ہو گئے تھے۔

ذات الشمال کی تشریح

حاشیہ امام السندی بر نسائی جلد ۴ صہ ۱۱۱

(فیوخذ بھم ذات الشمال) أی طریق النار

ترجمہ۔ ذات الشمال کے معنی ہیں۔ جہنم کی راہ

نوٹ۔ جو لوگ حوض کوثر سے ہٹائے جائیں گے وہی اصحاب ہیں جنھوں نے نبیؐ کی بیٹی پر ظلم کیا ہے اور سیّدہ کو اپنے باپ رسولؐ اللہ کی میراث سے محروم کیا اور ساتر کنا صدقہ۔ جیسے غلط کلام کو نبیؐ کی طرف نسبت دی ہے اور جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ انہی اصحاب کو غدار اور ظالم سمجھتے تھے۔ جو لوگ اہل تشیع کو برا کہتے ہیں کاش وہ لوگ اپنی کتب کو بغور پڑھتے۔ ہم شیعوں کو کوسا جاتا ہے کہ یہ اصحاب کو برا کہتے ہیں۔ چار یاری

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۲۸۹ ۲۵

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن ص۲۱۶ ج۱

وقال اصحاب الاخبار ان اللہ تعالیٰ انزل علی آدم علیہ السلام تابوتاً فیہ صور الانبیاء من اولادہ فتوارثہ اولاد آدم الی ان وصل الی یعقوب۔

ترجمہ

اصحاب اخبار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم پر ایک تابوت نازل فرمایا جس میں ان کی انبیاء اولاد کی تصاویر تھیں اور اس تابوت کی اولاد آدم وارث ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ جناب یعقوب تک پہنچا۔

نوٹ۔ کیا جناب آدم کے زمانے سے حضرت یعقوب کے زمانہ تک دنیا میں کوئی فقیر نہیں تھا۔ اگر مال انبیا صدقہ ہے امت پر، تو اس تابوت کو صدقہ کیوں نہیں کیا گیا۔

جناب فاطمہ زہرا کا ابوبکر سے نبیؐ کی میراث مانگنا اور ابوبکر کا انکار کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری باب فرض الخمس ص۶۹

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم باب حکم الفئے ص۲/۷

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد کتاب الفئے ص۲/۴۳

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن النسائی کتاب قسم الفئے ص۲/۴۲

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب السنن الکبریٰ کتاب قسم الفئے ص۶/۳۰۰

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المنتقیٰ باب ذکر مایوجف علیہ والخمس ص۴۹۲

۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نیل الاوطار ص۶/۸ باب میراث الانبیاء

۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شمائل ترمذی شریف باب ماجاء فی میراث النبیؐ

۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص۱۱۱ ۲۵ ایام ابی بکر

۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب وفاء الوفاء ص۹۹۵ ذکر طلب فاطمہ من ابی بکر صدقات ابیہا

۱۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الخلافۃ فرع الامارۃ من قسم الافعال ص۱۲۹/۳

۱۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبریٰ لابن السعد ذکر میراث رسول اللہ ص۳۱۵/۲

۱۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مسند امام احمد حنبل و مسند ابی بکر ص۷/۱ حدیث ۲۵

۱۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص۱۳۳/۱ ذکر میراث النبیؐ

۱۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۲/۴

۱۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا مقصد دوم ص۲/۱۱ ط کراچی

نوٹ۔ کیونکہ اختصار ملحوظ ہے لہٰذا تمام کتب کی عبارات پیش کرنا مشکل ہے بعض کتب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ابوبکر کا دعویٰ کہ نبی کریم کا وارث آنجناب کا خسر ہے

سنن ابی داؤد کی عبارت ملاحظہ ہو

عن ابی الطفیل، قال، جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثہا من النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم، قال فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ یقول "ان اللہ عزوجل اذا اطعم نبیاً طعمۃ فہی للذی یقوم من بعدہ"

ترجمہ۔ راوی کہتا ہے کہ فاطمہ زہراؑ ابوبکر کے پاس آئی اور ابوبکر سے نبی کی میراث طلب کی

کا مفعول ہے۔ اس ترکیب کے لحاظ سے معنی یہ ہے کہ ہم انبیاء جس چیز کو صدقہ چھوڑ کر جائیں اس کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اس معنی کے لحاظ سے جناب ابوبکر کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور غصب فدک اور غصب حصہ رسولؐ سے جناب ابوبکر کا ظلم ثابت ہوتا ہے اور اس ظلم کی وجہ سے ان کی خلافت کے تمام پیچ ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور موجودہ معنی کی صورت میں یہ جواب ابوبکر نے بوکھلا کر دیا ہے۔

دوسرا معنی

جو چیز ہم انبیا چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اس کا کوئی وارث نہیں ہے اگر کلام مذکور کا یہ معنی کیا جائے تو یہ بالکل غلط ہے۔

نتیجہ بحث

جناب فاطمہ زہرا نے وفات رسول اللہ کے بعد ابوبکر سے تین چیزوں کا بطور میراث سوال فرمایا تھا۔ ۱ نواحات مدینہ میں جو باغات و جاگیریں مال فیئ تھی ۲ جاگیر فدک ۳ خمس اموال خیبر۔ سیدہ کا مقصد یہ تھا کہ ان کے مالک میرے باپ رسول اللہ تھے۔ اور آنجناب کے بعد میں حضور کی وارث ہوں کیونکہ بیٹی ہوں اور بیٹی قانون اسلام میں وارث ہے۔

جناب ابوبکر نے سیدہ کے سوال کے بعد تین جواب دیئے تھے

۱ نبی کریم کے بعد ان چیزوں کا میں مالک ہوں۔
۲ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ان کا مال صدقہ ہوتا ہے
۳ رسول اللہ کے بعد ان چیزوں کے وارث آنجناب کی اولاد ہے۔
ارباب انصاف! خلیفہ کے یہ تینوں جواب ایک دوسرے کو جھٹلا رہے ہیں کیونکہ

آپس میں متضاد ہیں۔ کسی بھی عدالت میں کوئی شخص متضاد جوابات پیش کرے تو اس کا دعا کمزور ہو جاتا ہے۔ لیکن عجیب عدالت تھی صحابہ کی کہ ابوبکر متضاد جوابات پیش کر رہا ہے اور دو جواب ان میں سے قرآن کے بھی مخالف ہیں لیکن اس کے باوجود مسلمان ڈٹے ہوئے ہیں کہ ابوبکر کا پلہ بھاری ہے۔

محترم قارئین۔ خلیفہ کا پہلا اور دوسرا جواب قرآن کے مخالف ہے لہٰذا صحیح نہیں ہے اور تیسرا جواب درست ہے لیکن خلیفہ نے اس پر عمل نہیں کیا۔ یہ مان بھی لیا ہے کہ وارث نبی کریم کے بعد آنجناب کی اولاد ہے لیکن اس پر عمل نہیں کیا کیونکہ کچھ سیاسی وجوہات تھیں مثلاً آل نبی حزب مخالف تھی اور خلیفہ کا مقصد تھا کہ اگر یہ (آل رسول) روٹی، کپڑا اور مکان کے محتاج رہے تو کسی بھی انتخاب میں یہ (آل نبیؐ) اصحاب کے مقابلہ میں کھڑا ہونے کی جرأت نہیں کریں گے

حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا اس کلام کو ابوبکر کا زبردست جواب سمجھا جاتا ہے اور ہر زمانے میں چار یاری مذہب کا اسی جواب پر گزارہ رہا ہے۔ لہٰذا ہم اس جواب کو ارباب انصاف کے سامنے تحقیق کی بھٹی میں پگھلاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس کا کیا رنگ نکلتا ہے۔

جناب ابوبکر کا جواب قرآن کے مخالف ہے اور سیدہ زہراؑ کا دعویٰ قرآن کے موافق ہے لہٰذا جناب زہراؑ حق بجانب ہیں اور خلیفہ غلطی پر ہے

جواب ابوبکر قرآن کی دس آیات کے مخالف ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

پ۴ النساء آیت ۱۱

ترجمہ

خدا تمہاری اولاد کے حق میں تم سے وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

نوٹ۔ اللہ نے ہر شخص کی اولاد کو اس کے ترکہ میں حق دیا ہے لہذا ہمارے نبی کی بیٹی فاطمہ زہرا آنجناب کے بعد حضور کے ترکے میں حقدار ہے اور ابوبکر کی پیش کردہ حدیث اس آیت قرآن کے مخالف ہے اور جو حدیث قرآن کے مخالف ہو اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

اسلام نے ہر عورت کو اپنے باپ کا وارث بنایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ
مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا   پ۴ النساء آیت ۷

ترجمہ

ترکہ میں کچھ خاص حصہ عورتوں کا بھی ہے خواہ ترکہ کم ہو یا زیادہ ہر شخص کا حصہ ہماری طرف سے مقرر ہوا ہے۔

نوٹ۔ جب ہر عورت اپنے باپ کی وارث ہے تو فاطمہ زہرا بھی اپنے باپ رسول اللہ کی وارث ہے اور جناب ابوبکر کی پیش کردہ حدیث اس آیت قرآن کے بھی مخالف ہے اور جب کوئی حدیث قرآن کے مخالف ہو تو وہ حدیث من گھڑت ہوتی ہے۔

اسلام نے ہر شخص کو والدین کے ترکہ کا وارث بنایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ   پ۵ النساء آیت

ترجمہ

اور ماں باپ یا قرابت دار غرض جو شخص جو ترکہ چھوڑ جائے ہم نے ہر ایک کا والی وارث مقرر کیا ہے۔

نوٹ۔ جب ہر شخص اپنے ماں باپ کا وارث ہے تو ہمارے رسول کی بیٹی فاطمہ زہرا بھی اپنے باپ کی وارث ہے اور جناب ابوبکر کی پیش کردہ حدیث اس آیت کے بھی مخالف ہے اور جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ راوی کی غلطی کا نتیجہ ہے۔

آخری فیصلہ اسلام کا یہ ہے کہ قرابت دار ہی وارث ہوں گے

ثبوت ملاحظہ ہو

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ   پ ۲۱ الاحزاب آیت ۶

ترجمہ

اور مومنین اور مہاجرین میں سے جو لوگ باہم قرابت دار ہیں کتاب خدا کی رو سے غیروں کی نسبت ایک دوسرے کے ترکے کے زیادہ حقدار ہیں

نوٹ۔ جب قرابتدار بحکم قرآن وارث ہیں تو انبیاء کے قرابت داروں نے ابوبکر۔

کا کیا قصور کیا ہے کہ انہیں محروم کرنے کے لئے خلیفہ نے ایک حدیث فرض کر لی۔ فاطمہ زہرا ہمارے نبیؐ کی بیٹی ہے اور اس سے بڑی قرابت کیا ہو گی۔ لہٰذا مذکورہ آیت کی رو سے بی بی اپنے باپ کی وارث ہے اور ابو بکر کی پیش کردہ حدیث اس آیت قرآن کے بھی مخالف ہے لہٰذا ہمارے لئے قرآن کی مخالفت کرنا خلیفہ کی خاطر جائز نہیں۔
حق بی بی کے ساتھ ہے۔

داؤد نبی کا بیٹا سلیمان اپنے باپ کا وارث ہوا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۵ے وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ الخ پ۱۹ النمل آیت ۱۶

ترجمہ

اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا۔

نوٹ۔

جب داؤد نبی کا بیٹا ان کا وارث ہوا ہے تو ہمارے نبیؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا بھی آنجناب کی وارث ہے اور جناب ابو بکر کی وہ حدیث کہ نبی لاوارث ہوتے ہیں اس آیت کے بھی مخالف ہے۔ لہٰذا بے بنیاد ہے خلیفہ کا عذر۔

سلیمان نبی کو ایک ہزار گھوڑا داؤد نبی کے ترکہ سے ملا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

۶ے اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ پ۲۳ صٓ آیت ۳۱

ترجمہ

اتفاقاً ایک دفعہ تیسرے پہر کو خاصے کے اصل گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے

نوٹ۔ اس آیت کی تفسیر میں حوالہ جات مذکور ہو چکے کہ داؤد نبی کے ترکہ سے سلیمانؑ کو ایک ہزار گھوڑے ملے تھے اور یہ مال دنیا ہے لہٰذا اگر داؤد نبی کا بیٹا ان کا وارث ہو سکتا ہے تو ہمارے نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہرا بھی رسول اللہ کی وارث ہے اور ابو بکر کی بیان کردہ حدیث اس آیت کی بھی مخالف ہے اور جو حدیث قرآن کے مخالف ہو وہ راوی کی غلطی کا نتیجہ ہے۔

ذکریاؑ نبی نے بھی اپنے مال کی خاطر خدا سے وارث مانگا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۷ے یَرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا
پ۱۶ مریم آیت ۶

ترجمہ

اے خدا مجھے فرزند عطا کر جو میری اور آل یعقوب کی میراث کا وارث ہو اور اس وارث کو پسندیدہ بنا۔

نوٹ۔ اگر انبیاء لاوارث ہوتے تو جناب زکریا اپنے لئے وارث بیٹے کی دعا نہ مانگتے پس معلوم ہوا کہ انبیاء کے وارث ہوتے ہیں لہٰذا فاطمہؑ زہرا ہمارے رسول کی وارث تھیں اور ابو بکر کی پیش کردہ حدیث اس ساتویں آیت کی بھی مخالف ہے اور جو حدیث سات عدد آیات قرآن کے مخالف ہو وہ یقیناً غلط ہے۔

دنیا سے لاوارث جانے کا دکھ انبیاء کو بھی ہوتا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۸ وَزَکَرِیَّآ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ
خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ پ۱۷ الانبیاء آیت ۸۹

ترجمہ

اور زکریا کو یاد کرو جب انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی
اے میرے پالنے والے مجھے تنہا (بے اولاد) نہ چھوڑ اور تو تو سب
وارثوں سے بہتر ہے۔

نوٹ۔ مذکورہ آیت بھی زکریا نبی کی دعا کی حکایت کر رہی ہے اگر نبی لاوارث ہوتے تو حق تعالیٰ
زکریا سے ضرور فرماتے کہ تم لاوارث گروہ کے فرد ہو۔ جناب ابوبکر کی پیش کردہ حدیث اس آیت کریمہ کے بھی خلاف ہے؟

نیک اولاد انبیا نے بھی خدا سے مانگی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۹ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً
طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ پ۳ آل عمران آیت ۳۸

ترجمہ

اس وقت زکریا نے اپنے پروردگار سے دعا کی اور عرض کی اے میرے پالنے والے تو مجھ
کو بھی اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

نوٹ۔ زکریا نبی نے وراثت مال کی خاطر نیک اولاد خدا سے مانگی تھی اگر انبیاء لاوارث ہیں تو خدا تعالیٰ
زکریا کو روک دیتے۔ ابوبکر کی پیش کردہ حدیث قرآن کی اس آیت کے بھی مخالف ہے

ایک تابوت بطور میراث آدم کی اولاد میں جناب یعقوب تک آیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱۰ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ پ۲ البقرہ آیت ۲۴۸

ترجمہ اور ان کے نبی نے ان سے یہ بھی کہا اس کے (منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ
پہچان ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے
تسکین دہ چیزیں اور ان تبرکات سے بچا کھچا ہوگا جو موسیٰ و ہارون کی اولاد یادگار چھوڑ
گئی ہے۔

نوٹ۔ حوالہ مذکور ہو چکا ہے کہ تابوت مذکور بطور میراث جناب یعقوب تک پہنچا ہے اگر تمام
انبیا لاوارث ہیں تو تابوت فقرا پر صدقہ کیوں نہ کر دیا گیا۔

شیعہ سنی اتفاق

اہل تشیع اور اہل سنت کا اتفاق ہے کہ جو حدیث قرآن کے مخالف ہو اسے ٹھکرا
دیا جائے۔ جناب ابوبکر کی پیش کردہ حدیث کہ انبیاؑ لاوارث ہیں مذکورہ دس عدد
آیات قرآن کے مخالف ہے اور جو حدیث کسی ایک آیت کے بھی منافی ہو اسے ٹھکرا دیا جاتا
پس خلیفہ کی حدیث ہرگز ہرگز قابل عمل نہیں ہے۔

وامصیبتا علی الاسلام

ہم اہل تشیع مسئلہ میراث نبی میں قرآن پیش کرتے ہیں اور چار یار مذہب والے مسئلہ
مذکور میں ابوبکر پیش کرتے ہیں۔

ارباب انصاف۔ آپ ہی فیصلہ کریں کہ قرآن کے سامنے خلیفہ کی کیا وقعت ہے دس
عدد آیات قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے جناب ابوبکر نے نبی کریم کی بیٹی کو آنجناب کی میراث
سے محروم کیا تھا اور یہ بنت رسول سے بہت بڑی بے انصافی ہے اور بی بی پر ظلم ہے جو
اولاد رسول پر ظلم کرے وہ امت مسلمہ میں خلافت کے لائق نہیں ہے۔

تیرے انصاف کے بھی بلے بلے۔ بخاری، مسلم اور احمد بن حنبل جیسے لوگوں نے اصحاب کے مرتد ہونے کی حدیثیں نقل کیں تو ایسے لوگ تو آپ کے امام بن گئے اور شیعہ جو بے قصور ہیں جب اتنی بات کہتے ہیں کہ اصحاب نے نبیؐ کی بیٹی پر ظلم کیا ہے تو شیعوں کے خلاف تیرے فتاویٰ کی توپ کا منہ کھل جاتا ہے۔

نبی کریم کی بیٹی پر ظلم کرنے والے کے چہرے پر قیامت کے دن نور نہ ہو گا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب مسند امام احمد بن حنبل طبع مصر ص۱۲۸ ج ۲

مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص

حدثنا قتیبة حدثنا ابن لهیعة عن الحرث بن یزید عن جندب بن عبداللہ عن سفیان بن عوف عن عبداللہ بن عمرو۔ قال کنت عند رسول اللہ ﷺ وطلعت الشمس فقال یاتی اللہ قوم یوم القیامة نورهم کنور الشمس فقال ابوبکر۔ انحن هم یا رسول اللہ قال لا ولکنهم الفقراء والمهاجرون الذین یحشرون من اقطار الارض

ترجمہ

عمرو عاص کا بیٹا عبداللہ کہتا ہے کہ میں طلوع شمس کے وقت رسول اللہ کے پاس بیٹھا تھا کہ آنجنابؐ نے فرمایا اللہ کے حضور میں روز قیامت ایک قوم آئے گی اور ان کے چہروں پر نور سورج کے نور کی طرح ہوگا۔ پس جناب

ابوبکرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا وہ تو ہم ہیں۔ جناب نے فرمایا نہیں وہ فقرا اور مہاجرین ہیں جو اطراف زمین سے محشور ہوں گے

نوٹ۔ حضرت ابوبکر کو اہلسنت تمام اصحاب سے افضل جانتے ہیں اور جب افضل بزرگ کے چہرے پر نور نہ ہو گا تو اس پارٹی کے دوسرے لوگوں کا حال تو بہت خستہ ہو گا اور وجہ یہ ہے کہ انہوں نے نبیؐ کریم کی بیٹی پر ظلم کیا ہے۔ حضرت علیؑ ان کو غدار سمجھتے تھے لہٰذا ان کے چہرے نور کے قابل نہ ہوں گے۔

ملاں احتشام الدین مراد آبادی کی اُلٹی منطق

ملاں مذکور نے اپنی کتاب نصیحة الشیعہ ص۲۵ ج ۲ میں حضرت عمر کے اس اقرار کو کہ حضرت علیؑ ابوبکر کو ظالم اور غدار سمجھتے تھے جناب عمر کی عجیب حکیمانہ تعریف سے تعبیر کیا ہے اور کاذباً۔ آثماً۔ غادراً والی روایت کے جواب میں چند صفحات اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کئے ہیں اور ہمیں ملاں مراد آبادی کا جواب پڑھ کر اس جواب کی شان میں یہ شعر یاد آیا

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

کاذباً والی روایت کی مزید تشریح

مسلم شریف میں ہے کہ جناب عباسؓ نے حضرت عمر سے کہا تھا کہ اس ظالم علیؑ اور میرے درمیان فیصلہ کرو۔

اعتراض

عباس نے جناب علی کو ظالم کیوں کہا۔

جواب

۱۔ یہ روایت اہلسنت کی کتاب سے ہم نے الزاماً پیش کی ہے لہٰذا اس کا جواب بذمہ اہلسنت ہے۔

۲۔ عباس کا جناب علیؑ کو ظالم کہنا صرف مسلم کی روایت میں ہے اور دوسرے محدثین اہل سنت نے اس جملے کی روایت کو ترک کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک اس جملے کی صحت مشکوک ہے۔

۳۔ بالفرض عباس نے کہا بھی ہے تو عباس ہمارے عقیدہ میں معصوم نہیں اور ان کے فضائل زیادہ تر بنو عباس کے خلفا کی خوشنودی کے لئے بنائے گئے ہیں۔

"آثماً غادراً" والی روایت میں اہل تشیع کا ہدف

جناب عمر نے حضرت علیؑ سے کہا کہ آپ ابوبکر کو میراث رسولؐ اللہ والے مقدمہ میں غدار اور ظالم سمجھتے تھے۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ جناب امیر اگر ابوبکر کو ظالم اور غدار نہیں سمجھتے تھے تو آپ کا فرض تھا کہ عمر کو ٹوک دیتے اور فرماتے کہ تم غلط کہتے ہو۔ ابوبکر تو ہمارے نزدیک عادل اور پرہیزگار تھے۔ لیکن جناب امیرؑ نے تردید نہیں فرمائی اور خاموشی اختیار کی ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کی اس بات سے جناب امیر کو مکمل اتفاق تھا۔

اٹل فیصلہ

چار یاری مذہب یا تو یہ مان لے کہ جناب عمر نے مذکورہ کلام میں جھوٹ بولا ہے

اور یا یہ تسلیم کریں کہ حضرت علیؑ ابوبکر کو حدیث ما ترکنا صدقۃ کے بیان کرنے میں ظالم اور جھوٹا سمجھتے تھے۔ پہلی صورت میں جناب عمر کی خلافت باطل ہے کیونکہ جھوٹا امام نہیں ہو سکتا اور دوسری صورت میں جناب ابوبکر کی خلافت باطل ہے کیونکہ ظالم بھی امام نہیں ہو سکتا۔ اور ہماری اس مزید تشریح سے ملاں مراد آبادی کی تمام غلط تحقیق بھی باطل ہو گئی۔

نتیجہ بحث

علماء کرام کچھ خوف خدا کرو آخر ایک روز مرنا ہے خدا کو جان دینی ہے۔ قبر میں پاؤں پھیلانے ہیں۔ نبیؐ کی مظلوم بیٹی کے حق کو نہ چھپاؤ۔ ظالموں کی طرفداری نہ کرو۔ ہم نے آپ کی مسلم شریف معتبر کتاب سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ فاطمہ زہرا کو میراث رسول اللہ سے محروم کرنے کے لئے جو حدیث ابوبکر نے پیش کی تھی مولا علیؑ اس حدیث کے بیان کرنے میں ابوبکر کو ظالم اور غدار سمجھتے تھے اور جناب علی علیہ السلام ہر حالہ میں مع الحق اور مع القرآن ہیں۔ جناب امیرؑ صدیق اکبر ہیں آیت تطہیر کی رو سے معصوم ہیں آپ ان کو محفوظ مانتے ہیں۔ جناب امیرؑ رسول اللہ کی رسالت کے گواہ ہیں۔ آیت مباہلہ کی رو سے نفس رسولؐ ہیں باب مدینۃ العلم ہیں۔ ہادی امت ہیں۔ آپ کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ ایسی شان والا اگر جناب ابوبکر کو حدیث ما ترکنا صدقۃ کے بیان کرنے میں ظالم اور جھوٹا سمجھتے ہیں تو پھر ابوبکر کے تمام فضائل پر پانی پھر جاتا ہے کیونکہ حضرت علی جس کو جھوٹا سمجھیں وہ خدا اور رسول کی نگاہ میں بھی جھوٹا ہے

اعتراض

جناب ابوبکر نے جاگیر فدک اور میراث رسول اللہ سے جو مال حاصل کیا تھا اس سے دین خدا کی خدمت کی ہے۔

جواب

مال غصب کو جب اللہ کے دین پر خرچ کیا جائے تو ایسی نیکی خدا کے حضور قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس کا کوئی ثواب بھی نہیں ہے۔ حدیث بھی موجود ہے کہ خدا فاسق و فاجر کی مدد سے بھی دین کی خدمت لیتا ہے۔

جناب ابوبکر کی بیان کردہ حدیث "ما ترکنا صدقہ" کو نبی کریم کی بیویوں نے بھی جھٹلایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۹۱ ج ۵ باب حدیث بنی نضیر
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۲۷ ج ۲ باب حکم الفیٔ
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد ص ۱۲۵ ج ۲ باب الفیٔ
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن الکبریٰ ص ۳۰۱ ج ۶ کتاب الفیٔ
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب معجم البلدان ص ۲۳۹ ج ۴ ذکر فدک
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغہ ص ۱۱۵ ج ۴ خطبہ کانت بایدینا فدک
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ص ۲۸۵ ج ۵ ذکر میراث النبیؐ
۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ ص ۲۴۵ ج ۲ ذکر تقسیم میراث النبیؐ
۹۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۲۲ ج ۲ ذکر میراث النبیؐ
۱۰۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص ۲۲ ذکر غصب فدک

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا مشکل ہے کیونکہ اختصار مد نظر ہے
بعض کتب کی عبارت ملاحظہ ہو

صحیح بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو

سمعت عائشۃ زوج النبیؐ تقول ارسل ازواج النبیؐ عثمان ابی بکر یسألنہ ثمنھن مما افاء اللہ علیٰ رسولہٖ فکنت انا اردھن فقلت لھن الا تتقین اللہ لم تعلمن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لا نورث ما ترکنا صدقہ

ترجمہ

عروہ بن الزبیر بیان کرتا ہے کہ میں نے جناب عائشہ کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا نبیؐ کی بیویوں نے عثمان کو ابوبکر کے پاس بھیجا تھا اور وہ ابوبکر سے اپنا آٹھواں حصہ مانگتی تھیں۔ اس مال فیئے سے جسے اللہ نے اپنے نبیؐ کو ملکیت کے لئے دیا تھا اور میں ازواج نبیؐ کو رد کرتی تھی کہ خدا سے ڈرو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے ہم جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے اس کا کوئی وارث نہیں۔

نوٹ۔ حدیث مذکورہ سے روشن ثبوت ملتا ہے کہ نبیؐ کریم کی بیویاں ابوبکر کو میراث نبیؐ کی نفی کرنے والی حدیث بیان کرنے میں حق بجانب نہیں سمجھتی تھیں ورنہ وہ حضرت عثمان کو اپنے حصہ کی خاطر ابوبکر کے پاس نہ بھیجتیں اہل سنت تمام ازواج نبیؐ کو معتبر سمجھتے ہیں اگر جب ازواج نبیؐ حق بجانب نہیں سمجھتیں تو اہل سنت کے نزدیک وہ حق بجانب نہیں ہے۔

اعتراض

حدیث مذکور میں جناب عائشہ نے ابوبکر کی طرفداری کی ہے لہٰذا جناب ابوبکر کا

پلہ بھاری ہے۔

جواب

اگر دعویٰ ہبہ فدک میں جناب حسنین کی گواہی ان کی کمسنی اور ان کے اولاد بتول ہونے کی وجہ سے اہل سنت معتبر نہیں جانتے تو ۹ ہجری میں نبیؐ کریم کے گھر گڑیاں کھیلنے والی کمسن اماں جی کی گواہی بھی ابوبکر کے حق میں قبول نہیں۔ کیونکہ عائشہ بھی تو ابوبکر کی بیٹی ہے۔

جناب عائشہ نے بھی ابوبکر کی بیان کردہ حدیث کی تصدیق نہیں کی

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ ص۲۴۵ ج ۲

عائشہ نیز میگوید کہ طلبیدم بعد از وفات رسول اللہ میراث را از ترکہ وی کہ در خیبر و فدک و صدقہ کہ در مدینہ داشت یعنی اموال بنی النضیر پس ندارد ابوبکر بوے چیزے و جواب گفت چنانچہ بفاطمہؑ گفت و ہم چنیں ازواج مطہرات دیگر۔

ترجمہ

جناب عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے وفات رسولؐ اللہ کے بعد اپنا حق میراث طلب کیا آنجناب کے اس ترکہ سے جو خیبر فدک اور اموال بنی النضیر سے تھا لیکن ابوبکرؓ نے انہیں کچھ بھی نہ دیا اور انہیں وہی جواب دیا جو دوسری ازواج نبیؐ کو اور فاطمہ بنت رسولؐ اللہ کو دیا تھا۔

نوٹ۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ جناب عائشہ بھی میراث نبیؐ کی قائل تھیں اور بخاری والی حدیث میں چونکہ ان کے باباجی کا جواب بہت کمزور تھا۔ لہٰذا چار یاری مذہب نے خود بخود عائشہ کی گواہی بنا کر بی بی عائشہ کے سر تھوپ دی ہے ورنہ اگر حدیث ما ترکنا صدقہ کی گواہ خود عائشہ تھی تو اماں جی اپنے لیے میراث نبیؐ ہرگز طلب نہ کرتی۔

چار یاری مذہب کا ایک عذر لنگ

تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر شریعت کے معاملے میں بڑے دیانتدار تھے اگر فاطمہؑ زہرا کو ابوبکر نے میراث النبیؐ دشمنی کی وجہ سے نہیں دی تو اپنی بیٹی عائشہ سے تو ابوبکر کو کوئی دشمنی نہ تھی لہٰذا جناب عائشہ کو بھی ابوبکر کا میراث نبیؐ سے محروم کرنا ابوبکر کی دیانت کا بہت بڑا ثبوت ہے

جواب

چار یاری مذہب نیزی اس کمزور تحقیق کے بلے بلے۔ ہم اپنے قارئین کے سامنے اس غلط عذر کی اب دھجیاں اڑاتے ہیں۔ جناب عائشہ کو میراث نبیؐ سے محروم کرنے میں ایک سیاست کارفرما ہے کیونکہ عائشہ کو اگر میراث نبیؐ سے حصہ ملتا تو آٹھواں سے نواں تھا اور یہ بالکل قلیل مال تھا خلیفہ جی نے اپنی صاحبزادی کو تھوڑے سے تو محروم کر دیا اور تمام کا مالک بنا دیا اس میں عائشہ کو کون سا نقصان ہوا۔ ایک بیوہ عورت جس کے بال بچے بھی نہیں ہیں اس کو ایک لاکھ کی مالیت کا باغ دے دینا اور باقی ازواج سے اس کو وظیفہ بھی دو ہزار زیادہ دینا۔ اس میں بیوہ کا کیا نقصان ہوا ہے اور نیز خلافت و حکومت بھی اس کے میکے گھر میں ہے اس کی تو

پانچوں گھی میں ہیں ۔

نقصان تو رسول اللہ کی مظلومہ بیٹی کا ہوا ہے کیونکہ باپ کی وفات کے بعد میکے گھر کا دروازہ تو بالکل بند ہو گیا تھا۔ کیونکہ صرف سوتیلی مائیں ہیں اور ایسی ماؤں کا سلوک معلوم ہے۔ رہا سسرال کا گھر تو شوہر علی ابن ابیطالب کا سوائے چند مخلصین کے تمام عرب دشمن ہے۔ اور وہ اس لئے کہ حضرت علیؑ کی تلوار سے نبی کریم کی جنگوں میں رسولؐ کے حکم سے کفار قبائل کے سردار سارے گئے تھے اور عرب کا کینہ محتاج بیان نہیں اور رسول کی بیٹی کے چار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ والد رسول اللہ جو جاگیر گزر اوقات کے لئے بیٹی کو دے گئے ہیں اس پر یاران نبیؐ نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے اور میراث نبی دینے سے بھی انکاری ہیں۔ جناب عائشہ اور بنت رسولؐ کے مقدر میں بڑا فرق ہے۔ ابوبکر نے اپنی بیٹی کی کمی تو ہر لحاظ سے پوری کر دی اور رسول اللہ کی بیٹی اس دنیا سے روتی ہوئی اور ابوبکر کو بد دعائیں دیتی ہوئی وفات پا گئی۔

جو خلافت رشوت سے پروان چڑھی ہو اس کی پارسائی کا حال معلوم ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الطبقات الکبری لابن سعد ص ۱۸۲ ج ۳ ذکر بیعت ابی بکر

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الخلافۃ مع الامارہ ص ۱۳۰ ج ۳

فلما اجتمع الناس علی ابی بکر قسم بین الناس قسماً فبعث الی عجوز من بنی عدی بن النجار بقسمها مع زید بن ثابت فقالت: ما هذا؟ قال: قسم قسمه ابوبکر للنساء

فقالت أترا شونی عن دینی؟ فقالوا لا فقالت أتخافونی ان ادع ما انا علیه فقالوا لا قالت فواللہ لا اٰخذ منه شیئاً ابداً۔

ترجمہ

(جب حضرت علی کے مخالفین نے) ابوبکر کی حکومت پر اجماع کر لیا تو ابوبکر نے ان لوگوں میں کچھ مال بانٹا اور بنی عدی کی ایک بوڑھی کا حصہ زید بن ثابت کو دے کر اس کے پاس بھیجا تو بوڑھی نے پوچھا یہ مال کیسا ہے۔ زید نے کہا یہ تیرا حصہ ہے اس مال سے جو ابوبکر نے عورتوں میں بانٹا ہے۔ بوڑھی نے کہا آپ مجھ کو میرے دین کے متعلق رشوت دینا چاہتے ہو۔ زید نے کہا نہیں۔ بوڑھی نے کہا کیا تمہیں ڈر ہے کہ جس دین پر میں ہوں اس کو میں چھوڑ دوں گی زید نے کہا نہیں۔ پس بوڑھی نے کہا میں اس مال سے کچھ بھی نہیں لوں گی۔

نوٹ۔

جس خلیفے نے اپنی حکومت کی مضبوطی کی خاطر بنت رسولؐ کے گھر کو جلانے کی اجازت دی تھی اور جس نے بنت نبیؐ کی جاگیر فدک غصب کی تھی اور جس نے اپنے اقتدار کی خاطر لوگوں کو مال خدا سے رشوت دی تھی اس کی پارسائی کا حال معلوم ہے

نتیجہ بحث اور شاہ عبدالعزیز کی ڈفلی

شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ خاتمۃ الکتاب ص ۲۹۳ میں لکھتے ہیں

باز دیدیم کہ مذہب شیعہ با مذاہب فرق خمسہ کفار کہ پنج است۔ یہود و نصاریٰ

وصابئین و مجوس و ہنود بسیار شابہت دارد

ترجمہ

مذہب شیعہ پانچ کفار فرقوں سے بہت مشابہت رکھتا ہے اور وہ پانچ یہ ہیں۔ ۱۔ یہود ۲۔ نصاریٰ ۳۔ مجوس ۴۔ صابئین ۵۔ ہنود

دہلوی دجال کو لگام

ہم اہل تشیع کہتے ہیں کہ یہ دہلوی زندیق اور اس کا باپ مذکورہ کفار فرقوں سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے کیونکہ ہندو مذہب میں بیٹی کو باپ کی میراث مال نہیں ملتی اور یہ دہلوی باپ بیٹا بھی نبیؐ کی بیٹی کو نبیؐ کی میراث سے محروم سمجھتے ہیں بلکہ یہ دونوں یہود و نصاریٰ سے بھی بدتر ہیں کیونکہ یہود و نصاریٰ نے اپنے کسی نبی کی بیٹی کو اس کی میراث مال سے محروم نہیں کیا اور یہ دونوں اپنے نبیؐ کی بیٹی کو آنجنابؐ کی میراث سے محروم سمجھتے ہیں

ارباب انصاف!

شرافت کے ڈپو پر صرف ہمارا ہی قبضہ نہیں انہیں بھی کرنا لینا چاہیئے تھا۔

قارئین! ہم نے ان کے مذہب کی دس عدد کتب معتبرہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نبیؐ کی بیویاں میراث نبیؐ کی قائل تھیں اور ابوبکر کو اس حدیث ماترکنا صدقہ کے بیان میں حق بجانب نہیں سمجھتی تھیں۔

مُلاں احتشام الدین مرادآبادی نے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارا ہے

ملاں موصوف اپنی مایۂ ناز کتاب نصیحۃ الشیعہ ص۱۲۳ میں لکھتے ہیں۔

عبارت کتاب

تماشا یہ ہے کہ جس اللہ نے تمام مسائل ایمانیہ اور اعتقادیہ کو بڑی تفصیل سے

بیان کیا اس اللہ نے مسئلہ امامت کی توضیح میں ایسی کمی کی کہ کچھ بھی مطلب نہ نکلا اور جب اللہ کی طرف سے ایسی کمی ہوئی تو پیغمبر نے بھی توضیح کرنی مناسب نہ سمجھی اسی لئے لفظ مولیٰ فرما دیا جس کے بہت سے معنی ہیں۔

ملاں مرادآبادی کی توضیح چار یاری مذہب کیلئے مضر ہے

ہم اہل تشیع کہتے ہیں کہ مسئلہ میراث نبیؐ میں اس ملاں کی یہ عبارت ختم ہو گئی۔ مسئلہ مذکورہ میں اس کو کہنا چاہیئے تھا کہ جس اللہ نے مسئلہ میراث کو قرآن میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا اس اللہ نے مسئلہ میراث نبیؐ کی توضیح میں ایسی کمی کی کہ کچھ مطلب نہ نکلا۔ اور اسی کی وجہ سے جناب ابوبکر کی خلافت تباہ و برباد ہو گئی اور جب اللہ کی طرف سے ایسی کمی ہوئی تو پیغمبر نے بھی توضیح کرنی مناسب نہ سمجھی اور اپنے تمام وارثوں کو اس مسئلہ سے ناواقف رکھا اور دنیا سے جاتے وقت چپکے سے صرف ابوبکر کے کان میں کہہ گئے کہ ماترکنا صدقہ جس کے کئی معانی ہیں اور ایک یہ بھی کہ حضورؐ نے ابوبکر سے کچھ بھی نہ کہا ہو اور جناب ابوبکر نے اپنی حکومت کی حفاظت کی خاطر یہ بات نبیؐ کے سر تھوپ دی ہو کیونکہ جناب ابوبکر بھی بادلی کی طرح معصوم تو ہیں نہیں ایک عام انسان ہیں اور ان سے غلطی ہو جانا ممکن ہے۔

جناب ابوبکر کی بیان کردہ حدیث "ماترکنا صدقہ" عقل کی روشنی میں بھی غلط ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۲۱۵ آخر یوصیکم اللہ

ان المحتاج الی معرفۃ ھذہ المسئلۃ ماکان الا فاطمۃ

وعلیاً والعباس وھولاء کانوا من اکابر الزھاد والعلماء واھل الدین واما ابوبکر فانہ ما کان محتاجا الی معرفتہ ھذہ المسئلۃ البتۃ لانہ ما کان ممن یخطر ببالہ انہ یرث من الرسولؐ فکیف یلیق بالرسول ان یبلغ ھذہ المسئلۃ الی من لاحاجۃ بہ الیھا ولا یبلغھا الی من لہ الی معرفتھا اشد الحاجۃ

ترجمہ

میراث نبی کے حکم کے بیان کی طرف صرف جناب علیؑ اور فاطمہؑ زہرا اور عباس ہی محتاج تھے اور یہ ہستیاں عالی مرتبہ علماء اور اعلےٰ درجہ کی دیانت دار اور بلند پایہ زہاد سے تھیں اور جناب ابوبکر کو اس مسئلہ کے حکم کی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ابوبکر ان لوگوں میں سے نہیں تھے کہ جن کے دل میں کبھی آیا ہو کہ وہ بھی وارث رسولؐ ہوں گے۔ پس نبیؐ کی شان کے کیسے لائق ہوا کہ جسے اس مسئلہ کو ضرورت نہ تھی اسے تو بتائیں اور جن کو اس مسئلہ کی سخت ضرورت تھی ان کو نہ بتائیں۔

نوٹ۔

مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ جس گروہ کو جس حکم کی ضرورت ہو حاکم کو چاہیئے کہ وہ حکم اسی گروہ کو بتائے لہٰذا میراث نبیؐ کی ضرورت عترتِ رسولؐ کو تھی اور نبی کریم نے ان کو نفی میراث کا حکم نہیں بتایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسا کوئی حکم اسلام میں نہیں ہے۔

حضرت علیؑ کو ہزار باب علم رسول اللہؐ نے تعلیم فرمایا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص۲۴۳ آیہ اِنَّ اللہَ اصطفیٰ آدم ونوحا

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ الباب الرابع عشر

قال علیؑ علّمنی رسول اللہ الف باب من العلم واستنبطتُ من کل باب الف باب

ترجمہ

جناب امیرؑ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے ایک ہزار باب علم تعلیم فرمایا تھا اور میں نے ہر باب سے ہزار ہزار باب علم استنباط کیا ہے۔

نوٹ۔

حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوا کہ جناب امیرؑ کے علم کے سامنے ابوبکر کے علم کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ لہذا غور کا مقام ہے کہ نبی کریم ہزار باب علم تو جناب امیرؑ کو تعلیم فرما گئے اور یہ بات نہ بتائی کہ ہم انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا اور تعجب ہے کہ یہ راز چپکے سے ابوبکر کے کان میں کہہ گئے۔

حدیث ماترکنا صدقہ کے غلط ہونے کی مزید تشریح

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نورالابصار ص۶ مؤلف شبلنجی

۲- اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص ۲۲۹ ج ۲ ذکر علی ابن ابیطالب

قال رسول اللہ من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فہمہ والی ابراہیم فی حلمہ والی یحیی فی زہدہ والی موسی فی بطشہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب۔

ترجمہ

جو شخص آدم نبیؑ کو اس کے علم میں اور نوح کو ان کی دانشمندی میں اور ابراہیم کو ان کی بردباری میں اور یحییٰ کو ان کی پرہیزگاری میں اور موسیٰ کو ان کی ہیبت میں دیکھنا چاہے پس وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھ لے۔

نوٹ :۔

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب امیرؑ میں کمالاتِ انبیا پائے جاتے ہیں جن میں علم اور دیانت کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ جب ایسے کمالات والی ہستی نے حدیث مذکور کے بیان کرنے میں ابوبکر کو جھوٹا اور غدار سمجھا ہے (مسلم شریف گواہ ہے) تو معلوم ہوا حدیث مذکور غلط ہے

جناب ابوبکرؓ کی بیان کردہ حدیث کے جھوٹے ہونے کی عقل کی روشنی میں مزید توضیح

ثبوت ملاحظہ ہو

جس طرح آیات قرآنی کا شان نزول ہوتا ہے کہ فلاں آیت فلاں وقت میں نازل ہوئی ہے اور سبب نزول یہ ہے۔ اسی طرح احادیث کے بیان کے مواقع ہیں کہ فلاں حدیث رسول اللہ نے فلاں وقت میں فلاں جگہ اس مناسبت سے ارشاد فرمائی ہے، مثلاً حدیث منزلت، حدیث طیر، حدیث اخوت۔ حدیث رایت۔ حدیث من کنت مولا کے مواقع ہیں کہ جہاں حضور پرنور نے انہیں ارشاد فرمایا۔ حدیث ما ترکنا صدقہ کے بیان کے تین مقام تھے۔

پہلا مقام :۔

جب آیات وراثت نازل ہوئی تھیں تو وہ آیات اپنے حکم عام کے عنوان سے نبی کریم کو بھی شامل تھیں۔ اگر رسول اللہ وراثت کے حکم عام سے مستثنیٰ تھے تو یہ بات ایک خاص اہمیت رکھتی تھی کیونکہ اس کے پوشیدہ رکھنے میں اصحاب اور آل کے درمیان جھگڑا پیدا ہونے کا سخت اندیشہ تھا۔ لہذا نبی کریم پر وانذر عشیرتک الاقربین کی رو سے فرض تھا کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ زہرا اور تمام مسلمانوں کو بتا دیتے کہ ہر انسان کا وفات کے بعد اس کا ترکہ اس کے وارث بانٹیں گے۔ لیکن میرا ترکہ میرے وارث نہیں بانٹیں گے بلکہ میرا ترکہ میری بجھو کی امت پر صدقہ ہوگا۔

ارباب انصاف۔ آیات میراث کے وقت نزول رسولؐ اللہ نے اپنے لاوارث ہونے کا اعلان نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کا لاوارث ہونا من گھڑت مسئلہ ہے۔

دوسرا مقام :۔

جب خیبر و فدک کے علاقے حضورؐ کے قبضے میں آئے تھے تو جناب پر فرض تھا کہ یہ بتا دیتے کہ یہ جاگیریں جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہیں یہ صرف میری زندگی میں میرا ملک ہیں اور میری وفات کے بعد ان کو میری وارث بیٹی نہیں لے سکتی۔ کیونکہ میرا ترکہ میرے بعد کے اصحاب پر صدقہ ہے۔

ارباب انصاف۔ شریعت کے بادشاہ نے خیبر و فدک کے فتح کے وقت ایسا کوئی اعلان نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ نبی کے لاوارث ہونے کا مسئلہ آل نبی کا حق کھانے کے لئے یار لوگوں نے بنایا ہے۔

بلسرا مقام

مرض الموت میں وفات سے پہلے جناب پر فرض تھا کہ اپنی بیٹی اور تمام مسلمانوں کو یہ مسئلہ بتا دیتے کہ میں لاوارث ہوں اور میرا تمام مال میرے مسکین صحابہ پر اور عثمان غنی جیسے غریبوں پر صدقہ ہے۔

ارباب انصاف۔ وقت وفات نبی کریم نے ایسا کوئی اعلان نہیں فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ نبی کے لاوارث ہونے والا مسئلہ میراث نبیؐ کو ہضم کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

نتیجہ بحث

مذکورہ تین مقامات میں نبی کریم کا اپنے لاوارث ہونے کو بیان نہ کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ نبی کا لاوارث ہونا ایک من گھڑت مسئلہ ہے اور ناممکن ہے حضور ایسی بات بنی ہاشم سے پوشیدہ رکھیں جس کے چھپانے کی وجہ سے اصحاب نبیؐ اور بنی ہاشم میں جھگڑا پیدا ہونے کا سخت اندیشہ ہے اور چپکے سے یہ بات ابوبکر کے کان میں کہہ دیں کہ میں لاوارث ہوں اس کا دوسرا مطلب تو یہ ہوا کہ آل اور اصحاب کو نبی کریم خود لڑا گئے ہیں حالانکہ اس چیز سے نبیؐ کی شان بلند ہے۔

ارباب انصاف۔ ایسی بات کو ماننے کی کیا ضرورت ہے جس کی وجہ سے نبیؐ اور آل نبیؐ کی شان پر حرف آتا ہو۔ بلکہ عقلمند کو چاہیئے کہ وہی بات کرے جس میں صرف جناب ابوبکر کی غلطی ثابت ہوتی ہے کیونکہ ابوبکر معصوم تو ہیں نہیں اور جس طرح ان سے اور غلطیاں ہوئی ہیں اسی طرح فدک کی جاگیر بنت نبی سے غصب کرنا اور میراث نبی کا انکار کرنا بھی ان کی ایک بھاری غلطی ہے۔

جناب ابوبکر نے وقت وفات اپنی نو غلطیوں کا اقرار کیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

١۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ الرسل والملوک المعروف تاریخ طبری ص ٢٤ ج ٤
٢۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الخلافت مع الامارہ ص ١٣٥ ج ٣
٣۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاموال لابی عبید باب الحکم فی رقاب اہل العنوہ ص ١٣١
٤۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الامامت والسیاست ص ١٨ ج ١ ذکر وفات ابی بکر
٥۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ذکر ایام ابی بکر ص ١٢٧ ج ٢
٦۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مروج الذہب للمسعودی ص ٣٠٨ ج ٢ ذکر خلافت ابی بکر
٧۔ اہلسنت کی معتبر کتاب العقد الفرید ذکر وفات ابی بکر ص ٢٠٨ ج ٢
٨۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ٢٢٥ ج ٤ ذکر کتاب لہ الی اہل مصر مع مالک اشتر

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے لہذا صرف تاریخ طبری کی عبارت ملاحظہ ہو

جناب ابوبکر کا وقت وفات نو باتوں پر اظہار افسوس

طبری کی عبارت

قال ابوبکر اجل انی لا آسی علی شیء من الدنیا الا علی ثلث فعلتھن وددت انی ترکتھن وثلث ترکتھن وددت انی فعلتھن وثلث وددت انی سالت عنھن رسول اللہ الخ

چونکہ اختصار کے مدنظر تمام عربی عبارت پیش کرنا مشکل ہے ہم صرف ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں

ترجمہ۔ جناب ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے تین کام کئے ہیں اور اب مجھے افسوس ہے کہ وہ نہ کرتا۔ اور وہ تین یہ ہیں۔

١۔ میں فاطمہ زہرا کے گھر کی بے احترامی نہ کرتا
٢۔ اور میں فجاء سلمی کو آگ میں نہ جلاتا
٣۔ اور روز سقیفہ میں امر خلافت عمر یا ابوعبیدہ جراح کے گلے میں ڈال دیتا۔

اور وہ تین کام جو میں نے نہیں کیے افسوس ہے کہ کر لیتا۔

نمبر۱۔ جب اشعث بن قیس میرے پاس قیدی ہو کر آیا تھا تو اسے قتل کروا دیتا

نمبر۲۔ جب خالد بن ولید کو میں نے اہل ردّہ کی طرف بھیجا تو خود میں مقام ذی القصہ میں ٹھہر جاتا

نمبر۳۔ جب میں نے خالد کو شام بھیجا تو عمر کو عراق بھیج دیتا

اور تین مسئلے جو میں نے نبیؐ سے نہیں پوچھے افسوس کہ پوچھ لیتا۔ وہ یہ ہیں۔

نمبر۱۔ کاش میں نبی کریم سے پوچھ لیتا کہ آیا خلافت میں انصار کا بھی حق ہے یا نہیں

نمبر۲۔ افسوس کہ میں نبی کریم سے پوچھ لیتا کہ آپ کے بعد خلافت کس کا حق ہے

نمبر۳۔ اور میں بھانجی اور پھوپھی کی میراث کا مسئلہ بھی دریافت کر لیتا۔

نوٹ۔

ارباب انصاف۔

اگر ہم اپنی طرف سے یہ کہتے کہ جناب ابوبکر نے غلطی کی ہے تو چار یاری مذہب کو ہم پر ناراض ہونے کا حق تھا لیکن ہم نے تو ان کی آٹھ عدد کتب معتبرہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ نو غلطیوں کا جناب ابوبکر ان کے صدیق خلیفہ نے اپنی زبان مبارک سے اقرار کیا ہے۔ لہٰذا چار یاری مذہب کو ہم غریب شیعوں پر ناراض ہونے کا کوئی حق نہیں۔ اگر کوسنا ہے تو اپنے بزرگ علماء کو کوسیں جنہوں نے اصحاب کی کردار کشی کی ہے۔

ارباب انصاف

جو خلیفہ اپنی مبارک زبان سے اپنی نو غلطیاں تسلیم کرتا ہے اگر اس کے ذمہ یہ غلطی بھی لگا دی جائے کہ اس نے نبیؐ کریم کی بیٹی پر ظلم کیا ہے تو کیا حرج ہے۔

شاہ عبدالعزیز اور ابن تیمیہ کی غلط تحقیق اور صاحب رسالہ باغ فدک کی اندھی تقلید

تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب نے ما ترکنا صدقہ کی صحت کو ثابت کرنے کے لئے بڑی غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اس حدیث کو بہت سے صحابہ نے روایت کیا ہے۔ مثلاً جناب علیؑ۔ حذیفہ۔ عباس۔ عثمان۔ عبدالرحمٰن۔ سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن عوام نے بھی اس روایت کی تائید کی ہے۔

جواب:۔

شاہ صاحب کا تمام بیان جھوٹ اور بہتان ہے۔ کتب شیعہ سے یہ ہرگز ثابت نہیں کہ کسی عادل نے اس روایت کو نبی کریمؐ سے بیان کیا ہو۔ شاہ صاحب کا اپنی کتاب سے کوئی حوالہ دینا ہمارے لئے کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں جناب امیرؑ کے علاوہ عمر کی جن صحابہ نے تائید کی ہے وہ سیاسی تائید ہے اور ہمارے نزدیک ایسی تائید کی کوئی وقعت نہیں اور جناب امیرؑ نے اس حدیث کے بیان کرنے میں ابوبکر کو جھوٹا سمجھا ہے۔ مسلم شریف میں عاٰثماً غادراً کاذباً والی حدیث گواہ ہے۔

ابن تیمیہ کی غلط تحقیق

ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں کہتا ہے۔ حدیث ما ترکنا صدقہ سنت قطعی ہے اور اس کی صحت پر اجماع صحابہ ہے۔

جواب:۔

ابن تیمیہ کا یہ کہنا کہ اس حدیث کی صحت پر اجماع صحابہ ہے، ہم کہتے ہیں۔

اجماعِ صحابہ خواہ اس حدیث کی صحت پر ہوا ہو یا بالفرض ابوبکر و عمر و عثمان کی خلافت کی صحت پر ہو ہمارے نزدیک اس کی کوئی وقعت نہیں ہے! اجماع خواہ محصل ہو یا منقول مرکب ہو یا بسیط۔ جب تک اس میں کوئی معصوم شامل نہ ہو تو ہمارے نزدیک حجت نہیں ہے۔ غیر معصوم لوگوں کا کسی بات پر اتفاق کر لینا اس کو عینِ اسلام نہیں بنا دیتا اور حدیثِ مذکور کی صحت سے جناب فاطمۃ زہرا اور جناب امیرؑ نے انکار فرمایا ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو سن کر فاطمہ زہرا ابوبکر پر ناراض ہوئی تھیں اور مسلم کی روایت گواہ ہے کہ جناب امیرؑ بھی ابوبکر کو اس حدیث کے بیان کرنے میں جھوٹا سمجھتے تھے اور نیز یہ حدیث دس عدد آیاتِ قرآنی کے مخالف ہے اور جو حدیث یا مذہب بقول شاہ عبدالعزیز ثقلین کے یعنی قرآن اور عترت کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔ پس یہ حدیث بھی باطل ہے۔

ابنِ تیمیہ کا حدیث ما ترکنا صدقہ کو سنت قطعی کہنا اور شاہ ولی اللہ کا قرۃ العینین میں اس کو خبر متواتر کہنا بالکل غلط ہے

[ثبو]ت ملاحظہ ہو۔

اہل سنت کی معتبر کتاب "حسامی" باب فی بیان اقسام السنۃ ص۸۶

المتواتر وھو ما یرویہ قومٌ لا یحصیٰ عددھم ولا یتوھم تواطؤھم علی الکذب لکثرتھم وعدالتھم وتباین اماکنھم ویدوم ھذا الحدّ الیٰ ان یتصل برسول اللہ و ذالک مثل نقل القران والصلواۃ الخمس واعداد الرکعات

ومقادیر الزکواۃ وما اشبہ ذالک

ترجمہ:-

خبر متواتر وہ ہے جسے بے شمار لوگ روایت کریں اور ان کی کثرت و عدالت اور ان کے گھروں کے دور دور ہونے کی وجہ سے اُن کے جھوٹ پر اتفاق کرنے کا احتمال نہ ہو اور یہ شرائط ہر طبقہ رواۃ میں جاری ہوں حتیٰ کہ سلسلہ نبیؐ تک پہنچے اور متواتر کی مثال ہیں۔ الفاظِ قرآن۔ نماز پنجگانہ۔ اور عدد رکعات اور مقدارِ زکواۃ۔

متواتر کی یہ تعریف ابوبکر کی بیان کردہ حدیث پر صادق نہیں آتی

ثبوت ملاحظہ ہو:

۱:- اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفضائل ص۱۲۲/۶
۲:- اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء فصل فی ما وقع فی خلافۃ ابی بکر ص۳۷
۳:- اہل سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ باب اول فصل خامس ص۱۹
۴:- اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید خطبہ کانت بایدینا فدک ص۱۱۱/۴

کنز العمال کی عبارت ملاحظہ ہو

قالت عائشۃ واختلفوا فی میراثہ فما وجدوا عند احد من ذلک علماً فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکنا صدقۃ۔

ترجمہ:۔

جنابِ عائشہ کہتی ہیں۔ میراثِ نبیؐ میں اصحاب نے اختلاف کیا تھا اور اس مسئلے کے حکم کا علم کسی کے پاس نہیں تھا۔ پس ابوبکر نے کہا میں نے نبی سے سنا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے۔ ہم انبیا کا کوئی وارث نہیں اور جو ہم چھوڑ جائیں وہ (ہماری بعد کی امت پر) صدقہ ہے

نوٹ:۔

مذکورہ چار عدد کتب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حدیثِ مذکور کا راوی صرف ابوبکر ہے۔ اور جس حدیث کا راوی صرف ایک شخص ہو وہ خبر متواتر نہیں ہے لہذا ابنِ تیمیہ کا خبر مذکور کو سنت قطعی کہنا اور شاہ ولی اللہ کا خبر متواتر کہنا سفید جھوٹ ہے۔

محمود احمد رضوی کی غلط بیانی

علامہ موصوف نے اپنے رسالہ باغِ فدک میں انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علیٰ اثارھم مقتدون کا لبادہ اوڑھ کر مذکورہ حدیث کی صحت پر خوب روشنی ڈالی ہے اگرچہ اس کے متواتر ہونے سے گریز کر کے شاہ ولی اللہ کے جھوٹ پر مہر تصدیق لگائی ہے لیکن تاریخ الخلفاء پر ایک تاریخی کتاب ہونے کا دھبہ لگا کر گلو خلاصی کرائی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ کنز العمال تو حدیث کی کتاب ہے یہ تو تاریخی نہیں۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

علامہ موصوف رسالہ باغِ فدک ص۱۵۱ پر لکھتے ہیں کہ اگر حدیث ما ترکنا صدقہ کا راوی صرف ابوبکر بھی ہو تو اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس حدیث کا اظہار سب سے پہلے ابوبکر نے کیا اور یاد دلانے پر سب کو یاد آ گئی جس سے ابوبکر کا اعلم اور

احفظ ہونا بھی ثابت ہوا۔

جواب:۔

اس غلط تحقیق کی داد تو علامہ موصوف کو ابوبکر، عمر و عثمان ہی دیں گے ہم تو ان کی غلط بیانی کو ناظرین کے سامنے ان کی کتب معتبرہ سے پیش کرتے ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو:

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح القوشجی مبحث الامامت ص۴۰۶

واما مطاعن ابی بکر فمنہا انہ خالف ابوبکر کتاب اللہ فی منع ارث رسول اللہ بخبر رواہ ھو وھو نحن معاشر الانبیا لا نورث وما ترکناہ صدقۃ وتخصیص الکتاب انما یجوز بالخبر المتواتر دون الاحاد واجیب بان خبر الاحاد وان کان ظنی المتن فقد یکون قطعیا الدلالۃ فیخصص بہ عام الکتاب لکونہ ظنیا الدلالۃ وان کان قطعیا المتن جمعاً بین الدلیلین وتمام تحقیق ذالک فی اصول الفقہ۔

ترجمہ:۔

(محقق طوسی فرماتے ہیں) جناب ابوبکر کی برائیوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے قرآن کی مخالفت کی ہے۔ رسول اللہ کی میراث سے انکار کرنے میں اور انکار کی وجہ وہی ان کی روایت ہے اور وہ خبر احاد ہے اور قرآن کو تخصیص خبر متواتر سے دی جاتی ہے۔ شارح قوشجی محقق طوسی کو یہ جواب دیتے ہیں کہ حدیث ما ترکنا صدقہ اگرچہ احاد ہے اور ظنی المتن ہے لیکن کبھی خبر احاد قطعی الدلالت ہوتی ہے

اور قرآن جو ظنی الدلالت ہے۔ اس کو کبھی خبر احاد قطعی الدلالت سے تخصیص دی جاتی ہے۔

نوٹ:۔

شارح قوشجی تسلیم کرتے ہیں کہ ابوبکر کی بیان کردہ حدیث خبر احاد ہے اور بقول محمود احمد رضوی اگر یہ مذکورہ خبر ابوبکر کے یاد دلانے سے سب کو یاد آ گئی تو اہلسنت کا یہ چوٹی کا عالم شارح قوشجی اس کو احاد تسلیم نہ کرتا۔

شارح قوشجی کی تحقیق اس امر کا بین ثبوت ہے کہ علامہ محمود احمد رضوی کا بیان بالکل جھوٹ اور فریب ہے اور نیز حضرت علی علیہ السلام نے جو اہل سنت کے نزدیک محفوظ اور اہل شیعہ کے نزدیک معصوم ہیں ابوبکر کو حدیث مذکورہ کے بیان میں جھوٹا سمجھا ہے۔ (مسلم شریف کی کاذبا۔ فادراً۔ عاصیا والی روایت شاہد ہے) معلوم ہوا ابوبکر کے اظہار سے جناب امیرؑ کو یہ حدیث یاد تو نہ آئی جناب علیؑ اور زہراؑ نے جس طرح رسول اللہ سے فیض حاصل کیا ہے اور کسی نے حاصل نہیں کیا اور جب انہوں نے اس حدیث کو جھٹلا دیا تو اور کسی کی تصدیق بالکل بے کار ہے۔

حدیث ماترکنا صدقہ کے حکم میں جناب امیرؑ کی ابوبکر سے مخالفت کا ایک اور روشن ثبوت

ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب العواصم من القواصم ص۱۹۶

مولف القاضی ابی بکر ابن عربی مطبوعہ سہیل اکیڈمی

واما قول عمر انھما اعتقدا ان ابا بکر ظالم خائن غادر فانما ذلك خبر عن الاختلاف فی نازلۃ وقعت

من الاحکام رائی فیھا ھذا رایاً ورأی فیھا ذلك رایاً فحکم ابو بکر وعمر بھا رایا ولم یر العباس وعلی ذالك

ترجمہ:۔

"اور عمر کا یہ کہنا کہ وہ دونوں (جناب علیؑ اور عباس) یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ابوبکر ظالم ہے۔ غدار ہے۔ خیانت کار ہے۔ عمر کا یہ قول ایک واقعہ کے حکم میں جو اختلاف ہوا ہے اس کے متعلق یہ خبر ہے کہ جناب امیرؑ اور عباس میراث نبیؐ کے قائل تھے اور ابوبکر انکار کرتے تھے ابوبکر اور عمر نے اپنے نظریہ میں میراث نبیؐ سے انکار کیا اور جناب امیرؑ اور عباس نے ابوبکر کو اس انکار میں ظالم اور غدار سمجھا۔

محمود احمد رضوی کے فریب کا بھانڈا پھوٹ گیا

نوٹ:۔ ابن عربی اہل سنت کا چوٹی کا عالم ہے اور تسلیم کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو ماترکنا صدقہ کے نظریہ میں ظالم اور غدار سمجھا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث کو جب ابوبکر نے بیان کیا تو حضرت علیؑ اور عباس کو یہ حدیث یاد نہ آئی کیونکہ یہ حدیث تھی ہی نہیں اور نیز معلوم ہوا کہ محمود احمد رضوی کا یہ کہنا کہ جب ابوبکر نے حدیث کو ظاہر کیا تو سب کو یاد آ گئی۔ یہ علامہ مذکور کا ایک سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ سب میں تو حضرت علیؑ بھی شامل ہیں اور ان کو یاد نہیں آئی اور علامہ مذکور کا یہ کہنا کہ حدیث مذکورہ کے بیان کرنے سے حضرت ابوبکر کا اعلم اور احفظ ہونا بھی ثابت ہوا۔ ہم اہل تشیع کہتے ہیں۔ علامہ صاحب تمہاری مسلم شریف گواہ ہے کہ حدیث مذکورہ کے بیان کرنے سے ابوبکر کا ظالم۔ غادر خائن

اور اثم ہونا ثابت ہوا۔ اور مبارک ہو جناب کو۔

حدیث ما ترکنا صدقہ کے قابل استدلال نہ ہونے کا ایک اور روشن ثبوت ملاحظہ ہو

جس حدیث میں اختلاف ہو اس کے بیان کرنے سے خود جناب ابوبکر نے منع فرمایا تھا۔

اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص۳ ذکر ابوبکر

ان الصدیق جمع الناس بعد وفات نبیھم فقال انکم تحدثون عن رسول اللہ احادیث تختلفون فیھا والناس بعدکم اشد اختلافاً فلا تحدثوا عن رسول اللہ شیئاً فمن سألکم فقولوا بیننا وبینکم کتاب اللہ فاستحلوا حلالہ وحرموا حرامہ

ترجمہ:

حضرت ابوبکر نے وفاتِ نبیؐ کے بعد لوگوں کو جمع کیا تھا اور کہا کہ تم رسول اللہؐ سے ایسی احادیث بیان کرتے ہو کہ جن کے صحیح ہونے میں تم خود اختلاف کرتے ہو اور لوگ تمہارے بعد زیادہ اختلاف کریں گے۔ پس تم رسول اللہؐ سے کوئی حدیث بیان نہ کرو۔ اور جو شخص تم سے کوئی چیز پوچھے تو آپ اسے کہیں کہ ہمارے اور آپ کے درمیان اللہ کی کتاب ہے پس جس چیز کو قرآن حلال کہے تم اس کو حلال سمجھو اور جس

کو قرآن حرام کہے اسے حرام سمجھو۔

نوٹ:۔

مذکورہ عبارت اس چیز کا روشن ثبوت ہے کہ جس حدیث کے صحیح ہونے پر اختلاف ہو حضرت ابوبکر نے اس حدیث کے بیان کرنے سے منع کیا ہے۔ ہم اہلِ تشیع کہتے ہیں کہ حدیث ما ترکنا صدقہ کو جب ابوبکر نے بیان کیا تھا تو جناب امیرؑ نے اس حدیث کی صحت میں اس قدر اختلاف کیا کہ مسلم شریف کی روایت کی رو سے ابوبکر کو جناب امیرؑ نے جھوٹا اور غدار سمجھا تھا۔ اور جناب عباس اور جناب فاطمہؑ زہراؑ نے بھی اس حدیث کے صحیح ہونے سے انکار کیا تھا۔ لہذا جب ابوبکر نے دوسروں کو مختلف فیہ حدیث کے بیان کرنے سے وفاتِ نبیؐ کے بعد منع کیا تھا تو خود ایسی حدیث کیوں بیان کی جو اللہ کی کتاب (قرآن) کے بھی مخالف ہے۔ اور عترتِ رسولؐ جناب علیؑ اور جناب زہراؑ کے فرمان کے مخالف ہے اور یہ دونوں ثقلین ہیں اور بقول شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ جو حدیث یا مذہب ثقلین کے مخالف ہے وہ بالکل غلط ہے۔ پس مذکورہ حدیث بھی بالکل غلط ہے۔

نوٹ ۲:۔

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب ابوبکر لوگوں کو حلال و حرام معلوم کرنے کے لئے قرآن پاک کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتے تھے اور ہم اہل تشیع کہتے ہیں کہ میراثِ نبیؐ کو قومی تحویل میں لینا ابوبکر کے لئے حرام تھا۔ لہذا اس مسئلے میں خلیفہ نے خود قرآن کی مخالفت کیوں کی ہے۔ قرآن کی دس عدد آیات دلالت کرتی ہیں کہ ہر بیٹی خواہ وہ نبیؐ کی بیٹی ہی کیوں نہ ہو وہ اپنے باپ کی وارث ہے لہذا فاطمہؑ زہراؑ کو ابوبکر نے کس آیت قرآنی کی رو سے میراثِ نبیؐ سے محروم کیا

جناب عثمان نے قرآن پاک کو جلایا تھا اور جناب ابوبکر نے ذخیرۂ احادیث کو جلایا تھا

ثبوت ملاحظہ ھو۔

١:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تذکرۃ الحفاظ للذہبی ص۵ ذکر ابوبکر

٢:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ محب الدین طبری ص٢٤٢ ج ١ ذکر ورعہ

قالت عائشۃ جمع ابی الحدیث عن رسول اللہ وکانت خمسۃ مائۃ حدیث فبات لیلۃ یتقلب کثیراً قالت نغمنی فقلت اتتقلب لشکوی او لشئ بلغک فلما اصبح قال ای بنیۃ ھلمی الحادیث التی عندک فجئتہ بھا فدعا بنار فحرقھا فقلت لم احرقتھا قال خشیت ان اموت وھی عندی فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ائتمنتہ ووثقت ولم یکن کما حدثنی فاکون قد نقلت ذالک فھذا لا یصح۔

ترجمہ:

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے باپ (ابوبکر) نے احادیثِ رسول ؐ کو جمع کیا اور وہ پانچ سو حدیثیں تھیں۔ پس ایک رات زیادہ بے چینی سے کروٹیں بدلتے رہے اور مجھے خطرہ معلوم ہوا میں نے پوچھا کیا کوئی بری خبر پہنچی ہے یا کسی درد کی وجہ سے کروٹیں بدل رہے ہو جب صبح ہوئی تو ابوبکر نے کہا اے بیٹی وہ احادیث لاؤ جو آپ کے پاس ہیں۔ میں ان کو

لائی اور انہوں نے آگ منگائی اور ان احادیث کو جلا دیا۔ میں نے عرض کی کہ آپ نے کیوں جلایا ہے۔ ابوبکر نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میں مر جاؤں اور یہ رہ جائیں اور ان میں ایسی احادیث ہوں جو میں نے ثقہ آدمی سے لی ہیں اور فی الواقع وہ احادیث اس طرح نہ ہوں جیسے اس نے مجھ سے بیان کی ہوں تو اس غلطی کا میں ذمہ دار ٹھہرا۔

وامصیبتا علی الاسلام

نوٹ:۔

یہ تھے یارانِ نبیؐ۔ کسی نے نبیؐ کی بیٹی کا گھر جلانے کی دھمکی دی اور کسی نے قرآن پاک جلایا اور کسی نے ذخیرہ احادیث جلایا ہے۔ جب ابوبکر نے اپنی جمع کردہ احادیث کو اس لئے جلا دیا کہ ان کے صحیح ہونے کا خلیفہ کو یقین نہ تھا تو نبیؐ کریم کے لاوارث ہونے کی حدیث کا راوی صرف ابوبکر ہے اور نہ معلوم ان کو یہ حدیث کہاں سے ملی تھی اور بالآخر مرتے وقت اس کو بھی جلا کر گئے لہٰذا ایسی حدیث جو جلا دینے کے قابل تھی اس پر خلیفہ نے عمل کرتے ہوئے نبیؐ کی میراث غصب کر کے نبیؐ کی بیٹی کو ناراض کیوں کیا اور بی بیؑ اس دنیا سے روتی ہوئی ابوبکر کو بددعائیں دیتی ہوئی وفات پا گئیں۔

نتیجۂ بحث

حدیث ما ترکنا صدقہ کے صحیح ہونے سے اہلبیت نے انکار کیا تھا اور اگر کسی صحابی نے ابوبکر کی سیاسی تائید اس حدیث کے سلسلہ میں کی بھی ہے تو وہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے کیونکہ وہ روایت اہلِ سنت کی کتب کی ہے اور ابوبکر کی طرفداری کرنے والے سب سقیفہ بنی ساعدہ کی اسمبلی کے ممبر ہیں علاوہ ازیں ان کی تائید سے حدیث مذکور مختلف فیہ ہونے سے خارج نہیں ہوتی اور ابوبکر نے خود فیصلہ کیا ہے کہ مختلف فیہ حدیث

کو بیان نہ کرد لہذا ابوبکر کے فیصلہ کی رُو سے حدیث ما ترکنا صدقہ استدلال کے قابل نہیں ہے۔

رسول اللہ کی پیشین گوئی ابوذر کو کہ میرے بعد امراء مال فیٔ غصب کریں گے

ثبوت ملاحظہ ہو:

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب المرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ کتاب الامارہ والقضاء الفصل الثانی صفحہ ۲۲۴/ ۷

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب کنزالعمال کتاب صفحہ ۵۰ ج ۶

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ کیف انتم وائمۃ من بعدی یستاثرون بھذا الفیٔ قلت اما والذی بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقی ثم اضرب بہ حتی القاک قال اولا ادلک علی خیر من ذالک تصبر حتی تلقانی رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:-

ابوذر راوی ہیں کہ رسول اللہ نے مجھے فرمایا تم کیا کرو گے جب کہ میرے بعد امام اس مال فیٔ کو (غصب کریں گے اور) اپنے لئے خاص کریں گے ابوذر نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے۔ میں اپنی تلوار اٹھا کر جنگ کروں گا حتیٰ کہ (درجہ شہادت پر فائز ہو کر) آپ سے ملوں نبی کریم نے فرمایا کہ میں آپ کو اس سے بہتر راہ بتاؤں۔ آپ صبر کریں حتیٰ کہ میرے پاس پہنچیں۔

نوٹ۔

ابوذر کی سچائی سے اہلسنت کو انکار نہیں ہے اور ابوذر نے بتیس ہجری زمانہ عثمان میں وفات پائی ہے۔ ابوذر کے زمانہ میں مسلمانوں نے یہ تین امام بنائے تھے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور رسول اللہ نے ابوذر سے فرمایا تھا تم کیا کرو گے جب میرے بعد امام مال فیٔ غصب کریں گے۔

ارباب انصاف!

وہ غاصب امام اگر ابوذر کے زمانہ کے بعد ہوئے ہیں تو رسول اللہ کا ان سے پوچھنا کہ تم کیا کرو گے۔ اس کا کوئی معنی نہیں۔ کیونکہ جب ابوذر زندہ ہی نہ ہوں گے تو انہوں نے کرنا کیا ہے۔

دعوت انصاف

برادران اسلام یا تو آپ بتائیں کہ وہ غاصب امام جو ابوذر کے زمانے میں تھے وہ کون کون ہیں یا ہماری گزارش قبول فرماؤ وہ وہی لوگ تھے جنہوں نے ما ترکنا صدقہ کا سہارا لیا اور مال فیٔ نبی کی بیٹی سے غصب کیا ایسے لوگوں کے مقدمہ کو رسول اللہ روز قیامت پر ملتوی کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے ابوذر کو جنگ کرنے سے منع فرمایا۔ اور حضرت علی نے بھی اسی لئے ان سے جنگ نہیں فرمائی۔

خلیفہ پر نبیؐ کی بیٹی کا ناراض ہونا حدیث ما ترکنا صدقہ کے جھوٹے ہونے کی روشن دلیل ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری باب فرض الخمس صفحہ ۶۹ ج ۵

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۱۲۹ باب غزوہ خیبر

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص۲ ۲۵ باب حکم الفئ
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب السنن الکبریٰ باب الفئ ص۱۴۱ ج ۶
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخلفا مقصد دوم ص ۱۰۹/۲ طبع کراچی

بخاری باب فرض الخمس کی عبارت ملاحظہ ہو

فقال لها ابوبکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت

ترجمہ

(جب سیدہ زہرا نے خلیفہ سے اپنا حق مانگا تو خلیفہ نے حدیث مذکور پیش کی۔ پس فاطمہ بنت رسول اللہ ابوبکر پر ناراض ہوئیں اور تا وفات ابوبکر سے کلام نہ کیا۔

بخاری باب غزوہ خیبر کی عبارت ملاحظہ ہو

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئاً فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت و عاشت بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلا ولم یؤذن بھا ابا بکر وصلی علیھا وکان لعلی من الناس وجہ حیاۃ فاطمۃ فلما توفیت استنکر علی وجوہ الناس

ترجمہ

(جب سیدہ زہرا نے خلیفہ سے اپنا حق مانگا) تو ابوبکر نے ذرہ بھر بھی دینے سے انکار کر دیا۔ پس بی بی ابوبکر پر ناراض ہوئیں اور تا وفات کلام نہ کیا نبیؐ کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب وفات پائی تو بی بی کے شوہر حضرت علیؑ نے رات کے وقت سیدہ کو دفن کیا اور ابوبکر کو اطلاع نہ دی اور خود ہی جنازہ پڑھا۔ سیدہ کی زندگی میں ان کی وجہ سے حضرت علی کا لوگوں میں وقار تھا۔ بی بی کی وفات کے بعد حضرت علی نے لوگوں کا رخ بدلا ہوا دیکھا۔

مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئاً فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک

ترجمہ

(بی بی نے خلیفہ سے اپنا حق مانگا تو خلیفہ نے حدیث سنا کر) ذرہ بھر بھی دینے سے انکار کر دیا۔ پس فاطمہ بنت رسول اللہ ابوبکر پر ناراض ہوئیں -

سنن الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو

قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ رضی اللہ عنہا فھجرت ابا بکر رضی اللہ عنہ فلم تزل مھاجرۃ حتی توفیت

ترجمہ

جب خلیفہ نے حدیث لا نورث سنائی تو بی بی ابوبکر پر ناراض ہوئی اور تا وفات کلام نہ کیا۔

نوٹ -

سیدہ زہرا کی شان میں رسول اللہ نے فرمایا

فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا اغضبنی بخاری ص۹۱ باب مناقب فاطمہ

ترجمہ

فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا

ارباب انصاف - چونکہ ابوبکر نے غلط حدیث بیان کی تھی اس لئے سیدہ زہرا ان پر ناراض ہوئیں اور جس پر سیدہ زہرا ناراض ہوں اس پر خدا اور رسول بھی ناراض ہے اور وہ امت مسلمہ کا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

فاطمہ زہرا صدیقہ اور معصومہ ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

وانی سمیتھا مریم وانی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطن الرجیم۔ (پ ۳ آل عمران)

ترجمہ

اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو آپ کی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے۔

مادر مریم والی دعا پیغمبر اسلام نے اپنی بیٹی کے لئے مانگی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱. اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر المظہری ص۴۱ مولف قاضی ثناء اللہ عثمانی
۲. اہلسنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین ص۸۵ ذکر الاولیاء

سیدہ زہرا کی عصمت پر اہلسنت کے چوٹی کے عالم قاضی ثناء اللہ عثمانی کی گواہی

وقلت صحیح ان رسول اللہ علیہ وسلم قال لفاطمۃ حین زوجھا علیا اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطن الرجیم وکذا قال لعلی حینئذ رواہ ابن حبان من حدیث انس ودعاء النبی اولی بالقبول من دعاء امرأۃ عمران فارجو عصمتھا واولادھا من الشیطن ۔

ترجمہ

یہ بات صحیح ہے کہ رسول اللہ نے جب اپنی بیٹی کی شادی حضرت علی سے کی تھی تو اپنی بچی کے لئے یہ دعا مانگی اے پروردگار میں اس کو اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ شیطان مردود سے۔ اور یہی دعا ابن حبان نے روایت کی ہے کہ حضرت علی کی خاطر بھی مانگی ہے۔ زوجۂ عمران کی دعا سے رسول اللہ کی دعا قبولیت کا زیادہ حق رکھتی ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں (بلکہ یقین کامل ہے) کہ سیدہ زہرا اور ان کی اولاد شر شیطان سے محفوظ ہے۔

نوٹ -

سیدہ زہرا اپنے باپ کی طرح معصومہ ہے اور معصوم اسی بات سے ناراض ہوتا ہے جس سے اللہ ناراض ہو۔ ابوبکر نے جب حدیث ما ترکنا صدقۃ پیش کی تو معصومہ بی بی ناراض ہوئیں معلوم ہوا کہ یہ حدیث جھوٹی تھی۔ ورنہ معصومہ ہرگز ناراض نہ ہوتیں اور بی بی کی ناراضگی کی وجہ سے

جناب ابوبکر خلافت کے لائق نہیں رہے۔

جناب ابوبکر کی بیان کردہ حدیث لانورث کے غلط ہونے کا ایک زبردست ثبوت

بیانیہ

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نبی خود بھی کسی کا وارث نہیں ہوتا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ ذکر تقسیم میراث نبی ص۵۴۴ ط نول کشور
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا ص؟ ط کراچی
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب قرۃ العینین ذکر فدک فصل دوم ص۲۴۷ مؤلف شاہ ولی اللہ دہلوی
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب آفتاب ہدایت ذکر فدک ص۲۴۰ مولف مولوی کرم دین آف بھیں

مدارج کی عبارت

چنانکہ آمدہ است انا معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ۔

قرۃ العینین کی عبارت

حضرت صدیق اکبر استدلال نمود بحدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وآں خبر متواتر است

آفتاب ہدایت کی عبارت

آنحضرت کی صحیح حدیث موجود ہے نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ

ترجمہ

تینوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جناب سیدہ زہرا کے میراث مانگنے کے بعد ابوبکر نے یہ حدیث پیش کی تھی کہ نبی کریم کا فرمان ہے کہ ہم گروہ انبیاء نہ تو کسی کے مال دنیا کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہی ہمارا کوئی وارث ہوتا ہے اور یہ حدیث اہل سنت کے عقیدہ میں صحیح و متواتر ہے)

نوٹ۔ ہر زمانے میں اہل سنت کا اسی من گھڑت حدیث پر مسئلہ میراث نبی میں گزارا ہے لیکن ان عقلمندوں نے یہ سوچنے کی کبھی زحمت نہیں کی کہ یہی حدیث ان کے جھوٹے ہونے کا روشن ثبوت ہے۔ چونکہ ان کے بڑے میاں یہ روایت کر گئے ہیں اسی لئے اب یہ لکیر کے فقیر اس پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا یہ عقیدہ سفید جھوٹ ہے

پہلا ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب دلائل النبوہ ذکر رجوعہ الی مکۃ ص۱۴۱ طبع حیدر آباد دکن مؤلف ابی نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب انسان العیون المعروف بسیرۃ الحلبیہ باب وفات والدہ ص۸۵ طبع مصر مؤلف برہان الدین حلبی

دلائل النبوہ کی عبارت

وورث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیہ ام ایمن و خمسۃ اجمال اوارک وقطیعۃ غنم

سیرت حلبیہ کی عبارت

وترک ای عبداللہ خمسۃ اجمال وقطعۃ من غنم فورث
ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیہ

ترجمہ

دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ جناب عبداللہ والد نبیؐ پانچ اونٹ اور ایک بھیڑوں کا ریوڑ چھوڑ کر فوت ہوئے تھے اور نبی کریم اس مال دنیا کے وارث ہوئے تھے۔

نوٹ ۔ مذکورہ حوالہ سے ثابت ہوگیا کہ ہمارے نبیؐ اپنے باپ کے بعد ان کے مال کے وارث ہوئے تھے۔ اور چار یاری مذہب کے پیشوا کی یہ غلطی بھی ثابت ہوگئی جو انہوں نے روایت کی ہے کہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

دوسرا ثبوت

ہمارے رسول کو ایک غلام بھی باپ کی طرف سے وراثت میں ملا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب المعارف ۔ ذکر موالی رسول اللہ ص ۱۴۴
طبع بیروت مولف ابن دینوری

(قال ابو محمد) حدثنی زید ابن اخزم قال سمعت
عبداللہ بن داؤد یقول شقران مما ورث رسول صلعم عن
ابیہ

ترجمہ

راوی کہتا ہے کہ شقران نامی غلام کے ہمارے رسولؐ باپ کی طرف سے وارث ہوئے تھے۔

نوٹ ۔ حوالہ مذکور سے چار یاری مذہب کا یہ رٹنا باطل ہو گیا کہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔

تیسرا ثبوت ملاحظہ ہو

ہمارے رسول کو ایک تلوار بھی باپ کی طرف سے وراثت میں ملی تھی۔

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب زاد المعاد فصل فی ذکر سلاحہ ص ۲۱ ابن قیم
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سیرۃ حلبیہ باب فی ذکر سلاحہ ص ۴۲۲
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ باب ۱۱ در بیان اسلحہ آنحضرت ص ۵۹۶
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب روضۃ الاحباب طبع قدیم ص ۶۹۹

تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے لہذا زاد المعاد کی عبارت ملاحظہ ہو۔

کان لہ تسعۃ اسیاف ماثور وھو اول سیف ملکہ
ورثہ من ابیہ

ترجمہ

ہمارے رسولؐ کی نو تلواریں تھیں ۔ ایک کا نام ماثور تھا ۔ وہ پہلی تلوار ہے جو آنجناب کی ملکیت میں داخل ہوئی اور حضور اس کے اپنے باپ کی طرف سے وارث ہوئے تھے۔

چوتھا ثبوت ملاحظہ ہو

ہمارے رسول کو ایک کنیز ام ایمن برکہ نامی وراثت میں ملی تھی

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) ص۲۲۵ ج۵ ذکر امائہ
۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب دلائل النبوۃ ذکر رجوعہ الی المکۃ ص۱۲۱
۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب طبقات الکبریٰ ذکر خدم رسول اللہ ص۴۹۷ ج۱ طبع بیروت
۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخمیس۔ ذکر موالیا تہ ص۱۸۱ ج۲
۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض فصل فی توقیر اصحابہ ص۴۲۱ ج۲
۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ فصل ثمین حرف بالکنیتہ من النساء ص۴۱۵ ج۴ ذکر ام ایمن
۷۔ اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ذکر برکتہ بنت ثعلبہ ص۲۴۳ ج۴
۸۔ اہل سنت کی معتبر کتاب المعارف ص۱۴۳ ذکر موالی رسول اللہ
۹۔

نوٹ۔
تمام کتب کی عبارت پیش کرنا چونکہ اختصار کے منافی ہے للذا الاستیعاب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

عن الواقدی قال کانت ام ایمن اسمھا برکۃ وکانت لعبداللہ ابن عبدالمطلب وصارت للنبیؐ میراثاً

المعارف کی عبارت ملاحظہ ہو

ابو محمد، حدثنی زید بن اخزم الطائی قال سمعت عبداللہ بن داود یقول ام ایمن ممادرث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن امہ وکان اسمھا برکۃ فاعتقھا رسول اللہ

طبقات ابن سعد کی عبارت ملاحظہ ہو

کتب عمر ابن عبدالعزیز الی ابی بکر بن حزم ان افحص لی عن اسماء خدم رسول اللہؐ من الرجال والنساء وموالیہ فکتب الیہ یخبرہ ان ام ایمن واسمھا برکۃ کانت لابی رسول اللہ فورثھا رسول اللہ

نوٹ۔
تمام کتب کی عبارت تقریباً یکساں ہے کہ ام ایمن نامی کنیز رسول اللہؐ کو ماں باپ کی طرف سے وراثت میں ملی ہے۔

وامصیبتا علی الاسلام

ارباب انصاف! ہم نے چار یاری مذہب کی کتب معتبرہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے رسول کو وراثت میں اپنے باپ کی طرف سے پانچ اونٹ ایک سو بھیڑوں کا ریوڑ ایک تلوار اور ایک غلام ورثہ میں ملے ہیں۔ اور ماں کی طرف سے ایک کنیز ام ایمن برکہ نامی ملی ہے لیکن معاویہ غیل اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں کہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ لہذا مسئلہ میراث نبیؐ میں سیدہ زہراؑ حق بجانب ہیں (ابوبکر نے بی بی کو میراث نبیؐ سے محروم کرنے میں ایسی سخت غلطی کی ہے کہ اس کی وجہ سے وہ خلافت کے لائق نہیں رہے۔ کیونکہ بی بی ابوبکر پر ناراض ہوئی ہے اور سیدہ کی ناراضگی خدا اور رسول کی ناراضگی ہے

(۱) مذکورہ حوالہ جات سے یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کریم اپنے والدین کے وارث ہوئے ہیں۔ لہذا اولاد نبی کا کیا جرم ہے کہ وہ اپنے والد کے وارث نہ ہوں — چونکہ

حدیث لانورث کا آدھا حصہ ہم نے کتب اہلسنت سے جھوٹا ثابت کر دیا لہٰذا دوسرا حصہ بھی قرآن اور اہلبیت کے فرمان کے مخالف ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔

آیئے قرآن پر فیصلہ کیجیے

ناحق میراث کھانے والوں کی مذمت قرآن کی روشنی میں

وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا پ ۳۰ الفجر آیت ۱۹

ترجمہ

اور میراث کا مال سمیٹ کر ہڑپ کر جاتے ہو

نوٹ

مذکورہ آیت میں ہر اس شخص کی مذمت ہے جو کسی کی میراث کھائے ظلماً خواہ وہ صحابی نبی کیوں نہ ہو۔

اعتراض۔

سورہ فجر مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ آیات میراث مدنی ہیں لہٰذا میراث کے علم لوگوں کو معلوم ہی نہ تھے۔

جواب

میراث کے احکام شریعت ابراہیم و اسماعیل میں بیان ہو چکے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ ۳۰ الفجر صفحہ ۱۲۷ طبع مصر

ویروی انهم كانوا لا يورثون النساء ولا صغار اولاد... وهم يعلمون من شريعة اسماعيل انهم يرثون فان دفع ما قيل ان سورة مكية وآية المواريث مدنية ولا يعلم الحل والحرمة الا من الشرع

ترجمہ

عرب کم سن بچوں اور عورتوں کو وارث نہیں بناتے تھے اور ان کا حصہ خود کھاتے تھے حالانکہ ان کو شریعت (ابراہیم) و اسماعیل سے معلوم تھا کہ بچے اور عورتیں بھی وارث ہیں پس وہ اعتراض کہ سورۃ تو مکی اور آیات مدنی ختم ہو گیا۔

نوٹ

اگر میراث انبیاء ان کی بجو کی امت کے لئے حلال و صدقہ تھی تو اس آیت کی مذمت سے استثناء کیا جاتا۔ چونکہ استثناء ثابت نہیں لہٰذا جو عام لوگوں کی ناحق میراث کھائے وہ ظالم ہے اور جو اولاد نبی کا حق مار کر میراث انبیاء ناحق کھائے وہ اظلم ہے۔

اعتراض

جب جناب ابوبکر نے میراث غصب کی تھی تو حضرت علی نے تلوار اٹھا کر اسے روکا کیوں نہیں۔ مال کی حفاظت بھی تو ضروری ہوتی ہے۔

جواب

حدیث کی روشنی میں ناحق میراث کھانے والوں کی مذمت اور صبر کرنے والوں کی مدح

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفتن صہ ۶۹ ج ۶

عن علی قال قال رسول اللہ یا علی کیف انت اذا زھد الناس فی الاخرۃ ورغبوا فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما ... قلت اترکھم وما اختاروا واختار اللہ ورسولہ والدار الاخرۃ واصبر علی مصائب الدنیا وبلواھا حتی الحق بک انشا اللہ قال صدقت

ترجمہ

نبی کریم نے فرمایا کہ یا علیؑ جب لوگ دنیا میں رغبت کریں گے اور مال میراث سمیٹ کر ہڑپ کریں گے اس وقت آپ کیا کریں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں ان کو ان کے حال پر چھوڑ دوں گا اور اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کروں گا اور دنیا کے مصائب پر صبر کروں گا حتیٰ کہ آپ سے جا ملوں۔ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا ہے۔ اے خدا یا علیؑ کو صبر کی توفیق عطا فرما۔

نوٹ۔ جناب ابوبکر نے دنیا میں رغبت کی اور سیدہ زہراؑ کو میراث نبیؐ سے محروم کیا لہذا خلیفہ کا یہ فعل قابل اعتراض ہے اگر حضرت علیؑ نے تلوار اٹھا کر خلیفہ سے جنگ نہیں کی اور اپنے مقدمہ کو روز جزا پر ملتوی کیا ہے تو حضرت علی کا یہ صبر ہے اور اگر صاحب مال کی

ظالم سے جنگ نہ کرے تو یہ اس کا صبر ہے جو کہ قابل مدح ہے۔

حدیث لانورث کے غلط ہونے کا عقل کی روشنی میں ایک اور زبردست ثبوت

اگر تمام انبیاء کے ترکہ و میراث کا یہی حکم تھا کہ وہ ان کی مجموعی امت پر صدقہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے رسول کے علاوہ تمام انبیاء نے اس حکم کو اپنے ورثا اور امت سے بیان کیا تھا یا نہیں۔ اگر بیان کیا ہے تو تمام مذاہب کی کتابیں خواہ آسمانی یا غیر آسمانی موجود ہیں اور کسی کتاب میں بھی اس کا ثبوت کیوں نہیں ملتا۔

ارباب انصاف۔ کیا تعجب کا مقام نہیں کہ ایک حکم تمام انبیاء کے ترکہ کے لئے بقول اہلسنت ثابت ہے اور اس کا ثبوت نہ تو تورات وانجیل میں ہے اور نہ ہی زبور وقرآن میں اور نہ ہی ان کتب کے علاوہ گزشتہ امتوں کی کسی کتاب میں ہے اور اگر ہمارے نبیؐ کے علاوہ یہ حکم تمام انبیاء میں سے کسی نے بیان نہیں کیا صرف ہمارے رسولؐ نے دنیا سے جاتے وقت چپکے سے ابوبکر کے کان میں کہہ دیا تھا تو پہلی صورت سے بھی زیادہ تعجب ہے کہ حکم تو آدمؑ سے خاتمؐ تک سب کے لئے ہو اور اسے بیان صرف آخری نبیؐ نے چپکے سے ابوبکر کے کان میں فرما دیا۔ کیا حق تعالیٰ کو اپنی کسی کتاب میں اس حکم کے اعلان کرنے سے کسی قسم کا خطرہ تھا۔ صرف خلیفہ کے کہنے سے تمام انبیاءؑ کو ہم لاوارث ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں کیونکہ ایک چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا۔ حدیث لانورث کا مدلول اقوام عالم کی نگاہ میں درست نہیں ہے اور اس غلطی کی نسبت نبی کریمؐ کی طرف دینا بھی جائز نہیں۔ پس تمام خطا راوی کی ہے۔

جناب ابوبکر کا مقدمہ فدک و میراث نبی میں صرف اپنی ذاتی رائے سے فیصلہ کرنا ایک اور لحاظ سے بھی غلط ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۱۱۱ ط۔ کراچی

عن میمون بن مہران قال کان ابوبکر ۔ ۔ ۔
ان اعیاہ ان یجد فیہ سنۃ من رسول اللہ (ص) جمع رؤوس
الناس واخیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علی امر
قضی بہ رواہ الدارمی

ترجمہ

اصل قصہ اس طرح ہے کہ ابوبکرؓ کے پاس جب کوئی مقدمہ لیکر آتا تھا تو وہ قرآن پاک سے اس کو طے کرنے کی کوشش کرتے تھے اور بصورت دیگر حدیث نبوی سے طے کرنے کی کوشش کرتے تھے اور اگر قرآن و سنۃ سے مسئلہ حل نہیں ہوتا تھا تو اصحاب سے اس کے متعلق پوچھتے تھے۔ اگر اصحاب اس مسئلہ کے بارے کسی حدیث پر متفق ہو جاتے تھے تو اس کو اپنا لیتے تھے اور اگر ایسی حدیث جس پر سب کا اتفاق ہو نہیں ملتی تھی تو اچھے اور ممتاز لوگوں کو جمع کر کے مشورہ کرتے تھے۔ جب وہ تمام لوگ ... رائے پر اتفاق کر لیتے تھے تو اس کے مطابق ابوبکر فیصلہ کر دیتے تھے۔

نوٹ:۔

خلیفہ کی عدالت کے بارے میں خوب افسانہ تیار کیا ہے۔ اگر ابوبکر اتنے بڑے

پارسا تھے تو جب فاطمۃ الزہرا نے اپنے حق کا مطالبہ فرمایا تھا اور چونکہ یہ ایک اہم مقدمہ تھا اور خود ابوبکر اس مقدمہ میں مدعا علیہ تھا اور اصحاب سے پوچھ کر بقول اہلسنت فیصلے بھی کرتا تھا تو انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ بی بی کے دعویٰ کے بعد ابوبکر اس مقدمہ میں حضرت علیؑ اور جناب عباسؓ رسول اللہ کے چچا اور اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کرتا کہ نبیؐ کی بیٹی جاگیر فدک اور میراث نبیؐ کا مطالبہ کرتی ہے اور آپ کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے۔ پھر جو فیصلہ طے ہوتا خواہ وہ خلیفہ کے حق میں ہوتا یا ان کے خلاف۔ اس میں جناب زہرا کی شمولیت کی وجہ سے اہل تشیع اس کو ہرگز نہ ٹھکراتے۔ عام لوگوں کے فیصلے مشورے سے کرنا اور آل نبی کے فیصلے اپنی ذاتی رائے سے کرنا اور وہ فیصلے بھی ان کے خلاف۔ اس تبدیلی میں کوئی سیاست یقیناً کارفرما ہے۔ بی بی کے مطالبہ کے فوراً بعد خلیفہ نے ایک حدیث نکالی اور فیصلہ سنا دیا کہ اے رسول کی بیٹی تو جھوٹی ہے۔ معاذ اللہ۔ نہ تو قرآن کا لحاظ کیا اور نہ ہی اصحاب کو جمع کر کے مشورہ کیا اور چار یاری مذہب کے اس نوشیرواں نے اپنی من مانی کی اور رسولؐ کی بیٹی کو اس کے حق سے محروم کر دیا جس سے بی بی ان پر ناراض ہوئی اور بی بی کی ناراضگی خدا اور رسولؐ کی ناراضگی ہے۔

نتیجہ بحث

جناب زہراؑ نے ابوبکر سے اپنے باپ رسول اللہ کی میراث اور جاگیر فدک کا مطالبہ فرمایا تھا اور خلیفہ نے جواب میں یہ حدیث پیش کی کہ ہم انبیاء لاوارث ہوتے ہیں۔ ابوبکر کا یہ جواب چند لحاظ سے درست نہیں۔

۱۔ یہ جواب دس عدد آیات قرآن کے مخالف ہے اور جو بات قرآن کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔

۲۔ ابوبکر کا یہ جواب سنتِ متواتر کے خلاف ہے۔ جو بات سنتِ متواتر کے

خلاف ہو وہ بھی باطل ہے۔

۳۔ ابوبکر کے اس مذکورہ جواب کو مولا علی نے بھی جھٹلایا ہے۔ چونکہ مولا علیؑ ہر بات میں مع الحق اور مع القرآن ہیں لہذا جس بات کو حضرت علیؑ جھٹلائیں وہ جھوٹی ہے۔

۴۔ خلیفہ کے اس جواب کو ازواج نبیؐ نے خصوصاً بی بی عائشہ نے بھی جھٹلایا ہے۔ عائشہ اہلسنت کے نزدیک صدیقہ ہے لہذا جس بات کو ان کی صدیقہ بی بی ٹھکرا دیں وہ غلط ہے

۵۔ خلیفہ کا مذکورہ جواب عقل کی روشنی میں درست نہیں ہے اور جو بات عقل کے خلاف ہو اسے کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا۔

۶۔ ابوبکر کے مذکورہ جواب کا قرآن وسنت سے کوئی مؤید نہیں ہے۔ لہذا ایسا جواب ہرگز درست نہیں ہے۔ اور ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔

۷۔ ابوبکر کے زمانے سے لیکر محمود احمد رضوی تک چار یاری مذہب نے مسئلہ میراث نبی اور فدک میں خلیفہ کی صفائی کی خاطر جتنے لنگڑے عذر پیش کئے ہیں اب ہم ان کے جواب پیش کریں گے۔

مسئلہ میراث میں خلیفہ کی صفائی کی خاطر ان کے بلا اجرت وکلاء کے اکیس عدد عذر لنگ

عذر ۱

ملاں احتشام الدین کا سفید جھوٹ

ثبوت ملاحظہ ہو

ملاں موصوف کی کتاب نصیحت الشیعہ ص۱۱۲ ط ملتان

عبارت کتاب

دعویٰ فدک کے بعد شاذ حضرت عائشہ اور جناب سیدہ سے ملاقات نہ ہوئی ہوگی۔ اس لئے کہ حضرت عائشہ پابند عدت تھیں اور جناب سیدہ مرض الموت میں مبتلا ہوگئیں۔

نوٹ

مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ناراضگی والی روایت کی راوی بی بی عائشہ ہے اور وہ وفات نبیؐ کے بعد پابند عدت تھیں۔ لہذا جن قرآن سے عائشہ نے ناراضگی کہی ہے ان میں غلطی کی ہے۔

جواب

ملاں موصوف نے عائشہ کو پابند عدت کرنے میں سفید جھوٹ بولا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلسنت کی معتبر کتاب نورالابصار ص۲۳۹ مؤلف الشیخ الشامن شبلنجی

وھو فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ

وکذالک الانبیاء ولھذا قیل: لا عدۃ علی ازواجہ

ترجمہ

نبی کریم اپنی قبر میں زندہ ہیں اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں اور اسی طرح تمام انبیاء بھی ہیں اور چونکہ نبی زندہ ہے ان کی ازواج پر عدت وفات نہیں ہے۔

نوٹ۔ عدت وفات تو اس لئے ہے کہ چونکہ بعد میں عورت کے لئے دوسری جگہ

نکاح کرنا جائز ہوجاتا ہے ازواج رسول امت کی مائیں ہیں ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ علاوہ ازیں بی بی عائشہ خود راوی ہیں کہ سیدہ زہرا رسول کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں اور عدت وفات چار ماہ دس دن میں ختم ہوجاتی ہے باقی ایک ماہ اور بیس دن اگر جناب سیدہ کے مرض الموت میں عائشہ تیمارداری کے لئے نہیں آئی تو اس سوتیلی ماں نے بڑی تنگدلی کا ثبوت دیا ہے اور ان کی بھاری غلطی ہے کیونکہ دونوں کے گھر کی ایک دیوار مشترک تھی کسی قسم کی سفر کی بھی ضرورت نہ تھی۔

عذر ۲

ناراضگی کا واقعہ بیان کرنا بی بی عائشہ کی غلطی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب نصیحت الشیعہ ص۱۳۲

بمقتضائے بشریت اس معاملہ میں جو غلط فہمی حضرت عائشہ سے ہوئی یہ ان کے مناقب کے خلاف نہیں۔

جواب ۱

اہلسنت کی معتبر کتاب نورالابصار ص۱۳۲ ذکر ازواج النبی

وروت عائشۃ الفی حدیث ومائتی حدیث وعشرۃ احادیث۔

ترجمہ

بی بی عائشہ نے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث روایت کی ہیں اگر جناب عائشہ نے ایسی بھاری غلطی کی ہے کہ جس سے ابا جان

کی خلافت کو خطرہ پیدا ہوگیا تو ان کی ۲۲۱۰ مروی احادیث پر عمل کیوں کرتے ہو۔

جواب ۲

عائشہ نے اپنی غلطی کی تردید کیوں نہیں کی

اہلسنت کی معتبر کتاب نورالابصار ص۱۳۲

وتوفیت سنۃ ثمان وخمسین وصلی ابوھریرۃ علیھا

ترجمہ

بی بی عائشہ نے اٹھاون (۵۸) ہجری میں وفات پائی ہے اور ابوہریرہ نے ان کا جنازہ پڑھا ہے۔

نوٹ۔ واقعہ ناراضگی گیارہ ہجری کا ہے اور بی بی عائشہ اس کے بعد ۴۷ سال زندہ رہی اس عرصہ دراز میں بی بی کو اپنی غلطی کا احساس کیوں نہ ہوا۔ تردید کیوں نہ کی کسی اور نے اس غلطی کی طرف متوجہ کیوں نہ کیا۔

جواب ۳

کیا آدھے دین کی معلمہ بھی غلطی کرتی ہے ——— !

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۱۹ حدیث دوازدہم

نیز در حدیث صحیح وارد است خذوا شطر دینکم عن ھذہ الحمیرا۔

ترجمہ

حدیث صحیح میں آیا ہے۔ حضور نے عائشہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا آدھا دین اس سرخ رنگ والی سے لو

نوٹ۔ اگر عائشہ روایات میں غلط بیانی کرتی تھیں تو ایسی غیر ذمہ دار عورت سے آدھا دین لینے کا حکم رسول اللہ نے کیوں دیا۔

جواب ۲

ابوبکر سخت دھوپ میں معافی کی خاطر کیوں کھڑا رہا

اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ۔ صفحہ ۲۴۶ ذکر میراث النبیؐ

از او زاحمے آوردہ اند کہ گفت بیرون آمد ابوبکر بر در فاطمہ در روز گرم و گفت نمیروم از اینجا تا راضی نہ گردد

ترجمہ

سخت گرمی کے ایک دن ابوبکر جناب فاطمۃ الزہرا کے دروازے پر آئے اور کہا کہ میں آج ہرگز واپس نہ جاؤں گا تا وقتیکہ سیدہ زہراؑ مجھ پر راضی نہ ہو۔

نوٹ۔ خود ابوبکر کو پتہ چل گیا تھا کہ نبیؐ کی بیٹی مجھ سے ناراض ہے۔ اگر اس ناراضگی کو عائشہ نے بیان کیا ہے تو صدیقہ بی بی کی کوئی غلطی نہیں۔ مدارج کی یہ روایت انکار ناراضگی کے تمام عذر تہانوں کو دھو دیتی ہے۔

ایک سوال

جب حضرت ابوبکر نے معافی مانگی تو جناب سیدہ نے معاف کیوں نہ فرمایا

جواب

چونکہ ابوبکر نے جناب زہرا سے جاگیر فدک اور میراث نبی کو غصب کیا تھا اور ان دونوں جرموں سے توبہ کے بغیر اسے معاف نہیں کیا جا سکتا تھا، اس نے نہ میراث دی نہ ہی فدک واپس دیا اس لئے فاطمۃ زہرا نے اس کو معاف بھی نہ فرمایا۔ غاصب جب تک حق واپس نہ دے اس کو معاف کرنا واجب نہیں۔

عذر ۳

مولوی محمد نافع کا باطل قیاس سکوت اقرار ھا

ثبوت ملاحظہ ہو

ملاں موصوف اپنی کتاب رحماء بینہم صفحہ ۳۱ میں فرماتے ہیں جب حضرت علیؑ سے بی بی کے نکاح کی اجازت لی گئی تو بی بی خاموش ہو گئیں۔ اور نبی کریم نے فرمایا فاطمہؑ کی خاموشی اس کی رضامندی کی دلیل ہے۔ پھر مولانا لکھتے ہیں کہ دعوئے میراث کے بعد لم تتکلم حتی ماتت کا معنیٰ یہ ہے کہ بی بی خاموش ہو گئیں۔ ان کی خاموشی ان کی رضامندی کی دلیل ہے۔

جواب

۱ ـــ ملاں موصوف کے اس باطل قیاس سے روح نعمان برزخ میں تڑپ رہی ہوگی۔ مولانا کی مذکورہ تحقیق قیاس مع الفارق ہے جوکہ مسلماً باطل ہے کسی مظلوم کا ظالم اور غاصب سے اپنا حق مانگنا اور نہ ملنے کے بعد مظلوم کا بے بس ہو کر خاموش ہو جانا اس کی رضامندی کی دلیل نہیں ہے۔

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح تجرید مبحث امامت ص۴۰۷

انہ بعث الی بیت امیر المومنین لما امتنع من البیعة فاضرم فیه النار وفیه فاطمة وجماعة من بنی ہاشم واخرجوا علیاً وضربوا فاطمة علیہا السلام فالقت جنیناً واجیب الخ

ترجمہ

محقق طوسی نے ابوبکر کی برائیوں میں یہ بھی شمار کیا ہے کہ جب امیرالمومنین علی ابن ابی طالب نے ان کی بیعت سے انکار کیا تھا تو خلیفہ نے کچھ لوگ حضرت علی کے گھر بھیجے اور انہوں نے بیت علیؑ کو آگ لگانے کی کوشش کی حالانکہ اس گھر میں ایک جماعت بنی ہاشم اور فاطمہ زہرا بھی موجود تھیں ان لوگوں نے جناب امیرؑ کو گھر سے نکالا اور جناب فاطمہؑ زہرا کو مارا جس سے ان کے شکم مبارک میں بچہ شہید ہوا۔

نوٹ ـ شارح تجرید نے بیعت نہ کرنے کا جواب ذکر کیا ہے لیکن بی بی کے شکم میں بچے کے شہید ہونے کا کوئی جواب نہیں دیا اور محقق طوسی کے اس اعتراض کے بعد خاموشی

اختیار کی ہے بقول ملا نافع۔ اگر خاموشی ہر جگہ اقرار ہے تو اہل سنت کے چوٹی کے عالم شارح تجرید نے اس ظلم کا اقرار کر لیا ہے کہ صحابہ نے نبی کی بیٹی کو مارا جس سے ان کے شکم مبارک میں بچہ شہید ہوا۔

اگر اطمینان نہیں ہوا تو اور سنیں

ابوبکر نے فدک غصب کیا۔ سیدہ کو عمر نے دھمکیاں دیں سو بی بی کے شکم کا بچہ شہید ہو کر گرا اور سیدہ رنج و غم میں دنیا سے وفات پا گئیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج المصطفیٰ مؤلف مولوی صدر دین حنفی۔
مطبوع مطبع احمدی کانپور ص۳۰۶-۳۰۷۔ منقول از
بلاغ المبین ص۲۵۵ ج۲۔

بعد از وفات پیغمبر واقعات بسیار گزشتہ مثل معاملہ فدک و سقط شدن حمل او و تہدید نمودن عمر خطاب بنی ہاشم را کہ در خانۂ زہراؑ اجتماع نمودہ بودند و نالہ و شیون نمودن حضرت زہراؑ پیش انصار طولے دارد و ذکر نہ کردن اولی تر است۔ وصیت نمودن حضرت زہراؑ ہیچ کس بر جنازہ او حاضر نہ شود دلیل صریح است برآں کہ حضرت زہراؑ آزردہ رطول از دنیا رفت۔ اکنوں تاویل ہر چہ خواہند کنند . . . . در مرثیہ برائے پیغمبر انشا نمودہ۔ یک بیت از اول آں قصیدہ ایں است

جواب

۱ — ملاں موصوف کے اس باطل قیاس سے روح نعمان برزخ میں تڑپ رہی ہوگی۔ مولانا کی مذکورہ تحقیق قیاس مع الفارق ہے جوکہ مسلماً باطل ہے کسی مظلوم کا ظالم اور غاصب سے اپنا حق مانگنا اور نہ ملنے کے بعد مظلوم کا بے بس ہو کر خاموش ہو جانا اس کی رضامندی کی دلیل نہیں ہے۔

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح تجرید مبحث امامت ص۴۰۷

انہ بعث الی بیت امیر المومنین لمّا امتنع من البیعۃ فاضرم فیہ النار وفیہ فاطمۃ وجماعۃ من بنی ہاشم واخرجوا علیّاً وضربوا فاطمۃ علیہا السلام فالقت جنیناً اُجیب الخ

ترجمہ

محقق طوسی نے ابوبکر کی برائیوں میں یہ بھی شمار کیا ہے کہ جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے ان کی بیعت سے انکار کیا تھا تو خلیفہ نے کچھ لوگ حضرت علی کے گھر بھیجے اور انہوں نے بیت علیؑ کو آگ لگانے کی کوشش کی حالانکہ اس گھر میں ایک جماعت بنی ہاشم اور فاطمہ زہرا بھی موجود تھیں ان لوگوں نے جناب امیرؑ کو گھر سے نکالا اور جناب فاطمہؑ زہرا کو مارا جس سے ان کے شکم مبارک میں بچہ شہید ہوا۔

نوٹ ۔ شارح تجرید نے بیعت نہ کرنے کا جواب ذکر کیا ہے لیکن بی بی کے شکم میں بچے کے شہید ہونے کا کوئی جواب نہیں دیا اور محقق طوسی کے اس اعتراض کے بعد خاموشی

اختیار کی ہے بقول ملا نافع - اگر خاموشی ہر جگہ اقرار ہے تو اہل سنت کے چوٹی کے عالم شارح تجرید نے اس ظلم کا اقرار کر لیا ہے کہ صحابہ نے نبی کی بیٹی کو مارا جس سے ان کے شکم مبارک میں بچہ شہید ہوا۔

اگر اطمینان نہیں ہوا تو اور سنیں

ابوبکر نے فدک غصب کیا۔ سیدہ کو عمر نے دھمکیاں دیں بی بی کے شکم کا بچہ شہید ہو کر گرا اور سیدہ رنج و غم میں دنیا سے وفات پا گئیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب مدارج المصطفیٰ مؤلف مولوی صدر دین حنفی۔ مطبوع مطبع احمدی کانپور ص۲۶۳-۲۷۰۔ منقول از بلاغ المبین ص۲۵۵ ج۲۔

بعد از وفات پیغمبر واقعات بسیار گزشتہ مثل معاملہ فدک و سقط شدن حمل او وتہدید نمودن عمر خطاب بنی ہاشم را کہ در خانۂ زہرا اجتماع نمودہ بودند و نالہ و شیون نمودن حضرت زہرا پیش انصار طولے دارد و ذکر نہ کردن اولیٰ تر است۔ وصیت نمودن حضرت زہرا ہیچ کس بر جنازہ او حاضر نہ شود دلیل صریح است برآں کہ حضرت زہرا آزردہ وملول از دنیا رفت۔ اکنوں تاویل ہرچہ خواہند کنند . . . . در مرثیہ برائے پیغمبر انشا نمودہ۔ یک بیت از اول آں قصیدہ ایں است

صبت علیّ مصائب لو انّھا
صبت علی الایام صرن لیالیا

بی بی کے شکم میں بچہ کی شہادت کو مولوی صدرالدین حنفی نے تسلیم کرلیا ہے

ترجمہ عبارت کتاب

رسول اللہ کی وفات کے بعد بہت سے واقعات گزرے ہیں۔ مثلاً معاملہ فدک۔ بچے کا گرنا۔ بنو ہاشم کو عمرؓ کی دھمکی۔ انصار سے جناب زہراؑ کی فریاد۔ یہ واقعات طویل ہیں۔ ان کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ جناب زہراؑ کا وصیت کرنا کہ ان میں سے کوئی بھی میرے جنازے میں حاضر نہ ہو یہ روشن دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت زہرا رنج و غم میں اس دنیا سے وفات پاگئیں۔ اب جو چاہیں تاویل کریں۔ . . . اور مرثیہ پیغمبر کے لئے انشاد کیا اور اس کا ایک بیت یہ ہے

صبت علیّ مصائب لو انّھا
صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ بیت

میرے اوپر وہ مصائب گرے اگر دنوں پر گرتے تو دن سیاہ راتوں میں بدل جاتے۔

نوٹ۔ مولانا صدرالدین حنفی نے جس درد سے نبیؐ کی بیٹی کی مظلومیت کو بیان کیا ہے اس سے زیادہ کوئی اور کیا بیان کرے گا۔ حنفی عالم نے تسلیم کیا ہے کہ امت

کے ظلم سے بی بی کے شکم میں بچہ شہید ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگر اور یقین میں زیادتی چاہتے ہو تو مزید سنیئے

ابراہیم بن سیار النظام ملت مسلمہ کا چوٹی کا عالم تسلیم کرتا ہے کہ امت کے ظلم سے سیدہ کے شکم میں بچہ شہید ہوا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب الملل والنحل مولف امام ابی الفتح محمد بن عبدالکریم الشہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ مطبوعہ مجازی قاہرہ ص۵۷

فقال ان عمر ضرب بطن فاطمة علیها السلام یوم البیعة حتی القت المحسن من بطنها وکان یصیح احرقوا الدار بمن فیها وما کان فی الدار غیر علیؑ وفاطمةؑ والحسنؑ والحسینؑ

ترجمہ

نظام کہتا ہے کہ روز بیعت نبیؐ کی بیٹی فاطمہ زہرا کے شکم پر عمر نے مارا حتیٰ کہ سیدہ کا بچہ شہید ہو کر گرا اور نیز عمر چیخ رہے تھے کہ اس گھر کو بمع ان لوگوں کے جو اس میں ہیں جلا دو اور گھر میں سوائے علی و فاطمہ اور حسن حسین کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔

نوٹ۔ چونکہ صاحب کتاب اشاعرہ معلوم ہوتا ہے اور نظام معتزلہ سے ہے اسی لئے حوالہ کو تحریر کرتے وقت صاحب کتاب کو سخت تکلیف ہوئی ہے اور اسے خراب کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ہمارے نزدیک بقول اہلسنت سنگ زرد برادر شغال

ہے۔ اشاعرہ اور معتزلہ بھائی بھائی ہیں کیونکہ ابوبکرؓ عمر اور عثمان کی خلافت پر دونوں کا اتفاق ہے۔

اہل سنت کا چوٹی کا عالم مُلّاں معین کاشفی بھی سیدہ کے پسر محسن کی شہادت کو تسلیم کرتا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب معارج النبوۃ رکن چہارم در انفات دوم ہجری ص۲۲۱

ذکر تزویج واولادِ سیدہ

وبتولؑ را حق تعالٰے چند فرزند از امیرالمومنینؑ ارزانی داشت نخست حسنؑ و حسینؑ و زینب وام کلثوم ورقیہ ومحسن کہ ساقط شد وبداں مرض فاطمہؑ از جہاں رحلت نمود

ترجمہ

جناب بتولؑ کو امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب سے رب تعالٰے نے یہ بچے عطا فرمائے تھے۔ حسنؑ و حسینؑ۔ زینبؑ وام کلثومؑ ورقیہ ومحسن اور جو کہ (امت کے ظلم سے) شہید ہو کر گرے اور اسی مرض اور تکلیف سے فاطمہ زہراؑ نے دنیا سے وفات پائی ہے۔

نوٹ:- زمرہ زباں میں چار یاری مذہب کے یہ عالم بھی شہادت محسن کو تسلیم کرتے ہیں اور کتب شیعہ میں یہ امر مسلّم ہے کہ روز بیعت عمر ابن خطاب نے جناب زہراؑ کو اس طرح مارا کہ بی بی کے شکم میں بچہ شہید ہو گیا۔ لیکن ہم اصول مناظرہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور ان کا حوالہ نہیں دیتے ہم نے اہلسنت کی تین عدد کتب سے بمعہ مکمل حوالہ شہادت محسن کو ثابت کیا ہے۔

اعتراض

مولا علی شیر خدا تھے اسم اعظم کا علم بھی رکھتے تھے لہٰذا جب جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ پر اتنا ظلم ہوا کہ جس کی وجہ سے انکا بچہ انکے شکم اقدس میں شہید ہوا تو مولا علی خاموش کیوں رہے شیر خدا نے تلوار کیوں نہ اٹھائی۔ کسی کی زوجہ پر اگر اتنا ظلم ہو تو وہ برداشت نہیں کرسکتا لہٰذا بنت نبی زوجہ علی سیدہ زہراؑ پر اتنا ظلم ہوا۔ شاہ مرداں نے کیسے برداشت کیا۔

جواب

زینب کا بچہ بھی انکے شکم میں کفار کے ظلم سے فوت ہوا تھا رسول اللہ نے زینب کی خاطر انتقامی کارروائی کیوں نہ فرمائی

ثبوت ملاحظہ

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سیرت ابن ہشام۔ ذکر ما اصاب زینب من قریش ص۶۵۲ ج

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب باب الزای ص۳۰۷ ج۴

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ الخمیس ذکر ہجرت زینب ص۳۴۳ ج۱

۴۔

سیرۃ ابن ہشام کی عبارت

فروعها هبار بالرمح وهي في هودجها، وكانت المرأة حاملا فيما يزعمون. فلما ريعت طرحت ذا بطنها

الاستیعاب کی عبارت

فسقطت على صخرة فاسقطت واهراقت الدماء فلم يزل بها مرضها حتى ماتت ثمان من الهجرة

تاریخ الخمیس کی عبارت

فخرجوا اثرها فادركها هبار بن الاسود فجعل يطعن بعيرها برمحه حتى صرعها فالقت ما في بطنها واهريقت دما

ترجمہ۔

مذکورہ عبارتیں چونکہ ملتی جلتی ہیں اس لئے سب کا ترجمہ اکٹھا پیش کرتے ہیں۔ جب زینب ربیبہ رسول اللہ نے ہجرت کی تو انکو واپس لے جانے کی خاطر کچھ کفار انکے پیچھے روانہ ہوئے سب سے پہلے ہبار ابن اسود آ پہنچا۔ بی بی ہودج (کجاوہ) میں سوار تھی اس کافر نے زینب کے اونٹ کو نیزہ مارا جس سے اونٹ ڈرا اور زینب ایک پتھر پر گر پڑی۔ شکم میں جو بچہ تھا فوت ہو گیا اور اسی صدمہ سے خون زیادہ ضائع ہوا اور زینب بیمار رہ گئی اور اسی تکلیف سے آٹھ ہجری میں وفات پائی۔ تاریخ خمیس میں ہے کہ کفار زینب کو واپس مکہ لے گئے اور معاویہ کی ماں ہند زینب کو ان طعنوں کے تیر مارتی تھی کہ یہ مصیبت تم پر تمہارے باپ کی وجہ سے آئی۔

نوٹ۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ مذکورہ زینب جو ایک کافر ابوالعاص کی زوجہ تھی وہ رسول اللہ کی صلبی بیٹی تھی اور جب اس نے مکہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تھا تو اس کے کافر شوہر نے اس کو روک لیا تھا۔ بالآخر جب ہجرت کی تو مذکورہ واقعہ پیش آیا تھا اور ان کے باپ رسول اللہ اس وقت مدینے میں فوج بھی رکھتے تھے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان جیسے نامور بہادر بھی اپنے پاس رکھتے تھے اور اسم اعظم کا علم اور چاند کو چیرنے کی طاقت بھی رکھتے تھے۔

ارباب انصاف! ان ملانوں کے عقیدہ میں زینب نبی کی صلبی بیٹی ہے اور ان کا باپ مالک تخت و تاج ہے اور فوج اصحاب کے علاوہ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان جیسے پہلوان بھی انکے پاس موجود ہیں اور ان کی بیٹی پر مذکورہ ظلم ہوا ہے اور انہوں نے بیٹی کی کوئی مدد نہیں کی اور نہ ہی ابوبکر۔ عمر۔ عثمان جیسے بہادروں نے اپنی خدمات پیش کیں کہ ہم لشکر لیکر مکہ جاتے ہیں اور زینب کو کفار کی قید سے چھڑا کر لے آتے ہیں۔

قارئین۔ آپ بھی ذرا غور فرمائیں کہ نبی کریم کیوں خاموش رہے۔ اگر رسول نے دین کی خاطر صبر فرمایا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مولا علی نے بھی دین کی خاطر صبر فرمایا۔ اور اگر نبی کی مغموم بیٹی کی مدد نہ کرنے سے خدا اور رسول کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا تو اسی طرح اپنی مظلومہ

زوجہ کی خاطر تلوار نہ اٹھانے سے مولا علی کی شان پر بھی کوئی حرف نہیں آیا۔

چوتھا عذر :۔

بی بی راضی ہو گئی تھی

کتاب مجاج السالکین :۔

اور شاہ عبدالعزیز کے جھوٹ کا پہاڑ

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ذکر فدک ص۴۹۲ مطبع سہیل اکیڈمی

واما امامیہ پس صاحب محجاج السالکین وغیرہ از علمائے ایشان روایت کردہ اند :۔ ...... فرضیت بذالک واخذت العہد علیہ وکان ابوبکر یعطیہم منہا قوتہم۔

ترجمہ :۔

مذہب امامیہ کے علماء سے صاحب مجاج السالکین اور دوسرے علماء نے روایت کی ہے کہ (ابوبکر کی معذرت کے بعد) بی بی ابوبکر سے راضی ہو گئی سیدہ نے اس سے عہد لیا اور وہ انہیں خرچ دیتا تھا۔

جواب :۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ :۔ بقول شر انظ البرکات شرم کجا اور تعصب کا درم کجا ناظرین بے شرمی اور بے حیائی کے تمام باڈر اہل سنت کا مناظر شاہ عبدالعزیز پار کر گیا ہے۔ بغض اہل بیت نے اس دہلوی کذاب کو اس مقام پر پہنچا دیا کہ

انصاف کی اس نے ناک کاٹ دی۔

اہلِ سنت کو چیلنج

اہلِ سنت کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی کتاب اہلِ تشیع کی مجاج السالکین نامی جس میں یہ روایت موجود ہو کا نشانات ہیں جس جگہ بھی پائی جاتی ہے اس کو پیش کریں اور منہ مانگا انعام لیں۔ اگر کتاب نہیں پیش کر سکتے تو ہمارے ساتھ مباہلہ کر لیں جھوٹے پر خدا کی لعنت۔

مذکورہ بہتان کا آغاز کیسے ہوا

مجاج السالکین کی نسبت سب سے پہلے شیعوں کی طرف سے نصر اللہ کابلی نے دی۔ پھر اس جھوٹے کی پیروی ملاں حذاقت خاں نے کی۔ اس جھوٹے کی پیروی ملاں حیدر علی نے کی اور پھر محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی اور قطب شاہ صاحب شوائظ البرکات اور شاہ عبدالعزیز اور رشید احمد گنگوہی اس جھوٹ کی ڈفلی بجاتے رہے اور نادان لوگ اس پر رقص کرتے رہے۔

ابوبکر پر نبیؐ کی دختر جناب زہرا علیہا السلام ناراض ہونے کے بعد تاوفات راضی نہیں ہوئیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کے چوٹی کے عالم شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی گواہی کہ۔

سیدہ زہراؑ ابوبکر سے تا وقت وفات راضی نہیں ہوئیں

اہلِ سنت کی معتبر کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ۔ مطبع نول کشور ص ۵۳۴ ج ۴

مشکل ترین قضایا قضیۂ فاطمۃ الزہراؑ است زیرا کہ اگر گویم کہ او جاہل بود۔ ایں سنتے یعنی حدیثے کہ ابوبکر نقل کردہ بعید است از فاطمہ و اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتادہ او را بسماع ایں حدیث از آنحضرت مشکل می شود کہ بعد از استماع از ابی بکر و شہادت سائر صحابہ بر آں چرا قبول نکرد و در غضب آمد و اگر غضب او پیش از سماع حدیث بود چرا برنگشت از غضب تا ایں کہ استمرار او کشید و تا زندہ بود مہاجرت کرد ابوبکر را۔

ترجمہ:۔

تمام مقدمات میں سے مشکل ترین مقدمہ فاطمۃ الزہراؑ کا ہے اگر میں یہ کہوں کہ ابوبکر کی بیان کردہ حدیث سے جناب فاطمۃ الزہراؑ (ناواقف) جاہل تھی۔ تو یہ بعید ہے اور اگر یہ کہوں کہ حدیث لا نورث کو سننے کا بی بی کو اتفاق نہیں ہوا تو بھی مشکل ہے کیونکہ حدیث مذکورہ کو ابوبکر سے سننے کے بعد اور صحابہ کی گواہی کے بعد حدیث کو قبول کیوں نہ فرمایا اور ناراض کیوں ہوئیں اور اگر حدیث کے سننے سے پہلے ناراض ہوئی تھیں تو حدیث سننے کے بعد ناراضگی کو چھوڑا کیوں نہیں اور ناراضگی نے اتنا طول پکڑا کہ جب تک زندہ رہیں ابوبکر سے ناراضگی کے باعث کلام نہ کیا۔

نوٹ:۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ کلام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور دیگر

علاوہ ان کے جھوٹے ہونے کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ شاہ عبدالعزیز نے منہاج السالکین کی اہل تشیع کی طرف جھوٹی نسبت دی ہے اور ملاں محمد نافع کی یہ تاویل کہ شرح میثم کا نام مصباح السالکین ہے اور تحفہ اثنا عشریہ میں ناقلین کے تصرف کی غلطی کی وجہ سے منہاج السالکین لکھا گیا ہے۔ یہ بھی بالکل سفید جھوٹ ہے۔ ورنہ اگر آپ کو غلطی کا یقین ہے تو آپ اس غلطی کو درست کیوں نہیں کرتے۔

پانچواں عذر :-

شاہ عبدالعزیز کی غلط تحقیق کہ جناب ابوبکر نے اپنے یقین پر عمل کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

تحفہ اثنا عشریہ ص۲۷۵ طعن ۱۲ :

ونیز خبر پیغمبرؐ درحق کسے کہ بلا واسطہ از آنجناب شنیدہ باشد
مفید علم یقینی است۔ بلاشبہ وعمل بسماع خود واجب ست
خواہ از دیگرے بشنود یا نشنود۔

ترجمہ :-

حدیث پیغمبرؐ کو جس نے حضورؐ سے خود سنا ہے اس کے حق میں مفید یقین ہے اور اس شخص کے لئے اس حدیث پر عمل کرنا واجب ہے۔ خواہ کسی دوسرے سے اسے نہ بھی سنے۔

نوٹ :-

مقصد دہلوی کا یہ ہے کہ چونکہ ابوبکر نے حدیث لا نورث نبی کریمؐ سے خود

سنی تھی۔ لہٰذا اُن کے لئے یہ حدیث مفید یقین تھی اور خلیفہ کے لئے اس حد : پر عمل کرنا واجب تھا۔

جواب :-

اہل سُنت کے امام اعظمؒ، مالک اور احمد کا فتویٰ ہے کہ قاضی اپنے یقین پر عمل نہیں کر سکتا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱۱ ص ۲۸۸ الظنون والتہمہ
باب۔ من رأی للقاضی ان یحکم بعلمہ فی امر الناس اذا لم یخف۔

وقال ابوحنیفہ ما علمہ قبل القضاء من حقوق الناس
لا یحکم فیہ بعلمہ .... وقال شریح والشعبی
ومالک فی المشہور عنہ واحمد واسحق و
ابوعبید لا یقضی بعلمہ اصلا۔

ترجمہ :-

امام اعظم کہتا ہے کہ قاضی کو مجلس قضا (کچہری) سے پہلے جو یقین حاصل ہو لوگوں کے حقوق کے متعلق تو وہ قاضی اس قسم کے اپنے ذاتی یقین پر عمل نہیں کر سکتا۔ اور شریح والشعبی اور مالک واحمد اور اسحاق و ابوعبید کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ قاضی اپنے ذاتی یقین پر کسی صورت میں بھی عمل نہیں کر سکتا۔

نوٹ :-

آدمی اگر ڈھیٹ نہ ہو تو اس حوالے کے بعد اس بات کو کہ خلیفہ نے اپنے یقین پر عمل کیا تھا۔ ملاؤں کو پیش کرنے سے شرم کرنی چاہیئے۔ ابوبکر اس وقت بقول اہلِ سنت خود ہی قاضی تھا اور قاضی کے لئے ان کے تین اماموں کا فتویٰ ہے کہ اپنے یقین پر عمل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا خلیفہ کے لئے اپنے یقین پر عمل کرنا جائز نہ تھا۔

جو یقین قرآن اور اہل بیت کے فرمان کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب فتاوٰے عزیزی ص۲۵۱ طبع سعید کمپنی۔
۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص۱۳۰ طبع سہیل اکیڈمی۔

فتاویٰ عزیزی اردو کی عبارت :-

اِنی تارك فی کم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدُ ھما اعظم من آلاخر کتاب اللہ وعترتی واھلبیتی۔

ترجمہ :- یعنی تحقیق کہ میں تم لوگوں میں دو چیزیں گراں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم لوگ ان دونوں کا لحاظ رکھو گے تو ہرگز تم میرے بعد گمراہ نہ ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ وہ دو

چیزیں ایک تو اللہ کا کلام ہے اور دوسری میری اہلِ بیت ہے تو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ نے فرائض ربی اور احکام شرعی کا دارومدار ان دو چیزوں پر رکھا ہے۔ جو مذہب امورِ شرعیہ میں ان دونوں چیزوں کے خلاف ہے۔ عقیدۃً اور عملاً باطل اور غیر معتبر ہے اور جو ان دو عظیم الشان چیزوں سے انکار کرے وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ اب تحقیق کی جاتی ہے کہ ان دونوں فرقوں سے یعنی شیعہ اور سُنی سے کس کو ان دونوں چیزوں کا لحاظ ہے اور کون ان کی توہین کرتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ شیعہ اور سُنی کا اتفاق ہے۔ یہ حدیث مذکور ثابت ہے۔

نوٹ :-

شاہ صاحب نے فیصلہ خود ہی کر دیا۔

ملاحظہ ہو :-

ابوبکر کا یہ یقین کہ نبیؐ کا کوئی وارث نہیں۔ آیاتِ میراث کے عموم کے مخالف ہے اور مسلم شریف میں کاذِباً اٰثِماً غادِراً خائناً۔ والی حدیث گواہ ہے کہ اہلِ بیت ابوبکر کو اس کے یقین میں جھوٹا سمجھتے تھے۔ لہٰذا شاہ عبدالعزیزؒ کا اپنا فیصلہ ہے کہ جو مذہب قرآن اور اہلِ بیت کے مخالف ہے وہ باطل ہے پس ابوبکر کا دعویٰ الیقین بھی باطل ہے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کی مکاری

یہ دہلوی عیار ایک طرف تو کہتا ہے کہ ہم قرآن اور اہلِ بیت کو مانتے ہیں اور جب اہلِ بیت فرماتے ہیں کہ جاگیرِ فدک اور میراث رسولؐ اللہ اور خمس ہمارا

حق ہے اور اگر ابوبکر نے یہ چیزیں ہم سے غصب کرکے ہم پر ظلم کیا ہے تو یہ دہلوی مکار ثقلین کی مخالفت کرتے ہوئے ابوبکر کی طرف داری کرتا ہے کہ اس نے اپنے یقین پر عمل کیا تھا۔

اس قماش کے ملوانوں سے بچ کر رہنا

كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلًّا وَلَا ذِمَّةً ۚ يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ وَتَأْبَىٰ قُلُوبُهُمْ وَأَكْثَرُهُمْ فَاسِقُونَ ۝ پ۱۰ ع۸ التوبہ آیت ۸

دعوی الیقین بلاثبوت اس کا قبول ہے جو شر شیطان سے محفوظ ہو اور جناب ابوبکر ایسے نہیں تھے۔

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب۔ تاریخ الرسل والملوک المعروف طبری ج۴ ص۱۸۴۹ (ذکر بیعت ابی بکر۔)
۲- اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الخلافت مع الامارہ۔ ج۳ ص۱۲۶
۳- اہل سنت کی معتبر کتاب صفوۃ الصفوۃ ذکر خطبہ ابی بکر ج۱ ص۹۹
۴- اہل سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرۃ ذکر ما ستقالہ من بیعت ابی بکر ج۱ ص۳۰۹
۵- اہل سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ فصل اول ص۷
۶- اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء ذکر بیعت ابی بکر ص۷
۷- اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید۔ ذکر مطاعن ابی بکر ج۴ ص۲۳۱
۸- اہل سنت کی معتبر کتاب شرح قوشجی - ذکر مطاعن ابی بکر ص۴۰۶
۹- اہل سنت کی معتبر کتاب الامامت والسیاست ذکر خطبہ ابی بکر ج۱ ص۱۶
۱۰- اہل سنت کی معتبر کتاب منہاج السنت - آخر کتاب منقول از تشیید المطاعن ص۳۰
تاریخ طبری ج ۴ ص۱۸۴۶ کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

الا وان لی شیطاناً یعتریني فاذا اتانی فاجتنبونی لا اؤثر فی اشعارکم وابشارکم ۝

ترجمہ:۔

تحقیق میرے لیے شیطان ہے جو مجھے عارض ہوتا ہے۔ جب وہ میرے پاس آئے تو تم مجھ سے بچو۔ تاکہ میں تمہارے بالوں اور کھالوں میں سرائیت نہ کروں۔

نوٹ:۔

ہم نے چار یاری مذہب کی دس عدد کتب معتبرہ سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ جناب ابوبکرؓ شر شیطان سے محفوظ نہ تھے۔ لہذا خلیفہ کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ انہوں نے حدیث لانورث خود سنی تھی۔ اس جگہ دوسرا احتمال بھی ہے کہ خلیفہ نے اس دعویٰ میں کہ میں نے حدیث خود سنی ہے۔ شیطان کی وجہ سے غلطی کی ہو اور نیز خلیفہ کو اہل بیت رسالتؐ نے بھی جھٹلایا ہے لہذا ان کے یقین کی کوئی قیمت نہیں اور اگر انہوں نے اپنے یقین پر عمل کرتے ہوئے بنت رسولؐ پر ظلم کیا ہے تو دوسرے آدمی کی نظر میں وہ ظلم سے بری نہیں ہو سکتے یہ ظلم بھی ایسا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ خلافت کے لائق نہیں رہتے۔

اہلِ سُنت کے امام اعظم کا ایک اہم انکشاف

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد - حرف النون ذکر النعمان ابن ثابت ۔
ابو حنیفہ صاحب المذہب صفحہ ۳۷۳ ج ۱۳

قال سمعت أبا اسحاق الفزاری یقول سمعت ابا حنیفۃ یقول ایمان ابی بکر الصدیق وایمان ابلیس واحد ۔

ترجمہ :-

ابو سحق کہتا ہے کہ میں نے ابو حنیفہ سے سُنا ہے کہ امام اعظم نے فرمایا کہ ایمان ابی بکر صدیق اور ایمان ابلیس ایک ہے ۔

بقول نعمان جناب ابی بکر اور ابلیس کے ایمان میں کوئی فرق نہیں لہذا ابلیس تو جھوٹ بھی بول سکتا ہے اسی طرح خلیفہ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے ۔ اسی لئے تو اہل بیت رسالت نے بھی مسلم شریف گواہ ہے کہ ابوبکر کو جھٹلایا ہے ۔ خلیفہ کا دعوی سماع حدیث کرنا اور اس دعوی میں غلطی کرنا دونوں احتمال برابر ہیں لہذا :-

اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جب دلیل میں احتمال خلاف آجائے تو دلیل باطل ہے پس شاہ عبدالعزیز کی مذکورہ دلیل باطل ہے ۔

خلیفہ کے ایمان کی کمزوری

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب ادب المفرد - امام بخاری - باب فضیلت دعا صفحہ ۳۴۲ طبع کراچی ۔
۲- اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال - کتاب الثالث من حرف عین ، فی الاخلاق صفحہ ۴۹ ج ۲۵
۳- اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور تفسیر آیت قل هل یستوی الاعمی والبصیر صفحہ ۱۰۲ ج ۴
۴- اہل سنت کی معتبر کتاب حیوٰۃ الحیوان ۔ ذکر النمل صفحہ ۳۷۶ ج ۲
۵- اہل سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفا صفحہ ۸۹ ج ۲

تفسیر در منثور کی عبارت ملاحظہ ہو :

ابوبکر عن النبی صلعم قال الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل قال ابوبکر یا رسول اللہ وھل الشرک الا ما عبد من دون اللہ او ما دعی مع اللہ قال ثکلتك امك الشرك فیکم اخفی من دبیب النمل ۔

ترجمہ :-

حضرت ابوبکر راوی ہے کہ نبی کریم نے فرمایا شرک تم میں چیونٹی کی چال سے زیادہ پوشیدہ ہے ۔ ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا شرک تو یہی نہیں کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کی جائے اور اسے پکارا جائے ۔ جناب نے فرمایا ۔ ابوبکر تیری ماں تیرے غم میں روئے ۔ شرک تم میں چیونٹی

کی چال سے زیادہ پوشیدہ ہے۔

تفسیر ابن کثیر اردو میں مجرمانہ خیانت

مذکورہ تفسیر میں بھی خلیفہ کی مذکورہ ایمانی کمزوری تحریر ہے لیکن مترجم اردو روایت کو یوں ہضم کر گیا ہے جیسے خلیفہ باغ فدک ہضم کر گئے۔

ارباب انصاف:۔

ہم نے کتب معتبرہ اہل سنت سے یہ ثابت کر دیا کہ جناب ابوبکرؓ شر شیطان سے محفوظ نہ تھے۔ اور ایمانی کمزوری کا یہ عالم تھا کہ شرک ان میں چیونٹی کی چال بیٹھتا تھا اور امام اعظم نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ جناب ابلیس اور ابوبکر کے ایمان میں کوئی فرق نہیں۔ اب اگر ایسا شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں نے سنا ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں اور اس حدیث کے بیان کرنے میں قرآن بھی ان کو جھٹلاتے۔ اہل بیت رسالت بھی ان کی مخالفت کرے۔ تو ایسے شخص کا دعویٰ ہرگز قابل قبول نہیں۔ اور اس کی اپنی بیان کردہ حدیث پر جس سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہو اس کے لئے ہرگز عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

چھٹا عذر:۔

مولوی احتشام الدین کی عجیب چال کہ ابوبکر کو معزول کیوں نہ کیا گیا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی کتاب نصیحۃ الشیعہ۔ صفحہ ۴۰۹ ج ۲

پھر ابوبکر پر کیا طعن ہے کیا ان کو حدیث پر عمل کرنا واجب نہ تھا۔ ابوبکر کا فیصلہ حق نہ ہوتا تو تمام صحابہ مخالفت نہ کرتے۔ بلکہ ابی بکر کو خلافت سے معزول کر دیتے۔

جواب:۔

جناب ابوبکر کی عمر کو نصیحت کہ اصحاب محمدؐ پر اعتبار نہ کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہل سنت کی معتبر کتاب۔ ازالۃ الخفا۔ مآثر ابی بکر

صفحہ ۱۲۴ ج ۳ طبع کراچی۔

وان اول ما احذرك يا عمر نفسك وان لكل نفس شهوة فاذا اعطيتها تمادت في غيرها واحذرك هولاء النفر من اصحاب محمد الذين قد انتفخت اجوافهم وطمحت ابصارهم واحب كل امرء منهم لنفسه وان لهم لحيرة عند زلة واحذرك منهم فاياك

اصحاب کے پیٹ پھول گئے

ترجمہ:۔

(جناب ابوبکرؓ نے حضرت عمر سے ایک نصیحت میں کہا کہ پہلی چیز جس سے میں آپ کو ڈراتا ہوں۔ وہ تیرا نفس ہے۔ ہر نفس میں خواہش ہے جب تو اسے پورا کرے گا تو نفس اور خواہش کرے گا اور میں آپ کو ڈراتا ہوں۔ اسی گروہ سے جو اصحاب محمدؐ سے ہیں۔ جن کے پیٹ

بھول گئے ہیں اور آنکھیں بند ہیں اور ان میں سے ہر آدمی خلافت
کو اپنے لئے چاہتا ہے اور ان کے لئے حیرت ہے وقت لغزش۔

نوٹ :-

انہی اصحاب نے جناب ابوبکر کو خلیفہ بنایا تھا اور اس محنت کے صلے میں ان کو دنیا میں یہ اجر ملا کہ خود ابوبکر نے ان کا گلہ کیا۔ جناب عمر کو نصیحت کی کہ یہ اصحاب محمدؐ دنیا کے لالچی ہیں۔ ان سے بچ کر رہنا۔

ہم کہتے ہیں کہ بقول ابوبکرؓ یہ اصحاب لالچی تھے اور دنیا کی خاطر انہوں نے دخترِ رسولؐ کی طرف داری نہیں کی اور ابوبکر کو معزول نہیں کیا۔ لیکن اپنے عزائم میں ناکام رہے
خسر الدنیا والآخرہ۔

ہر صحابی خلافت کی کرسی اپنے لئے چاہتا تھا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :-

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاستہ۔ ذکر مرض ابی بکر ص۱۹ ج۱
۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ ص۲۳ ج۴ ذکرِ عمر

انی ولیت امرکم ولست خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ
(۱) ارادۃ ان یکون ھذا الأمر لہ۔

ترجمہ :-

میں تمہارے امر کا والی بنایا گیا ہوں اور میں فی نفسی تم سے بہتر نہیں ہوں
اور تم میں سے ہر آدمی غضبناک ہے کیونکہ وہ اس خلافت کو اپنے
لئے چاہتا ہے۔

نوٹ :-

جن کی نیت یہ تھی کہ خلافت ہمیں ملے وہ تو اہلِ بیت کی اقتصادی کمزوری پر خوش تھے کیونکہ جب خلافت کے حقیقی حقدار بے بس ہو جائیں گے تو پھر ہر شخص کو امید ہو سکتی ہے کہ شاید کبھی میری باری بھی آ جائے پس اسی لئے اہلِ بیت نبوتؐ کی خاطر انقلاب لانے کے لئے کوئی شخص تیار نہ ہوا۔

جن میں صفت قوم لوط پائی جائے وہ اولیاء اللہ کی خاطر قربانی نہیں دیتے

ثبوت ملاحظہ ہو :-

اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفتن ج۶ ص۵۶۔

عن حذیفۃ لایکون فی بنی اسرائیل شیٔ الاکان فیکم مثلہ فقال رجل یکون فینا مثل قوم لوط قال نعم۔

ترجمہ :-

حذیفہ راوی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو کچھ بنی اسرائیل میں ہوا ہے وہ تم میں بھی ہوگا۔ ایک مرد نے عرض کی کیا ہم میں مثل قوم لوط بھی ہوں گے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہاں۔

نوٹ :-

ملتہ الشائع بہت پرانی ہے العاقل تکفی الاشارۃ والغافل لاتنفعہ الف عبارۃ
اگر ایسے لوگوں نے اہلِ بیت نبوتؐ کا ساتھ نہیں دیا تو ان کا کیا گلہ کیا جائے۔

ساتواں عذر :۔

شاہ عبدالعزیز کا غلط استدلال کہ حذیفہ کی بات مانو ۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب ۔ تحفہ اثنا عشریہ ذکر طعن میراث صـ ۲۷۲

این خبر در کتب بروایۃ حذیفہ بن الیمان صحیح و ثابت است ۔ و در حق حذیفہ ملا ں عبداللہ مشہدی در اظہار الحق حدیث پیغمبر آوردہ کہ ما حدثکم بہ حذیفہ فصدقوا ہ ۔

ترجمہ :۔

(حدیث لانورث) (کہ جس کا راوی ابوبکر ہے) یہ خبر کتب اہلِ سنت میں بروایت حذیفہ بن الیمان بھی آئی ہے اور حذیفہ کے حق میں ملاں عبداللہ مشہدی نے کتاب اظہار الحق میں یہ حدیث پیغمبر لکھی ہے کہ جو حدیث حذیفہ بیان کرے اس کی تصدیق کرو ۔

جواب :۔

یہ عبارت لکھتے وقت شاہ صاحب کو شرم بھی نہیں آئی جب اہلِ سنت کی کتب میں جو جھوٹی روایات حضرت علیؑ کے سر تھوپی گئی ہیں وہ اہلِ تشیع کے لئے حجت نہیں تو حذیفہ کی روایت جو کتب اہل سنت میں ہو اس کو شیعہ کب مانتے ہیں ۔

اور ملاں عبداللہ مشہدی کا مطلب یہ ہے کہ جو روایت حذیفہ بیان کرے اور اس میں قبول روایت کے تمام شرائط موجود ہوں تو اسے قبول کیا ئے ۔

اگر حذیفہ ہی کی بات کو ماننا ہے تو ہم چار یاری مذہب کا شوق پورا کرتے ہیں

نبیؐ کا فرمان بروایت حذیفہ

میرے بعد ایسے امام ہوں گے جن کی شکل انسانی اور دل شیطانی ہونگے

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

۱۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم شریف ۔ باب الامر بالزوم الجماعۃ عند ظہور الفتن ۔ جـ ۲ صـ ۱۲۷

۲۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب مشکوٰۃ شریف ۔ کتاب الفتن الفصل الاول صـ ۱۶۹ جـ ۲

۳۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ۔ کنز العمال کتاب الفتن جـ ۶ صـ ۵۴ ۔

(عن حذیفۃ) قال یکون بعدی آئمۃ لا یھتدون بھدای لا یستنون بسنتی و سیقوم فیھم رجال قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس قال قلت کیف اصنع یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک قال تسمع و تطیع للامیر و ان ضرب ظھرک ۔

ترجمہ :-

حذیفہ راوی ہیں۔ کہ نبی کریم نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو میری ہدایت اور سنت پر عمل نہیں کریں گے اور ان میں ایسے مرد بھی ہوں گے جن کی شکل انسانی اور دل شیطانی ہوں گے۔ حذیفہ نے عرض کی اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو کیا کروں۔ نبی کریم نے فرمایا اطاعت اور صبر کرنا۔ اگرچہ وہ تیری پیٹھ پر ماریں اور تیرا مال غصب کریں۔

نوٹ :-

حذیفہ نے نبیؐ کے بعد صرف ابی بکر، عمر اور عثمان کا زمانہ پایا ہے۔

نبی کریم کا حذیفہ کو یہ کہنا کہ میرے بعد ایسے امام ہوں گے جو میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔ وہ کون ہیں۔ اگر وہ امام حذیفہ کے بعد ہوئے ہیں تو نبی کریم کا حذیفہ کو صبر کا حکم دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیونکہ جب حذیفہ زندہ ہی نہیں ہوں گے تو ان کو مار کیسے پڑے گی اور وہ صبر کیسے کریں گے۔ اس روایت نے سارے جھگڑے ختم کر دیئے ہیں۔

العاقل تکفیہ الاشارہ

آٹھواں عذر :-

ملاں احتشام الدین کا غلط استدلال

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب۔ نصیحۃ الشیعہ۔ ص ۲۴۴ ج ۲

عبارت کتاب :-

اس وقت ابوبکر پر عجیب مشکل تھی۔ جناب سیدہؑ کے خلاف مراد جواب دینا بھی دشوار تھا اور اگر اس تمام جائیداد پر وارثوں کو قبضہ دیدے تو ضروریات سلطنت کا انتظام کہاں سے ہو عرب کی اتنی بڑی سلطنت اور بجز اس جائیداد کے اور کوئی خزانہ یا سرمایہ نہ تھا۔ سلطنت کے مہمانوں کی ضیافت غیر ملکی سفیروں کی مدارت، ملازموں کی تنخواہ، محتاجوں کی اعانت وغیرہ۔

جواب ۱ :-

ملاں مرادآبادی نے ٹھیٹھ بات کہی ہے کیونکہ جناب ابی قحافہ عبداللہ بن جدعان کے دسترخوان پر سے مکھیاں اڑانے کی ملازمت پر مامور تھا اور آنجناب کے صاحبزادے پیٹھ پر کپڑے رکھ کر گلی کوچوں میں پھیری لگایا کرتے تھے۔ بغضب کیا اصحاب نے ایسے مجبور کو خلافت دے دی جو آئے گئے کو روٹی بھی نہیں دے سکتے تھے۔

جواب ۲ :-

ملاں موصوف نے خلیفہ کی صفائی کے لئے عذر مذکور پیش کر کے قانون اسلامی و نظام مصطفیٰؐ کا جنازہ نکال دیا ہے۔ کیونکہ نظام سلطنت چلانے کے لئے لوگوں کی جاگیروں کو قومی تحویل میں لینا یہ سوشلزم ہے۔ جو کہ کفر ہے۔ ملاں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں پہلا سوشلسٹ حضرت ابابکر تھے۔

نواں عذر:-

انبیاء زندہ ہیں اور زندہ کی میراث نہیں

ثبوت ملاحظہ ہو:-

۱- اہل سنت کی معتبر کتاب- مدارج النبوۃ- ذکر تقسیم میراث صفحہ ۵۴۴ ج ۲

۲- اہل سنت کی معتبر کتاب- رسالہ باغ فدک صفحہ ۱۲

۳- اہل سنت کی معتبر کتاب- ہدایۃ الشیعہ- صفحہ ۲۲۴ مؤلف رشید احمد گنگوہی۔

مدارج کی عبارت:-

۱

وبعضی از محققین علماء گفته اند که بنیاد و مدار عدم میراث از انبیاء علیهم السلام حیات ایشان است خصوصاً سید الرسل ...... و میراث اموات را میباشد نه احیاء را۔

ترجمہ:-

بعض محققین نے کہا ہے کہ نفی میراث انبیاء کی بنیاد ان کی زندگی ہے۔ خصوصاً سید الرسلؐ اور میراث مردوں کی ہوتی ہے نہ کہ زندوں کی۔

نوٹ:-

مقصد ملاؤں کا یہ ہے کہ نبیؐ کریم قبر میں زندہ ہیں۔ اور زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ اسی لئے ابی بکرؓ نے نبیؐ کی دختر کو آنجنابؐ کی میراث سے محروم کیا۔

جواب:-

مذکورہ دلیل سے روح ارسطو برزخ میں تڑپ رہی ہوگی۔ دلیل مذکور

علم منطق کے قاعدہ سے غلط ہے۔ کیونکہ شکل اول کا نتیجہ تب درست ہے جب حد اوسط مکرر ہو۔ صغریٰ وکبریٰ میں اس کا ایک ہی معنی ہو۔ لیکن مذکورہ دلیل میں حد اوسط مکرر نہیں۔ کیونکہ زندگی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک دنیاوی اور دوسری برزخی حد اوسط صغریٰ میں کہ قبر میں نبیؐ زندہ ہیں۔ زندگی سے مراد برزخی ہے اور حد اوسط کبریٰ میں کہ زندہ کی میراث نہیں ہوتی۔ زندگی سے مراد دنیاوی ہے۔ ایسی غلط دلیلوں کو محققین کی طرف نسبت دینا محققین کی توہین کرنا ہے۔

۲:-

اگر قبر میں نبیؐ زندہ ہے اور زندگی کے معنی میں بھی کوئی فرق نہیں تو آنجنابؐ کو غسل وکفن دینا اور آنجنابؐ کو دفن کرنے کا کیا مطلب ہے۔ اگر کسی زندہ عام آدمی کو دفن کر دیا جائے۔ تو بہت بڑا جرم ہے۔ پھر اگر زندہ نبی کو دفن کر دیا جائے تو اس سے بھی بہت بڑا یہ جرم ہوگا۔

۳:-

نبی کریم اگر مدینہ میں زندہ ہیں تو مدینے میں آنجنابؐ کے خلیفہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پس ابی بکر۔ عمر۔ عثمان جو مدینہ میں نبیؐ کے خلیفہ بن کر خلافت کرتے رہے وہ خلافت بالکل درست نہیں۔

دسواں عذر

چونکہ نبیؐ کریم کو علم تھا کہ ابوبکر میرے بعد خلیفہ ہونگے اسی لئے حدیث لانورث انہی کو بتائی۔

جواب:-

یہ دلیل بالکل بوگس ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

کسی چیز کے واقع ہونے کا علم اور بات ہے اور کسی چیز کے واقع ہونے پر خوش اور راضی ہونا اور بات ہے۔

مثال ۱ :۔

کسی حکیم یا ڈاکٹر کو اپنے تجربے سے اپنے مریض بیٹے یا بیوی کے متعلق یہ علم ہو جائے کہ وہ کل مر جائیں گے۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ بیٹے یا بیوی کی موت پر خوش اور راضی ہی ہے۔

مثال ۲ :۔

اللہ کو علم تھا کہ یہ جن میرے بندوں کو گمراہ کر دے گا۔ لیکن اللہ کو اس کے گمراہ کرنے پر کوئی خوشی و رضامندی نہیں۔ اسی طرح نبیؐ کو علم تھا کہ ابو بکر میرے بعد خلیفہ بنے گا۔ لیکن نبی کریمؐ اس کی خلافت پر خوش اور راضی نہ تھے۔

نبیؐ کریم کا ابو بکر و عمر کی خلافت پر راضی نہ ہونا۔

ثبوت ملاحظہ ہو :۔

اہل سنت کی معتبر کتاب، فتاوی عبد الحیؒ طبع کراچی ص ۱۴۲ سعیدی

وما اظن اجلی الا قد اقترب قلت یا رسولؐ اللہ الا تستخلف ابابکر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسولؐ اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت

انہ لم یوافقہ قلت یا رسولؐ اللہ الا تستخلف علیاً ثم قال فقلت والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ۔

ترجمہ :۔

(حضورؐ نے ایک موقع پر عبد اللہ بن مسعود سے فرمایا تھا) کہ میری وفات قریب آ گئی ہے (عبد اللہ نے کہا) میں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ آپؐ ابو بکر کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے (جنابؐ کو یہ بات ناگوار گزری) اور مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں سمجھ گیا کہ ابو بکر کی خلافت حضورؐ کو ناپسند ہے۔ پھر میں نے عرض کی کہ آپ عمر کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے۔ پس حضورؐ نے مجھ سے منہ پھیر لیا۔ میں سمجھ گیا کہ خلافت عمر بھی حضورؐ کو ناپسند ہے۔ پھر میں نے عرض کی۔ آپؐ علیؑ ابن ابی طالب کو خلیفہ کیوں نہیں بناتے۔ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود حق نہیں اگر تم علیؑ کی بیعت کر دگے اور علیؑ کی اطاعت کر دگے تو وہ تم کو جنت میں داخل کرے گا۔

نوٹ :۔

نبیؐ کریم نے ابو بکر سے یہ کبھی نہیں فرمایا تھا کہ تو میرے بعد خلیفہ ہوگا۔ ورنہ یہ بات روز سقیفہ پیش کرتا۔

لہذا جس طرح نبیؐ کریم نے ابو بکر سے یہ نہ کہا کہ تو میرے بعد خلیفہ ہے اسی طرح نہ ابو بکرؓ کی خلافت پر حضورؐ خوش تھے اور نہ ہی ان کو حدیث لانورث بتائی۔

پس جس طرح ابو بکر کی خلافت صحیح نہیں اسی طرح حدیث لانورث بھی صحیح نہیں۔

گیارھواں عذر:

ہمارے نبیؐ کی میراث کا نہ ہونا، یہ ان کی خصوصیت ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱:- اہل سنت کی معتبر کتاب "تفسیر کبیر" آیت یرثنی ویرث من آل یعقوب ص۵۲۱ ج۵

۲:- واما قوله عليه السلام انا معشر الانبياء لا نورث ما تركناه صدقة فهذا لا يمنع ان يكون خاصاً به

ترجمہ:

حدیث انا معشر الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ لاوارث ہونا ہمارے نبی کا خاصا ہے۔

جواب:-

مذکورہ عذر، دعویٰ بلا دلیل ہے

کیوں کہ ہمارے پیغمبرؐ کی خصوصیات کو رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے۔ اگر لاوارث ہونا بھی ہمارے رسولؐ کی خصوصیت تھی تو اسے حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں کیوں نہیں بیان فرمایا۔

چند خصوصیات پیغمبر ملاحظہ ہوں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ۔ پ س احزاب

ترجمہ:-

اے ایماندارو! بولنے میں تم اپنی آوازیں پیغمبرؐ کی آواز سے اونچی نہ کیا کرو۔ اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور سے بولا کرتے ہو۔ ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو۔

۲:- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ ۴ پ۲۲ احزاب

ترجمہ:-

محمدؐ! تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ختم کرنے والے ہیں۔

۳:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ پ۱ س بقرہ۔ آیت ۱۰۴

ترجمہ:-

اے ایماندارو! تم رسول اللہ کو متوجہ کرنا چاہتے ہو تو راعنا (ہماری رعایت کر) نہ کہا کرو بلکہ "ہم پر نظر توجہ فرما" کہا کرو۔ اور جی لگا کر سنتے رہو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

۱:- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

پ۲۶ س الحجرات آیت ۱

ترجمہ:۔

اے ایماندارو! خدا اور اس کے رسول کے سامنے کسی بات میں آگے نہ بڑھ جایا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا بڑا سننے والا واقف کار ہے۔

۵: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔ پ ۲۶ س الحجرات آیت ۴

ترجمہ:۔

اے رسول جو لوگ تم کو حجروں سے باہر آواز دیتے ہیں۔ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔

۶:۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ
پ ۲۱ س احزاب آیت ۶

ترجمہ:۔

نبی! تو مومنین سے خود ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر حق رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ گویا امت کے مہربان باپ ہیں اور ان کی بیویاں گویا ان کی مائیں ہیں۔

نوٹ:۔ جس طرح مذکورہ آیات میں ہمارے رسول کی خصوصیات مذکور ہیں اسی طرح اگر ہمارا رسول لاوارث تھا اور یہ ان کی خصوصیت تھی تو حق تعالےٰ

اس خصوصیت کا بھی کسی آیت میں اعلان فرما دیتا۔

عذر ۱۲

انبیاءؑ کو بے وارث رکھا گیا ہے تاکہ ان کے اقربا مال کے لالچ میں ان کی موت کی تمنا نہ کریں

ثبوت ملاحظہ ہو:

اہل سنت کی معتبر کتاب "روضۃ الاحباب" ص۸۰۰ خاتمہ کتاب

وحکمت درآنکہ از انبیاء علیہم السلام میراث نماندہ آنست کہ اقارب آں طائفہ ناجیہ تمنائی موت ایشاں نکنند بجہت وراثت مال ایشاں وآں معنی سبب ہلاک اقارب گردد۔

ترجمہ:۔

انبیاء کو لاوارث رکھنے میں حکمت یہ ہے تاکہ ان کے وارث وراثتِ مال کی آرزو میں ان کی موت کی تمنا نہ کریں۔ کیوں کہ یہ آرزو انبیاء کے رشتہ داروں کے لئے باعثِ ہلاکت ہوگی۔

جواب: **ان بعض الظن اثم**

۱:۔ ان ملاوانوں کی آلِ رسولؐ کے ساتھ بدگمانی کی حد ہو گئی۔ ایک عام انسان بھی اپنے والدین کی موت کی تمنا نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ آلِ رسولؐ جن کی شان میں آیت

تطہیر ہے۔ اور فاطمۃ الزہراء سے تو محال ہے کہ وہ اپنے مجسمہ رحمت باپ کی موت کی تمنا کریں۔

جواب ۲: اگر رب تعالیٰ نے انبیاء کو لاوارث رکھ کر چند دن موت سے بچایا ہے۔ تو ابو بکر، عمر، عثمان کے وجود کی بھی اہل سنت کو سخت ضرورت تھی۔ لہذا مذکورہ حیلے کو بھی رب تعالیٰ اصحاب ثلاثہ پر ضرور آزماتا تاکہ ان کی اولاد بھی مال کے لالچ میں ان کی موت کی تمنا نہ کریں۔

جواب ۳: حدیث اس طرح بھی کتب اہل سنت میں ہے۔ لانوث ولا نورث۔ کہ ہم انبیاء نہ کسی کے وارث بنتے ہیں اور نہ کسی کو وارث بناتے ہیں۔ لہذا رب تعالیٰ نے اولاد انبیاء کو تو انبیاء کی وراثت سے اس لئے محروم رکھا کہ وہ ان کی موت کی تمنا نہ کریں۔ لیکن کیا حق تعالیٰ کو انبیاء پر بھی اعتبار نہیں تھا کیا انبیاء بھی اپنے والدین کی وراثت سے اسی لئے محروم ہوئے کہ وہ ان کی موت کی تمنا نہ کریں۔

ارباب انصاف! مذکورہ بارہویں عذر کا خلاصہ یہ ہے کہ چار یاری مذہب کو انبیاء و اولاد انبیاء سے بدگمانی ہے۔

جواب ۴: یہ غلط سوچ اولاد نبیؐ میں نہیں تھی بلکہ اولاد اصحاب میں تھی کیونکہ عثمان غنی قتل ہو رہے ہیں اور ان کی غیور اولاد ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کر بیٹھی ہے تاکہ بوڑھے باپ سے چھٹکارا حاصل ہو۔ اور جناب غنی کی دولت کے انبار آپس میں بانٹیں۔

اگر مرض باقی ہے تو ایک خوراک اور بھی لیجیے

حضرت طلحہ کی تمنا کہ موت نبیؐ کے بعد میں عائشہ سے شادی کروں گا

ثبوت ملاحظہ ہو:

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور مولف جلال الدین سیوطی صـ ۲۱۴ ج ۵

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر شوکانی صـ ۲۹۹ ج ۴ الاحزاب

۳۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر فخر الرازی صـ ۵۸۵ ج ۶

۴۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری ثناء اللہ پانی پتی صـ ۴۰۷ ج ۷

۵۔ اہل سنت کی معتبر کتاب لباب النقول فی اسباب النزول سیوطی صـ ۱۸۲

۶۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر ابن کثیر صـ ۵۰۶ ج ۳ طـ مصر الاحزاب

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صـ ۲۲۵ ج ۵

در منثور کی عبارت:

وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ قال نزلت فی طلحۃ بن عبید اللہ لانہ قال اذا توفی رسول اللہ صلعم تزوجت عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

ترجمہ:

تمہارے لئے جائز نہیں نبیؐ کو اذیت دینا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ آیت طلحہ کی شان میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اس نے کہا تھا۔ میں نبی کی موت کے بعد حضرت عائشہ سے شادی کروں گا۔

تفسیر مظہری کی عبارت:

ان طلحۃ بن عبید اللہ قال ایحجبنا محمد عن بنات عمنا ویتزوج نساءنا من بعدنا لئن حدث حدث مثلہ

لتتزوجن نساءہ من بعدہ

ترجمہ:

طلحہ نے کہا۔ کیا محمدؐ ہمیں ہمارے چچا کی بیٹیوں سے روک سکتا ہے اور وہ ہمارے بعد ہماری عورتوں سے شادی کرتا ہے۔ ان کی موت کے بعد ہم بھی اس کی بیویوں سے شادی کریں گے۔

پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ تم نبی کی بیویوں سے شادی نہیں کر سکتے۔

نوٹ:

طلحہ صحابی عشرہ مبشرہ سے ہے اور جناب عائشہ محبوبہ رسولؐ ہیں چار یاری مذہب تیرے انصاف کے بھی بلے بلے، جو محبوبہ رسولؐ سے حضور کی موت کے بعد شادی کی تمنا کرے اس کو جنت کی بشارت۔

وامصیبتا علی الاسلام، یہ نیت کا کھوٹا صحابی جس نے تمام ازواج کو چھوڑ کر صرف حبیبہ رسولؐ جناب عائشہ کو منتخب کیا ہوا تھا۔ اس کو تو اہل سُنت نے عشرہ مبشرہ میں داخل کر دیا۔ حالانکہ اس کی مذکورہ بات سے نبیؐ کو اذیت پہنچی ہے۔ اور آلِ رسولؐ یہ سب بے انصافی اور بدگمانی کہ ان کو میراثِ نبیؐ سے اس لیے محروم رکھا گیا ہے۔ تاکہ وہ حضورؐ کی موت کی تمنا نہ کریں۔

یزید بن معاویہ خارجی اور ناصبیوں کا چھٹا امام اپنی ماں زوجۂ نبیؐ عائشہ بنتِ ابی بکر سے نکاح کی خاطر پر تول رہا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:

اہلِ سنت کی معتبر کتاب مدارج النبوۃ باب پنجم وصل در خصائصِ نبیؐ ص ۱۲۶/۱ مطبوعہ نولکشور،

در روضۃ الاحباب گفتہ است کہ گویند طلحہ بن عبیداللہ گفت چوں پیغمبرؐ از دنیا برود من عائشہ را بخواہم پس نازل شد ایں آیتہ و در بعضے کتب گفتہ اند کہ یزید شقی طمع کرد در عائشہ صدیقہؓ پس خواندند بروئے ایں آیت و ممنوع شد ازاں۔

ترجمہ:۔ (ملخص)

طلحہ بن عبیداللہ نے یہ خواہش کی تھی کہ رسول اللہ کی وفات کے بعد میں بی بی عائشہ سے شادی کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ازواج نبیؐ تمہاری مائیں ہیں اور بعض کتابوں میں ہے کہ یزید بدبخت نے یہ بدخواہش کی تھی کہ وہ عائشہ سے شادی کرے پس اس کو مذکورہ آیت ازواجہ امھاتہم سنائی گئی تو وہ پھر اس ناپاک ارادے سے باز آیا۔

نوٹ:۔

ملانو! آپ کا امام غزالی، ابنِ قیم، ابنِ تیمیہ، ابن کثیر، ابن عربی، ابنِ حزم یہ سب تمہارے مذہب کے چوٹی کے عالم شمار ہوتے ہیں اور یزید پلید علیہ اللعن والعذاب کے بلا اجرت وکیل ہیں اور اس قدر بے غیرت تھے کہ جس زندیق و بے شرم نے اپنی ماں سے نکاح کا ارادہ کیا تھا اس کو اہل اسلام کا چھٹا امام اور خلیفہ ثابت کرتے ہیں خارجی اور ناصبیوں کو ایسا بے شرم امام اور خلیفہ مبارک ہو۔ ہم تو ایسے پلید پر لعنت کرتے ہیں۔

عُذر ۱۳

نبیؐ کو بے وارث اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ لوگ اس سے نفرت نہ کریں اور یہ بدگمانی نہ کریں کہ دنیا میں رغبت رکھتا تھا لہذا ہمارے جیسا ہے۔

منقول از روضۃ الاحباب ص ۲۰۴

جواب: یہ عُذر بھی بالکل بوگس ہے

۱:- کیونکہ اگر لوگوں کی بدگمانی کے ڈر سے مخصوص احکام میں نبیؐ کو جکڑنا مقصود تھا تو نبیؐ کریم پہ عورتیں بھی حرام ہوتیں تاکہ لوگ یہ بدگمانی نہ کریں۔ کہ حضورؐ زیادہ تر عورتوں میں رغبت رکھتے تھے۔ ہمارے لئے چار کی اجازت اور اپنے لئے اٹھارہ تک بلکہ اس حکمت کے پیش نظر معاذاللہ نبیؐ کو حبشی ستی لنگوٹ بند فقیر ہونا چاہیئے تھا۔

۲:- اگر نبیؐ کو بے وارث رکھ کر لوگوں کی نفرت سے بچایا گیا ہے تو جناب ابوبکرؓ عمر اور عثمان کو بھی بے وارث رکھا جاتا۔ تاکہ مولانا رومی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملتا ؎

چوں صحابہ حبِ دنیا داشتند

۳:- اگر طلبِ دنیا باعثِ نفرت ہوتا تو جناب یوسفؑ کافر بادشاہ سے وزارتِ مال طلب نہ کرتے۔ اور سلیمان نبیؑ بھی خدا سے دنیا کی بادشاہت طلب نہ فرماتے۔ عذر مذکور کی صحت پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل موجود نہیں۔

عذر ۱۴

نبیؐ کریم کو اس لیئے بے وارث رکھا گیا تاکہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں اور مال دنیا جمع نہ کریں۔ اس خیال سے کہ جب نبیؐ نے ورثہ کے لئے مال جمع کیا ہے تو ہمارے لئے مال دنیا زہر تو نہیں۔

منقول از روضۃ الاحباب ص۲۰۴

عذر مذکور میں سوچ بالکل غلط ہے

جواب:- حدودِ شریعہ میں رہ کر جائز طریقے سے اپنے یا ورثار کے لئے مال دنیا جمع کرنے کی مذمت پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل موجود نہیں۔

۲:- اس سوچ سے یقیناً روحِ اصحاب برزخ میں شرمارہی ہوگی۔ عذر مذکور نے سیرتِ اصحاب کا جنازہ نکال دیا ہے۔ کیونکہ اگر نبی کریم کو اس لئے بے وارث رکھا گیا ہے تاکہ لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہوں تو اس حکمت کے پیش نظر اصحاب کو تارک الدنیا زاہد ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن اصحاب کی دنیا سے نفرت کا تھوڑا سا حال ملاحظہ ہو۔

جناب ابوبکر کے داماد طلحہ صحابی نے تین سو اونٹ کا بھار، وُرثا کے لئے سونا چھوڑا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ الخمیس ذکر من توفی فی خلافۃ علی ص۲۸۹ ج ۲

قال ابن الجوزی خلف طلحۃ ثلثمائۃ حمل ذھبا وتزوج ام کلثوم بنت ابی بکر۔

ترجمہ:-

ابن الجوزی کہتا ہے۔ طلحہ نے اپنے بعد تین سو اونٹ کا بھار سونا چھوڑا۔ اور یہ ام کلثوم بنت ابی بکر کا شوہر تھا۔

ابوبکر کے داماد طلحہ کی روزانہ آمدنی

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ذکر ثروت طلحہ ص۳۴۲ ج ۲

وکان غلته من العراق کل یوم الف دینار

ترجمہ:۔

طلحہ کے عراقی غلہ کی آمدنی ہر روز کی ایک ہزار دینار تھی۔

ابوبکر کے داماد زبیر کی دولت

اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ذکر ثروت الزبیر ص۳۴۲ ج ۲

وبلغ مال الزبیر بعد وفاته خمسین الف دینار۔ وخلف زبیر الف فرس، والف عبد و، امة وخططاً

ترجمہ:

زبیر کی دولت۔ اس کی وفات کے بعد پچاس ہزار دینار تھی اور زبیر ورثا کے لئے ایک ہزار گھوڑا، ایک ہزار غلام، ایک ہزار کنیز چھوڑ گئے تھے۔ یہ چیزیں زمین اور مکانات کے علاوہ ہیں۔

صحابی عبدالرحمٰن بن عوف کی دولت

ثبوت ملاحظہ ہو:۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب المعارف لابن قتیبہ ذکر اخبار عبدالرحمٰن ص۱۰۴

قال ابو الیقظان توفی فی خلافة عثمان وقسم میراثه علی ستة عشر سهما فبلغ نصیب کل امراة له ثمانین الف درهم۔

ترجمہ:۔

ابو یقظان کہتا ہے۔ عبدالرحمٰن نے عثمان کے زمانہ خلافت میں وفات پائی اور اس کی میراث سولہ حصوں میں تقسیم ہوئی اور اس کی ہر بیوی کا حصہ اسی ہزار درہم تھا۔

عبدالرحمٰن صحابی کو کثرتِ مال سے ہلاکت کا ڈر تھا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی معرفة الاصحاب

ذکر عبدالرحمان بن عوف ص۳۹۰ ج ۲

فقال لامه قد خشیت ان یهلکنی کثرة مالی أنا اکثر قریش کلهم مالا۔

ترجمہ:۔

(ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ عبدالرحمان ابن عوف میرے پاس آیا) اور کہا کہ اے اماں مجھے ڈر ہے کہ میری کثرت مال مجھے ہلاک نہ کرے۔ میں قریش میں سے سب سے بڑا سرمایہ دار ہوں۔

زیدابنِ ثابت صحابی کی سرمایہ داری

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب، ذکر عثمان ص۳۴۲ ج ۲

وقد ذکر سعید بن المسیب ان زید بن ثابت حین مات
خلف من الذهب والفضة ما کان یکسر بالفؤس۔

ترجمہ:۔

سعید ابن مسیب کہتا ہے جب زید ابن ثابت مرا تو اتنا سونا اور
چاندی چھوڑ گیا۔ کہ جس کو ورثا نے ہتھوڑوں سے توڑ کر بانٹا۔

حضرت عثمان کی سرمایہ داری

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب مروج الذہب ذکر عثمان ص۳۴۱ ج ۲

ان عثمان یوم قتل کان له عند خازنه من المال خمسون
ومائته الف دینار والف الف درهم۔

ترجمہ:

جب حضرت عثمان قتل ہوئے تو ان کے خزانچی (کیشیر) کے پاس
ایک لاکھ پچاس ہزار دینار اور دس لاکھ درہم نقد تھے اور باقی جاگیریں
اس کے علاوہ تھیں۔

حضرت عمرؓ کی سرمایہ داری

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب شرح ابنِ ابی الحدید ص۲۴۲ ج ۳
خطبہ للّٰہ بلاد فلاں

ان عمر کان له نخل بالحجاز غلته سنة کان اربعون الفاً

ترجمہ:۔

جناب عمر کا حجاز میں ایک نخلستان (کھجوروں کا باغ) تھا جس
کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار تھی۔

نوٹ:۔ دینار میں درہم کا ہوتا ہے اور بیت المال سے پانچ ہزار
درہم ماہوار تنخواہ بھی لیتے تھے جب فوت ہوئے تو بیت المال کا اسّی
ہزار درہم ان کے ذمہ تھا۔

بی بی عائشہ بھی لکھ پتی تھیں

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہلِ سنت کی معتبر کتاب صحیح البخاری ص۱۶۱ ج ۲
کتاب الھبة باب ھبة الواحد للجماعة

وقالت اسماء للقٰسم بن محمد وابن ابی عتیق ورثت
عن عائشة بالغابة وقد اعطانی به معاویة مائة
الف فھو لکما

ترجمہ:۔

اسماء نے قاسم اور ابن ابی عتیق سے کہا کہ ایک جاگیر مقام غابہ میں
مجھ کو بہن عائشہ کے ترکہ سے وراثت میں ملی ہے اور معاویہ مجھ کو اس

کے عوض ایک لاکھ دیتا تھا اور وہ جاگیر تمہارے لیے ہے۔

اَصحاب کی دو قسمیں

منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ

پ ۴ آل عمران آیت ۱۵۲

آیت کا مطلب یہ ہے کہ کچھ تم میں سے اصحاب دنیا ہیں اور کچھ اصحاب آخرت۔

نوٹ:۔ جن غریب اور مسکینوں کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ارباب انصاف خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ اصحاب دنیا تھے اور نبی کریم کو اس لئے بے وارث رکھا تا کہ اصحاب مال دنیا جمع نہ کریں۔ حکمت مذکورہ کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔

نبی کا فرمان کہ میں اصحاب کو موت کے بعد منہ نہ لگاؤں گا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱: اہل سنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب

صفحہ ۳۹۰، ج ۲، ذکر عبدالرحمان بن عوف

۲: اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفتن صفحہ ۷۶ ج ۶

عن ام سلمۃ قالت قال النبی ان من اصحابی من لا اراہ ولا یرانی بعد ان اموت ابداً۔

ترجمہ:

ام سلمہ فرماتی ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب میں سے کچھ ایسے ہیں جن کو میں اپنی وفات کے بعد نہیں دیکھوں

گا۔ اور وہ مجھ کو بھی کبھی نہیں دیکھیں گے۔

نوٹ:۔

یہ وہی اصحاب ہوں گے جنہوں نے نبی کی بیٹی پر ظلم کیا ہے اور نبی کریم کی میراث سے انکار کرکے جناب سیدہ کو ناراض کیا ہے لہذا ان پر خدا اور رسول ناراض ہیں اسی لئے روز قیامت بھی نبی ان کو منہ نہ لگائیں گے۔

۲:۔ مذکورہ عذر کہ نبی کریم اس لئے بے وارث رکھے گئے تا کہ لوگ مال دنیا جمع نہ کریں، بالکل بوگس ہے۔ کیونکہ اگر یہ حکمت ملحوظ ہوتی تو اصحاب نبی ضرور اس کا لحاظ کرتے۔ لیکن جو تین سو اونٹ کا بار سونا میراث میں چھوڑ گئے وہ بھی اصحاب تھے اور جو ایک ہزار گھوڑے، ایک ہزار غلام، ایک ہزار کنیز میراث میں چھوڑ گئے وہ بھی اصحاب تھے۔ جن کی میراث سولہ حصوں پر تقسیم ہوئی۔ اور ان کی ہر بیوی کو اسی ہزار درہم ملا۔ وہ بھی اصحاب تھے۔ جن کے ترکہ میں سونا ہتھوڑوں سے توڑا گیا وہ بھی اصحاب ہی تھے۔ جن کے خزانچی کے پاس ان کی موت کے بعد دس لاکھ درہم نقد تھے وہ بھی اصحاب تھے اور جو لکھ پتی تھی ام المومنین، اصحاب کی ماں تھی۔

ارباب انصاف!

اگر نبی کو لاوارث اس لئے رکھا گیا تھا کہ لوگ دنیا کا مال جمع نہ کریں تو اصحاب نے کیا خوب دنیا کو جام زہر سمجھا۔ پس مذکورہ عذر ایک من گھڑت ڈھکوسلہ ہے، قرآن و سنت سے اس کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

عذر ۱۵

نبیؐ اور ولی پر زکوٰۃ نہیں تو ان کی وراثت کہاں سے ہوئی

ثبوت ملاحظہ ہو

مناظرہ جھوک دایہ مناظر دوست محمد قریشی صہ ۳۱ ط ملتان

لیس فی مال النبیؐ والولی زکوٰۃ ۔ اصول کافی صہ ۳۵۸ / ۲

ترجمہ جب زکوٰۃ نہیں تو ورثہ کیسا

رسالہ باغ فدک صہ ۹

کوئی واقعہ شہادت نہیں دیتا کہ رسول اللہ نے اپنی بائیس سالہ زندگی میں زکوٰۃ ادا فرمائی ہو ۔

جواب

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔

۱ ۔ جناب ابوبکر، عمر، عثمان، عائشہ، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر و زید بن ثابت نے بھی اگر کبھی رسول اللہ کے زمانے میں یا اس کے بعد زکوٰۃ دی ہو تو ثبوت پیش کرو۔ اور اگر یہ بھی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے تو لاکھوں بلکہ کروڑوں کی مالیت کی جاگیریں ان کی موت کے بعد ان کے ورثاء کو ان کے ترکہ سے کیسے ہاتھ آئیں ۔

۲ ۔ ہماری بحث زمین فدک کے بارے میں ہے اور زمین پر زکوٰۃ نہیں ورنہ ہر مالک چند سال کے بعد اپنی زمین سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ساری زمین زکاتیے ملوانے لے جائیں۔

اگر قریشی کو اولیاء اللہ کے زکوٰۃ دینے سے انکار ہے تو آیۂ قرآن پر فیصلہ کریں

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝

پ ۶ المائدہ آیت ۶۱

ترجمہ

آپ کے ولی اللہ اور اس کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں ۔

نوٹ ۔ اس آیت کا مصداق امام الاولیاء حضرت علی علیہ السلام ہیں

امام الاولیاء حضرت علیؑ کے زکوٰۃ دینے کا ثبوت

ثبوت ملاحظہ کریں ۔

۱ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر الدر المنثور صہ ۲۹۳ / ۲ ط مصر

۲ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ ۶ المائدہ صہ ۱۱۶

۲ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر صہ ۴۱۹ ط مصر

۴ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن صہ ۵۵ / ۲ ط مصر

۵ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر معالم التنزیل برحاشیہ خازن صہ ۵۵ / ۲

۶ ۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فتح القدیر صہ ۵ / ۲ ط مصر

۷- اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر المظہری ص۱۴۲ ج۳ المائدہ ط مصر

۸- اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی ص۱۶۷ ج۶ المائدہ ط مصر

۹- اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف ص۳۴۲ ط مصر

۱۰- اہلسنت کی معتبر کتاب نور الابصار مولف شبلنجی ص۷۷ فصل مناقب علی بن ابی طالب

۱۱- اہلسنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامہ ص۱۰ الباب الثانی ذکر فضائل علیؑ

۱۲- اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ص۲۲۵ ج۲ فضائل علی ابن ابی طالب

۱۳- اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۳۹۱ ج۶ کتاب الفضائل من قسم الافعال

۱۴- اہلسنت کی معتبر کتاب الفصول المہمہ ص... باب مناقب علیؑ

۱۵- اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر المنار ص۴۴۲ ج۶ المائدہ

۱۶- اہلسنت کی معتبر کتاب لباب النقول مولف سیوطی ص۹۰ المائدہ

۱۷- اہلسنت کی معتبر کتاب اسباب النزول ص۱۴۸ المائدہ ط مصر

نوٹ- اختصار کے مدنظر تمام کتب کی عبارت پیش کرنا مشکل ہے لہذا صرف تفسیر غرائب القرآن کی عبارت ملاحظہ ہو

روی عن ابی ذر انہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوماً صلاۃ الظہر فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللھم اشھد انی سألت فی مسجد الرسول فما اعطانی احد شیئاً- وعلی علیہ السلام کان راکعاً فاوما الیہ بخنصرہ الیمنیٰ وکان فیھا خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم فرآہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اللھم ان اخی موسیٰ سألک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ- واشرکہ فی امری- فانزلت قرآناً ناطقاً سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطاناً- اللھم وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی وزیراً من اھلی علیاً اشدد بہ ازری فقال ابوذر- فواللہ ما اتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذہ الکلمۃ حتیٰ نزل جبریل فقال- یا محمد اقرأ- انما ولیکم اللہ الآیۃ

ترجمہ

ابی ذر فرماتے ہیں کہ ایک دن نماز ظہر میں نے رسول اللہ کے ساتھ پڑھی پس ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا اور اسے کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا اور اللہ کے حضور عرض کی اے خدایا تو گواہ رہ میں نے مسجد رسول میں سوال کیا ہے مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا اور حضرت علیؑ اس وقت رکوع میں تھے۔ پس جناب نے دائیں ہاتھ کی انگلی سے اشارہ کیا اور اس میں انگوٹھی تھی پس سائل آیا اور انگوٹھی لے گیا۔ پس نبی کریم نے دیکھا اور اللہ کے حضور میں عرض کی۔ اے خدایا میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ خدایا میرا سینہ کھول دے میرے امر کو آسان کر اور میرا وزیر بنا میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو اور اس سے میری کمر کو مضبوط کر اور میرے کار تبلیغ میں اسے شریک کر۔ پس تو نے ان کی دعا کی قبولیت کی گواہی قرآن میں دی کہ "ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کریں گے"۔ اے خدایا میں محمد تیرا نبی ہوں۔ میری یہ دعا

ہے کہ میرے سینے کو کھول دے میرے امر کو آسان کر اللہ میرے لیے بنا
میرے اہل سے وزیر علی بن ابی طالب کو اور اس کے ساتھ میری کمر مضبوط کر
ابو ذر فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم رسول کے یہ کلمے دعا کے تمام نہیں ہوئے تھے کہ
جبریل نازل ہوئے اور عرض کی یا محمدؐ انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ

نوٹ ۔ خدا نے تو ولی اللہ کے زکواۃ دینے کی بھی گواہی دی ہے اور یہ ملوانے نبی کے زکواۃ دینے سے بھی منکر ہیں۔ سبحان اللہ۔ رسول اللہ اور اہلبیت زکواۃ دیتے تھے۔ صرف سمجھنے کا پھیر ہے۔ وجوب زکواۃ کی کچھ شرطیں ہیں اور خاندان رسالت ان شرطوں کا انتظار نہیں کرتا تھا۔ اور وجوب آنے سے پہلے زکواۃ دے دیتے تھے۔ اور یہ شرعاً جائز ہے بلکہ اولیٰ ہے کیونکہ جب خاندان رسالت کے پاس کوئی مال آتا تھا تو محتاجوں میں بانٹ دیتے تھے لہٰذا یہ بحث کرنا کہ کون سا مال زکواۃ کی نیت سے دیا اور کون سا عطیہ کی نیت سے بالکل بے معنی ہے۔

اہلبیت النبوۃ کی سخاوت پر قرآن کی گواہی

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝
إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝

پ ۲۹ سورہ دھر آیت ۸-۹

ترجمہ

اور دیتے ہیں طعام باوجود اپنی ضرورت کے اور احتیاج کے مسکین یتیم اور اسیر کو۔ ہم آپ کو کھلاتے ہیں صرف اللہ کی خاطر اور نہیں چاہتے ہم تم سے کوئی بدلہ یا شکر۔

اس آیت کا مصداق خاندان رسالت ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الآمتہ ذکر ایثار ہم بالطعام باب ۱۱ صفحہ ۱۷۵
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نور الابصار صفحہ ۱۱۴ ذکر نزول ھل اتی

نور الابصار کی عبارت ملاحظہ ہو

ھبط جبریل علیہ السلام وقال یا محمد خذھا ھنیا فی اھل بیتک قال وما اخذ یا جبریل قال ویطعمون الطعام علی حبہ الی قولہ وکان سعیکم مشکورا ۝

نوٹ ۔ اختصار کی خاطر پورا شان نزول ہم نہیں تحریر کر سکتے۔ اہلبیتؑ رسالت نے ایک اہم سخاوت کی جس کے بعد جبریل نازل ہوئے عرض کی اے محمدؐ اپنے اہل بیت کی ضیافت کی جزا لے اور وہ یہ سورۃ ھل اتیٰ ہے۔

عذر ۱۶

رشید احمد گنگوہی اور قطب شاہ کی گستاخی

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب ہدایۃ الشیعہ صفحہ ۲۴۶ ذکر فدک

رسیدہ فاطمہ الزہراؑ کو مذکورہ حدیث کا علم نہ ہونا عیب نہیں کہ سو جب حضرت علیؑ عالم ماکان و مایکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے تو حضرت فاطمۃ الزہراؑ

کو بھی معلوم نہ ہو تو کیا حرج ہے اور نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت امیر فرمایا کرتے تھے لا تکفوعن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطیٔ ولا امن ذلک من فعلی۔ سو جب خود حضرت علیؑ خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمۃ الزہرؑا سے بھی اگر خطا ر طلب فدک میں ہو گئی تو کیا تعجب ہے۔

جواب

۱۔ ہزار افسوس ہے ان ملانوں کی دیانت اور مجرمانہ خیانت پر۔ مولا علیؑ کے کلام میں ان دونوں کذابوں نے جو قطع برید کی ہے اس کی وجہ سے بے اختیار لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ کی تلاوت کرنی پڑتی ہے اور یہ ڈھلی دہلوی کذاب نے تحفہ اثنا عشریہ میں فصل ہشتم میں بجالی ہے اور باقی لکیر کے فقیر اس کے پیچھے ہیں

۲۔ ہم قارئینؑ کے سامنے پورا کلام پیش کرتے ہیں اور جس جگہ سے انہوں نے کلام کو کاٹ کر اپنی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے آپ کو متوجہ کر کے دعوت انصاف دیتے ہیں ثبوت ملاحظہ ہو

۳۔ نہج البلاغہ صفحہ ۲۰۱ ط بیروت من خطبۃ لہ علیہ السلام

فلا تکلمونی بما تکلم بہ الجبابرۃ ولا تتحفظوا منی بما یتحفظ بہ عند اھل البادرۃ ولا تخالطونی بالمصانعۃ ولا تظنوابی استثقالاً فی حق قیل لی ولا التماس اعظام لنفسی فانہ من استثقل الحق ان یقال لہ او العدل ان یعرض علیہ کان العمل بھما اثقل علیہ فلا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطی ولا آمن ذلک من فعلی الا ان یکفی اللہ من نفسی ما ھو املک بہ منی

ترجمہ

(جناب امیر علیہ السلام نے میدان صفین میں خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں حاکم اور رعایا کے حقوق بیان کئے۔ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے خوشامد کے انداز میں جناب کی بڑھا چڑھا کر تعریف کی تو اس پر حضورؑ نے ارشاد فرمایا) تم مجھ سے اس طرح کلام نہ کرو (جس طرح خوشامد کے انداز میں سرکش حکام سے بات کی جاتی ہے) اور تم مجھ سے اپنے نفس کی حفاظت اس طرح نہ کرو جیسے غصے میں آنے والے بادشاہوں سے حفاظت کیا کرتے ہیں اور چاپلوسی سے میرے ساتھ میل جول نہ رکھو۔ میرے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ میرے سامنے اگر حق بات کہی جائے گی تو مجھے ناگوار گزرے گی۔ مجھے اپنے نفس کی بزرگی کی آرزو نہیں۔ جو شخص اپنے سامنے حق بات کے کہہ جانے اور عدل کے پیش کئے جانے کو بھی ناگوار سمجھتا ہے تو اس کے لئے حق و انصاف پر عمل کرنا بھی زیادہ ناگوار ہوگا۔ تم حق بات سنانے اور کہنے میں اور منصفانہ مشورہ دینے میں نہ رکو۔ میں فی نفسی تو خطا سے بالا نہیں ہوں اور نہ میں بذات خود ایسا ہوں کہ میرا فعل خطا سے مبرا ہو مگر جبکہ اللہ تعالیٰ کفایت کرے اور بچائے رکھے اس چیز کو جس کا وہ مجھ سے بڑھ کر مالک ہے۔

نوٹ۔ فلا تکفوا عن مقالۃٍ بحقٍ

ترجمہ۔ حق بات کہنے سے نہ رکو

ارباب انصاف ۔ حق بات کی خبر دینا اور چیز ہے اور کسی کو غلطی سے بچانے کے لیے حق بات سمجھانا اور بات ہے ۔ مولا علی علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ اگر میری رعایا سے کسی نے نا انصافی کی ہو یا کسی عامل نے زیادتی کی ہو اور آپ کے علم میں ہو تو آپ بے خوف و خطر اس کو میرے سامنے بیان کرو ۔ کیونکہ جس طرح سرکش بادشاہ اپنے وزراء کے خلاف کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور شکایت کرنے والے کو برا سمجھتے ہیں ۔ میں ایسا نہیں ہوں گویا مولا علی نے اس کلام کے ذریعے اپنی رعایا کو اپنے ماتحت حکام کے خلاف بات چیت کرنے کی پوری پوری آزادی دی ہے ۔

أَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ

ترجمہ ۔ منصفانہ مشورہ پیش کرنے سے نہ رکو

جواب

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ
الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ
اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ پ ۴ آل عمران آیت ۱۵۹

ترجمہ
اللہ کی رحمت سے تم سا نرم دل سرداران کو ملا ۔ اگر تم بدمزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے گرد سے تتر بتر ہو گئے ہوتے ۔ ان سے درگزر کرو ۔ ان کے لیے مغفرت طلب کرو اور کام کاج میں اس سے مشورہ بھی لیا کرو ۔ اور جب آپ کسی کام کا پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ رکھیں

طلب مشورہ میں حکمت کیا ہے

اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۹۲ ج ۳

وشاورهم فی الامر لا لتستفید منهم رأیاً وعلماً لکن لکی تعلم مقادیر عقولهم وافهامهم ومقادیر حبهم لك واخلاصهم فی طاعتك فحینئذ یتمیز عندك الفاضل من المفضول فبین لهم علی قدر منازلهم

ترجمہ
نبی کریم کو طلب مشورہ کا حکم اس لیے نہیں ہوا تاکہ وہ امت سے کسی رائے یا علم کا فیض حاصل کریں بلکہ اس لیے حکم ہوا تاکہ لوگوں کی عقلوں میں فرق ظاہر ہو اور لوگوں کے خلوص اور محبت میں فرق ظاہر ہوں اور فاضل اور مفضول (مومن اور منافق) میں تمیز ہو ۔

نوٹ ۔ رعایا سے مشورہ دینے کی آزادی چھین لینا اس میں رعایا کی دل شکنی ہے ۔ اسی لیے رسول اللہ کو حکم ہوا کہ کام کاج میں لوگوں سے مشورہ طلب کرلیا کرو کیونکہ اس میں ایک تو لوگوں کی دلجوئی ہے اور دوسری حکمت یہ ہے کہ عاقل اور احمق، سچے دوست اور چاپلوس مومن اور منافق میں تمیز حاصل ہوتی ہے ۔

ارباب انصاف ! طلب مشورہ سے نہ پیغمبر کی عصمت پر حرف آیا ہے اور نہ ہی جناب امیر کی عصمت پر حرف آتا ہے ۔

فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطیٔ ولا آمن ذلك

من فعلی الا ان یکفی اللہ من نفسی ما ھو املک بہ منی

ترجمہ

میں فی نفسہٖ تو خطا سے بالا نہیں ہوں اور نہ میں بذاتِ خود ایسا ہوں کہ میرا فعل خطا سے مبرّا ہو۔ مگر اس وقت جبکہ اللہ تعالیٰ میرے نفس سے وہ چیز باز رکھے جس کا وہ مجھ سے بڑھ کر مالک ہے۔

نوٹ۔ علوم عربیہ کا قانون ہے کہ جس کلام میں کوئی استثنا ہو تو کلام کا معنی اس کو ساتھ ملا کر کیا جائے ورنہ معنی غلط ہو جائے گا۔ جناب مولا علیؑ کے کلام میں الا ان یکفی من نفسی۔ یہ ایک استثنا تھا اور بے شرم ملوانوں نے اسے علیحدہ کر کے عبارت پیش کی۔ کی اور معنی کیا جس سے معنی غلط ہو گیا۔

اہل سنت کے ایک چوٹی کے عالم کی گواہی کہ مذکورہ کلام سے جناب امیر کی عصمت پر کوئی حرف نہیں آتا

ثبوت ملاحظہ ہو

شرح نہج البلاغہ للاستاذ الامام الشیخ محمد عبدہ مفتی الدیار المصریہ

صفحہ ۲۰۱-۲۰۲ ج ۲ حاشیہ ۲

یقول لا آمن الخطا فی افعالی الا اذا کان یسر اللہ لنفسی فعلا ھو اشد ملکا لہ منی فقد کفانی اللہ ذلک الفعل فاکون علی امن من الخطا فیہ

ترجمہ

امام نے فرمایا۔ میں (فی نفسی) اپنے افعال میں خطا سے محفوظ نہیں ہوں مگر جبکہ اللہ توفیق عطا فرمائے میرے نفس کو فعل میں خطا سے محفوظ ہونے کی۔ وہ نفس زیادہ مالک ہے اللہ کا مجھ سے۔ پس اللہ نے مجھ کو فعل میں خطا سے محفوظ ہونے کی توفیق دی ہے پس میں فعل میں خطا سے امن میں ہوں۔

نوٹ۔ مصر کے مفتی اعظم نے کلام مذکور کے معنی میں شاہ عبدالعزیز کو جھٹلایا ہے اور ٹھیک یہی ہے کیونکہ مولا علی کی عصمت مسلّم ہے اور جو جناب علیؑ کو گناہگار رکھے وہ جھوٹا ہے۔

آیئے قرآن پر فیصلہ کریں

وَمَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ۔ پ ۱۳ یوسف آیت ۵۳

ترجمہ

میں اپنے نفس کو (ترک اولیٰ سے) بری نہیں کرتا کیونکہ تحقیق نفس برابر برائی کی طرف ابھارتا ہی رہتا ہے مگر جس پر میرا پروردگار رحم فرمائے۔

نوٹ۔ یہ آیت جناب یوسف کے کلام کی حکایت ہے اور اس میں الا ما رحم ربی اسی طرح استثنا ہے جیسے جناب امیرؑ کے کلام میں الا ان یکفی اللہ ہے اور جس طرح آیت میں استثنا کو علیحدہ کر دیں تو معنی غلط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جناب امیر کے کلام میں بھی اگر استثنا کو علیحدہ کر

دیں تو معنیٰ غلط ہو جاتا ہے۔

امام الاولیا حضرت علیؑ کی عصمت کا روشن ثبوت

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ص ۳۲۱ / ۱۴ ذکر یوسف بن محمد

عن ام سلمۃؓ سمعت رسول اللہؐ قال علی مع الحق والحق مع علی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض یوم القیامۃ

ترجمہ

نبیؐ کریم نے فرمایا ہے کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے حتیٰ کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔

نوٹ۔ حدیث مذکور کو نو عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے بمع حوالہ جات ہم ذکر کر چکے ہیں اور یہ حدیث صاف دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی معصوم ہیں ورنہ جو کبھی خطا بھی کرتا ہو۔ اس کو نبیؐ کریم کا یہ کہنا کہ وہ ہمیشہ حق کے ساتھ ہے درست نہیں۔ لہذا جو شخص نبیؐ کریم کو معصوم مانتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جناب امیر کو بھی معصوم مانے۔

شاہ عبدالعزیزؒ کی ہرزہ سرائی

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۹۸ ط سہیل اکیڈمی

ہر سگے عو عو کند در کوچہ خود شیر غراں است

ترجمہ

ہر کتا جو بھونکتا ہے وہ اپنے کوچے میں گرجتا ہوا شیر ہے

نوٹ۔ اس کہاوت کو دہلوی مکار نے اہل تشیع پر فٹ کیا ہے تحفہ ملاحظہ کریں

جواب۔

یہ کہاوت خود دہلوی کذاب پر فٹ آتی ہے۔ کیونکہ امام الاولیاء امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب کو خطاکار ثابت کرنے کے لئے دہلوی کذاب جیسا جو کتا بھی بھونکتا ہے وہ اگرچہ اپنی گلی میں شیر ہے لیکن حیدر کرارؑ کے ادنٰے غلاموں نے جب اس کی غلط تحقیق کے چیتھڑے اڑا کر اسے للکارا ہے تو وہی شیر لومڑی کی طرح دم دبا کر بھاگا ہے۔

عذر ۱۷

ثبوت ملاحظہ ہو

معرکۃ الآرا مناظرہ جھوک دایہ ص ۱۶ مناظر دوست محمد قریشی

وَلا تمدن عینیک ... الخ

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرتؐ کی نگاہ کو آپ کے دامن کو دنیا کے لالچ سے پاک کر دیا ہے اور آنجنابؐ کے لئے ان کے مال کی طرف نگاہ تک اٹھانے کی اجازت نہیں دی گئی جب آپ کی یہ کیفیت ہے تو کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ سیدہ خاتونؑ جو بنت الانبیا کی صاحبزادی جو حسنین مکرمینؑ کی ماں ہو۔ حیدر کرارؑ کی بیوی ہو وہ طمع اور دنیاوی لالچ کے ماتحت یتیموں اور مسکینوں کے مال کو حاصل کرنے کے لئے کچہریوں میں مقدمے لڑتی پھرے یہ حقیر صفتیں تو باقی لوگوں کے لئے ہیں یہ گھرانہ تو خدا کی قسم ان عیوب سے

پاک ہے۔

جواب

جناب زہرا علیہا السلام کا حق چھپانے کے لیے اس ملوانے پر عیاری اور مکاری کی حد ہوگئی۔ ہم قارئین کے سامنے اس کی شاطرانہ چالوں کے پیچ ڈھیلے کرتے ہیں۔

۲۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ
زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ
وَأَبْقَىٰ   س طٰہٰ آیت ۱۳۱ پ ۱۶

ترجمہ

اور ہرگز ان چیزوں کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیے جن سے ہم نے کفار کے مختلف گروہوں کو ان کی آزمائش کے لیے متمتع کر رکھا ہے کہ وہ (محض) دنیوی زندگی کی رونق ہے اور رزق پروردگار تیرے کا بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے۔

مترجم۔ اشرف علی تھانوی ۱۹۲۷ء ط دہلی

اس آیت سے مراد کیا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر ص ۹۴/۶

ولقد شدد المتقون في وجوب غض البصر عن ابنية الظلمة وعدد الفسقة في اللباس والمركوب وغير ذلك لانهم اتخذوا هذه الاشياء لعيون النظارة

ترجمہ

پرہیزگار لوگ اس بات پر زور دیتے تھے کہ فساق و فجار ظلمہ اور کفار کی (زیادہ تعداد عالی شان محلات اعلیٰ لباس اور اعلیٰ سواریاں اور دیگر آرائش و زیبائش) کی طرف واجب ہے کہ نہ دیکھا جائے کیونکہ وہ کفار یہ چیزیں دکھانے کے لیے اور دنیا پرستوں کا دل لبھانے کے لیے تیار کرتے ہیں۔

نوٹ۔ دشمنان خدا کی ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر مسلمان کے گمراہ ہونے کا سخت خطرہ ہے کیونکہ ان کفار کے سرمایہ اور دولت کو دیکھنے سے وہی خیال پیدا ہوتا ہے جو موسیٰ کی قوم کے دلوں میں پیدا ہوا تھا۔

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ۔

قصص پ ۲۰ آیت ۷۸

ترجمہ

پھر ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ وہ آرائش اور شان سے اپنی برادری کے سامنے نکلا۔ جو لوگ اس کی برادری میں دنیا کے طالب تھے گو وہ مومن ہوں کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی ساز و سامان ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے۔ واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔

نوٹ۔ قریشی صاحب نے جس آیت کو پیش کیا ہے اس میں درحقیقت امت کے لیے نصیحت ہے کہ قارون صفت لوگوں کی جاگیروں کو اور ان کی دنیاوی ٹھاٹھ کو دیکھ کر بدنیت نہ ہونا کہ یہ کون سا انصاف ہے کہ کلمہ ہم پڑھیں اور ٹھاٹھ سے کافر رہیں۔ لیکن

اگر کوئی ظالم کسی مظلوم کا حق چھین لے اور مظلوم اپنا حق مانگے تو اس طلب مال کی مذمت پر اس آیت کی دلالت نہ تو مطابقی ہے اور نہ ہی تضمنی ہے اور نہ ہی دلالت التزامی ہے۔ ابوبکر نے ظلم کرتے ہوئے خاتون جنت سے جاگیر فدک اور میراث رسول اللہ چھینی تھی لہٰذا بی بی نے مظلوم کی حیثیت سے اپنا حق مانگا تھا اور یہ طلب نہ طمع ہے اور نہ لالچ ورنہ اگر تمام ملانوں کا گھر کوئی لوٹ لے اور مولوی صاحبان کسی حاکم سے فریاد کریں تو کیا ہم ان کو لالچی کہیں گے؟

۳۔ قریشی نے جس خوش گفتاری سے خاتون جنتؑ کے حق کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے اس میں ایک صاف جھوٹ بولا ہے۔ کیونکہ خاتون جنتؑ نے کسی یتیم مسکین کے مال پر دعوے نہیں فرمایا تھا بلکہ اپنے باپ کی عطا کردہ جاگیر فدک اور والد کی میراث کا دعویٰ فرمایا تھا۔ قریشی نے کچہری کا طعنہ دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں وہ ابن زیاد اور یزید کی کچہری نہیں تھی بلکہ مسجد رسولؐ تھی اور بی بی کے گھر کا دروازہ صحن مسجد میں کھلتا تھا۔ اور پردہ کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔

عذر ۱۸

ثبوت ملاحظہ ہو

معرکۃ الآراء مناظرہ جھوک دابہ ص۲۶ مناظر دورت محمد قریشی

دوسرا استدلال۔

زین للناس حُب الشہوٰت الخ

اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مال کی محبت لوگوں کے لیے مزین کر دی گئی ہے۔ رہا حضور علیہ السلام کا گھرانہ، تو وہ مبرا ہے۔

جواب ۱

چار یاری مذہب کے مولانا تیری تحقیق کے بلّے بلّے۔

مذکورہ غلط استدلال سے تمام مفسرین کی ارواح عالم برزخ میں لاحول ولا قوۃ پڑھ رہی ہوں گی اور قارئین بھی مولانا کی روح کے لیے ایک الٹا فاتحہ ضرور پڑھیں۔

جواب ۲

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

پ۳ س آل عمران آیت ۱۴

ترجمہ

زینت دی گئی ہے واسطے لوگوں کے محبت خواہشوں کی عورتوں سے اور بیٹوں سے اور خزانے اکٹھے کیے ہوئے سونے سے اور چاندی سے اور گھوڑے نشان کیے ہوئے اور چارپائے اور کھیتی سے یہ فائدہ ہے زندگانی دنیا کا اور اللہ نزدیک اس کے ہے اچھی جگہ پھر جانے کی

ترجمہ۔ شاہ رفیع الدین

نوٹ۔

۱۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے سات عدد ایسی چیزیں ذکر فرمائی ہیں کہ انسان ان سے محبت کرتا ہے اور یہ چیزیں دنیاوی زندگی کا زیور ہیں اور ان چیزوں سے محبت کرنے پر انبیاء کے لئے حرمت کی کوئی دلیل نہیں بلکہ انبیاء کی کثرت ازواج اس کے جواز کا بیّن ثبوت ہے

اور نیز سلیمان نبی کا گھوڑوں سے محبت کرنا اور بادشاہی کے لئے دعا مانگنا جواز کا مؤید ہے اور دیگر انبیاء اللہ کا کھیتی باڑی کرنا اور مال پالنا بھی اس کا مؤید ہے ۔

۲- مذکورہ سات عدد چیزوں سے انتفاع کے تین طریقے ہیں ۔

ثبوت ملاحظہ ہو

تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۱۴ مطبوعہ مصر

للاستمتاع بمتاع الدنیا وجوه منها ان ینفرد به من خصه الله تعالیٰ بهذه النعم فیکون مذموما ومنها ان یترک الانتفاع به مع الحاجة الیه فیکون ایضاً مذموما ومنها ان ینتفع به علی وجه یتوصل به الی مصالح الآخرة وذلك هو الممدوح ۔

ترجمہ ان چیزوں سے انتفاع کے تین طریقے ہیں

۱- حق تعالیٰ نے ان نعمات سے جس کو نوازا ہے وہ انہی کے حصول کو کمال سمجھے ۔ رضائے حق اور آخرت کی طرف توجہ نہ دے ۔ اس شخص کے لئے اس طرح کا انتفاع مذموم ہے ۔

۲- جس شخص کو ان سات نعمات میں سے کسی ایک سے انتفاع کی ضرورت ہو اور وہ ان سے نفع حاصل کرنا چھوڑ دے یہ بھی بری بات ہے

۳- کوئی شخص ان سات نعمات میں سے اس طرح فائدہ حاصل کرے کہ ان کو رضائے حق اور نعمات اخرویہ تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھے تو یہ اچھی بات ہے ۔

نوٹ ۔

جناب ابوبکر نے جاگیر فدک اور میراث رسولؐ اللہ کو غصب کر لیا اور دختر نبیؐ صاحب اولاد تھی ۔ اولاد کے لئے ہر شخص کو مال دنیا کی ضرورت ہے لہٰذا جناب زہراؑ با وجود فدک اور میراث رسولؐ کی ضرورت کے اسے چھوڑ دیتی اور خلیفہ سے اپنا حق طلب نہ کرتیں تو یہ فعل بقول فخر الدین رازی مذموم تھا اور ہر فعل مذموم سے خاندان رسالت مبرا ہے ۔

آئیے قرآن پر فیصلہ کریں

۱- قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ پ ۸ س اعراف آیت ۳۲

ترجمہ

کہہ دو کس نے حرام کیئے ہیں زینت کے (ساز و سامان) جو اللہ نے بندوں کے لئے پیدا کیئے ۔

۲- قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ - س اعراف آیت ۳۳

ترجمہ

کہہ دے کہ میرے رب نے تو صرف حرام کی ہیں بے حیائیاں جو ظاہر ہیں ان میں سے اور جو چھپی ہیں اور گناہ اور سرکشی ساتھ ناحق کے ۔

نوٹ ۔ آیت ۱ روشن ثبوت ہے اس بات کا کہ اسباب زینت انبیاء رہوں یا غیر کسی

کے لیے حرام نہیں البتہ وہ امور جن کی حرمت پر دلیل یقینی موجود ہے۔ مثلاً ریشم کا لباس اور سونے کا زیور مردوں کے لیے حرام ہے۔ اور ان میں بحث ہی نہیں

اگر قرآن کا فیصلہ نامنظور ہے تو آیئے ہم کتب اہل سنت سے آپ کی تسلی کرواتے ہیں

عائشہ محبوبہ رسولؐ اللہ

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب۔ مسند ابی حنیفہ ص۱۸۱ کتاب الفضائل۔

عن عائشة قالت کنت احبهن الیه نفساً وتزوجنی بکراً

ترجمہ

بی بی عائشہ نے فرمایا ہے کہ میں رسولؐ اللہ کو سب ازواج سے زیادہ پیاری تھی اور حضورؐ نے جب مجھ سے شادی کی تو میں کنواری تھی۔

نبی کریمؐ کی حالت نماز میں عائشہ سے ہاتھا پائی۔

ثبوت ملاحظہ ہو۔

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ ص۴۴/۱ ط مصر

عن عائشةؓ قالت کنت أمدّ رجلی فی قبلة النبی صلعم ویصلی فاذا سجد غمزنی فرفعتها فاذا قام مددتها

ترجمہ

بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو میں جناب کی طرف قبلہ میں پاؤں پھیلا دیتی تھی۔ حضورؐ جب سجدے میں آتے تو میرے پاؤں کو گداز کرتے تھے تو میں پاؤں سمیٹ لیتی تھی اور جب حضورؐ سر اٹھاتے تھے تو میں دوبارہ پاؤں پھیلا دیتی تھی۔

نوٹ۔ چار یاری مذہب تیری صحیح بخاری کے بلّے بلّے۔ نبیؐ نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور بیوی سے بھی ہاتھا پائی کر رہے ہیں۔ اگر نبیؐ عورت کی محبت سے مبرّا ہیں تو حالت نماز میں عائشہ کے ناز و نخرے حضورؐ کیوں برداشت کرتے تھے۔

حضور نبی کریمؐ روزہ کی حالت میں بی بی عائشہ کو چومتے تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص۳/۲ کتاب الصوم

عن عائشةؓ قالت ان کان رسولُ اللہ لیقبل بعض ازواجه وهو صائمٌ ثم ضحکت

ترجمہ

اماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ روزے کی حالت میں اپنی بعض بیویوں کو چومتے تھے۔ اس خبر کے بعد عائشہ ہنس پڑی۔

نوٹ۔ ہنسنے کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ حضورؐ عائشہ ہی کو چومتے تھے۔

بی بی عائشہ سے نبی کی محبت کے انداز نرالے

ثبوت ملاحظہ ہو
اہلسنت کی معتبر کتاب زاد المعاد۔ مؤلف شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ ط مصر ج۱ ص۴۵
ذکر سیرت النبیؐ مع ازواج النبیؐ

نوٹ۔ مذکورہ کتاب کی عبارت کو ہم ایک ایک نمبر کر کے پیش کریں گے

۱ بی بی عائشہ کی گڑیاں

وکان یسرب الی عائشۃ بنات الانصار یلعبن معھا

ترجمہ
رسولؐ انصار کی لڑکیاں بی بی عائشہؓ کے پاس کھیلنے کی خاطر بھیجتے تھے

نوٹ
کتاب وسنت کے ٹھیکیدار بھی محلہ کی لڑکیاں اپنی بیویوں کے پاس جمع کیا کریں تاکہ وہ گڑیاں کھیلیں۔ کیونکہ اس سے سنت نبوی زندہ رہے گی۔

۲ بی بی عائشہؓ اور رسول اللہ کا ایک جگہ منہ

وکانت اذا شربت من الاناء اخذہ فوضع فمہ فی موضع فمھا وشرب

ترجمہ
بی بی عائشہ جس برتن میں جس [redacted] رکھ کر پانی پیتی تھی رسول اللہ بھی اسی

جگہ منہ رکھ کر پانی پیتے تھے۔

نوٹ۔ کتاب وسنت کے متوالو تم بھی ایسا کیا کرو ورنہ اس سنت رسولؐ پہ کون عمل کرے گا۔

۳ بی بی عائشہ اور رسول اللہ کا ایک ہڈی چونڈنا

وکان اذا تعرقت عرقا وھو العظم الذی علیہ لحم اخذہ فوضع فمہ علی موضع فمھا

ترجمہ
جس ہڈی کو جس جگہ بی بی عائشہ منہ رکھ کر چونڈتی تھی رسولؐ اللہ اسی ہڈی کو لیکر اسی جگہ چونڈتے تھے۔

نوٹ رسنت نبیؐ کو زندہ رکھنے والو! آپ بھی ایسا کیا کریں کہ جس ہڈی کو آپ کی زوجہ مبارکہ چونڈے آپ بھی وہیں منہ رکھ کر لطف اندوز ہوں بلکہ اس ہڈی کو پیس لیں اور نسوار بنا کر منہ میں رکھیں اس سے آپ کا ہاضمہ درست رہے گا۔

۴ عائشہ کی گود میں تلاوت قرآن

ویقرأ القرآن ورأسہ فی حجرھا

ترجمہ
بی بی عائشہ کی گود میں سر رکھ کر نبی کریمؐ قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔

نوٹ ۔ علمار کرام! آپ بھی ایسا کیا کریں ۔ مسجد میں تلاوت قرآن کا کیا لطف بلکہ جماعت سے فارغ ہوکر گھر جائیں اور منے کی اماں کو جگائیں اس کی رانوں کو رحل بنائیں اور ان کے درمیان دو لٹ داڑھی والا سر رکھیں اور زین للناس حب الشہوات من النسار ، کی عربی لہجہ میں تلاوت شروع کر دیں ۔

۵ بی بی عائشہ نے دھوتی بدلی اور نبیؐ سے مباشرت کی

وربما کانت حائضا وکان یأمرها وهی حائض فتتزر ثم یباشرها

ترجمہ

بی بی صاحبہ اپنی مخصوص تاریخوں میں ہوتی تھی اور بحکم نبیؐ دھوتی تبدیل کر کے نبیؐ سے مباشرت کرتی تھی ۔

نوٹ ۔ چاریاری مذہب بلے بلے ۔ کیا شان رسولؐ بیان کی ۔ جس کی کئی بیویاں ہوں وہ صاف ستھری ازواج کو چھوڑ کر حیض والی سے مباشرت کرتا ہے ۔ احیائے سنت کے ٹھیکیدار تم بھی ایسا کیا کرو ۔

۶ بی بی عائشہ سے روزہ کی حالت میں بوس و کنار

وکان یقبلها وهو صائم

ترجمہ

نبی کریم روزہ کی حالت میں بی بی عائشہ کو چومتے تھے

نوٹ ۔ علمار کرام! تم بھی ایسا کیا کرو ۔ کیونکہ روزے کی حالت میں بیوی کو چومنے سے سنت نبویؐ بھی زندہ ہوگی اور بھوک پیاس بھی نہ لگے گی اور لب بھی خشک نہیں ہونگے ۔

۷ بی بی عائشہ کو لعب کی اجازت

وکان من لطفه وحسن خلقه مع اهله انه یمکنها من اللعب

ترجمہ

نبیؐ کا یہ حسن خلق تھا اپنے اہل سے کہ ان کو لعب کی بھی اجازت دیتے تھے ۔

نوٹ ۔ ہم اس عبارت کی تشریح سے معذرت چاہتے ہیں ۔

۸ بی بی عائشہ کو رسول اللہ حبشہ کا کھیل دکھاتے تھے

ویریها الحبشة وهم یلعبون فی مسجده وهی متکئة علی منکبیه تنظر

ترجمہ

بی بی عائشہ کو رسول اللہ حبشہ کا کھیل دکھاتے تھے ۔ کھیل مسجد میں ہوتا تھا اور عائشہ نبیؐ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہوتی تھی ۔

نوٹ ۔ علما کرام تم بھی ایسا کیا کرو ۔ بیگمات کو محمد علی کلے کا دنگل دکھائیں کیونکہ احیا سنت بھی ہوگا اور بیگم صاحبہ بھی دلیر ہوں گی اور پھر ہاتھا پائی میں لطف آئے گا ۔

۹۔ بی بی عائشہ اور رسول اللہ کا دوڑ میں مقابلہ

وسابقہما فی السفر علی الاقدام مرتین

ترجمہ

بی بی عائشہ نے سفر میں رسول اللہؐ سے دو مرتبہ دوڑنے میں مقابلہ کیا

نوٹ۔ مشکوۃ باب عشرۃ النساء میں ہے کہ پہلا مقابلہ اماں جی جیت گئیں اور دوسرے میں چونکہ کچھ موٹی ہو گئی تھیں اس لیے ہار گئیں علماء کرام آپ ایسا کیا کرو۔ بیگمات کے ساتھ دوڑ میں مقابلہ کرنے سے ایک تو احیاء سنت نبوی ہو گا اور دوسرا تمہاری توندیں یعنی پیٹ کچھ ہلکے ہوں گے۔

۱۰۔ بی بی عائشہ کا مقابلہ نبیؐ سے کہ دروازے سے پہلے کون نکلتا ہے

وتدافعا فی خروجہما من المنزل مرۃ

ترجمہ

بی بی عائشہ کا رسول اللہ سے یوں بھی مقابلہ ہوا کہ گھر کے دروازہ سے پہلے کون نکلتا ہے۔

نوٹ۔ علماء کرام اس سنت پر آپ بھی عمل فرمائیں لیکن خیال رکھنا کہ اگر زوجین دروازے میں پھنس گئے تو پھر کیا ہو گا۔

"تلک عشرۃ کاملۃ"

ارباب انصاف۔ ہم نے دس عدد فضائل بی بی عائشہ کے تحریر کئے ہیں۔ اور آپ ان فضائل کی روشنی میں غور فرمائیں کہ نبی کریم کے بی بی عائشہ سے محبت کے کیا انداز تھے۔ اس قسم کی محبت کے مظاہرے بیوی سے کرنے والے کو اگر عورت کی محبت سے مبرا سمجھا جائے تو پھر بیچاری عورتوں کی قسمت۔ ان کا قدردان عالم میں کوئی بھی نہیں۔

نتیجہ بحث

۱۔ زین للناس حب الشہوات من النساء حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ چند مرغوب چیزوں کی محبت لوگوں کے لئے زینت دی گئی ہے اور ان میں عورت سرِ فہرست ہے ـــــ اور مولوی دوست محمد قریشی نے کہا ہے کہ ان مرغوب چیزوں سے محبت عام لوگوں کا کام ہے اور نبی کریم ان کی محبت سے مبرا ہیں۔

ارباب انصاف!

جو حوالہ جات ہم نے ذکر کئے ہیں اور بقول اہلسنت نبی کریم سے بی بی عائشہ کی محبت کے مظاہرے بیان کئے ہیں اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب کو جناب عائشہ سے والہانہ محبت تھی۔

۲۔ حق یہ ہے کہ ان مذکورہ سات عدد اشیاء سے اگر محبت کی جائے اور وہ محبت گناہ میں مبتلا نہ کرے تو شرعاً ایسی محبت قابل مذمت نہیں اس لئے کہ انبیاء کی عورتیں اور اولاد بھی تھی اور وہ ان سے محبت بھی کرتے تھے۔ مال غنیمت سے ان کے لئے سونے چاندی کے حصے بھی تھے۔ مال مویشی اور گھوڑے بھی رکھتے تھے اور کھیتی باڑی بھی ہوتی تھی۔

۲۔ مسئلہ یہ تھا کہ ابوبکر نے نبیؐ کی بیٹی سے جاگیر فدک چھین لی اور میراث نبیؐ پر قبضہ کر لیا۔ اور انبیاء کے لاوارث ہونے کا دعوے کیا تھا۔ آیت زین للناس حکی ابوبکر کے دعوے کی صحت پر نہ تو دلالت مطابقی ہے اور نہ دلالت تضمنی ہے اور نہ ہی دلالت التزامی ہے۔

لہٰذا خلیفہ کا یہ دعویٰ کہ نبی لاوارث ہیں صحیح نہیں ہے اور قریشی صاحب کی بے ڈھنگی چال نے ہمیں مجبور کیا ہے اور ہم نے مائی صاحبہ کے وہ فضائل بیان کر دیئے جن کا سننا اہلسنت کے لئے ناگوار ہے۔

اعتراض۔

اہل تشیع رسول اللہ کی ازواج کی توہین کرتے ہیں۔ نبی کریم کی بیویاں امت کی مائیں ہیں اور جو اپنی ماں کی ہتک کرے وہ کون ہوتا ہے

جواب

معاویہ اینڈ سنز لمیٹڈ کے جنرل منیجر عکرمہ صحابی نے نبیؐ کی زوجہ (اپنی ماں) سے نکاح کیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفاء مقصد دوم صفحہ ۱۳۹ ط کراچی
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ صفحہ ۴۳۲ ذکر قتیلہ بنت قیس
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب صفحہ ۳ ذکر قتیلہ بنت قیس
۴۔ تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۰۶ جلد ۳

ازالۃ الخفاء کی عبارت

قتیلۃ بنت قیس تزوجہا رسول اللہ ومات عنہا قبل ان یدخل بہا فتزوجہا عکرمۃ بن ابی جہل بحضر موت فبلغ ابابکر فقال لقد ہممت ان احرق علیہما بیتہما۔

ترجمہ

قتیلہ بنت قیس سے رسول اللہ نے نکاح کیا تھا اور اس سے ہمبستری سے پہلے رسول اللہ وفات پا گئے۔ پھر اسی قتیلہ سے شہر حضرموت میں عکرمہ صحابی نے نکاح کر لیا۔ جب ابوبکر کو اس نکاح کی خبر ہوئی (چونکہ صحابہ کی بدنامی تھی) کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ان دونوں کو ان کے گھر میں آگ لگا دوں۔

نوٹ۔ چار یاری مذہب بتلے بتلے۔ اگر بیچارے اہل تشیع کسی ایسی بات کو جو نبی کریم کی بیویوں کے متعلق ہے اور جو تمہاری کتب معتبرہ میں موجود ہے عوام کے سامنے پیش کر دیں تو آپ کے فتووں کی توپ کا دہانہ کھل جاتا ہے اور جو جی میں آتا ہے کہہ ڈالتے ہو۔ خدارا کچھ تو انصاف کرو۔ زبانی صحیح باتیں کرنے والا زیادہ مجرم ہے یا جس نے ماں سے نکاح کیا ہو وہ زیادہ مجرم ہے؟ اس عکرمہ کے بارے میں اسد الغابہ صفحہ ۴ میں لکھا ہے کہ وکان من صالحی المسلمین کہ یہ صحابی عکرمہ نیک مسلمانوں میں سے تھا۔

کیا بات ہے! طلحہ صحابی نے بی بی عائشہ سے نکاح کی آرزو کی تو اس کو آپ نے عشرہ مبشرہ میں داخل کر کے جنت کا ٹکٹ دے دیا

یزید پلید نے جو صحابی زادہ ہے بی بی عائشہ سے نکاح کی آرزو کی تو اس کو خارجی اور ناصبی ملاؤں نے اہل اسلام کا چھٹا خلیفہ بنا دیا۔ اور عکرمہ صحابی نے بیوہ رسول اللہ سے شادی رچا لی تو اس کو آپ نے نیک اور پارسا ہونے کا ٹکٹ دے دیا۔

گویا آپ کے مذہب میں جنت خلافت اور نیکی و پارسائی بہت سستی ہے۔

چیلنج

ملوانے اہل تشیع پر بہتان باندھتے ہیں کہ ان کے مذہب میں محارم سے نکاح جائز ہے۔ لیکن یہ ان کا سفید جھوٹ ہے۔ آج تک ملت تثلیث ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود کوئی مثال نہیں پیش کر سکی کہ فلاں شیعہ نے ماں یا بہن سے نکاح کیا ہو اور ہم نے تین عدد کتب معتبرہ اہل سنت سے چار یاری مذہب کے معتبر سنی۔ صحابی۔ بخاری ،مسلم کے راوی کے متعلق ثابت کیا ہے کہ اس نے ماں سے نکاح کیا تھا اور اہل سنت کے مناظر اعظم شاہ ولی اللہ کی گواہی بھی پیش کر دی ہے۔ مبارک ہو۔

عذر ۱۹

اتنی بڑی جاگیر نبیؐ نے بیٹی کو بخش دی ــ ؟

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب آفتاب ہدایت ص ۲۵۳ مولف مولوی کرم دین
کیا یہ ممکن تھا کہ اتنی بڑی جاگیر جس کی آمدنی بقول شیعہ ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ سالانہ بیان کی جاتی ہے پیغمبرؐ خدا نے فاطمہؑ کو سپرد کر دی اور مسلمانوں کی ضروریات کا لحاظ نہ کیا۔ نوسلم تو ناقرل سے بیٹے کی تواضع کریں اور رسول کا ابرکرم اپنی صاحبزادی کے سوا کسی پر نہ برسے۔

جواب

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مولوی کرم دین کی تحریر سے کس طرح بغض آل محمدؐ کی بو آ رہی ہے اور آپ اسی مولانا کی روح کے لئے اثنا فاتحہ ضرور پڑھیں کیونکہ بھوکے ننگے صحابہ کا ہمدرد ہے۔

ارباب انصاف!

۱۔ حضرت ابو بکر نے اپنے داماد زبیر کو ایک بہت بڑی جاگیر عنایت کی اور فاقہ کش مسلمانوں پر کوئی ترس نہ آیا (کنز العمال کا حوالہ مذکور ہو چکا ہے)

۲۔ جناب ابو بکر نے عائشہ کو ایک بہت بڑی جاگیر عطا کی اور بھوکے مسلمانوں پر کوئی رحم نہ کیا۔ (بخاری شریف سے حوالہ مذکور ہو چکا ہے)

۳۔ حضرت عمر نے اپنی پارٹی کے لوگوں کو بڑی بڑی جاگیروں سے نوازا اور ضرورت مند مسلمانوں کے فقر و فاقہ کا کوئی لحاظ نہ کیا (کتاب الاموال)

۴۔ جناب عثمان نے جاگیر فدک مروان بن الحکم کو بخش دی اور اہل صفہ کا کوئی لحاظ نہ کیا۔

وامصیبتا علی الاسلام

اصحاب ثلاثہ کی مذکورہ دھاندلیوں پر علمائے اہلسنت پردے ڈالتے اور تاویلیں کرتے ہیں کیونکہ اسماء اور عائشہ بنتا ابی بکر پر خلفا کی نوازشات سے ان ملواں کے کلیجے ٹھنڈے ہوتے ہیں اور فاطمہؑ بنت رسول اللہ پر بحکم خدا اگر کوئی نوازش کی گئی ہے تو سن کر ان ملواں کا کلیجہ شق ہوتا ہے۔ اسی کا نام ہے بغض آل رسولؐ جس کو انہوں نے لمبی لمبی داڑھیوں کی آڑ میں چھپایا ہوا ہے۔

عذر ۲۰

نبیؐ پاک نے حسنینؑ کو ورثہ نہیں دیا لہذا نبیؐ پاک لاوارث تھے

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نصیحۃ الشیعہ صہ ۴۹۹

۲۔ معرکۃ الارا صہ ۲۶ مناظرہ جھوک وایہ مناظر درست محمد قریشی

عبارت مناظرہ جھوک وایہ

لیجئے یہ میرے ہاتھ میں مناقب فاخرہ للعترۃ الطاہرہ ہے اس کے صہ ۹۱ میں ہے

وفی روایات الخاصۃ ان فاطمۃؑ اتت بہما الی النبی صلعم فی مرضہ الذی توفی فیہ فقالت یارسول اللہ ہذا ن ابنان لی فورثہما فقال اما للحسنؑ فلہ ھیبتی وما الحسینؑ فلہ شجاعتی

طرز استدلال۔ حضورؐ پاک کی وفات کا وقت قریب ہے کہ سیدہ اپنے دو پیارے بچوں حسنؑ و حسینؑ کو لیکر دربار نبویؐ میں آتی ہے اور عرض کرتی ہے یارسول اللہ ان کو ورثہ دیجئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے پہلے نہیں دیا تھا تو آپؐ نے فرمایا میرے حسنؑ کے لئے میری ہیبت اور میرے حسینؑ کے لئے میری شجاعت ہے۔ اگر رسول اللہ کے مال میں ورثہ ہوتا تو حضورؐ ضرور دیتے۔ معلوم ہوا کہ حضورؐ کے مال سے وراثت نہیں ہے۔

جواب۔

۱۔ مذکورہ حدیث کو کتب شیعہ میں جب علمائے اہل سنت نے دیکھا تو خوشی سے پھول گئے کہ بس اب ہم نے شیعوں کو تحقیق کی جا چکی میں پیس ڈالا ہے۔ حالانکہ مذکورہ حدیث

سے نبیؐ کریم کی میراث مال کی نفی پر استدلال کر کے علمائے اہل سنت نے علم و انصاف کا جنازہ نکال دیا ہے اور اس بے تکے قیاس سے روح نعمان بھی لاحول پڑھ رہی ہوگی۔

۲۔ صلبی اولاد موجود ہو تو پوتے اور نواسے وارث نہیں ہوتے

اگر صلبی اولاد موجود ہو تو پوتے اور نواسے وارث نہیں ہوتے چونکہ جناب زہراؑ رسول اللہ کی صلبی بیٹی تھی۔ لہذا صلبی بیٹی کی موجودگی میں حسنینؑ شریفینؑ حضورؐ کے مال کے وارث نہیں ہو سکتے تھے اسی لئے نبیؐ پاک نے حسنینؑ کو مال کا وارث نہیں بنایا کمالات نبوت کا وارث بنایا ہے۔

۳۔ مسلّم قانون ہے کہ اثبات الشئی نفی ماعداہ نہیں کرتا

لہذا حسنینؑ کے لئے کمالات نبوت کا اثبات نبیؐ کریم کے میراث مال کی نفی نہیں کرتا۔ مال کی وارث تو جناب زہراؑ تھیں اور مذکورہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس امر پر دلالت کرے کہ چونکہ نبیؐ کریم کی میراث مال نہیں ہے اسی لئے فاطمہ زہراؑ نبیؐ کی وارث نہیں ہے۔

۴۔ دلیل دعویٰ کے مطابق ہونی چاہیئے

اہل سنت کا دعوےٰ ہے کہ نبیؐ کریم کی میراث مال نہیں ہے اور مذکورہ حدیث کی دلالت اس امر پر ہے کہ نبیؐ کی ہیبت اور شجاعت کے وارث حسنینؑ ہیں لہذا مذکورہ حدیث کی دلالت دعوےٰ اہلسنت پر نہ تو دلالت مطابقی ہے اور نہ دلالت تضمنی ہے اور نہ دلالت التزامی ہے۔ بعبارۃ اخریٰ نہ ہی مفہوم و دلالت کرتا ہے۔ اور نہ ہی منطوق۔

۵- اگر قرینہ مجاز موجود ہو تو لفظ کو معنی حقیقی پر حمل نہیں کیا جاتا

چونکہ صلبی بیٹی کی موجودگی میں نواسہ مال کا وارث نہیں ہوتا اس قرینہ عقلیہ کی موجودگی میں لفظ "فورثھما" کو معنی حقیقی میراث مال پر حمل نہیں کیا جائے گا بلکہ محل کلام کے مناسب معنی مجازی مراد لیں گے۔ مثلاً اعطاء وغیرہ

۶- اگر مقصود رسول اللہ کا یہ تھا کہ میرے مال کا کوئی وارث نہیں ہے تو جب بی بی حسنینؑ کو لائی تھیں تو حضورؐ بیٹی کو پہلے ہی کہتے کہ بیٹی میرے مال کا تو کوئی وارث نہیں ہے میں حسنین کو کیسے وارث بناؤں۔

عذر ۲۱

نبیؐ درہم و دینار کا کسی کو وارث نہیں بناتے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۷۵ طبع ۱۲ ط سہیل اکیڈمی

ایں روایت در کتب صحیحہ شیعہ از امام معصوم ہم موجود است روی محمد بن یعقوب الرازی فی الکافی عن ابی البختری عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ذلک ان الانبیاء لم یورثو ... درھما ولا دینارا و انما ورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیئ منھا فقد اخذ بحظ وافر و کلمہ انما باعتراف

شیعہ مفید حصر ست چنانچہ در آیت انما ولیکم اللہ گزشت پس معلوم شد کہ غیر از علم احادیث ہیچ چیز میراث بکسے نداده اند رثبت المدعی بروایۃ معصوم)

ترجمہ

یہ روایت کتب صحیح شیعہ میں امام معصوم سے مروی ہے۔ محمد ابن یعقوب رازی نے کافی میں ابی البختری سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لئے کہ انبیاء کسی کو درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔ انبیاء اپنے کلام سے چند سخن کا وارث بناتے ہیں۔ پس جس نے ان احادیث سے کچھ لیا اس نے کامل حصہ پایا اور کلمہ انما باعتراف شیعہ حصر کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ آیت انما ولیکم اللہ کے بیان میں گزرا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ انبیاء علم کے علاوہ کوئی چیز کسی کو میراث میں نہیں دیتے۔ پس ہمارا ادعا معصوم کی روایت سے ثابت ہوا۔

جواب

۱- مذکورہ حدیث کو کتب اہل تشیع میں جب علمائے اہلسنت نے دیکھا تو ان کو عید جیسی خوشی ہوئی اور سوچا کہ بی بی عائشہ کے ابا کی خلافت بچانے کا کچھ تو سہارا مل گیا ہے۔ بیچارے ملوانے مذکورہ خلافت کو حق ثابت کرنے کے لئے بڑا اجہاد کرتے ہیں اور ان محنتوں کا صلہ ان کو ارباب سقیفہ کی سرکار سے ضرور ملے گا۔ لیکن ان علماء کو اس بات کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے کہ ہم لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں۔

جناب ابوبکر سے لیکر محمود احمد رضوی تک ان کا گزارہ صرف حدیث لانورث پر ہی ہے اور باقی جو کچھ کہتے ہیں وہ تو دبی بات ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

۲ حدیث مذکور کتاب کافی شریف میں باب صفت العلم وفضلہ وفضل العلماء جلد ۱ صـ۳۲ میں موجود ہے۔ ہم دہلوی مکار کی طرح جھوٹ نہیں بولتے جیسا کہ اس نے تحفہ کے طعن ۱۲ میں سفید جھوٹ بولا ہے کہ ہبہ فدک کے بارے حضرت علیؑ جناب حسنینؑ اور ام ایمنؓ کی گواہی دینے کا ذکر کتب اہلسنت میں اصلاً موجود نہیں ہے خیر کوئی بات نہیں جھوٹ بول کر خلافت ابوبکر کو ثابت کرنا ان کو مبارک رہے۔

۳۔ اب ہم اصل جواب کو شروع کرتے ہیں اور صاحب تحفہ کے اعتراض کو خود ان کے کلام ہی سے باطل کرتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز کا اقرار کہ جس حدیث کی صحت کی کوئی محدث تصدیق نہ کرے وہ حدیث حجت نہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تحفہ اثنا عشریہ صـ۲۱۳ باب ذکر احادیث فی فضل علیؑ۔ حدیث ہشتم من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ

و قاعدہ مقررہ اہلسنت است کہ حدیثے را کہ بعضے از آئمہ فن حدیث در کتابے روایت کنند وصحت ما فی الکتاب را التزام نکردہ باشند مثل بخاری و مسلم وبقیہ اصحاب صحاح وبصحت آں حدیث بالخصوص صاحب آں کتاب یا غیر او از محدثین ثقات تصریح نکردہ باشد قابل احتجاج نیست۔

ترجمہ

علمائے اہل سنت کے ہاں یہ قانون مسلم ہے کہ حدیث کے بعض امام جس حدیث کو کتاب میں روایت کریں اور امام بخاری ومسلم کی طرح یہ عہد بھی نہ کیا ہو کہ ہم صرف اس حدیث کو ذکر کریں گے جو حدیث ہمارے نزدیک صحیح ہو گی اور اس حدیث کے متعلق خود صاحب کتاب یا کوئی محدثین ثقات میں سے یہ تشریح اور بیان نہ دے کہ یہ حدیث صحیح ہے تو ایسی حدیث اس قابل نہیں جس کو حجت اور دلیل بنایا جائے۔

نوٹ۔ صاحب تحفہ کے اقرار کو ہم نے اس کے کلام سے ثابت کر دیا۔ اب ہم اسی اقرار کی روشنی میں ان کے اعتراض کو غلط ثابت کرتے ہیں۔

کافی شریف کی ہر حدیث کو اہل تشیع صحیح نہیں مانتے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل تشیع کی کتاب معجم رجال الحدیث صـ۹۹ جلد ۱ طبع الآداب نجف اشرف مصنف مجتہد اعظم سید ابوالقاسم خوئی مدظلہ

ومما یؤکد ما ذکرناہ من ان جمیع روایات الکافی لیست بصحیحۃ ان الشیخ الصدوق قدس سرہ لم یکن یعتقد صحۃ جمیع ما فی الکافی وکذلک شیخہ محمد بن الحسن بن الولید

ترجمہ

اور ہم نے جو کہا ہے کہ کافی کی تمام روایات صحیح نہیں ہیں اس کی یہ امر بھی تاکید کرتا ہے کہ شیخ صدوقؒ اور ان کے شیخ محمد بن حسن بھی کافی کی تمام روایات کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ کافی میں بعض روایات ضعیف بھی ہیں۔

نوٹ

۱- اہل تشیع قرآن پاک کے ہر جملہ اور ہر آیت کو من حیث الصدور صحیح سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک کے علاوہ ہر کتاب کی ہر بات کو تب صحیح مانتے ہیں کہ جب وہ سند اور متن کے لحاظ سے درست ہو اور قرآن کے بھی موافق ہو۔

۲- اہل سنت کا فرض ہے کہ پہلے تو شیخ کلینیؒ کا یہ دعوے معتبر طریق سے ثابت کریں کہ انہوں نے عہد کیا تھا کہ میں کافی میں صرف وہ احادیث درج کروں گا جو میرے نزدیک صحیح ہوں۔ علاوہ ازیں اگر حدیث مذکور کا وہی معنیٰ کیا جائے جو اہل سنت مراد لیتے ہیں تو یہ قرآن پاک کے مخالف ہے کیونکہ انبیاء کی میراث مال قصہ سلیمان سے قرآن پاک کی روشنی میں ثابت ہے۔ شیعہ سنی کا اتفاق ہے کہ جو بات قرآن کے مخالف ہو اسے ٹھکرا دیا جائے پس صاحب تحفہ کی پیش کردہ حدیث اس قابل نہیں کہ ہمارے خلاف اس کو دلیل بنایا جائے۔

صاحب تحفہ کی پیش کردہ روایت علماء فن حدیث کے نزدیک ضعیف ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل تشیع کی کتاب مرآۃ العقول ص۳۲ باب صفت العلم مولف علامہ محمد باقر مجلسی

الحدیث الثانی ضعیف قولہ العلماء ورثۃ الانبیاء

ترجمہ

باب صفت العلم کی حدیث نمبر۲ سند کے لحاظ سے ضعیف ہے

نوٹ۔ علامہ مجلسیؒ نے شرح اصول کافی میں صاحب تحفہ کی پیش کردہ روایت کے ضعیف ہونے پر نص فرمائی۔ اہلسنت اپنے مناظر اعظم کے اقرار کے موجب روایت مذکورہ کو ہمارے خلاف دلیل نہیں بنا سکتے لیکن بیچارے کریں کیا جب کچھ نہ ملے تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

علامہ محمود احمد رضوی مدیر "رضوان" کا سفید جھوٹ

ثبوت ملاحظہ ہو

رسالہ باغ فدک ص۱۶۱

شیعی علماء کی یہ عادت ہے کہ جواب نہ بن پڑے تو یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ تو سنی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے ابو البختری نامی دو ہیں۔ ایک ابو البختری وہب ابن وہب یہ شیعہ ہیں۔ دوسرا ابو البختری سعید ابن فیروز ہے۔ جو سنی ہے مصنف نے شیعہ ہی سے روایت کی ہے۔

نوٹ۔ علامہ محمود احمد کا مقصد یہ ہے کہ روایت العلماء ورثۃ الانبیاء ... الخ کو اہل شیعہ اس لئے ضعیف لکھتے ہیں کہ اس کا راوی وہب ابن وہب سنی ہے۔ علامہ یہ دعوے کر رہے ہیں کہ وہ شیعہ تھا۔ اس دعوے میں علامہ صاحب جھوٹے ہیں۔

جواب

مولانا محمود احمد رضوی ایک سیاسی لیڈر تو ہیں لیکن میدان مناظرہ میں تحقیقی چیز پیش کرنا کچھ اور بات ہے۔ ابن وہب کو شیعہ کہنا علامہ کا بالکل سفید جھوٹ ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

ابو البختری وہب ابن وہب اہل تشیع کی نظر میں

اہل تشیع کی کتاب تنقیح المقال ص۲۹۳ حرف الواو (مؤلف علامہ مامقانی)

وھب ابن وھب بن عبداللہ ابوالبختری القرشی المدنی قال الشیخ فی الفہرست وھب ابن وھب ابوالبختری ضعیف، وھو عامی المذھب قال ابو محمد الفضل ابن شاذان کان ابوالبختری من اکذب البریۃ

ترجمہ

شیخ نے فہرست میں فرمایا ہے کہ ابوالبختری وہب ابن وہب ضعیف ہے اور اہل سنت کے مذہب پر ہے۔ اور ابن شاذان نے فرمایا ہے کہ ا تمام لوگوں سے زیادہ جھوٹا تھا۔

ابوالبختری وہب ابن وہب اہلسنت کی نگاہ میں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب۔ لسان المیزان ص ۲۳۱/۶ حرف الواؤ ابن حجر عسقلانی

وھب ابن وھب بن کثیر بن عبداللہ ابوالبختری القرشی المدنی۔ قال احمد ابن حنبل ایضاً ھو اکذب الناس۔ وقال النسائی فی تمیز لیس بثقۃ ولا یکتب حدیثہ کذاب خبیث۔

ترجمہ

احمد بن حنبل نے بھی کہا ہے کہ (ابوالبختری) سب لوگوں سے زیادہ جھوٹا ہے اور نسائی نے کہا ہے (ابن وہب) ثقہ نہیں۔ اس کی حدیث کو نہ لکھا جائے وہ جھوٹا اور خبیث ہے۔

نوٹ۔

۱۔ صاحب تحفہ کی پیش کردہ روایت کا راوی وہب ابن وہب ابوالبختری سنی ہے اور جھوٹا اور خبیث ہے۔

۲۔ ہم نے اس کا حال کتب طرفین سے پیش کر دیا ہے۔ اہل تشیع نے صاف طور پر تحریر کر دیا ہے کہ یہ مذہباً سنی ہے اور جھوٹا ہے۔ اور اہل سنت نے بھی اس کا جھوٹا اور خبیث ہونا مان لیا ہے۔ صاحب لسان المیزان نے اس کے مذہب سے خاموشی اختیار کی ہے لیکن یہ خاموشی کافی نہیں بلکہ چار یاری مذہب پر فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ ان کے کسی بزرگ نے اس کے سنی ہونے سے انکار کیا ہو۔

العلماء ورثۃ الانبیاء کے متن پر ایک نظر

اس چیز سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ علما انبیاء کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں اور انبیاء ان کے حقیقی باپ نہیں اور علم حقیقی مال و ترکہ نہیں لہٰذا جس طرح علماء انبیاء کے مجازی بیٹے ہیں اور انبیاء ان کے مجازی باپ ہیں۔ اسی طرح علم بھی مجازی مال ہے۔ پس بنائے کلام چونکہ مجاز پر تھی اس لئے لفظ ورثہ کو بھی اس مقام پر مجازاً استعمال کیا گیا ہے اور مقصود یہ ہے کہ علماء کو انبیاء کے علم سے کچھ ملتا ہے اور بخاری شریف میں جو لفظ میراث آیا ہے اور جس کا جناب زہرا نے سوال فرمایا تھا۔ وہ علم نہیں بلکہ مال ہے۔

جو اللہ تعالےٰ نے نبی کریم کا بعض چیزوں میں حصہ مقرر فرمایا تھا اس کے متعلق سوال تھا اور ابوبکر کی بیان کردہ حدیث لانورث میں بھی مراد علم نہیں لہٰذا کافی شریف کی وہ حدیث جس نے علماء کیلئے انبیاء کے علم کی میراث مجازی ثابت کی ہے۔ وہ حدیث اولاد نبی کے لیے انبیاء کے مال سے میراث حقیقی کی نفی نہیں کرتی۔

کافی شریف سے پیش کردہ حدیث کے ہر فقرے پر ایک نظر

۱۔ ان العلماء ورثۃ الانبیاء

مذکورہ کلام کی انبیاء کے میراث مال کی نفی پر تین دلالتوں میں سے ایک دلالت بھی نہیں ہے اگر چار یاری مذہب یہ کہے کہ مذکورہ کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولاد انبیاء ان کے مال کی وارث نہیں ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ کلام کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علماء اپنے باپ کے وارث نہیں ہیں کیونکہ انبیاء کے وارث ہو گئے!! اتنا ہی کافی ہے۔

کیا یہ انصاف ہے کہ علماء نے انبیاء کے بھی وارث بنیں اور اپنے باپ کے بھی وارث بنیں اور اولاد انبیاء کو اس جرم میں چونکہ وہ اولاد نبی ہیں انبیاء کی وراثت سے محروم کر دیا جائے۔

۲۔ وذالک ان الانبیاء لم تورثوا درھما ولا دیناراً

ورّث باب تفعیل ہے اور اورث باب افعال ہے۔ مذکورہ عبارت میں لم تورثو آیا ہے یہ خواہ باب افعال سے یا باب تفعیل سے ہو اس کو دو مفعولوں کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک مفعول درہم و دینار مذکور ہے اور دوسرا کلام میں مقدر کرنا پڑے گا۔

اس میں دو احتمال ہیں۔ ۱۔ علماء ۲۔ احداً۔ اگر علماء مقدر کیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ انبیاء علماء کو درہم و دینار کے وارث نہیں بناتے۔ چونکہ مذکورہ کلام میں علماء ہی کا ذکر ہے لہٰذا اولیٰ یہ ہے۔ انہی کو مفعول دوم بنایا جائے۔

اور اگر احداً مقدر کیا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ انبیاء کسی کو بھی درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔ یہ معنی بھی مطلق میراث مال کی نفی نہیں کرتا۔ کیونکہ قانون ہے خاص کی نفی عام کی نفی

پر دلالت نہیں کرتی۔ لہٰذا درہم و دینار سے میراث کی نفی ہر مال سے میراث کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔

۳۔ بعبارۃ اخریٰ

اگر درہم و دینار کا نبی کسی کو وارث نہیں بناتے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ اگر کسی زمین کی آمدنی میں انبیاء کا حصہ ہو یا درہم و دینار کے علاوہ ان کا کچھ اور مال ہو تو ان کی اولاد اس کی وراثت سے بھی محروم ہو جائے گی۔ سیدہ زہراؑ سلام اللہ علیہا نے ابوبکر سے درہم و دینار کی میراث نہیں مانگی تھی بلکہ وہ جاگیریں جن میں نبی کریم کا حصہ تھا اس کی میراث مانگی تھی۔

۴۔ وانما اورثوا احادیث من احادیثھم

اس کلام کی بھی انبیاء کے میراث مال کی نفی پر تین دلالتوں سے کوئی دلالت نہیں اور یہ بھی صاف ہے کہ اولاد انبیاء علماء ہونے کی حیثیت سے انبیاء کے علم کے وارث ہیں اور اولاد ہونے کی حیثیت سے ان کے مال کے وارث ہیں۔

کلمہ انما سے شاہ عبدالعزیز نے جو حصر سمجھا ہے وہ غلط ہے

بیانہ

حصر کی کئی اقسام ہیں۔ ۱۔ صفت کا موصوف پر حصر ۲۔ موصوف کا صفت پر حصر ۳۔ حصر اضافی ۴۔ حصر حقیقی ۵۔ حصر افراد ۶۔ حصر قلب ۷۔ حصر تعیین

دھلوی مکار نے صرف لفظ حصر تحریر کر کے چار یاری مذہب کو چکر دے دیا ہے۔

کافی شریف سے پیش کردہ حدیث کے ہر فقرے پر ایک نظر

۱- ان العلماء ورثۃ الانبیاء

مذکورہ کلام کی انبیاء کے میراث مال کی نفی پر تین دلالتوں میں سے ایک دلالت بھی نہیں ہے اگر چار یاری مذہب یہ کہے کہ مذکورہ کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اولاد انبیاء ان کے مال کی وارث نہیں ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ کلام کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علماء اپنے باپ کے وارث نہیں ہیں کیونکہ انبیاء کے وارث ہو گئے !! اتنا ہی کافی ہے۔

کیا یہ انصاف ہے کہ علماء نے انبیاء کے بھی وارث نہیں اور اپنے باپ کے بھی وارث نہیں اور اولاد انبیاء کو اس جرم میں چونکہ وہ اولاد نبی ہیں انبیاء کی وراثت سے محروم کر دیا جائے۔

نمبر ۲ وذالک ان الانبیاء لم تورثوا درھما ولا دیناراً

ورّث باب تفعیل ہے اور اورث باب افعال ہے۔ مذکورہ عبارت میں لم تورثوا آیا ہے یہ خواہ باب افعال سے یا باب تفعیل سے ہو اس کو دو مفعولوں کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک مفعول درہم و دینار مذکور ہے اور دوسرا کلام میں مقدر کرنا پڑے گا۔

اس میں دو احتمال ہیں - ۱۔ علماء ۲۔ احداً۔ اگر علماء مقدر کیا جائے تو معنی یہ ہو گا کہ انبیاء علماء کو درہم و دینار کے وارث نہیں بناتے۔ چونکہ مذکورہ کلام میں علماء ہی کا ذکر ہے لہٰذا اولیٰ یہ ہے۔ اسی کو مفعول دوم بنایا جائے۔

اور اگر احداً مقدر کیا جائے تو معنی یہ ہو گا کہ انبیاء کسی کو بھی درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے۔ یہ معنی بھی مطلق میراث مال کی نفی نہیں کرتا۔ کیونکہ قانون ہے خاص کی نفی عام کی نفی

پر دلالت نہیں کرتی۔ لہٰذا درہم و دینار سے میراث کی نفی ہر مال سے میراث کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔

۳- بعبارۃ اخریٰ

اگر درہم و دینار کا نبی کسی کو وارث نہیں بناتے تو اس کا یہ معنی نہیں کہ اگر کسی زمین کی آمدنی میں انبیاء کا حصہ ہو یا درہم و دینار کے علاوہ ان کا کچھ اور مال ہو تو ان کی اولاد اس کی وراثت سے بھی محروم ہو جائے گی۔ سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ابوبکر سے درہم و دینار کی میراث نہیں مانگی تھی بلکہ وہ جاگیریں جن میں نبی کریم کا حصہ تھا اس کی میراث مانگی تھی۔

۴- وانما اورثوا احادیث من احادیثھم

اس کلام کی بھی انبیاء کے میراث مال کی نفی پر تین دلالتوں سے کوئی دلالت نہیں اور معنیٰ بھی صاف ہے کہ اولاد انبیاء علماء ہونے کی حیثیت سے انبیاء کے علم کے وارث ہیں اور اولاد ہونے کی حیثیت سے ان کے مال کے وارث ہیں۔

کلمہ انما سے شاہ عبد العزیز نے جو حصر سمجھا ہے وہ غلط ہے

بیانہ

حصر کی کئی اقسام ہیں۔ ۱۔ صفت کا موصوف پر حصر ۲۔ موصوف کا صفت پر حصر ۳۔ حصر اضافی ۴۔ حصر حقیقی ۵۔ حصر افراد ۶۔ حصر قلب ۷۔ حصر تعیین

دھلوی مکار نے صرف لفظ حصر تحریر کر کے چار یاری مذہب کو چکر دے دیا ہے۔

اس کا فرض تھا کہ معین کرتا کہ کلام مذکورہ میں کون سا حصر ہے۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اس کلام میں بھی حصر ہے انما المومنون اخوۃ میں بھی حصر ہے۔ تو کیا جو مومن نہیں ان میں بھائی چارہ نہیں۔ اگر دہلوی مکار کا مقصود یہ ہے کہ انبیاء صرف علم کا وارث بناتے ہیں اور مال کا وارث نہیں بناتے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ حصر صرف علماء کی نسبت ہے۔ لہذا ان کو تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں مال کا وارث نہیں بناتے۔ لیکن اولاد کو علم اور مال دونوں کا وارث بناتے ہیں۔

پس مذکورہ کلام میں حصر اضافی ہے حقیقی نہیں۔

العلماء ورثۃ الانبیاء کی مزید تشریح

میراث مال کسی کی وفات کے بعد حاصل ہوتی ہے اور میراث علم وفات سے پہلے بھی حاصل ہو سکتی ہے لہذا جس کلام نے میراث علم کے ثبوت پر دلالت کی ہے وہ کلام مال کی میراث کی نفی پر دلالت نہیں کرتا۔

نوٹ

اگر مذکورہ حدیث کا تعلق حقیقی میراث کی نفی سے ہوتا ہے تو اس حدیث کو باب المیراث میں مذکور ہونا چاہیئے تھا نہ کہ باب العلم میں!

بنی ہاشم کا حقِ خمس قرآن کی روشنی میں

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۔ پ۱۰ (انفال)

ترجمہ

اور جان لو جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں پانچواں حصہ خدا

اور رسولؐ اور رسول کے قرابتداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پردیسیوں کا ہے۔

ذی القربیٰ سے مراد بنو ہاشم ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر در منثور پ۱۰ الانفال آیت خمس صفحہ ۱۸۶

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب فتح القدیر صفحہ ۲۹۶ ج۲ علامہ شوکانی پ۱۰ انفال

در منثور کی عبارت ملاحظہ ہو

عن الزهري وعبد الله بن ابي بكر ان النبي قسم سهم ذي القربى من خيبر على بني هاشم وبني المطلب

ترجمہ

نبی کریم نے ذوی القربیٰ کا حصہ مالِ خیبر سے بنی ہاشم اور بنی مطلب پر تقسیم کیا۔

نوٹ۔ نبی کریم کا سہم ذو القربیٰ کو بنی ہاشم پر تقسیم کرنا اور دوسرے لوگوں کو نہ دینا اس امر کا ثبوت ہے کہ بنو ہاشم ہی سہم ذی القربیٰ کے حقدار ہیں۔

یتامیٰ اور مساکین سے مراد بھی بنو ہاشم کے یتامیٰ و مساکین ہیں

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۱۰ آیت خمس صفحہ ۶

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب فتح القدیر صفحہ ۲۹۵ ج۲ پ۱۰ الانفال آیتِ خمس

غرائب القرآن کی عبارت ملاحظہ ہو

وقیل الخمس کلہ للقرابۃ لما روی عن علی علیہ السلام انہ قیل لہ ان اللہ تعالیٰ قال "والیتامیٰ والمساکین" فقال ایتامنا ومساکیننا

ترجمہ

روایت میں ہے حضرت امیرؑ سے کہا گیا کہ (آیت خمس میں) یتامیٰ ومساکین سے کون مراد ہیں۔ فرمایا ہم بنی ہاشم کے یتامیٰ اور مساکین مراد ہیں۔

بنو ہاشم سے نبیؐ کریم سے رشتہ داری کے جرم میں جناب ابوبکر نے سہم ذوی القربیٰ روک لیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۱۰ الانفال آیت خمس ص۶
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی پ۱۰ الانفال آیت خمس ص۱۰ ط مصر
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد کتاب الفئی ص۱۴۵ ج۲ باب بیان سہم ذوی القربیٰ
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۱۹ ج۴ خطبہ کانت بایدینا فدک

۱۔ غرائب القرآن کی عبارت ملاحظہ ہو

وروی ان ابابکر منع بنی ہاشم الخمس

۲۔ روح المعانی کی عبارت

وروی عن ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ منع بنی ہاشم الخمس

۴۔ شرح ابن ابی الحدید کی عبارت ملاحظہ ہو

واعلم ان الناس یظنون ان نزاع فاطمۃ ابابکر کان فی امرین فی المیراث والنحلۃ وقد وجدت فی الحدیث انہا نازعت فی امر ثالث ومنعہا ابوبکر ایاہ ایضاً وہو سہم ذوی القربیٰ

مذکورہ عبارتوں کا ملخص

جناب ابی بکر نے نبی کریم کے بعد خمس کو بنو ہاشم سے روک لیا اور سہم ذوی القربیٰ جو کہ نبیؐ کریم بنی ہاشم کو دیتے تھے ابوبکر نے دینے سے انکار کر دیا اور جناب فاطمۃ الزہرا کا ابوبکر کے ساتھ نزاع جس طرح میراث اور ہبہ فدک میں ہوئی ہے اسی طرح سہم ذوی القربیٰ میں بھی ہوئی ہے۔

جناب فاطمہ زہرا کا ابوبکر سے سہم ذوی القربیٰ مانگنا اور ابوبکر کا انکار کرنا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الخلافہ مع الامارہ ذکر ابی بکر ص۱۲۵ ج۳ ط۔ حیدر آباد دکن

عن ام ہانی بنت ابی طالب ان فاطمۃ اتت ابابکر تسألہ سہم ذوی القربیٰ فقال لہا ابوبکر سمعت رسول اللہ یقول سہم ذوی القربیٰ لہم فی حیاتی ولیس

لهم بعد وفاتي انتهى

ترجمہ

جناب فاطمہ زہرا ابوبکر کے پاس آئیں اور سہم ذوی القربیٰ کا سوال کیا۔ ابوبکر نے یہ بہانہ پیش کر کے سہم ذوی القربیٰ دینے سے انکار کر دیا کہ میں نے حضور سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ یہ حصہ تو ان کا میری زندگی میں ہے میری موت کے بعد نہیں۔

جناب عمر نے بھی انتقامی کاروائی کرتے ہوئے خمس بنو ہاشم سے روک لیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن ابی داؤد کتاب الفئی ص ۱۴۶/۲ باب بیان سہم ذوی القربا
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم باب عزوۃ النساء مع الرجال ص ۱۰۴/۲
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاموال باب سہم ذوی القربیٰ ص ۳۴۲
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۲۲۶/۳ ذکر کیفیتہ قسمۃ عمر الاموال

سنن ابی داؤد کی عبارت ملاحظہ ہو

ان نجدة الحروري حين حج في فتنة ابن الزبير ارسل الى ابن عباس يسأله عن سهم ذوي القربى، ويقول لمن تراه؟ قال ابن عباس لقربى رسول الله قسمه لهم رسول الله وقد كان عمر عرض علينا من ذلك عرضاً

رأيناه دون حقنا فرددناه عليه وأبينا أن نقبله

ترجمہ

نجدہ حروری نے فتنہ ابن زبیر کے زمانہ میں جب حج کیا تو ابن عباس سے سہم ذوی القربیٰ کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کا حق ہے ابن عباس نے کہا رسول اللہ کے قرابت داروں کا حق ہے۔ آنجناب ان پر تقسیم فرماتے تھے۔ عمر نے کچھ مقدار ہمیں دینے کی پیشکش کی تھی ہم نے اسے اپنے حق سے کم مقدار دیکھا تو اسے ٹھکرا دیا۔

جناب ابوبکر کا جاگیر فدک اور میراث نبی سہم ذوی القربیٰ سیدہ زہراؑ کو نہ دینا اور نبیؐ کی مظلومہ بیٹی کا ابوبکر پر ناراض ہونا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۴۹/۲ باب فرض خمس
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم ص ۲۲/۲ باب حکم الفئی
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب مسند امام احمد حنبل ص ۱۶۷/۱ مسند ابی بکر
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص ۱۲۹/۳ کتاب الخلافۃ مع الامارۃ فی قسم الافعال
۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب سنن الکبریٰ ص ۳۰۰/۶ کتاب قسم الفئی
۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا ص ۹۹۵/۲ باب غضب فاطمہ من ابی بکر صدقات ابیہا
۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری ص ۱۲۹/۵ باب غزوۂ خیبر

بخاری کی عبارت

فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ فھجرت ابابکر فلم
تزل مما حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ
ستۃ اشھر قالت وکانت فاطمۃ تسئل ابابکر نصیبھا
مما ترک رسول اللہ من خیبر وفدک وصدقتہ بالمدینۃ
فابی ابابکر علیھا ذلک

ترجمہ (ملخص)

جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ابا بکر پر غضبناک ہوئیں اور تا وقت وفات ابوبکر کے ساتھ کلام نہ کیا اور جناب فاطمہ نبی کریم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ قالت۔ عائشہ فرماتی ہیں کہ جناب فاطمہ نے ابوبکر سے خیبر، فدک اور صدقات مدینہ سے اپنا حصہ مانگا تھا اور ابوبکر نے انکار کیا تھا۔

مسلم کی عبارت

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئاً فوجدت فاطمۃ
علی ابی بکر فی ذلک قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتی
توفیت

ترجمہ (ملخص)

ابوبکر نے فاطمہ زہرا کو ان کا حق دینے سے انکار کیا بی بی ابوبکر پر ناراض ہوئی اور ترک کلام ابوبکر سے تا وفات جاری رہا۔

مسند احمد حنبل کی عبارت

فغضبت فاطمۃ فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرتہ
حتی توفیت ...... وکانت فاطمۃ تسئل ابابکر
نصیبھا مما ترک رسول اللہ من خیبر وفدک وصدقتہ
بالمدینۃ فابی ابوبکر علیھا ذلک

ترجمہ (ملخص)

جناب فاطمہ زہرا ابوبکر پر ناراض ہوئیں ترک کلام تا وفات جاری رہا .... کیونکہ بی بی نے اپنا حق زمین فدک مانگی تھی اور ابوبکر نے انکار کیا تھا۔

کنز العمال کی عبارت

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئاً فوجدت
فاطمۃ علی ابی بکر من ذلک

ترجمہ

ابوبکر نے بی بی کو ان کا حق دینے سے انکار کیا اور بی بی ابوبکر پر اسی وجہ سے ناراض ہوئیں

سنن الکبریٰ کی عبارت

فغضبت فاطمۃ فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرۃ
لہ حتی توفیت

ترجمہ

بی بی ابوبکر پر غضبناک ہوئی اور بی بی نے تا وفات ابوبکر سے کلام بھی نہ کیا

وفاء الوفا کی عبارت

فغضبت فاطمۃ فھجرت ابابکر فلم تزل مھاجرۃ

حتی توفیت

ترجمہ

ابوبکر نے بی بی کو حق نہ دیا اور بی بی غضبناک ہوئیں اور بی بی نے تا وفات ابوبکر سے کلام بھی نہ کیا

بخاری جلد خامس کی عبارت ملاحظہ ہو

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئًا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر

ترجمہ

ابوبکر نے بی بی کو حق دینے سے انکار کیا اور جناب فاطمہؑ ابوبکر پر ناراض ہوئیں۔

فدک چھن جانے کے بعد فاطمہؑ زہرا ابوبکر پر اتنا ناراض ہوئی کہ اس کے سلام کا جواب تک دینا گوارا نہ کیا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب الامامۃ والسیاسۃ ص۱۴ مؤلف عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ

فقال عمر لابی بکر انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناھا فانطلقا جمیعًا۔ فاستأذنا علی فاطمۃ فلم تأذن لھما فأتیا علیًا فکلماہ فادخلھما علیھا فلما قعدا عندھا حولت وجھھا الی الحائط فسلما علیھا فلم تردا السلام۔

ترجمہ (ملخص)

حضرت عمر نے جناب ابوبکر سے کہا۔ ہم نے فاطمہ زہرا کو ناراض کیا ہے۔ آیئے چلیں اور معافی مانگیں۔ دونوں مل کر آئے دروازے پر پہنچ کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ سیدہ زہرا نے ان کو اجازت نہ دی۔ پھر حضرت علی کے پاس گئے اور آنجناب سے بات چیت کی۔ آنجناب ان کو گھر میں لائے۔ جب بی بی کے پاس آکر بیٹھے تو فاطمہؑ زہرا نے اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر دیا۔ ابوبکر و عمر نے سلام کیا۔ فاطمہؑ زہرا نے ان کو اس قابل نہ سمجھا کہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے۔

جناب فاطمہ زہرا نے جناب ابوبکر و عمر سے فرمایا تھا کہ رسول اللہ سے تم دونوں کی شکایت کروں گی اور ہر نماز میں تمہارے (ابوبکر) لئے بددعا کروں گی۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب الامامت والسیاست ص۱۴

ولئن لقیت النبی لاشکونکما الیه واللہ لا دعون اللہ علیک فی کل صلوٰۃ

ترجمہ

بی بی نے فرمایا کہ میں جب اپنے باپ رسول اللہ سے ملوں گی تو تم (ابوبکر و عمر) دونوں کی شکایت کروں گی اور (ابوبکر سے کہا اللہ کی قسم میں تیرے

لئے ہر نماز میں بد دعا کروں گی۔

جن لوگوں نے جناب ابوبکر کی حمایت کی تھی جناب فاطمہؑ زہرا نے وقتِ موت ان مہاجرین و انصار کی شکایت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۱۲/۴

فاطمہ بنت حسینؑ نے اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے کہ جب مرض الموت میں جناب فاطمہؑ زہرا کی تکلیف بڑھ گئی تو مہاجرین و انصار کی عورتیں آئیں اور پوچھا بنت رسولؐ آپ کا کیا حال ہے۔

قالت واللہ اصبحت عائفۃ لدنیاکم قالیۃ لرجالکم

فرمایا میں تم اہلِ دنیا کو ناپسند کرتی ہوں اور تمہارے مردوں کو دشمن سمجھتی ہوں

جناب زہراؑ نے بوقت وفات اپنی سوتیلی ماؤں کی شکایت کی ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص ۱۰۵/۲ مولف احمد بن ابی یعقوب المعروف با بن واضح

ودخلن علیھا فی موضھا نساء رسول اللہ وغیرھن من نساء قریش فقلنا کیف انتِ قالت اجدنی کارھۃ لدنیاکن مسرورۃ لفراقکن القی اللہ ورسولہ بحسرات منکن فما حفظ لی الحق ولا قبلت الوصیۃ

ترجمہ

فاطمہ زہرا کے پاس وقت وفات نبی کریم کی بیویاں دوسری قریش کی عورتوں سے مل کر آئیں اور احوال پرسی کی سیدہ زہرا نے فرمایا میں تم اہل دنیا کو ناپسند کرتی ہوں اور تم سے جدائی پر خوش ہوں اللہ اور رسولؐ کے پاس تمہاری شکایات لے کر جاؤں گی۔ میرے حق کی حفاظت نہیں ہوئی۔ میرے متعلق میرے بابا کی وصیت پر عمل نہیں ہوا۔

جناب فاطمہؑ زہرا نے فرمایا تھا کہ میں بال کھول کر تمہارے لئے بد دعا کروں گی

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص ۱۲۶/۲ خبر سقیفہ بنی ساعدہ

جناب امیرؑ کے گھر کچھ مہاجرین و انصار بیٹھے تھے حضرت عمر نے اپنی پارٹی کو لیکر حضرت علی کے گھر پر ہلہ بول دیا۔ زبیر تلوار لیکر نکلے لیکن جناب عمر کی پارٹی نے تلوار ان سے چھین لی۔ پھر یہ بلا اجازت گھر میں گھس گئے۔

فخرجت فاطمۃ فقالت واللہ لتخرجن او لا کشفن شعری ولا عجن الی اللہ۔

پس فاطمہ زہرا آئیں اور فرمایا کہ تم میرے گھر سے نکل جاؤ ورنہ خدا کی قسم میں اپنے بال کھولوں گی اور اللہ کے حضور میں فریاد کروں گی۔

نوٹ

مذکورہ حوالہ جات سے یہ بات روشن ہو گئی کہ جب جناب ابوبکر نے رسول اللہ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا سے زمین فدک چھین لی تو فاطمہؑ زہرا نے خلیفہ سے اپنا حق مانگا لیکن خلیفہ نے نبیؐ کی بیٹی کو ایک مرلہ بھی دینے سے انکار کر دیا۔ جب خلیفہ نے بی بی کا کوئی حیا نہ کیا اور صاف انکار کر دیا تو رسول اللہ کی بیٹی کو بڑا صدمہ اور بہت دکھ ہوا۔ لہذا روتی ہوئی واپس آئی اور جناب ابوبکر پر غضبناک اور ناراض ہوئی۔ اس قدر ناراض ہوئی کہ ان سے تاوقت وفات کلام نہ کیا اور جناب ابوبکر و عمر کے سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ میں جب اپنے باپ رسول اللہ سے ملوں گی تو تم دونوں کی شکایت کروں گی اور ہر نماز کے بعد تمہارے لئے بد دعا کروں گی اور بی بی نے وقت وفات جن اصحاب نے ابوبکر کی حمایت کی تھی ان کے بارے میں ان کی بیویوں سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور بی بی نے وقت وفات بعض ازواج نبیؐ کی بھی شکایت کی ہے۔ نوبت یہاں تک بھی پہنچی ہے کہ فاطمہؑ زہرا کو جناب عمر سے یہ کہنا پڑا کہ میرے گھر سے نکل جاؤ ورنہ میں سر کے بال کھولوں گی اور اللہ کی بارگاہ میں تمہارے برخلاف بد دعا کروں گی۔

فرمان رسولؐ

فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاھا (مسلم شریف)

ترجمہ۔ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت اور تکلیف دی۔

اللہ اور رسولؐ کو جو اذیت دے اس کے بارے قرآن کا فیصلہ

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

پ ۲۲ الاحزاب آیت ۵۷

ترجمہ

بے شک وہ لوگ جو خدا اور رسولؐ کو تکلیف اور اذیت دیتے ہیں ان پر خدا نے دنیا و آخرت دونوں میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے رسوائی کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

نوٹ۔ مقدمہ فدک میں جناب ابوبکر نے فاطمہؑ زہرا کو اذیت دی تکلیف دی ہے اور بی بی کی اذیت اور تکلیف اس طرح ہے کہ گویا نبیؐ کو اذیت اور تکلیف دی ہے اور یہ چیز نبیؐ اور آل نبیؐ پر ظلم ہے اور اللہ فرماتا ہے لا ینال عہدی الظالمین ، کہ ظالم کوئی بھی ہو امت مسلم کا امام اور رہنما اولی الامر اور خلیفہ نہیں ہو سکتا۔

صاحب کتاب رحماء بینہم کا بی بی کی ناراضگی کے بارے ابوبکر کی صفائی کیلئے ایک ناتمام عذر

روایت میں غضب کے الفاظ راوی نے خود ملائے ہیں اسی لئے لفظ قال سے غضب کا ذکر ہے نہ کہ لفظ قالت سے اگر لفظ قالت ہوتا تو فاعل جناب عائشہ تھی۔

جواب

۱- عذر مذکور میں صاحب کتاب نے اپنی پوری زندگی کی محنت کا نچوڑ نکال کر قوم کے سامنے رکھ دیا ہے اس مکاری کا انعام تو اس کو اہل سنت بھائی ہی دیں گے اور اس عیاری کا صلہ ان کو ابوبکر و عمر کی سرکار ہی سے ملے گا۔ ہم تو اتنا ہی کہیں گے کہ اس نرم گفتگو سے آل رسولؐ کے حق چھپانے کے سبق ان کو سقیفہ بنی ساعدہ سے ملے ہیں۔

۲- جس مہمل کلام سے اس نے حق کو چھپایا ہے اب ہم اس کی دھجیاں اڑاتے ہیں مولانا موصوف نے اپنی کتاب رحماء بینہم کے صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۷ تک جلد ۱ میں ۱۔ طبقات ابن سعد ۲۔ سیرت حلبیہ ۳۔ سنن الکبریٰ ۴۔ اعتقاد علی مذہب السلف ۵۔ کتاب الموافقہ ۶۔ ریاض النضرہ ۷۔ تحفہ اثنا عشریہ ان سات کتب معتبرہ اہل سنت سے شعبی اور اوزاعی سے یہ روایت لکھی ہے کہ رسول اللہ کی بیٹی فاطمۂ زہرا جب ابوبکر پر ناراض ہوئیں تو ابوبکر بی بی کو راضی کرنے کے لئے بی بی کے دروازے پر آیا اور دھوپ میں کھڑا رہا ——

دوا وہی کھاتا ہے جو مریض ہو۔ ابوبکر کا معافی مانگنے کے لئے آنا اور جناب اوزاعی کی روایت کے بموجب درِ زہراؑ پر دھوپ میں کھڑا رہنا اس امر کا ثبوت ہے کہ جناب ابوبکر پر جناب فاطمۂ زہرا کے ناراض ہونے میں کوئی شک نہیں اور تاویل و فالت والی ساری محنت بیکار ہے۔ ورنہ اہل سنت کے علماء کو کیا سوجھی کہ ایک ایسا جھوٹا افسانہ بنا گئے کہ جس میں خلیفہ کی ہتک ہے۔

۳- مولانا موصوف نے پھر مرسل شعبی کی توثیق بھی فتح الباری سے پیش کی ہے۔

شاباش! آپ اہل سنت کے مناظر اعظم ہیں۔ اہل سنت کی مرضی کہ وہ آپ کی عقل پر ہنسیں یا روئیں۔ اگر مرسل شعبی درجہ صحت رکھتی ہے تو بی بی کی ناراضگی تو یقینی ہو گئی۔ اس میں کوئی شک نہ رہا اور فاطمۂ زہرا کو ناراض کرنا ظلم ہے اور اللہ فرماتا ہے۔ ظالم کوئی بھی ہو امام نہیں ہو سکتا۔ پس جب ابوبکر نے فاطمۂ زہرا کو ناراض کیا تو کرسی خلافت سے برخاست ہو گیا کیونکہ ہم تو جناب ابوبکر کسی صورت میں بھی امام اور خلیفہ نہیں مانتے اور اہل سنت کا وہ اجماعی خلیفہ ہے۔ فاطمۂ زہرا کو ناراض کرنے سے پہلا اجماع ٹوٹ گیا۔ اور دوبارا اجماع ہوا ہی نہیں۔

ابن تیمیہ کا ایک بوگس اور ناتمام عذر

منہاج السنہ میں ہے کہ فاطمۂ زہرا کا یہ کہنا کہ میں اپنے باپ رسول اللہ سے تمہاری شکایت کروں گی۔ کسی امر کی نبیؐ سے شکایت کرنا درست نہیں کیونکہ شکایت تو صرف اللہ کے سامنے کی جاتی ہے۔

جواب۔

۱۔ اللہ کے غیر کو اللہ سمجھ کر شکایت کرنا درست نہیں اس کے علاوہ غیر اللہ خواہ نبیؐ ہو یا غیر اس سے شکایت کرنا درست ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ

پ ۲۰ سورۃ القصص آیت ۱۵

ترجمہ

جو شخص حضرت موسیٰ کے شیعہ سے تھا اس نے جناب موسیٰ سے مدد کی فریاد کی اس آدمی کے خلاف جو اس کا دشمن تھا۔

۲ - جناب عباس کا قریش کے رویہ کے خلاف نبی کریم سے شکایت کرنا اور صفیہ زوجہ نبی کا دیگر ازواجِ نبی کے خلاف نبیؐ سے شکایت کرنا اور مہاجرین و انصار کا جناب عمر کی تند مزاجی کی ابوبکر سے شکایت کرنا کتب اہل سنت میں مذکور ہے۔

صاحب کتاب رحماء بینہم کی ایک اور مکاری

موصوف نے کئی قسم کی من گھڑت روایات اپنی کتابوں سے لکھ ماری ہیں کہ فاطمہ زہرا ناراضگی کے بعد راضی ہو گئی تھی۔

جواب

اگر مولانا نے اہلسنت کی کتب کی روایات اہل سنت کی خاطر لکھی ہیں تو خواہ مخواہ کتاب کے ورق سیاہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اہلسنت کے لئے موصوف کا فتوےٰ یا ایک روایت ہی کافی تھی اور اگر وہ روایت موصوف نے اہل تشیع کی خاطر لکھی ہیں تو مولانا کو چاہیئے تھا کہ شیعوں کی ان کتابوں کا حوالہ دیتے جن میں یہ روایات درج ہیں۔ کیونکہ شیعوں کی نگاہ میں تو بخاری شریف جیسی کتاب کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ اہل تشیع کتب اہل سنت کو صرف الزامی جوابات کے لئے پیش کرتے ہیں۔

ابن میثم کی عبارت میں صاحب کتاب رحماء بینہم کی مجرمانہ خیانت

مولانا موصوف نے شرح میثم میں لفظ رضیت بہ لکھا ہوا دیکھا اور سمجھا کہ بس میدان مار لیا۔ ملاں موصوف نے عبارت کا اول حصہ بھی چھوڑ دیا اور آخر بھی چھوڑ دیا

معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے پیروکار ہیں جن کی شان میں رب نے فرمایا علم اللہ انکم تختانون ہم چند اقتباسات شرح میثم سے پیش کرتے ہیں اور قارئین کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں

و ذکرھا فی معرض حکایتہ حالہ وحال القوم معہ علی سبیل التشکی و التظلم ممن اخذھا منھم الی اللہ سبحانہ وتسلیم الامر لہ والرضا بکونہ حکما۔

ترجمہ

شارح میثم فرماتے ہیں کہ جناب نے یہ خطبہ "کانت بایدینا فدک" درد دل کے اظہار کے لئے فرمایا ہے اور اس کلام سے جناب امیرؑ جن لوگوں نے ظلم کرکے فدک چھینا تھا ان کی اللہ کے حضور میں شکایت کر رہے ہیں۔ اس خطبہ میں لفظ تشکی اور تظلم دونوں موجود ہیں اور یہ ملاں جس طرح بصیرت کا اندھا ہے اس طرح بصارت کا اندھا معلوم ہوتا ہے۔ اگر فاطمہ زہرا راضی ہو گئی تھیں تو حضرت علی نے اپنے زمانے میں فدک کے چھن جانے کی شکایت کیوں فرمائی ہے اور غصب کرنے والوں کے خلاف اللہ کے حضور میں فریاد کیوں کی ہے!

ثم المشھور بین الشیعۃ والمتفق علیہ عندھم ان رسول اللہ اعطاھا فاطمۃ + ورووا ذلک من طرق مختلفۃ منھا عن ابی سعید الخدری ۔ الخ

ترجمہ

شیعہ کا مشہور اور متفق علیہ مسئلہ یہ ہے کہ فدک نبی پاک نے فاطمہ زہرا کو عطا فرمایا تھا اور اس چیز کو شیعہ نے مختلف طریق سے روایت کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابی سعید خدری راوی ہیں۔

نوٹ۔

یہ الفاظ بھی مولانا موصوف کو نظر نہیں آئے اور لفظ رووا کا فاعل اور لفظ منھا کی ضمیر کا مرجع بھی معلوم نہ ہو سکا۔ اس کے بعد شارح میثم نے بی بی کا وہ خطبہ ذکر کیا ہے جو خطبہ لمہ کے نام سے مشہور ہے اسی خطبہ کے آخر میں ہے کہ بی بی نے وصیت کی تھی کہ ابوبکر میرے جنازے میں شامل نہ ہو۔ اگر بی بی راضی ہو گئی تھی تو یہ وصیت کیوں فرمائی۔

وروی انہ لما سمع کلامھا حمد اللہ الخ

اس عبارت سے مولانا موصوف کا مطلوبہ کلام شروع ہوتا ہے۔ مولانا موصوف اللہ آپ کو انصاف کی توفیق دے لفظ ورووا ذلک من طرق مختلفۃ منھا اور لفظ وروی انہ ان دونوں عبارتوں میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے یا نہیں۔ جن لوگوں نے رسول کے پہلے خلیفہ حضرت علیؑ اور اجماعی خلیفہ ابوبکر میں صحیح فرق کو نہیں پہچانا وہ ایسی دو عبارتوں میں کہ جن میں سے ایک شیعہ کی ہے اور ایک اہل سنت کی۔ ان دونوں میں کیا فرق کریں گے۔ جب ہم اس مولانا کی خیانت سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

شارح میثم نے جب شیعوں کے عقیدہ کو بیان کیا ہے تو لفظ رووا صیغہ جمع مذکر غائب سے بیان کیا ہے۔ پھر اچانک انداز تحریر کو شارح نے بدلا ہے اور لفظ روی سے اس عبارت کو ذکر کیا ہے جو اہل سنت کا عقیدہ ہے اگر لفظ روی کے بعد والی عبارت بھی شیعوں کا عقیدہ ہوتا تو اس کو شارح لفظ رووا صیغہ جمع مذکر غائب سے بیان کرتا۔ یا

لفظ منھا سے بیان کرتا

قارئین ہم چار یاری مذہب کے محققین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ بقول صاحب کتاب رحماء بینھم کچھ مقدار انصاف اور کچھ مقدار دیانت لے کر ساری عبارت کو جو شرح میثم میں لکھی ہے غور سے پڑھیں اور اپنے اس ملاں کی خیانت کا اندازہ لگائیں۔ اس ملاں نے جان بوجھ کر خیانت کی ہے اور اپنے مذہب کی دیانت کی ناک کاٹی ہے۔ تف ہے اس کے انصاف پر اور تف ہے اس کی دیانت پر اور حیف ہے اس کے علم پڑھنے پر۔

شارح میثم نے اہل سنت کا عقیدہ بیان کیا ہے اور اپنی کتاب میں دوسرے مذہب کا عقیدہ لکھنا گناہ نہیں۔ خدا نے بھی کفار اور منافقین کے عقیدہ کو قرآن میں ذکر فرمایا ہے۔ صرف ذکر کرنے سے کفار کے عقیدے سچے نہیں ہو گئے۔

جناب زہراؑ کی وصیت کہ ابوبکر میرے جنازے میں شرکت نہ کرے

اس مسئلہ میں اہل بیت النبوت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ جناب فاطمہ زہرا نے وفات سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازے میں شریک نہ ہوں اہل تشیع کی کتب اس ثبوت سے بھری پڑی ہیں اور ان کے حوالہ جات پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اپنے اہل سنت بھائیوں کی خاطر ان کی کتاب کو پیش کرتے ہیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص ۱۳۶ خطبہ کانت بایدینا فدک

وقد بلغ ذلک من فاطمۃ حتی انھا اوصیت ان لا یصلی

علیھا ابوبکر

ترجمہ

جناب زہراؑ کی ناراضگی ابوبکر سے اس قدر زیادہ تھی کہ بی بی نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے اوپر ابوبکر نماز جنازہ نہ پڑھے۔

خلیفہ کی صفائی کے لئے ان کے بلا اُجرت وکلاء کا ایک ناتمام عذر

اعتراض

حضرت فاطمہؑ کے جنازہ میں کسی شخص کا بالتخصیص شریک ہونا نہ فرض تھا نہ واجب (منقول از باغ فدک)

جواب ۱

فاطمہ زہراؑ کے جنازہ میں شرکت ہر مسلمان پر واجب اور فرضِ کفائی تھی اور جناب ابوبکر و عمر پر بالخصوص بی بی کے جنازہ میں شرکت کرنا اخلاقاً واجب عینی تھا۔ عذر مذکور بہت پرانا ہے۔ کہا جاتا ہے جناب ابوبکر و عمر رسولؐ کے جنازے میں بھی اس لئے شریک نہ ہوئے کہ ان پر نبیؐ کے جنازہ میں شرکت فرض اور واجب نہ تھی۔ سبحان اللہ۔ کیا خوب یارانِ نبیؐ نہ رسولؐ کے جنازہ میں شریک ہوئے اور نہ رسولؐ کی بیٹی کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ جنازہ بتولؑ میں ابوبکر کی شرکت نہ کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ کتاب رحماء بینہم جھوٹ کا پلندہ ہے

جواب ۲

اہلسنت کی معتبر کتاب رحماء بینہم ص ۱۴۹

شرح اسلامی میں پنجگانہ نماز ہو یا نماز جنازہ کے متعلق دستور ہے کہ مسلمانوں کا امیر اور خلیفہ وقت نماز کی امامت کا اصل حقدار ہوتا ہے۔

...... ہر دور کے تمام مسلمان اس مسئلہ کو بالاتفاق تسلیم کرتے ہیں۔ اسلامی تاریخ اور اسلامی کتابیں اس مسئلہ پر شاہد اور گواہ ہیں۔

نوٹ۔ علماء کرام! جب آپ کا عقیدہ یہ ہے نماز جنازہ کے متعلق تو جناب ابوبکر ایکشن سے وقت کے امیر تھے تو پھر رسول اللہ کی بیٹی کے جنازے میں شرکت کیوں نہیں کی نبیؐ کی بیٹی کے جنازہ میں ابوبکر کا شریک نہ ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ ابوبکر کے خاندانِ نبوت سے حالات درست نہیں تھے اور کتاب رحماء بینہم اکاذیب کا پلندہ

جناب ابوبکر کی صفائی کیلئے ابن تیمیہ کا ایک ناتمام عذر

منہاج السنتہ کے ذکر فدک میں اس مسئلہ پر پہنچ کر ابن تیمیہ بوکھلا گیا ہے اور حواس باختہ ہو گیا ہے۔ کہتا ہے کہ اگر مظلوم وصیت کرے کہ ظالم مجھ پر جنازہ نہ پڑھے تو یہ وصیت کوئی نیکی نہیں۔ اگر ابوبکر بی بیؑ کا جنازہ پڑھتا تو سیدہ زہراؑ کو فائدہ پہنچتا۔

جواب۔

اس ترک جنازہ میں ہمارا مقصد یہ ہے کہ فاطمہ زہراؑ کا یہ وصیت کرنا کہ ابوبکر میرا جنازہ نہ پڑھے۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ سیدہ زہراؑ ابوبکر پر ناراض تھیں اور جس پر سیدہ زہراؑ رسول اللہ کی بیٹی ناراض ہو اس پر رسول ناراض ہے۔

جناب ابوبکر کی حفاظت کیلئے ایک اور حفاظتی لائن

امام حسنؑ اور امام حسینؑ فاطمہؑ زہرا کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔

(منقول از باغ فدک ص۱۴)

جواب

یہ علاوہ سفید جھوٹ ہے اور ایک جھوٹ کا گناہ ستر زنا کے برابر ہے دونوں امام اپنی ماں کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے ہیں۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۱۲ خطبہ کانت بایدینا فدک

فلما توفیت دفنها علی لیلا وصلی علیها وذکر فی کتابه هذا ان علیا والحسن والحسین علیهم السلام دفنوها لیلا وغیبوا قبرها۔

ترجمہ

جب سیدہ زہراؑ کی وفات ہوئی تو جناب امیرؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے سیدہ زہراؑ کو رات کے وقت دفن کیا۔

نوٹ۔ جب حسنینؑ وقت دفن موجود تھے تو جنازہ میں بھی شریک تھے۔

صاحب کتاب رحماء بینهم کی بدترین خیانت

کتاب مذکور کے ص۱۶۱ میں شیعوں کی کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی ایک روایت کو

اس طرح توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے کہ انصاف اور دیانت کا جنازہ نکل گیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں۔

قال له ابوبکر وعمر کیف بنت رسول الله

ترجمہ۔ جناب ابوبکر وعمر نے حضرت علیؑ سے بنتِ رسول کی احوال پرسی کی

ملاں موصوف کا مقصد یہ ہے کہ وہ آپس میں شیر وشکر تھے

جواب

اس روایت سے چاریاری مذہب کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ اصل واقعہ یوں ہے جناب ابوبکر وعمر نے جناب امیرؑ سے عرض کی تھی کہ فاطمہؑ بنت رسولؐ کا حال کیسے ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ بنت رسول ہم سے ناراض ہے آپ ہمیں ان کے پاس لے جائیں۔ ہم معذرت کرنا چاہتے ہیں۔ جناب امیرؑ ان کو بی بی کے پاس لے آئے۔ سیدہ زہراؑ نے فرمایا تم دونوں نے مجھے دکھ پہنچایا ہے اور میں مرتے دم تک تم سے راضی نہیں ہوں گی۔ اور اللہ اور رسول سے تم دونوں کی شکایت کروں گی۔

چاریاری مذہب کے علماء کو ہمارا چیلنج ہے کہ اصل کتاب ملاحظہ کریں اور اپنے اِس ملاں کی خیانت کا اندازہ لگائیں۔

صاحب کتاب رحماء بینهم کی ایک اور بدترین خیانت

کتاب مذکور کے ص۱۶۸ میں کتاب سلیم کی ایک روایت کی قطع برید کی گئی

فاقبل ابوبکر وعمر تعزیان علیا ویقولون له یا ابا الحسن لا تسبقنا بالصلوٰة علی بنت رسول الله

ترجمہ

بی بی کی وفات کے بعد جناب ابوبکر و عمر نے جناب علیؑ کو پرسہ دیا اور
عرض کی کہ ہم سے پہلے بی بی کا جنازہ نہ پڑھنا

ملّاں موصوف کا مقصد یہ ہے کہ جب شیخین نے کہا کہ ہم سے پہلے جنازہ نہ پڑھنا تو
پس بی بی پر جنازہ ابوبکر ہی نے پڑھا ہے۔

جواب

مولانا کا اجتہاد بالکل معاویہ ولا ہے ان الفاظ سے چار یاری مذہب کو کوئی فائدہ
نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ ان الفاظ کے بعد یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر کی گزارش کی کوئی
پرواہ نہ کی اور سیدہ زہراؑ کو رات کے وقت دفن کردیا۔ جب صبح ابوبکر پہنچے اور صورت
حال معلوم ہوئی تو بہت غصے ہوئے۔ عمر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم سیدہ زہراؑ کی قبر کھودیں
گے اور دوبارہ نماز جنازہ ہم خود پڑھیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا ضحاک کے بیٹے اگر تو نے
ایسا کیا تو میں تلوار اٹھاؤں گا۔

نوٹ۔

کتاب سُلیم والی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آل نبیؐ اور یارانِ نبیؐ ابوبکر و عمر
میں سخت دشمنی تھی۔

صاحب رسالہ "باغ فدک" کا ایک سفید جھوٹ

موصوف اپنے رسالہ باغ فدک کے صہ۲۳ میں لکھتے ہیں کہ بخاری یا صحاح
کی کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت ابوبکر بی بی کی نماز جنازہ میں
شریک نہ تھے۔

جواب

اس مولانا کو جھوٹ لکھتے ہوئے شرم نہیں آئی ایک جھوٹ اور ستر زنا والی حدیث
بھی بھول گئے۔ ابوبکر کا جنازۂ زہراؑ میں شرکت نہ کرنا بخاری شریف میں لکھا ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صہ۱۳۹ باب غزوہ خیبر ط مصر

فلمّا توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یؤذن بہا
ابابکر وصلّی علیہا وکان لعلیّ من الناس وجہ حیاۃ
فاطمۃ فلمّا توفیت استنکر علیّ وجوہ الناس

ترجمہ

جب سیدہ زہراؑ نے وفات پائی تو ان کے شوہر حضرت علیؑ نے ان کا
جنازہ پڑھ کر رات کے وقت دفن کردیا اور ابوبکر کو اطلاع بھی نہ دی
سیدہ زہراؑ کی زندگی میں بی بی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حضرت علیؑ
کی کچھ عزت تھی۔ سیدہ کی وفات کے بعد لوگوں کے رخ بدل گئے۔

نوٹ۔

چار یاری مذہب کے علماء پہ اللہ رحم کرے اپنے خلیفہ ابوبکر کی محبت میں کچھ ایسے
دیوانے ہیں کہ جھوٹ لکھتے ہوئے بھی شرم نہیں آتی ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خلیفہ کی عزت
رہ جائے خواہ اپنا دین و دیانت رہے یا نہ رہے۔

صاحب کتاب رحماء بینہم اس روایت کے جواب میں حواس باختہ ہوگیا ہے

کتاب مذکور کے صہ۹۱ میں اس نے جواب کو شروع کیا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ یہ قول

زہری کا ہے صحابی کا نہیں اور کبھی کہتا ہے یہ روایت احاد ہے خواہ مخواہ دو ورق کتاب کے سیاہ کئے ہیں اور بنا بھی کچھ نہیں۔

جواب

یہ روایت بخاری میں درج ہے اور بخاری کی روایات کی سند میں اہلسنت کے ہاں بحث نہیں کی جاتی اور نیز تمام روایت کے الفاظ جناب عائشہ سے مروی ہیں اس روایت میں کسی جگہ لفظ قال نہیں جس کا فاعل زہری ہو۔ لہٰذا قال اور قالت والا سارا فلسفہ بیکار ہے۔

خلیفہ ابوبکر کی صفائی کے لئے ان کے بلا اجرت وکلاء کا آخری ناتمام عذر

صاحب کتاب رحماء بینہم نے ص۲۰۱ سے لیکر ص۲۳۱ تک خواہ مخواہ تیس صفحات کتاب کے سیاہ کئے ہیں۔ مولانا موصوف نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اس امر پر کہ سیدہ زہرا کا جنازہ ابوبکر نے پڑھا تھا اور اہل سنت کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔

جواب ۱

مولانا کی ساری محنت پر بخاری شریف کی ایک روایت نے پانی پھیر دیا ہے۔ ہم روایت نقل کر چکے ہیں کہ بی بی پر نماز جنازہ حضرت علی نے پڑھی تھی اور ابوبکر کو اطلاع نہیں دی تھی۔ بخاری کی روایات کے سامنے اہلسنت کے عقیدہ کے موجب دوسری اہلسنت کی کتابوں کی روایات کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

جواب ۲

فاطمہ زہرا پر ابوبکر کے جنازہ پڑھنے والی روایت کو خود اہلسنت کے محدثین نے جھٹلایا ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص۳۶۷ ج۴ ذکر فاطمہ بنت محمد مؤلف ابن حجر عسقلانی:

وروی الواقدی من طریق الشعبی قال صلی ابوبکر علی فاطمة وهذا فیه ضعف وانقطاع وقد روی بعض المتروکین عن مالك عن جعفر بن محمد عن ابیه نحوه ووهاه الدارقطنی

ترجمہ

سیدہ زہرا پر ابوبکر کے نماز پڑھنے والی روایت کو شعبی کے طریق سے واقدی نے روایت کیا ہے۔ اور اس روایت میں ضعف ہے۔ اور انقطاع ہے اور کچھ متروکین نے بھی اس روایت کو جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے۔ اور اس روایت کو دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

نوٹ: جس حدیث کو خود اہل سنت کے علما اور محدث ضعیف لکھیں اس حدیث کو اہل تشیع کے سامنے پیش کرنے سے چار یاری مذہب کے مناظرین کو شرم آنی چاہیئے۔

جناب ابوبکر کی صفائی کیلئے ایک اور بوگس عذر

رسالہ باغ فدک اور کتاب رحماء بینہم میں اہلسنت کے دونوں مولانا نے اس امر پر بڑا زور دیا ہے کہ اگر فاطمہ زہرا ابوبکر پر ناراض تھیں تو ابوبکر کی زوجہ اسماء بنت عمیس

جناب زہرا کے غسل و کفن میں کیوں شامل ہوئیں۔

جواب

ضروری نہیں کہ میاں اور بیوی کی طبیعت ایک جیسی ہو۔ رسول خدا جناب علیؑ اور زہراؑ کو دوست رکھتے تھے اور بی بی عائشہ زوجۂ رسولؐ کو علیؑ اور زہراؑ سے سخت نفرت تھی۔ اسی طرح اسماء بنت عمیس زوجۂ ابوبکر کو اہل بیت رسولؐ سے بہت عقیدت اور محبت تھی اور جناب ابوبکر کو آل نبیؐ سے سخت عداوت تھی نہ نبیؐ کریم عائشہ کی طبیعت اور مزاج کو بدل سکے اور نہ ابوبکر اسماء کی طبیعت اور مزاج کو بدل سکے۔

جناب عائشہ کو فاطمہ زہراؑ نے اپنے غسل و کفن میں شرکت سے روک دیا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ یعقوبی ص۱۱۵ ج۲ ذکر وفات رسول اللہ مؤلف احمد بن ابی یعقوب المتوفی ۲۹۲ھ

وکان بعض نساء رسول اللہ اتینها فی مرضها فقلن یا بنت رسول اللہ صیری لنا فی حضور غسلک حظا قالت أتریدون تقلن فی کما قلتن فی امی لا حاجة لی فی حضورکن۔

ترجمہ

جناب زہراؑ کے پاس آخری مرض میں کچھ رسول اللہ کی بیویاں آئیں

اور عرض کی اے بنت رسول ہمیں اپنے غسل میں حاضر ہونے کا شرف عطا کیجئے بی بیؑ نے فرمایا تم میرے متعلق وہی بات کہنے کا ارادہ رکھتی ہو جو بات تم نے میری ماں کے متعلق کہی تھی۔ میرے غسل کے وقت تمہارے حاضر ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

نوٹ۔ اگرچہ روایت میں نام بی بی عائشہ کا نہیں ہے لیکن مادر فاطمہؑ جناب خدیجہؑ پر تنقید بی بی عائشہ ہی کرتی تھی لہذا جناب عائشہ ہی مراد ہے۔
جناب عائشہ کا یہ کلام مشہور ہے تاریخ میں کہ خدیجہؑ ایک بوڑھی تھی قریش کی بڑھیوں سے۔ جب میرے جیسی کنواری آپ کو مل گئی ہے تو پھر آپ کو کس چیز کا غم ہے

اگر تسلی نہیں ہوئی تو مزید سنیئے

جنازہ زہراؑ پر آنے سے جناب عائشہ کو سختی سے روکا گیا تھا اور جناب ابوبکر کی سفارش کو بھی ٹھکرا دیا گیا تھا

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب ص۳۶۳ ج۴ ذکر فاطمہؑ بنت محمدؐ
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب ص۲۱۹ ذکر فاطمہؑ بنت محمدؐ
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ ص۹۰۱ ج۲

۴- اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۱۱۳ کتاب الفضائل من قسم الافعال
۵- اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ خمیس ص۲۷۷ ذکر فاطمہ بنت رسول اللہ
۶- اہلسنت کی معتبر کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ حرف الفاء ص۲۲۶
۷- اہلسنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص۵۳ ط۔ قاہرہ

الاستیعاب کی عبارت ملاحظہ ہو

فلما توفیت جاءت عائشۃ تدخل فقالت اسماء لا تدخلی فشکت الی ابی بکر فقالت ان ھذہ الخثعمیۃ تحول بیننا وبین بنت رسول اللہ وقد جعلت لھا مثل ھودج العروس فجاء ابوبکر فوقف علی الباب فقال یا اسماء ما حملک علی ان منعت ازواج النبیؐ ان تدخلن علی بنت رسول اللہ

ترجمہ

سیدہ زہراؑ کی وفات کے بعد جناب عائشہ آئی اور اندر آنے کا ارادہ کیا لیکن اسماء نے سختی سے روک دیا۔ جناب عائشہ اپنے باپ ابوبکر کے پاس شکایت لے گئی کہ یہ خثعمیہ مجھے بنت رسول کے جنازے سے روکتی ہے اور کوئی شے بی بی کے لئے مثل ہودج بنائی ہے۔ جناب ابوبکر خود آئے اور دروازے پر ٹھہرے اور پوچھا کہ اے اسماء تو ازواج نبیؐ کو کیوں روکتی ہے۔ اسماء نے کہا بی بیؑ نے خود منع فرمایا تھا۔

نوٹ ـ ہمارے مذکورہ بیان سے یہ بات روشن ہے کہ جناب ابوبکر اور بی بی عائشہ ان دونوں پر جناب زہراؑ ناراض تھیں اور جن لوگوں پر رسولؐ کی بیٹی ناراض

تھی وہ محبوب رسول نہیں تھے۔

عصمت اہلبیت النبوت پر چار یاری مذہب کے علماء کا جارحانہ حملہ

اعتراض

اگر ابوبکر نے سیدہ زہراؑ کو ناراض کیا ہے تو کیا ہوا کیونکہ سیدہ زہراؑ اور ان کے شوہر حضرت علیؑ میں بھی بعض اوقات ناچاقی ہو جاتی تھی۔

جواب

یہ الزام سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ ذکر فدک میں یہ ڈالی بجائی ہے۔ اور پھر شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں اسی بات پر خوب رقص کیا ہے اور پھر صاحب رسالہ "باغ فدک" اور صاحب کتاب "رحماء بینہم" نے اس جھوٹ کو دین وایمان سمجھ کر اس پر خوب روشنی ڈالی ہے اور چار عدد جھوٹے واقعات ثبوت میں پیش کئے ہیں ہم پہلے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ ثابت کرتے ہیں کہ سیدہ زہراؑ اور ان کے شوہر حضرت علیؑ کی ازدواجی زندگی عصمت کی حدود میں گزری ہے اور کبھی بھی ایک دوسرے پر زیادتی نہیں فرمائی اور اس کے بعد ان چار عدد واقعات پر تنقید کرکے جھوٹا ثابت کریں گے۔

قرآن کریم کی گواہی کہ سیدہ زہراؑ اور حضرت علیؑ کی ازدواجی زندگی عصمت کی حدود میں گزری ہے

ثبوت ملاحظہ ہو

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۝
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝

پ ۲۷ س الرحمٰن

ترجمہ

اللہ نے دو دریائے (طہارت و عصمت) ملائے ہیں ان دونوں کے درمیان ایک برزخ ہے اور وہ دونوں ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے اور ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

نوٹ۔ عصمت و طہارت کے دو دریا حضرت علیؑ اور جناب زہراؑ ہیں برزخ سے مراد رسول اللہ ہیں موتی اور مونگے سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں

معنیٰ مذکور کا اہلسنت کی معتبر کتب سے ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تفسیر الدرالمنثور ص۱۴۲ ج۶
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ ص۱۳۴ الباب التاسع
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ ص۱۱۸ باب ۳۹
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نورالابصار ص۱۱۲ ذکر مناقب علیؑ (الفصول المہمہ ص۱۹)

درمنثور کی عبارت ملاحظہ ہو

عن ابن عباس فی قولہ مرج البحرین یلتقیان قال علیؑ و فاطمۃ بینہما برزخٌ لا یبغیان قال النبی یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان قال الحسنؑ والحسینؑ

ترجمہ ابن عباس فرماتے ہیں دو دریاؤں سے مراد علیؑ اور فاطمہؑ ہیں برزخ سے مراد رسول اللہ ہیں اور موتی اور مونگے سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

ینابیع المودۃ کی عبارت

عن ابی سعید الخدری و ابن عباس وانس بن مالک و روی سفیان بن عیینہ عن جعفر الصادق فی تفسیر ہذہ الآیۃ قالوا علیؑ و فاطمۃؑ بحران عمیقان - لا یبغی احدہما علی صاحبہ و بینہما برزخٌ ہو رسول اللہ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان ہما الحسنؑ والحسینؑ۔

ترجمہ

تین صحابی اور امام علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ سیدہ زہراؑ اور حضرت علیؑ (راز ہائے) قدرت کے دو گہرے دریا ہیں ایسے دو دریا کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے اور ان کے درمیان برزخ رسول اللہ ہے اور ان سے جو موتی اور مونگے نکلتے ہیں وہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں

قولہ تعالیٰ لا یبغیان

وہ دونوں ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔
(ترجمہ شاہ رفیع الدین)

نوٹ۔

ارباب انصاف! حق تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ علیؑ اور سیدہ زہراؑ عصمت مآب جوڑا ہے جو ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتا۔ لہٰذا ان دونوں میں ناراضگی کا پیدا ہونا محال ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ قرآن کی خبر جھوٹی ہو۔

فرع۔ اگر کسی کتاب میں کوئی ایسا واقعہ ملے جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس عصمت مآب جوڑے میں ایک دوسرے پر ناراضگی واقع ہوئی ہے تو وہ واقعہ قرآن کے مخالف ہے اور جو واقعہ کتاب اللہ کے مخالف ہو وہ جھوٹا ہے۔

چاریاری مذہب کے پیش کردہ چار عدد واقعات جھوٹے ہیں

پہلا واقعہ

صاحب کتاب رحماء بینہم نے بحار الانوار کے ص ۳۹ باب کیفیتہ معاشرتہا مع علی سے یہ واقعہ پیش کیا ہے۔ ملخص واقعہ یوں ہے کہ ایک روز نبی کریم گھر سے خوشی خوشی باہر آئے اصحاب نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے علیؑ اور زہراؑ میں صلح کرادی ہے۔ کسی بات پر ان میں ناچاقی پیدا ہو گئی تھی۔

جواب ۱

اہلسنت کے محققین کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ اصل کتاب کو دیکھیں اور فیصلہ کریں۔ اس روایت کی سند جناب ابوہریرہ پر ختم ہوتی ہے اور اہل تشیع کے نزدیک ابوہریرہ جھوٹے راوی ہیں لہذا یہ روایت بھی جھوٹی ہے۔

اعتراض

پھر اس جھوٹی روایت کو علامہ مجلسی نے ذکر کیوں فرمایا ہے۔

جواب

دوسرے مذہب کے عقیدہ کی روایت کو اپنی کتاب میں ذکر کرنا کوئی جرم نہیں۔ اللہ نے بھی قرآن پاک میں کفار و منافقین کے عقائد ذکر کئے ہیں۔

جواب ۲

: لاخبار المشتملۃ علی منازعتہا ماؤلتہ

اس روایت کے ذکر کرنے کے بعد خود علامہ مجلسی اس جیسی روایات کو ٹھکرا رہے ہیں اور جس روایت کو لکھ کر خود ہی محدث ٹھکرا دے وہ روایت مناظرہ میں مدمقابل کے سامنے بطور مسلمات خصم پیش نہیں کی جاتی۔

جواب ۳

قال الصدوق لیس هذا الخبر عندی بمعتمد ولا هو لی بمعتقد

بحار کے اسی صفحہ پر علامہ مجلسی نے شیخ صدوق کا جو کہ شیعہ محدث ہیں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس روایت پر نہ ہمارا اعتقاد ہے اور نہ ہی اعتماد ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ روایت بطور مسلمات خصم الزام کے قابل نہیں ہے۔ صاحب کتاب رحماء بینہم اگر انصاف سے کام لیتے تو ان کو یہ روایت پیش کرنے سے شرم کرنا چاہیئے تھی۔

دوسرا واقعہ

صاحب کتاب رحماء بینہم نے علل الشرائع باب ۱۴۸ سے نقل کیا ہے ملخص واقعہ یوں ہے

عن ابی ذر قال کنت انا وجعفر بن ابی طالب مهاجرین الی بلاد الحبشه فاهديت لجعفر جارية الخ

ابوذر صحابی رسول فرماتے ہیں کہ میں و جعفر بن ابیطالب حبشہ کی طرف ہجرت کر کے گئے۔ وہاں جناب جعفر کو ایک کنیز ہدیتہً ملی۔ جب ہم مدینہ واپس آئے تو وہی کنیز جناب جعفر نے اپنے بھائی جناب علیؑ کو ہدیہ کر دی۔ ایک دن فاطمہ زہراؑ نے حضرت علیؑ کا سر اسی کنیز کی گود میں دیکھا۔ پس اس کے بعد سیدہ زہراؑ جناب علیؑ سے ناراض ہو گئیں اور اپنے بابا سے جا کر شکایت کی۔

جواب ۱

ارباب انصاف! جو مولانا اس واقعہ سے جناب علیؑ پر الزام قائم کر رہا ہے اس کی عقل پر گریہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تمام واقعہ کا دارومدار ابوذر کی گواہی پر ہے اور یہ تمام کا تمام سفید جھوٹ ہے کیونکہ جناب ابوذر غفاری ہجرت کرکے حبشہ گئے ہی نہیں۔ یہ جھوٹ کسی اور نے ابوذر کے سر تھوپ دیا ہے۔

ابوذر کا حبشہ کی طرف ہجرت نہ کرنے کا ثبوت

اہلسنت کی معتبر کتاب الاستیعاب فی اسماء الاصحاب صفحہ ۲۱۴/۱ (باب جندب)
اہلسنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۲۴/۴ حرف ذال

اصابہ کی عبارت

وانصرفت الی بلاد قومہ فاقام بھا حتی قدم رسول اللہ المدینۃ ومضت بدر واحد ولم تتہیا لہ الھجرۃ الا بعد ذلک

استیعاب کی عبارت

ثم رجع الی بلاد قومہ بعد ما اسلم فاقام بھا حتی مضت بدر واحد والخندق ثم قدم علی النبی المدینۃ

دونوں عبارات کا مطلب یہ ہے کہ جناب ابوذر اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی قوم میں واپس آگئے اور وہیں رہے۔ حتیٰ کہ بدر، احد اور خندق کی لڑائیاں ہوئیں۔ اس کے بعد ابوذر ہجرت کرکے مدینہ آئے۔

نوٹ۔

چار یاری مذہب کے علماء کا فرض ہے کہ وہ ثابت کریں کہ ابوذر ہجرت کرکے حبشہ گیا ہے اور جب ابوذر حبشہ گئے ہی نہیں تو معلوم ہوا کہ کنیز والا سارا واقعہ جھوٹا ہے۔

جواب ۲

فلما قدمنا المدینۃ۔ اس کنیز والے واقعہ میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ ابوذر کہتا ہے کہ میں اور جعفر دونوں مل کر مدینہ آئے اور یہ تمام جھوٹ ہے۔ کیونکہ جناب جعفر ابن ابی طالب فتح خیبر کے بعد حبشہ سے واپس آئے ہیں اور فتح خیبر سات ہجری میں ہوئی ہے اور ابوذر جنگ خندق کے بعد مدینہ میں ہجرت کرکے آئے ہیں اور جنگ خندق پانچ ہجری میں ہوئی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جناب جعفر سے پہلے حضرت ابوذر مدینہ پہنچ چکے تھے۔ لہٰذا جناب ابوذر نہ حبشہ گئے ہیں اور نہ ہی آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ کنیز والا تمام واقعہ جھوٹا ہے۔

جواب ۳

اس روایت کا ایک راوی محمد ابن اسرائیل ہے جسے کتب رجال میں مجہول لکھا گیا ہے اور یہ جھوٹا واقعہ اسی کا بنایا ہوا معلوم ہوتا ہے اور صاحب کتاب رحماء بینہم کی ساری تحقیق سوچ بچار کی نعمت سے "اصحاب ثلاثہ کی برکت سے خالی ہے۔

اگر تسلی نہیں ہوئی تو اور سنیئے

بخاری شریف کا دھماکہ

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۱۶۹/۲ کتاب الجنائز
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ صفحہ ۴۶۶/۴ حرف الکاف

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب طبقات الکبریٰ لابن سعد صفحہ ۳۶ ذکر ام کلثوم

بخاری کی عبارت ملاحظہ ہو

قال و رسول اللہ جالس علی القبر قال فرأیت عینیہ تدمعان قال فقال ہل منکم رجل لم یقارف اللیلۃ فقال ابوطلحۃ انا قال فانزل قال فنزل فی قبرہا

ترجمہ

جب ام کلثوم کی وفات ہوئی اور ان کو دفن کیا جا رہا تھا تو نبی کریم قبر پر بیٹھے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ حضورؐ کی آنکھیں آنسو برسا رہی تھیں اور آنجناب نے فرمایا کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آج کی رات عورت سے جماع نہ کیا ہو ابو طلحہ نے کہا میں نے نہیں کیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تم قبر میں اترو

صاحب عمدۃ القاری محمود احمد عینی نے چوراہے میں بھانڈا پھوڑ دیا

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری صفحہ ۸۵ کتاب الجنائز

ویقال ان عثمان فی تلک … باشر جاریۃ لہ فعلم رسول اللہ بذلک فلم یعجبہ حیث شغل عن المریضۃ المحتضرۃ بھا فھی ام کلثوم زوجۃ بنت النبی فاراد ان لا ینزل فی قبرہا معاتبۃ علیہ

اس عبارت کا مطلب یہ ہے جس رات ام کلثوم زوجہ عثمان (بقول اہل سنت بنت نبی) نے وفات پائی ہے اسی رات ادھر کلثوم اللہ کو جان دے رہی تھی اور ادھر "پیکر شرم و حیا" حضرت عثمان اپنی ایک کنیز سے جماع کر رہے تھے۔ نبی کریم کو اس یار کی حرکت کا پتہ چل گیا تھا لہذا عثمان کا اس مریضہ کی جو کہ بقول اہلسنت بنت نبی ہے اور اللہ کو جان دے رہی تھی اس کی تیمار داری نہ کرنا اور ساری رات ایک کنیز سے عیش و عشرت اور جماع کرتے رہنا عثمان کی اس حرکت سے نبی پاک عثمان پر سخت غضب ناک تھے لہذا ام کلثوم کے وقت دفن نبی کریم نے گوارا نہ فرمایا کہ عثمان ام کلثوم کی قبر میں اترے کیونکہ آنجناب عثمان پر ناراض تھے۔

نوٹ۔

ارباب انصاف! اس یار نبی کی اس حرکت کو پڑھنے کے بعد آپ ایک مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ضرور پڑھیں۔ چار یاری مولانا نافع جناب امیرؑ پر یہ الزام دیتا ہے کہ آنجناب کا سر ایک کنیز کی گود میں بنت رسول فاطمہ زہرا نے دیکھا تو بی بی ناراض ہوئیں اور رسول اللہ بھی ناراض ہوئے۔ اس مولانا سے کوئی پوچھے کہ جس کنیز کے متعلق آپ نے حضرت علیؑ کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اس کا دنیا میں وجود ہی نہیں تھا اور اس کو حبشہ سے لانے والا گواہ ابوذر حبشہ گیا ہی نہیں۔

بالفرض اس خبر سے کہ میرے داماد کا سر اس کی کنیز کی گود میں تھا نبی کریم حضرت علیؑ سے ناراض ہو گئے تو عثمان ابن عفان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ جب نبی کریم کو معلوم ہوا ہو گا کہ ام کلثوم میری بیٹی (بقول اہلسنت) اللہ کو جان دے رہی تھی اور عثمان ابن عفان اپنی ایک کنیز سے جماع کر رہا تھا تو عثمان ابن عفان پر نبی کریم کی طرف سے کتنے غضب کے پہاڑ ٹوٹے ہوں گے۔

تیسرا واقعہ

صاحب کتاب رحماء بینہم نے علل الشرائع باب ۱۴۹ سے نقل کیا ہے۔

قال انه جاء شقي من الاشقياء الى فاطمة بنت رسول الله فقال لها اما علمت ان عليا قد خطب بنت ابی جهل

ملخص واقعہ یوں ہے کہ کسی شقی بدبخت نے آکر جناب زہراؑ سے کہا کہ بی بی آپ کو کیا معلوم نہیں کہ جناب امیرؑ ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہیں سیدہ زہراؑ نے فرمایا کیا یہ بات حق ہے؟ اس نے کہا یہ حق ہے۔ اس کے بعد سیدہ ناراض ہوئیں اور بچوں کو لے کر اپنے باپ کے پاس چلی گئیں اور نبیؐ کریم کو بھی اس بات سے صدمہ ہوا

جواب نمبر ۱

یہ روایت بالکل سفید جھوٹ ہے کیونکہ خدا قرآن میں فرماتا ہے

ان جاءکم فاسق بنبأ

اگر کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کر کے اس کی بات مانو

جناب زہراؑ ان ملاؤں سے قرآن کی زیادہ عالم تھیں۔ روایت مذکور کے آغاز میں ہے کہ ایک شقی آیا۔ جو شقی ہے وہ فاسق ہے لہذا بغیر تحقیق کے اس فاسق کی خبر کو مان لینا اور ناراض ہوجانا یہ بی بی زہراؑ کی شان سے دور ہے۔ لہذا روایت مذکورہ ہی جھوٹی ہے۔

جواب نمبر ۲

ابوجہل کی بیٹی آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے وقت مکہ میں تھی اور بڑی زبان دراز تھی۔

ثبوت ملاحظہ ہو

اہل سنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفدا ص ۱۶۵، ذکر فتح مکہ

ولما جاء وقت الظهر يوم الفتح اذن بلال على ظهر الكعبة فقالت جويرية بنت ابی جهل لقد اكرم الله ابی حين لم يشهد نهيق بلال فوق الكعبة"

ترجمہ

روز فتح مکہ جب وقت ظہر ہوا اور بلال نے کعبہ کی چھت پر اذان دی تو جویریہ بنت ابوجہل کہنے لگی۔ خدا نے میرے باپ ابوجہل کو عزت بخشی ہے۔ کیونکہ کعبہ پر اس بلال کے ہینگنے کے وقت وہ حاضر نہیں ہے۔

نوٹ۔

ارباب انصاف! جو عورت اذان جیسی عبادت کو گدھے کی ہینگ سے تشبیہہ دیتی ہے وہ پہلے نمبر کی زبان دراز ہے اور امام اولیا علی ابن ابی طالب کو کیا مجبوری تھی کہ چار بچوں کے ہوتے ہوئے ایسی بدخلق اور بدزبان عورت سے شادی فرمائیں۔

جواب نمبر ۳

ملوا نے اس روایت کو اس رنگ میں بھی بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جویریہ بنت ابوجہل دشمن خدا کی بیٹی ہے اور فاطمہؑ میری بیٹی ہے لہذا محبوب خداؐ اور دشمن خدا کی بیٹیاں ایک گھر میں جمع نہیں ہوسکتیں۔

ہمارا عرض ہے کہ ابوسفیان دشمن خدا تھا۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔
اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ ابوالفدا صفحہ ۱۴۲ ذکر فتح مکہ

فقدم ابوسفیان الی مدینۃ و دخل علی ابنتہ ام حبیبۃ زوج النبیؐ و اراد ان یجلس علی فراش رسول اللہ فطوتہ فقال یا بنیۃ ارغبت بہ عنی فقالت ہو فراش رسول اللہ وانت مشرک نجس

ترجمہ

ابوسفیان مدینہ میں آیا اور اپنی بیٹی ام حبیبہ جو زوجہ رسول تھی اس کے گھر پہنچا اور بستر رسول پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ اس کی بیٹی ام حبیبہ نے جلدی سے وہ بستر لپیٹ لیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی یہ کیا۔ اس پر میرے بیٹھنے کو تو ناپسند کرتی ہے۔ اس نے کہا یہ بستر رسول ہے اور تو مشرک ہے نجس ہے۔

نوٹ۔

ارباب انصاف! ابوسفیان دشمن خدا ہے اور اس کی بیٹی نبی کے گھر میں ہے اور چار یاری مذہب کے عقیدہ کے مطابق ابوبکر محبوب خدا ہے اور اس کی بیٹی عائشہ نبیؐ کے گھر ہے۔ لہٰذا دشمن خدا اور محبوب خدا کی بیٹیاں نبیؐ کے گھر جمع ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سابقہ روایات جو ملوانے بیان کرتے ہیں سراسر جھوٹی ہے۔

جواب ۴

ہمارے رسول دنیا میں عدل وانصاف کا درس دینے آئے تھے اور حضورؐ نے جس شریعت

کی تبلیغ فرمائی اس میں ہر مرد کے لیے چار عورتوں کی اجازت موجود ہے۔ بفرض محال جب جناب امیرؑ نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کا ارادہ فرمایا تھا تو اس وقت جناب امیرؑ کے لیے اس عورت سے شادی کرنا حلال تھا یا حرام؟ اگر حرام ہے تو جناب امیرؑ کے شایان شان نہیں کہ حرام فعل کا ارادہ کریں اور اگر اس وقت جناب کے لیے شادی کرنا حلال تھا تو نبیؐ پاک اور حضرت زہراؑ کے شایان شان نہیں تھا کہ وہ جناب امیرؑ کے حلال عمل کرنے پر ناراض ہوتے۔

جواب ۵

یہ روایت علل الشرائع میں عمرو ابن ابی مقدام اور زیاد بن عبیداللہ سے مروی ہے عمرو کو صاحب جامع الرواۃ نے ضعیف لکھا ہے اور زیاد بن عبیداللہ معاویہ کا گورنر تھا امام جعفر صادقؑ کا زمانہ اس نے پایا ہی نہیں اور ابلیس کی طرح اس کا آخر برا ہے۔ یہ زیاد وہی ولدالزنا ہے جس کو معاویہ نے اپنا بھائی بنایا تھا۔ لہٰذا یہ روایت سند کے اعتبار سے قابل قبول نہیں ہے۔

جواب ۶

علل الشرائع باب ۱۲۵

قال محمدؐ ابن علیؑ بن الحسینؑ مصنف ہذالکتاب لیس ہذالخبر عندی بمعتمد ولاھولی بمعتقد فی ہذالعلۃ لان علیا وفاطمۃ ما کان لیقع بینھما کلام یحتاج رسول اللہ الی الاصلاح بینھم کان علیہ سلام سیدالوصیین و ھی سیدۃ النساء العالمین مقتدیان بنبی اللہ فی حسن الخلق

ترجمہ

محمد ابن علی بن حسینؒ اس کتاب کے مصنف فرماتے ہیں کہ یہ روایت کہ علیؑ اور زہراؑ میں ناچاقی رہی اس پر نہ اعتماد ہے اور نہ ہی ہمارا اعتقاد ہے کیونکہ حضرت علیؑ اور سیدہ زہراؑ میں کبھی بھی ایسا ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا کہ جس کے بعد نبی کریم کو صلح کروانے کی ضرورت پڑی ہو جناب امیرؑ سید اوصیا ہیں اور حضرت زہراؑ تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہیں یہ دونوں اخلاقِ نبوی کے مظہر ہیں۔

نوٹ - شیخ صدوق کی عبارت ہر اُس واقعہ اور روایت کو ٹھکرا رہی ہے جس میں جناب علیؑ اور زہراؑ کے درمیان ناچاقی کا ذکر ہے اور علامہ مجلسی نے بھی ان روایات کی تردید کی ہے لہٰذا ان دونوں بزرگوں کی کتابوں سے اس مسئلہ میں دلیل لانا بے انصافی ہے۔

جواب ۷

اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال ص۵۲ کتاب الفضائل من قسم الافعال

عن ابن عباس واللہ ماتقول انہ ما غیر ولا بدل ولا اسخط رسول اللہ ایام صحبتہ

ترجمہ

ابن عباس نے جناب عمر سے ایک جھڑپ کے بعد فرمایا تھا کہ حضرت علیؑ نے نہ کسی چیز میں تغیر کیا ہے نہ تبدیلی کی ہے اور نہ نبی کریم کے ایام زندگی میں کبھی حضور کو ناراض کیا ہے۔

نوٹ - ابن عباس کی گواہی موجود ہے کہ حضرت علیؑ نے رسول اللہ کو کبھی ناراض نہیں فرمایا۔ لہٰذا دختر ابوجہل والا کیس تمام جھوٹا ہے۔

جواب ۸

اگر مولوی نافع میرے سات عدد مذکورہ جوابات سے مطمئن نہیں ہے تو پھر اور بھی سُن لے۔

اس روایت کو پیش کرنے سے اہل سنت کو شرم کرنی چاہیئے۔
یہ شیخین کو ان کے اصل روپ میں ظاہر کر دیتی ہے

بیانہ - دو دوستوں کو جن لوگوں نے لڑوایا ہو وقت صلح ان لڑانے والوں کو بلا کر روبرو کیا جاتا ہے۔ اس روایت کے ابتدا میں ہے کہ مذکورہ خبر ایک بدبخت نے دی اور اس کی انتہا میں ہے کہ حضورؐ نے وقت صلح عمر اور ابوبکر کو بھی بلایا تھا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی یا نبی اللہ جو خبر زہراؑ کو دی گئی ہے وہ غلط ہے۔ وہ بات میرے تصور میں بھی کبھی نہیں آئی۔ نبی پاک نے فرمایا یا علیؑ تو سچا ہے اور زہرا بھی سچی ہے۔

نبی پاک نے ابوبکر و عمر کو کیوں بلایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان دونوں نے بنت نبیؐ اور داماد نبی کو آپس میں لڑانے کی خاطر دختر ابوجہل والا غلط مقدمہ تیار کیا تھا۔ بی بی اپنے باپ کے پاس اس لیئے گئی تھی تاکہ حضورؐ ایسی جھوٹی خبریں اڑانے والے کو روکیں اور نبی پاک نے ان دونوں کو اس لئے بلایا کہ ان کو عبرت ہو جائے کہ وہ میری بیٹی کے گھر کو اجاڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگر شیخین اس کیس میں قصوروار نہ ہوتے تو انہیں

رات کے وقت بلانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

ملاں نافع کو معلوم رہنا چاہیے کہ ان کے بزرگ کیسے نیک کام کرتے تھے۔

جواب ۹

جناب عائشہ و حفصہ حالانکہ جناب ابوبکر و عمر کی بیٹیاں تھیں لیکن جس دن سے وہ رسول اللہ کے گھر آئیں رسول اللہ کا سکون اور چین ختم ہو گیا کبھی تو منافقین واقعہ افک کا ڈرامہ کھڑا کر رہے ہیں حضور اس واقعہ سے بڑے پریشان ہوئے تھے اور کبھی حفصہ کی تندمزاجی سے نبی پاک تنگ آکر اس کو طلاق دے رہے ہیں۔ جب عائشہ و حفصہ کی وجہ سے جو شیخین کے گھروں کی تربیت یافتہ ہیں رسول اللہ کا یہ حال ہوا تھا تو اگر دختر ابوجہل جناب امیر کے گھر خدانخواستہ آجاتی تو مولا علی کا بھی وہی حال ہوتا جو رسول اللہ کا حفصہ سے ہوا تھا۔ سیدہ زہرا حلال کو حرام کرنے کی خاطر نبی پاک کے پاس نہیں گئی تھیں بلکہ اپنے شوہر جناب امیر سے ہمدردی کی خاطر گئی تھیں تاکہ جناب امیر کو رسول اللہ بتا دیں کہ تند مزاج عورتوں سے تو رحمۃ اللعالمین بھی گزارہ نہیں کر سکا لہذا ابوجہل کی بیٹی سے آپ کا گزارہ کیسے ہوگا۔ اور نیز جس گھر میں سوکنیں جمع ہوں اگرچہ ان کا جمع کرنا حرام نہیں لیکن اس گھر میں سکون نہیں رہتا اور نیز میری ازواج اگرچہ میری بیٹی زہرا کی سوتیلی مائیں ہیں لیکن مجھ کو معلوم ہے جو کچھ میری بیٹی کے ساتھ سلوک کرتی ہیں۔ اسی طرح اگر دختر ابوجہل آپ کے گھر آگئی تو میری بیٹی کی سوکن ہوگی اور جب عائشہ و حفصہ نے میری زہرا کی شان کو نہیں پہچانا تو ابوجہل کی بیٹی کیا پہچانے گی۔

ارباب انصاف۔ آخری دونوں جواب صرف متن روایت پر ایک سرسری نگاہ کی وجہ سے ہیں ورنہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ اہل تشیع کے عقیدہ میں دختر ابوجہل سے جناب

امیر کے نکاح کا ارادہ یہ خبر بالکل جھوٹی ہے۔ نواصب و خوارج نے اہل بیت کو بدنام کرنے کیلئے ایسے جھوٹے واقعات بہت بنائے ہیں۔

چوتھا واقعہ

صاحب کتاب رحماء بینہم نے احتجاج طبرسی ص ۱۴۵ ذکر فدک سے پیش کیا ہے۔ ملخص واقعہ یہ ہے۔

یا ابن ابیطالب اشتملت شملة الجنين وقعدت حجرة الظنين .... هذا ابن ابي قحافة يبتزني نحلة ابي و بلغة ابني لقد اجهر في خصامي والفيته الدفي كلامي حتى حبستني قيلة نصرها والمهاجرة وصلها ... اضرعت خدك يوم اضعت حدك .... ليتني مت قبل هنيتي۔

ترجمہ

جب سیدہ زہرا واپس آئیں تو ابوبکر کے ظلم کی شکایت جناب امیر سے ان الفاظ میں فرمائی "یا ابن ابیطالب جس طرح بچہ رحم میں پوشیدہ ہوتا ہے اسی طرح آپ بھی پوشیدہ ہو گئے متہم آدمی کی طرح گھر میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ یہ ابوبکر ابن ابی قحافہ میرے باپ کی عطا کردہ جاگیر مجھ سے چھین رہا ہے اور میرے ساتھ علانیہ جھگڑا کر رہا ہے۔ مہاجرین وانصار میری مدد نہیں کر رہے۔ جب سے آپ نے تلوار سے ہاتھ روک لیا اپنے آپ کو کمزور کر لیا۔ کاش کہ میں اس روز سے پہلے مرجاتی۔

جواب ۱

صاحب کتاب رحماء بینھم نے جب یہ الفاظ احتجاج طبرسی میں لکھے دیکھے تو مشک کی طرح پھول گئے ۔ سوچا کہ اب میدان مار لیا ہے ۔ بس اب ابوبکر کی خلافت کو کوئی خطرہ نہیں اور ارواح اصحاب ثلاثہ میری اس تحقیق پر بہت خوش ہوں گی ۔ لیکن مولانا کو معلوم رہے کہ یہ مسئلہ نہ ہی سقیفہ بنی ساعدہ کا ہنگامہ ہے اور نہ ہی شوریٰ کمیٹی والی مکاری ہے کہ فریب چل جائے گا ۔

وقت مصیبت ہر انسان اپنا درد دل اپنے ہمدرد اور اپنے مہربان سے بیان کرتا ہے ۔ جب فاطمہ زہراؑ بنت رسولؐ پر ابوبکر نے ظلم کیا اور بی بی کی زمین فدک چھین لی تو سیدہ زہراؑ ابوبکر کے پاس گئیں لیکن ابوبکر نے سیدہ زہراؑ کا کوئی حیا نہ کیا اور زمین واپس کرنے سے انکار کر دیا ۔ نبیؐ کی بیٹی کو اس سے بڑا دکھ اور صدمہ ہوا اور مدینہ میں سوائے حضرت علیؑ کے کوئی ہمدرد اور مہربان بھی نہیں تھا کیونکہ جنابؑ کی والدہ خدیجۃ الکبریٰ کا سیدہ کے بچپن ہی میں انتقال ہو گیا تھا اور باپ رسول اللہ بھی فوت چکے ہیں اور سیدہ زہراؑ کا نہ کوئی بھائی ہے اور نہ کوئی بہن اور نہ چچا ہے اور نہ ماموں نہ خالہ ہے اور نہ پھوپھی اور اولاد بھی کمسن ہے دنیا میں سہارا سوائے حضرت علیؑ کے جو بی بیؑ کا شوہر ہے اور کوئی نہیں ۔ سیدہ زہراؑ کا تمام مذکورہ کلام ایک درد دل ہے اور دشمن کی شکایت ہے جو اپنے شوہر حضرت علیؑ سے فرمائی ہے اور وہ تمام کلام شکایت ہے ابوبکر کے ظلم کی ۔ کیا مکاری ہے چار یاری مولانا کی ۔ ظلم تو ابوبکر نے کیا ہے اور یہ مولانا الزام حضرت علیؑ کے سر تھوپ رہا ہے ۔ اگر حضرت علیؑ نے تلوار اٹھا کر جنگ نہیں فرمائی تو جنابؑ نے تو صبر کیا ہے ۔ فدک ابوبکر نے چھینا ہے ۔ ظلم یار غار نے کیا ہے ۔ لہٰذا قصور اسی کا ہے ۔

جواب ۲

اگر تسلی نہیں ہوئی تو اور سنیئے

کانا موت کا فرشتہ

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری صفحہ ۹/۲ کتاب الجنائز

۲۔ اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم صفحہ ۲۶۳/۲ باب فضائل موسیٰ

صحیح مسلم کی عبارت ملاحظہ ہو

عن ابی ھریرۃ قال ارسل ملک الموت الی موسیٰ فلما جاءہ صکہ ففقا عینہ فرجع الی ربہ فقال ارسلتنی الی عبد لا یرید الموت

ترجمہ

ابوہریرہ راوی ہیں کہ فرشتہ کو جب جناب موسیٰ کی روح لینے کے لئے بھیجا گیا ۔ جب وہ موسیٰ کے پاس پہنچا تو موسیٰ نے رکھ کر اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور بیچارے ملک الموت کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی ۔ کانا ملک الموت کا کام خدا کے پاس واپس آیا اور عرض کی کہ آج آپ نے ایسے بندے کی طرف بھیجا ہے جو موت کو نہیں چاہتا ۔

نوٹ ۔ یہ حدیث ابوہریرہ نے بیان تو کر دی لیکن چار یاری مذہب کی شامت آ گئی ۔ کیونکہ جناب موسیٰ اور موت کا فرشتہ دونوں معصوم ہیں اور ایک معصوم نے بلا قصور دوسرے معصوم کو ایسا طمانچہ مارا ہے کہ اس کو کانا کر دیا ہے ۔

چار یاری مذہب کے علامہ نووی کا جواب ملاحظہ ہو

ہسنت کی معتبر کتاب صحیح مسلم کی شرح نووی صفحہ ۲۶۸ باب فضائل موسیٰ

انہ لا یمتنع ان یکون موسیٰ قد اذن اللہ تعالیٰ لہ فی ھذہ اللطمۃ ویکون ذالک امتحانا للملطوم واللہ سبحانہ یفعل فی خلقہ ما یشاء و یمتحنھم بما اراد۔

ترجمہ

نووی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے اللہ تعالےٰ نے جناب موسیٰ کو اس طمانچہ مارنے کی اجازت دی ہو اور جس نے یہ طمانچہ کھایا ہے اس کے لئے یہ طمانچہ کھانا امتحان ہو اور اللہ تعالےٰ جیسے چاہے اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے۔

ارباب انصاف۔ سیدہ زہراؑ اور جناب امیرؑ دونوں معصوم ہیں جب بی بی کو فدک نہ ملا تو بقول اہلسنت جناب امیرؑ سے عتاب آمیز کلام کیا ہم کہتے ہیں کہ اگر اس کلام میں عتاب ہے تو سیدہ زہراؑ کو اس عتاب آمیز کلام کرنے کی اجازت ملی ہو گی جیسے موسیٰ کو طمانچہ مارنے کی اجازت دی گئی اور جناب امیرؑ کے صبر کا اس عتاب آمیز کلام کے سننے میں امتحان تھا جیسے موت کے فرشتے کا طمانچہ کھانے میں ان کے صبر کا امتحان تھا۔ اور جس طرح موسیٰ اور موت کے فرشتے کی ہاتھا پائی کے باوجود ان کی عصمت محفوظ ہے۔ اسی طرح جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ کی بھی عصمت محفوظ ہے۔ باقی رہا قصہ ابوبکر کا تو چونکہ خود اہلسنت ان کو معصوم نہیں مانتے لہذا جب سیدہ زہراؑ ان پر

ناراض ہوئیں تو قضیا ابوبکر قصوروار ہے اور ان کی خاطر کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔

جواب ۳

قصہ موسیٰ و خضر

قَالَ اخرقتھا لتغرق اھلھا لقد جئت شیئا امراً

پ ۱۵ س الکہف

ترجمہ

موسیٰ نے کہا کہ تُو نے توڑ رہا ہے تو پھر تو کشتی والے سب ڈوب جائیں گے تو بڑی منکر چیز لایا۔

تفسیر ابن کثیر اردو پ ۱۵ صفحہ ۱۲

نیز اسی صفحہ میں ہے اور موسیٰ جھٹ سے کہنے لگے یہ کیا واہیات ہے

امراً کا معنیٰ

ہسنت کی تفسیر خازن صفحہ ۱۸۲ ج ۳

لقد جئت شیئا امراً ای اتیت شیئا عظیما منکراً

ترجمہ۔ تو بڑی بڑی حرکت کر رہا ہے

قال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا نکراً۔

پارہ ۱۵ س الکہف

ترجمہ۔ (موسیٰ) کہنے لگے آپ نے ایک بے گناہ جان کو مار ڈالا اور وہ بھی بے بدلے کسی جان کے بے شک آپ نے یہ تو بڑی بے جا

حرکت کی۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

حضرت موسیٰ کانپ اٹھے اور بڑے سخت لہجے میں کہا۔ یہ کیا واہیات ہے۔ چھوٹے بے گناہ بچے کو بغیر کسی شرعی سبب کے مار ڈالا۔ یہ کون سی بھلائی ہے۔ بیشک تم نہایت منکر کام کرتے ہو۔

تفسیر ابن کثیر اردو پ۱۵ ص۱۱۲

النکر کا معنی

اہلسنت کی تفسیر رازی ص۱۵۴ ج۵

النکر اعظم من الامر فی القبیح وھذا اشارۃ الی ان قتل الغلام اقبح من السفینۃ

ترجمہ

نکر کا معنی ہے زیادہ برا اور یہ اشارا ہے کہ بچے کا قتل کشتی میں سوراخ کرنے سے زیادہ برا ہے۔ کیونکہ کشتی تو مرمت بھی ہو سکتی ہے۔

نوٹ۔ حضرت موسیٰؑ اور جناب خضر دونوں معصوم ہیں۔ چونکہ دونوں نبی ہیں۔ ایک معصوم دوسرے سے سخت لہجے میں عتاب آمیز کلام کر رہا ہے۔ چونکہ ہر معصوم کی بات یا کام میں کوئی راز ہوتا ہے اسی لئے ہر مسلمان ان آیات کی تلاوت کے بعد خاموش ہو جاتا ہے اور موسیٰ کے عتاب آمیز کلام کی وجہ سے ان دونوں معصوموں کی شان میں گستاخی نہیں کرتا اسی طرح جناب سیدہ زہراؑ اور حضرت امیرؑ دونوں معصوم ہیں اور ان کی تمام زندگی عصمت کی حدود میں گزری ہے اور جناب سیدہ زہراؑ کے کلام میں جو احتجاج میں مذکور ہے کوئی حکمت اور راز

ہے جس طرح حضرت موسیٰ کے کلام میں حکمت اور راز ہے۔ رہا جناب ابوبکر کا نعرہ تو چونکہ خود اہلسنت بھی ان کو معصوم نہیں مانتے لہذا سیدہ زہراؑ مقدمہ فدک میں جب ان پر ناراض ہوئیں تو کسی تاویل کی ضرورت نہیں بلکہ غلطی جناب ابوبکر کی ہے۔

جواب ۴

دو فرشتوں کی لڑائی

هَلْ أَتَاكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ۔

پارہ ۲۳ س ص

ترجمہ

اور کیا آئی ہے تیرے پاس خبر جھگڑنے والوں کی کہ دیوار پر چڑھ کر اُتر آئے عبادت خانے میں جس وقت کہ داخل ہوئے اوپر داؤد کے پس ڈرا ان سے۔ کہا انہوں نے مت ڈر ہم ہیں دو جھگڑنے والے زیادتی کی ہے بعض ہمارے نے اوپر بعض کے پس حکم کر درمیان ہمارے ساتھ حق کے اور مت زیادتی کر اور راہ دکھا ہم کو طرف راہ سیدھی کے۔

ترجمہ شاہ رفیع الدین

نوٹ۔ اہلسنت نے دہلی سے جو ۱۹۲۷ء میں شاہ رفیع الدین اور مولوی اشرف علی تھانوی کا ترجمۂ قرآن اکٹھا شائع کیا ہے اس کے صفحہ ۶۴۴ میں جو حاشیہ لکھا ہے ملاحظہ ہو۔

حاشیہ ۱

کہا ابن کثیر نے مفسرین یہاں ایک قصہ نقل کرتے ہیں اکثر اس کا اسرائیلیات سے لیا گیا ہے ۔ رسول اللہ سے اس میں کوئی ایسی حدیث ثابت نہیں جس کا اتباع واجب ہو پس بہتر یہ ہے کہ اس قصے کی تلاوت پر اقتصار کیا جاوے اور اس کا علم اللہ تعالے کو سونپا جاوے اس لئے کہ قرآن حق ہے اور اس کے مضامین سب حق ہیں ۔

ارباب انصاف : قرآن مجید نے گواہی دی ہے کہ دو جھگڑنے والے فرشتے جناب داؤد کے پاس آئے ۔ اعتراض پیدا ہوا کہ فرشتے تو جھگڑتے نہیں کیونکہ معصوم ہیں ۔ جواب میں اہلسنت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ قرآن حق ہے اور اس کے سب مضامین حق ہیں اس لئے ان آیات کو صرف پڑھا جائے اور جناب داؤد اور ان دو فرشتوں کی شان میں گستاخی نہ کی جائے ۔ بناءً علی ہذا

سیدہ زہراؑ اور جناب امیرؑ دونوں معصوم ہیں اور ان کی عصمت یقینی امر ہے لہٰذا ان کے اگر کسی کلام کو اہلسنت نہ سمجھ سکیں تو صرف کلام پڑھنے پر اکتفا کریں اور ان کی شان میں گستاخی نہ کریں جس طرح کہ ان دو فرشتوں کے کلام کو اہلسنت نہ سمجھ سکے اور خاموش رہنے کا فیصلہ کیا ۔

رہا قصہ ابوبکر کا تو ان کی عصمت و طہارت پہ نہ کوئی آیت اور نہ ہی کوئی روایت دلالت کرتی ہے اور نہ وہ امام نبی ہیں اور نہ ہی وہ فرشتہ اور ولی ہیں ۔ لہٰذا جناب ابوبکر نے سیدہ زہراؑ سے زمین فدک چھین کر جب معصومہ بی بی پر ظلم کیا اور بی بی ان پہ ناراض ہوئی تو تمام غلطی جناب ابوبکر کی ہے کیونکہ وہ معصوم تو ہے نہیں ۔ لہٰذا کسی تاویل کی ضرورت نہیں ۔

جواب ۵

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ
بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى
الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ
إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ
بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

آیت ۱۵۰ پ ۶ الاعراف

ترجمہ

اور جب پھر آیا موسیٰ طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا ۔ کہا بُرا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے بیچ میرے؟ پیچھے میرے سے کیا شتابی کی تم نے حکم اپنے رب سے اور ڈالدی تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی کہا اے بیٹا ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتواں سمجھا مجھ کو اور نزدیک تھا کہ مار ڈالیں مجھ کو پس مت خوش کر ساتھ میرے دشمنوں میرے کو اور مت کر مجھ کو ساتھ قوم ظالموں کے ۔

ترجمہ شاہ رفیع الدین

نوٹ

جناب موسیٰ اور ہارون دونوں نبی ہیں اور قوم کے سامنے جس چیز کا مظاہرہ فرما رہے ہیں یہ معصوموں کی شان نہیں ۔ چونکہ یہ امر یقینی ہے تمام انبیاء معصوم ہیں لہٰذا اگر کوئی آیت اور روایت ایسی ملے جس کے ظاہر معنی مراد لینے سے عصمت پر حرف آتا ہے تو اس کی تاویل کی جاتی ہے اور اگر صحیح تاویل سمجھ میں نہ آئے تو خاموشی اختیار کی جاتی ہے ۔ سیدہ زہراؑ اور جناب امیرؑ ان دونوں کی عصمت عصمت انبیاء کی طرح یقینی

ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں سے اگر کسی کا ایسا کلام ہم تک پہنچے جس سے ان کی عصمت پر حرف آتا ہو تو کلام انبیا کی طرح ان کے کلام کی بھی تاویل کریں گے اگر صحیح تاویل سمجھ میں نہ آئے تو جس طرح انبیاء کے کلام کے متعلق خاموشی اختیار کی جاتی ہے ان کے کلام کے متعلق بھی خاموشی اختیار کی جائے گی اور جناب ابوبکر چونکہ معصوم نہیں اس لیے ان پر جب معصومہ بی بی ناراض ہوئی تو یقیناً جناب ابوبکر کی غلطی ہے اور کوئی مجبوری بھی نہیں ہے کہ ابوبکر کی خاطر کلام کو خلافِ ظاہر پہ محمول کیا جائے۔

جواب ۶

قصہ مریم

یالیتنی مت قبل ھذا

اہلسنت کی مشہور کتاب تفسیر کبیر رازی صفحہ ۵۴۳ سورہ مریم

الثانی انّ عادۃ الصالحین اذا وقعوا فی بلاءٍ ان یقولوا ذٰلک

جناب مریم نے بھی وقت ولادت عیسیٰ یہی بات فرمائی تھی کہ کاش میں مر جاتی۔

سوال پیدا ہوا کہ مریم نے یہ کلام کیوں فرمایا۔ امام رازی اس کا دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ کے نیک بندوں کی یہ عادت ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آئے تو یہ کلام کرتے ہیں۔

نوٹ

ارباب انصاف۔ بھرے دربار میں رسول اللہ کی بیٹی کو جب ابوبکر نے

جھٹلایا تو دخترِ رسول کے لیے یہ بڑی مصیبت تھی اور یہ مصیبت دینے والا ابوبکر ہے بس بی بی کا یہ کہنا کہ کاش کہ میں مر جاتی اس مصیبت سے پہلے یہ ناراضگی ہے ابوبکر پر اور جناب امیرؑ سے تو دردِ دل کا اظہار کیا ہے۔ چاریاری مولانا کی مکاری ہے کہ قصور تو ابوبکر کا ہے اور یہ مولانا اسے حضرت امیر کے سر تھوپ رہا ہے

ارباب انصاف۔ چاریاری مذہب نے جو عصمتِ اہلبیت پر جارحانہ حملہ کیا ہے ہم نے ان کے تمام قصرِ تحقیق کو ہلا دیا ہے اور ان کی اس باطل تحقیق کا محل زمین بوس ہو گیا ہے۔ پنجتن پاکؑ کی شان میں جو گستاخی کرے۔ ایسا کلام کرے جن سے ان کی پاکیزگی مجروح ہو وہ اہلسنت نہیں ہے بلکہ وہ ناصبی اور خارجی ہے۔

ملاں احتشام الدین مرادآبادی کی گستاخی

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب۔ نصیحۃ الشیعہ صفحہ ۲۲۹

ملاں موصوف لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ ۔ درشت لہجے کی خبر دیتے ہیں وہ آخر وقت تک رفع نہیں ہوا اور اس کے بعد دونوں کا ساتھ رہنا تعلق زوجیت اور بیماری کی وجہ سے تھا۔

جواب ۱

قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس سگِ دشتِ نفاق کے دہن گندیدہ سے جو کلمات لعابِ سم بن کر نکلے ہیں اس ملوانے پر بے حیائی اور بے شرمی کی حد ہو گئی ہے یہ تو خارجی معلوم ہوتا ہے۔

جواب ۲

جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ کی شادی بحکم خدا ہوئی

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب طبقات الکبریٰ لابن سعد ص۱۱ ذکر فاطمہ
۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ ذکر تزویج فاطمہ ص۱۸۳ ج۲ مصر
۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر ذکر اولاد رسول اللہ ص۱۱۱
۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ذخائر العقبیٰ ص۳۰ ط۔ قاہرہ

طبقات الکبریٰ کی عبارت ملاحظہ ہو

ان ابا بکر خطب فاطمۃ الی النبیؐ فقال انتظر بها القضاء

ترجمہ

ابوبکر نے نبی کریم سے جناب فاطمہ کا رشتہ مانگا تھا آنجنابؐ نے فرمایا کہ میں اس بچی کے رشتہ کے متعلق تقدیر خداوندی کا انتظار کر رہا ہوں۔

ریاض النضرہ کی عبارت

"قال کنت عند النبیؐ فغشیہ الوحی فلما افاق قال تدری ماجاء بہ جبرائیل قلت اللہ و رسولہ اعلم قال امرنی ان ازوج فاطمۃ من علیؑ"

ترجمہ

انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس تھا کہ جناب پر وحی نازل ہوئی اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ جبرئیل حکم پروردگار لائے ہیں

کہ میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کی شادی علی ابن ابیطالب سے کر دوں۔

شرح فقہ اکبر کی عبارت ملاحظہ ہو

وتزوجت بعلی ابن ابی طالب فی سنۃ الثالثۃ وکان تزویجها بامر اللہ ووحیہ

ترجمہ

جناب سیدہ زہراؑ کی شادی حضرت علیؑ سے ہجرت کے تیسرے سال ہوئی تھی اور آنجناب کی شادی حکم خدا اور وحی الٰہی سے ہوئی تھی۔

نوٹ

۱۔ مذکورہ تین عدد حوالے سے اس امر کا روشن ثبوت ہیں کہ جناب سیدہ زہراؑ کی شادی جناب امیرؑ سے بحکم خدا ہوئی ہے پس ناممکن ہے کہ جناب امیرؑ کی طرف سے کوئی ایسا اقدام ہوا ہو کہ جس سے بی بی کو اذیت پہنچی ہو ورنہ حق تعالیٰ پر حرف آئے گا کہ دختر رسول کی ایسے گھر شادی کر دی کہ جس میں ان کو اذیت پہنچی ہے

۲۔ حق تعالیٰ نے کائنات میں دو جوڑوں کی شادی خود فرمائی ہے۔

۱۔ آدمؑ و حواؑ　　　۲۔ جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ

نہ آدمؑ و حواؑ میں کبھی باہمی رنجش ہوئی تھی اور نہ ہی جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ میں کبھی رنجش ہوئی تھی۔ جناب امیرؑ اور جناب سیدہ کی پاکیزہ زندگی تمام امت محمدؐ کے لئے مشعل راہ ہے۔

چونکہ ابوبکر نے نبیؐ کی بیٹی جناب زہراؑ کو ناراض کیا تھا اور اسی وجہ سے وہ خلافت کے لائق نہیں ہیں اور چار یاری مذہب نے خلیفہ کی حفاظت کے لئے

بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ رنگ برنگے برگس عذر کئے اور جب دیکھا کر ہماری شکست ہی شکست ہے تو پھر ایک ایسا بہتان تراشا جو معاویہ جیسے دشمن علی کو بھی نہیں سوجھا تھا اور وہ بہتان یہ ہے۔

حضرت علی نے بھی بی بی کو ناراض کیا تھا اور ثبوت میں احتجاج طبرسی کی یہ عبارت پیش کی۔

یا ابن ابی طالب اشتملت مشیمۃ الجنین وقعدت حجرۃ الظنین

اے ابوطالب کے فرزند آپ اس طرح گھر بیٹھ گئے اور پوشیدہ ہو گئے کہ جیسے رحم میں بچہ پوشیدہ ہوتا ہے یا جسے لوگ نہ چاہتے ہوں پوشیدہ ہو جاتا ہے۔

۳ ۔ یہ دونوں جملے نہ تو گالیاں ہیں اور نہ ہی ان میں کوئی ایسی بات ہے جس سے معلوم ہو کہ جناب امیرؑ نے بی بیؑ کو ناراض کیا ہے۔ کبھی کلام میں ایسے الفاظ بھی آتے ہیں جن کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے مذکورہ کلام سے بی بیؑ نے ان کے معانی حقیقیہ کا قصد نہیں کیا بلکہ جب مسجد سے واپس آئیں تو ابوبکر پر غضبناک ہو کر آئیں اور ابوبکر پر جو ناراضگی تھی اس کو بطور درد دل اپنے مہربان شوہر جناب امیرؑ سے بیان کیا۔

۴ ۔ اگر جناب امیرؑ نے بی بیؑ کو ناراض کیا ہوتا تو جناب امیرؑ کا سب سے بڑا دشمن معاویہ اس چیز کو خوب اچھالتا تاکہ لوگ جناب امیرؑ سے نفرت کریں لیکن معاویہ اولاد معاویہ مروان اولاد مروان نے ۹۰ برس تک حضرت علیؑ کو طرح طرح کی گالیاں دیں لیکن ان

بدبختوں نے بھی یہ جھوٹ بولنے کی جرات نہیں کی کہ بی بی کو جناب امیر نے ناراض کیا تھا۔ نامعلوم ان ملاؤں کو کہاں سے وحی ہوئی ہے کہ انہوں نے یہ سفید جھوٹ اپنے چوتھے خلیفہ جناب امیر کے سر تھوپ دیا۔

جناب ابوبکر نے جاگیر فدک میراث نبی سہم ذوالقربیٰ دینے کی بجائے آل رسول کو گالیاں دی تھیں

ثبوت ملاحظہ ہو

اہلسنت کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید خطبہ کانت بایدینا فدک سے

قال فلما سمع ابوبکر خطبتہا وشق علیہ مقالتہا صعد المنبر فقال ایہا الناس ما ھذہ الرعۃ الی کل قالۃ لئن کانت ھذہ الامانی فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ الا من سمع فلیقل ومن شھد فلیتکلم انما ھو ثعالۃ شھیدہ ذنبہ مرب لکل فتنۃ ھو الذی یقول کروھا جذعۃ بعد ما ھرمت یستعینون بالضعفۃ ویستنصرون بالنساء کام طحال احب اھلھا الیھا البغي

بروایت احمد بن عبدالعزیز لکھا ہے کہ جناب سیدہ دربار ابوبکر میں تشریف لے گئیں اور فدک کے مطالبہ کے بعد فصیح و بلیغ خطبہ فرمایا جس میں اپنا حسب و نسب اور اپنی مظلومیت اور حسنین کے مظالم کا دل کھول کر تذکرہ فرمایا۔ جب خطبہ ختم ہوا اور ابوبکر نے حاضرین کو خطبہ سے متاثر پایا تو فوراً منبر پر گیا اور کہا اے لوگو یہ کیا بات ہے کہ تم ہر ایک حق و باطل پر کان لگا لیتے ہو۔ وہ (حضرت علیؑ)

ایک لونڈی ہے جس کی گواہ اس کی دم (حضرت فاطمہؑ) ہے وہ (حضرت علیؑ) لفتنہ خوابیدہ (خلافت) کو جگانا چاہتا ہے اور عورتوں سے امداد چاہتا ہے۔ مانند ام طحال زانیہ کے جس کے اکثر دوست زنا کار ہیں۔ پھر ابوبکر نے انصار سے کہا کہ میں نے تمہارے احمقوں (حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ) کا کلام سنا اور خوب جانچا۔

ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ میں نے یہ کلمات یعنی خطبہ ابوبکر ابوبکر کے نقیب ابو جعفر یحیٰی بن ابی زید بصری کے سامنے دہرائے تو اس نے کہا کہ ابوبکر کا مطلب ان کلمات سے حضرت علیؑ تھے۔

منقول از کلید مناظرہ

نوٹ۔

ارباب انصاف! جو زبان جناب ابوبکر نے رسول اللہ کی بیٹی کے متعلق استعمال کی ہے کوئی کلمہ گو یہ گوارا نہیں کرے گا کہ ایسے شخص کو محمد عربیؐ کا جانشین مانے۔ کسی عام آدمی کو گالیاں دینے والا عدالت سے گر جاتا ہے

مسلمانو! خدا را کچھ تو انصاف کرو جس نے محمد رسول اللہ کی بیٹی کو گالیاں دی ہیں وہ نبیؐ کا خلیفہ امت کا رہنما نہیں ہو سکتا۔

اعتراض

جس نے گالیوں والی روایت نقل کی ہے وہ ابن ابی الحدید ہے جو کہ شیعہ ہے اور قول شیعہ ہمارے لئے حجت نہیں۔

جواب

۱۔ ابن ابی الحدید کو شیعہ کہنا سفید جھوٹ ہے اور موجودہ زمانے میں صاحب کتاب رحماء بینہم کی یہ بدترین خیانت ہے کہ اس نے بغیر کسی ثبوت کے

ابن ابی الحدید کو شیعہ لکھ دیا ہے

۲۔ جو مسلمان ابوبکر کو خلیفہ برحق مانتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں

۱۔ معتزلہ ۲۔ اشاعرہ

اور بقول رشید احمد گنگوہی کہ زرد کتا چیتے کا بھائی ہے اور یہ دونوں گروہ بھائی بھائی ہیں اور ابن ابی الحدید انہی دو میں سے ہے۔

جناب امیرؑ اور سیدہ زہراؑ کو گالیاں دینا خدا اور رسولؐ کو گالیاں دینا ہے اور یہ کفر ہے۔

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب المستدرک علی الصحیحین باب مناقب علی ابن ابی طالب ص ۱۲۱ جلد ۳

۲۔ اہلسنت کی معتبر کتاب تاریخ الخلفاء فصل فی فضائل علی ص ۱۷۳

۳۔ اہلسنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفضائل من قسم الاقوال ص ۱۵۲ ج ۶

۴۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ فصل سادس ص ۱۵۱ ج ۲

۵۔ اہلسنت کی معتبر کتاب البدایہ والنہایہ ص ۳۵۵ ج ۷

۶۔ اہلسنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ الباب السادس ص ۴۸

۷۔ اہلسنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ باب التاسع فصل ثانی حدیث ثامن عشر ص [illegible]

۸۔ اہلسنت کی معتبر کتاب نور الابصار باب مناقب علی ص [illegible] ط مصر

نوٹ۔ تمام کتب کی عبارت پیش کرنا اختصار کے منافی ہے ہم صرف ایک عبارت پیش کرتے ہیں

مستدرک کی عبارت ملاحظہ ہو

فقالت سمعت رسول اللہ یقول من سب علیا فقد سبنی

ھذا حدیث صحیح الاسناد

ترجمہ

عبداللہ بن جزلی بیان کرتا ہے کہ میں ام سلمہ کے پاس آیا بی بی نے مجھ سے کہا کہ اب تمہارے سامنے منبر نبیؐ پر رسول اللہ کو گالیاں دی جاتی ہیں میں نے عرض کی معاذاللہ۔ بی بی نے کہا کہ میں نے پیغمبر سے سنا ہے آنجناب نے فرمایا کہ جس نے علیؑ کو گالیاں دیں اس نے مجھ کو گالیاں دیں۔

کنزالعمال کی عبارت

مَن سب علیا فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ

ترجمہ

نبیؐ کریم نے فرمایا کہ جس نے علی کو گالیاں دیں اس نے مجھ کو گالیاں دیں جس نے مجھ کو گالیاں دیں اس نے اللہ کو گالیاں دیں

نوٹ

جناب ابوبکر نے سیدہ زہراؑ اور جناب علی کو گالیاں دے کر اور ان پاک ہستیوں کو ان کے جائز حق میراث نبی جاگیر فدک اور خلافت سے محروم کر کے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ ایسی بادشاہی کرنے کا کیا فائدہ کہ جس کے بعد انسان رسول اللہ کے سامنے جانے کے قابل نہ رہے۔ جب فاطمہ زہراؑ کی بیٹیاں قید ہو کر دربار یزید میں آئی تھیں تو ایسی گالیاں یزید نے بھی حضرت زینب کو نہیں دی تھیں جو گالیاں جناب ابوبکر نے فاطمہ زہراؑ کو دی تھیں۔

جناب امیرؑ اور سیّدہ زہراؑ کو جس نے گالیاں دیں اس نے اجرِ رسالت ادا نہیں کیا

ثبوت ملاحظہ ہو۔

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى ۭ وَ مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ پ۲۵ الشوریٰ

ترجمہ:۔

(اے رسول) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغ رسالت) کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور جو شخص نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کریں گے بے شک خدا بڑا بخشنے والا قدردان ہے۔

نبیؐ کے جن قرابت داروں کی محبت فرض ہے وہ جناب امیرؑ اور سیّدہ زہراؑ اور انکی معصوم اولادؑ ہے

ثبوت ملاحظہ ہو۔

۱:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر درمنثور (الشوریٰ) ص۷ ج ۵ آیت مودۃ

۲:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کشاف (الشوریٰ) ص۳۳۹ ج ۲ آیت مودۃ

۳:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر کبیر (الشوریٰ) ص۳۰۹ ج ۷ آیت مودۃ

۴:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر مظہری (الشوریٰ) ص۲۲ ج ۸ آیت مودۃ

۵:۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب تفسیر روح المعانی (الشوریٰ) پ۲۵ آیت مودۃ ص۳۱

۶:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر غرائب القرآن پ۲۵ آیت مودۃ ص۲۸

۷:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر فتح القدیر (الشوریٰ) ص۵۲۲ ج۴ آیت مودۃ

۸:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر الجواہر (الشوریٰ) ص۱۲۹ آیت مودۃ پ۲۵

۹:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب تفسیر خازن (الشوریٰ) ص۱۰۲ ج۶ آیت مودۃ پ۲۵

۱۰:۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب صواعق محرقہ ص۱۰۱ الباب الحادی العشر فصل اول

۱۱:۔ اہلِ سنت کی معتبر کتاب ینابیع المودۃ الباب الثانی والثلاثون ص۱۰۱

۱۲:۔ اہل سنت کی معتبر کتاب اسعاف الراغبین الباب الثانی ص۱۰۱

بعض کتب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

غرائب القرآن کی عبارت۔

عن سعید بن جبیر لما نزلت ھذہ الآیۃ قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم لقرابتک؟ فقال "علیؑ وفاطمۃ وابناھما" فخر عظیم وشرف تام،

ترجمہ:۔ ملخص

سعید ابن جبیر سے مروی ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد نبی کریم سے سوال ہوا کہ وہ آپ کے قرابت دار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے۔ جنابؐ نے فرمایا۔ علی۔ فاطمہ اور ان کے بیٹے۔

صاحبِ تفسیر کہتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ یہ آیت آلِ نبیؐ کے لئے باعثِ فخر اور باعثِ شرف ہے۔

روح المعانی اور در منثور کی عبارت ملاحظہ ہو۔

اخرج ابن جریر عن ابی الدیلم لما جیئ بعلی بن الحسینؑ اسیرا فاقیم علی درج دمشق قام رجل من اھل الشام فقال: الحمد للہ الذی قتلکم واستاصلکم فقال لہ علی رضی اللہ عنہ، اقرات القرآن قال نعم قال اقرات آل حم؟ قال نعم قال ما قرات (قل لا اسئلکم علیہ اجرا... الخ) قال فانکم لانتم ھم قال نعم۔

ترجمہ: ملخص

جب امام علی بن حسینؑ سجادؑ قید ہو کر دمشق آئے ایک مرد شامی نے جناب کی اسیری پر اظہار خوشی کیا۔ امام نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں آیت مودۃ کو نہیں پڑھا۔ تو اس نے کہا۔ پس وہ اقربا جن کی محبت فرض ہے آپ ہی ہیں۔ جنابؑ نے فرمایا۔ ہاں

تفسیر مظہری کی عبارت ملاحظہ ہو۔

امر اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یامر امتہ بمودۃ اھل بیتہ لان علیاً رضی اللہ عنہ والائمۃ من اولادہ کانوا اقطابا بالکمالات الولایۃ ومن اجل ذالک قال رسول اللہؐ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔

ترجمہ، ملخص

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت کو اپنے اہل بیتؑ کی محبت کا حکم دے کیونکہ جناب امیرؑ اور وہ امام جو آپ کی اولاد سے

ہیں۔ یہ کمالات ولایت کے قطب ہیں اور اسی لئے نبی کریمؐ نے حضرت علی کی شان میں فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اِس کا دروازہ ہیں۔

صواعق محرقہ کی عبارت:

اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یارسول اللّٰہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم قال علیؑ و فاطمۃؑ وابناھما وفی سندہ شیعی غال لکنہ صدوق و روی ابوالشیخ وغیرہ عن علی ابن ابی طالبؑ فینا آل حم آیۃ لایحفظ مودتنا الا کل مومن ثم قراء قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ۔

ترجمہ ملخص

ابن عباسؓ راوی ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد نبی کریمؐ سے سوال ہوا کہ آپؐ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر فرض ہے آنجنابؐ نے فرمایا کہ وہ علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ ہیں۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی غالی شیعہ ہے۔ لیکن ہے سچا۔ اور حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ سورۃ شوریٰ میں ایک آیت ہماری شان میں ہے اور اس پر مومن ہی عمل پیرا ہوگا۔ اور پھر اس آیت کی تلاوت کی قل لااسئلکم...

نوٹ:-

سیّدہ زہرا جناب امیر اور ان کی معصوم اولاد کی محبت بحکم خدا قرآن پاک میں فرض اور واجب کی گئی ہے جناب ابوبکر نے سیدہ زہرا اور جناب

امیرؑ کو گالیاں دے کر اللہ کے قرآن کی اور محمدؐ کے فرمان کی مخالفت کی ہے۔ جو قرآن وسنت کی مخالفت کرے وہ قابل خلافت نہیں رہتا

نبی کریمؐ کی گواہی کہ اصحاب کے دِلوں میں حضرت علیؑ کے متعلق کینہ ہے

ثبوت ملاحظہ ہو:

۱:- اہلِ سنت کی معتبر کتاب ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل پنجم ص۴۴۲ ج۱ طبع کراچی
۲:- اہلِ سنت کی معتبر کتاب کنز العمال کتاب الفضائل من قسم الافعال ص۴۰۸ ج۶
۳:- اہلِ سنت کی معتبر کتاب ریاض النضرہ الفصل السابع ص۲۲۲ ج۳
۴:- اہلِ سنت کی معتبر کتاب نورالابصار مؤلف شبلنجی فصل فی ذکر مناقب علی ص۷۹
۵:- اہلِ سنت کی معتبر کتاب تاریخ بغداد ذکر الفیض ابن وثیق ص۳۹۸ ج۱۲
۶:- اہلِ سنت کی معتبر کتاب تذکرہ خواص الامۃ باب الثانی ص۲۷

ازالۃ الخفاء کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فلما خلالہ الطریق اعتنقنی ثم اجھش باکیاً قال قلت یارسول اللّٰہ ما یبکیک قال ضغائن فی صدور اقوام لایبدونھا لک الا من بعدی قلت یارسول اللّٰہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک۔

ترجمہ:

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حضور کے ساتھ جا رہا تھا۔

ایک بہت خوبصورت باغ دیکھ کر میں نے اس کی تعریف کی۔ نبی کریم نے فرمایا۔ اس سے بہتر باغ آپ کے لئے بہشت میں ہے پھر حضرت علی فرماتے ہیں جب راستہ خالی ہو گیا۔ تو حضورؐ نے مجھے گلے لگایا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اس گریہ کا باعث کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آپؑ کے متعلق اصحاب کے دلوں میں کینے ہیں جو میری وفات کے بعد ظاہر ہوں گے۔

نوٹ:۔ ہم نے کتب معتبرہ اہل سنت سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نبیؐ پاک فرما گئے ہیں کہ میرے اصحاب کے دلوں میں میرے خلیفہ بلافصل علی بن ابی طالبؑ کے متعلق کینہ ہے۔ دوسرے اصحاب کا ذکر خیر تو پھر کبھی کیا جائے گا۔ سر دست حضرت ابو بکر کے گھرانے کا ذکر ملاحظہ ہو۔

(۱) ان کی ایک دختر بی بی عائشہ تھی اور وہ امام الاولیاء جناب امیرالمومنین حضرت علیؑ کے ساتھ بصرہ کے میدان میں لڑی تھی۔ اس جنگ کا نام جنگِ جمل ہے اور اسی حواب کی شہزادی نے نواسہ رسولؐ حضرت امام حسن علیہ السلام کو روضہ رسول میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔

(۲) ابو بکر کے دونوں داماد زبیر اسماء کے شوہر اور طلحہ ام کلثوم کے شوہر بھی اپنی سالی بی بی عائشہ کی حمایت میں جناب امیرؑ کے خلاف جنگِ جمل میں لڑے ہیں۔

(۳) خود حضرت ابو بکر نے نبی کریمؐ کی بیٹی سیدہ زہراؑ سے جاگیر فدک اور میراث رسول اللہ چھین کر نیشنلائز کی ہے اور نبیؐ کی بیٹی روتی ہوئی ابو بکر کو

بددعائیں دیتی ہوئی اس دنیا سے رحلت فرما گئیں۔ اور سیدہؑ ابو بکر پر اس قدر ناراض تھیں کہ وصیت فرمائی کہ میرے جنازے میں ابو بکر شامل نہ ہو جناب امیر نے اسی مجبوری کی وجہ سے جناب سیدہؑ کو رات کے وقت دفن کیا تھا اور ابو بکر کو اطلاع نہ دی۔

(۴) بی بی عائشہ نے سیدہ زہراؑ کے وقت غسل کسی سیاسی وجہ سے حاضر ہونے کی کوشش کی تھی لیکن اسماءؑ نے عائشہ کو سختی سے روک دیا اور ابو بکر کی سفارش کو بھی ٹھکرا دیا۔

(۵) چونکہ عائشہ کی باوجود کنواری ہونے اور صحت مند ہونے کے بھی رسول اللہ سے اولاد نہیں ہوئی اور اولاد نبیؐ ہونے کا شرف اولاد علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کو حاصل ہوا اس لئے بی بی عائشہ نے تقدیر الٰہی پر راضی ہونے کی بجائے آل نبیؐ سے دل میں کینہ رکھ لیا تھا اور جناب ابو بکر بھی اپنی بیٹی کی طرف داری اور پارٹی کی دلداری دل کھول کر کرتے رہے۔

(۶) نبیؐ کے بعد جناب ابو بکر نے اس کینے کا اظہار اس طرح کیا کہ جنازہ رسول چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے اور حکومت حاصل کرنے کی خاطر ایسی دھاندلی کی، کہ آلِ رسولؐ تمام زندگی خون کے آنسو روتی رہی۔

(۷) مذکورہ باتیں اگرچہ کچھ سخت ہیں لیکن قسم ہے پاک پروردگار کی میں نے ہر بات کو کتب اہل سنت سے پڑھ کر پیش کیا ہے یہ باتیں اہل تشیع کی گھڑی ہوئی نہیں جھوٹوں پر خدا کی لعنت اور جن لوگوں نے آلِ رسولؐ کے ساتھ ایسے سلوک کئے ہیں ان کی صفائی کی خاطر مولوی نافع کا کتاب رحماء بینہم لکھنا تاریخ اسلام میں مجرمانہ خیانت ہے۔ اور اس کا صلہ تو ابو بکر کی سرکار ہی سے ملے گا اور ملا نافع جیسے لوگوں کو آلِ رسولؐ کے دروازے سے سوائے پھٹکار کے اور کچھ نصیب نہیں۔

ایک لطیف کلام

ثبوت ملاحظہ ہو

۱۔ اہلسنت کی معتبر کتاب شرح ابن ابی الحدید ص۲۸۴ جزو ۱۶ ط بیروت

۲۔

وسألت علی بن الفارق مدرس المدرسة العربیه ببغداد
فقلت له اکانت فاطمة صادقة   قلت فلم لم
یرفع الیها ابوبکر فدک وهی عنده صادقة فتبسم
ثم قال کلاما لطیفا مستحسنا مع ناموسه وحرمته
وقلة دعابته قال لو اعطاها الیوم فدک بمجرد
دعواها لجاءت الیه غدا وادعت لزوجها الخلافة
وزحزحته عن مقامه ولم یکن یمکنه الاعتذار

ترجمہ

ابن ابی الحدید سنی معتزلی کہتا ہے کہ میں نے مدرس مدرسہ عربیہ بغداد علی بن فارقی سے پوچھا کیا سیدہ فاطمۃ الزہراؑ اپنے دعوے فدک میں سچی تھی ؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پس میں نے کہا کہ جب سیدہ سچی تھی تو ابوبکر نے فدک بی بی کو کیوں نہ دیا۔ علی ابن فارقی مسکرایا اور ایک لطیف جواب دیا۔ کہا کہ اگر صرف بی بی کے دعوے سے ابوبکر سیدہؑ کو فدک دے دیتا تو دوسرے دن فاطمۃ الزہراؑ اپنے شوہر کے لئے خلافت کا دعوے بھی کرتی اور ابوبکر کے لئے کوئی عذر نہ ہوتا۔

قارئین سے آخری گزارش

۱۔ چار یاری مذہب کے علماء زیادہ تر اس رنگ میں مذہب شیعہ کو پیش کرتے ہیں کہ اہل تشیع وہ ہیں جو صحابہ اور نبی کریم کی بیویوں کو برا بھلا کہتے ہیں جن کے مذہب میں نہ نماز نہ روزہ ہے نہ حج و زکوٰۃ ہے۔ دس دن محرم الحرام میں امام حسین علیہ السلام کے لئے ماتم کرتے ہیں اور یاران نبی پر تبرا کرتے ہیں۔ اور مقصد ملوانوں کا اس بہتان سے یہ ہے کہ عام لوگوں کو ان سے متنفر کر دیا جائے اور شیعوں کی فریاد ایسے جھوٹوں کے خلاف صرف اللہ تعالے کی عدالت میں ہے۔

اہل تشیع کا تعارف

اور ان کا توحید رسالت اور امامت کے متعلق عقیدہ

۲۔ اہل تشیع اللہ تعالے کو خدائے وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔ زندہ کرنا، مارنا اولاد دنیا، رزق دنیا وغیرہ ان امور میں حق تعالے کو لاشریک لہ مانتے ہیں۔

۳۔ اور محمدؐ رسول اللہ کو اپنا نبی برحق اور آنجنابؐ کو تمام انبیاء کا سردار مانتے ہیں خاتم النبیین اور ہر گناہ سے معصوم مانتے ہیں۔

۴۔ رسول اللہؐ کے بعد امام الاولیاء سید الاوصیاء امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اہل تشیع نبی کا خلیفہ بلافصل مانتے ہیں۔ اور جناب امیرؑ کے بعد آنجنابؑ کے گیارہ بیٹوں کو امام حسن سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک امام برحق مانتے ہیں۔

قرآن کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

۵۔ اہل تشیع قرآن پاک کو اللہ کا کلام اور اپنے لئے دستور حیات مانتے ہیں۔

اور قرآن کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور قرآن پاک میں کمی یا زیادتی کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

شیعوں کا عبادات کے متعلق عقیدہ

۶۔ اہل تشیع نماز و روزہ۔ حج و زکوٰۃ کو واجب مانتے ہیں اور خمس و جہاد امر بالمعروف نہی عن المنکر، تولّا تبرّا وغیرہ سب کو واجب مانتے ہیں۔ نماز روزہ جیسی عبادات کے وجوب کا منکر ان کے نزدیک مسلمان نہیں ہے اور فرض عبادات کا تارک فاسق ہے

اصحاب نبی کے متعلق اہل تشیع کا عقیدہ

۷۔ جو لوگ رسول اللہ کے زمانے میں آنجناب کی زیارت سے مشرف ہو کر حضورؐ پر ایمان لائے تھے اور وقت موت تک اس ایمان پر ثابت رہے تھے شیعوں کے نزدیک ایسے اصحاب مکرم و محترم عزت و شرف والے ہیں لیکن ہم کسی صحابی کو امام برحق نائب رسول نہیں مانتے اگر کسی صحابی نے مسلمانوں پر بادشاہی کی ہے تو یہ چیز اس کے امام برحق اور نائب رسول ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ مسلمانوں پر تو یزید ابن معاویہ نے بھی بادشاہی کی ہے۔ ہلاکو اور چنگیز اور انگریز نے بھی بادشاہی کی ہے مسلمانوں کی تاریخ بڑی دردناک ہے۔ ان پر تو ایسے حکمران بھی گزرے ہیں جن کی راتیں شراب و کباب رقص و زنا میں گزرتی تھیں اور دن لعب و لہو شکار و ظلم میں گزرتا تھا مسلمانوں پر دھاندلی یا ڈنڈے سے حکومت کرنا اور بات ہے اور امام برحق اور نائب رسول ہونا اور بات ہے۔

۸۔ جناب ابوبکر و عمر و عثمان کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

اہلسنت کی معتبر کتاب شرح فقہ اکبر منٹ پر جو خلفائے اسلام کی گردان لکھی ہے

اس میں یزید بن معاویہ بھی شامل ہے لہٰذا ہم خورشید سپہر امامت شہنشاہ سریر کرامت واقف معارج لاہوت عارف مدارج ناسوت خطیب منبر سلونی وارث رتبہ ہارونی امام الاولیا امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو الگ کرتے ہیں اور باقی لوگ

۱۔ ابوبکر۔ ۲۔ عمر۔ ۳۔ عثمان۔ ۴۔ معاویہ۔ ۵۔ یزید۔ ۶۔ عبدالملک
۷۔ ولید ابن عبدالملک۔ ۸۔ یزید بن عبدالملک۔ ۹۔ سلیمان ابن عبدالملک
۱۰۔ ہشام بن عبدالملک۔ ۱۱۔ عمر بن عبدالعزیز۔

ان گیارہ کو اہل تشیع نائب رسول اور امام برحق نہ ہونے میں برابر سمجھتے ہیں کیونکہ جو معیار خلافت اہل سنت نے قائم کیا ہے۔ اجماع نامزدگی شوریٰ قہر و غلبہ وہ ان گیارہ میں ایک جیسا ہے۔ ابوبکر پر اجماع ہوا اور عمر بن عبدالعزیز پر بھی اجماع ہوا۔ ابوبکر نے عمر کو نامزد کیا اور معاویہ نے یزید کو نامزد کیا۔

ایک بہتان

اہل تشیع اصحاب اور خلفا کو گالیاں دیتے ہیں

جواب

یہ بہتان سفید جھوٹ ہے ہم قرآن اور عترت کے پیروکار ہیں ان رہنماؤں نے کسی کو گالیاں دینے کی ہمیں اجازت نہیں دی البتہ مذکورہ گیارہ خلفاء کے جو حالات خود علماء اہلسنت اپنی کتابوں میں لکھ گئے ہیں ہم ان کا ذکر عوام کے سامنے ضرور کرتے ہیں اگر کسی خلیفہ نے کوئی ظلم کیا ہے مثلاً آل نبی کا حق کھایا ہے ان کا مال چھینا ہے۔ عترت رسول کو شہید کیا ہے۔ نبی کی بیٹیوں کو قید کیا ہے یا کسی خلیفہ نے شراب پی ہے یا زنا کیا ہے یا کسی مسئلہ سے جاہل تھا یا نماز روزہ ترک کیا ہے یا کوئی اور جرم کیا ہے اور ہمیں اہل سنت کی کتابوں سے اس کا ثبوت مل گیا ہے تو خلیفہ کے اس جرم پر ہم پردہ نہیں

ڈالتے جیسا کہ موجودہ زمانے میں اگر کوئی حاکم جلسہ عام میں یہ کہہ دے کہ میں تھوڑی سی پیتا ہوں مجھے معاف کیا جائے تو ہماری ملوانا برادری کی شریعت کا پورا توپ خانہ حرکت میں آجاتا ہے اور پاکستانی مسلمانوں کے اجماع سے منتخب حاکم کو معاف نہیں کیا جاتا اسی طرح حجازی مسلمانوں کے اجماع سے منتخب خلفا اور بادشاہوں کو ان کی غلطیوں میں معاف نہیں کیا جاتا۔ موجودہ زمانے میں اگر کوئی حاکم لوگوں کی جاگیریں نیشنلائز کرے تو اس پر کتاب و سنت کی مخالفت کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو اگر ابوبکر نے فاطمہ زہرا علیہا السلام کی جاگیر کو نیشنلائز کر کے قومی تحویل میں لیا تو وہ بھی مذکورہ فتویٰ کی زد سے بچ نہیں سکتے ۔

ایک بات انصاف کی

۱۔ ظالم ظالم ہی ہے خواہ پہلی صدی میں گزرا ہے یا چودھویں میں ہے صحابی ہے یا غیر صحابی عرب ہے یا غیر عرب۔ نبی کا رشتہ دار ہے یا غیر رشتہ دار۔ بادشاہ ہے یا عام آدمی۔ اگر ظالم ہے تو ہم اسے ظالم ہی کہیں گے۔ جھوٹا ہے تو ہم اسے جھوٹا ہی کہیں گے اور عشرہ محرم الحرام میں ہماری مجالس جلوس، ماتم کرنا خون بہانا یہ سب ظلم کے خلاف احتجاج ہے اور یہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ہمارے اس احتجاج کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی چودہ سو برس کی تاریخ گواہ ہے ۔

۲۔ خلفاء کے زمانے میں اہل تشیع خلفاء پر تنقید کرتے تھے اور پھر خلفاء ان کو قید کرتے تھے۔ کوڑے مارتے تھے۔ جلاوطن کرتے تھے۔ ان کا مال چھین لیتے تھے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹتے تھے ان کو قتل کر دیتے تھے ان کو دیواروں میں زندہ چن دیتے تھے ۔ ان کی آنکھوں میں لوہے کی سلائیاں گرم کر کے ڈالتے تھے۔ ان کی زبانیں کاٹتے تھے ۔ کیوں ۔؟ ۔ تاکہ ہمارے ظلم اور عیب ظاہر نہ کریں لیکن ارباب انصاف

بتائیں چودہ سو برس گزر گئے تاریخ گواہ ہے خلفاء کا کوئی عیب یا ظلم چھپ سکا ہے ؟

مقدمہ فدک اور میراث رسول میں ہمارا فیصلہ

میں نے بڑے غور سے تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے اور پوری دیانتداری سے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کی ہے مجھے مسئلہ فدک اور میراث میں فاطمہ زہراؑ رسول اللہ کی بیٹی مظلومہ اور حق بجانب نظر آئی ہیں اور جناب ابوبکر غلطی پر نظر آئے ہیں۔

پس جس طرح علمائے اہلسنت ایمان ابی طالب کے مسئلہ میں شیعوں سے کسی قسم کی رواداری کا ثبوت نہیں دیتے اور اپنا فیصلہ صاف صاف الفاظ میں سنا دیتے ہیں اسی طرح میں بھی عرض کرتا ہوں کہ مذکورہ مقدمہ میں رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ زہرا علیہا السلام سچی ہیں اور جناب ابوبکر جھوٹے ہیں ۔

علامہ محمود احمد رضوی
سرپرست حزب الاحناف سے آخری گزارش

علامہ صاحب اب وہ زمانہ نہیں کہ کوئی عقیدہ یا مذہب زبردستی کسی کے دل و دماغ میں ٹھونس دیا جائے بلکہ علم اور روشنی کا دور ہے۔ ہم نے قدم قدم پر آپ کی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں جن باتوں کو تم چھپاتے ہو ان باتوں کو مسلمانوں کے سامنے

ظاہر کیا ہے۔ آپ کے اور آپ کے تمام بزرگوں کے مسئلہ فدک و میراث میں تمام اعتراضات شبہات و شکوک کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ فیصلہ خود مسلمان ہی کریں گے اور آپ سے آخری گزارش یہی ہے۔ ع

ابھی دلربائی کے انداز سیکھو
کہ آساں نہیں دل لبھانا کسی کا

پندرہ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ میں اس رسالہ کے
مسودہ کی تیاری کا آغاز ہوا اور ۲۸ ذی الحجہ
۱۳۹۷ھ میں اختتام پذیر ہوا

غلام حسین نجفی

دس دسمبر ۱۹۷۷ء

قرآن مجید کا اٹل فیصلہ کہ ظالم امام نہیں ہو سکتا

ثبوت ملاحظہ ہو

قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ پ سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۴

ترجمہ:۔

اللہ نے فرمایا۔ تحقیق ہم آپ کو (اے ابراہیم) لوگوں کا امام بنانے والے ہیں۔ (جناب ابراہیم نے) عرض کی اور میری ذریت سے بھی اللہ نے فرمایا۔ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

نوٹ:۔

جس نے کفر کیا وہ ظالم ہے۔ بقولہ تعالیٰ والکفرون هم الظالمون اور جس نے شرک کیا وہ بھی ظالم ہے۔ بقولہ تعالیٰ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ۔ اور ثلاثہ نبی کریمؐ کے اعلان نبوت سے پہلے بسبب کافر و مشرک ہونے کے ظالم تھے پس بحکم قرآن امامت کے لائق نہ رہے۔ ہماری دشمنی ان تینوں سے ذاتی نہیں بلکہ ہم حکم قرآن کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ پس بت پرست بحکم قرآن ظالم ہیں اور امامت کے اہل نہیں۔ اگر اہل دنیا نے ثلاثہ کو امام بنایا ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اہل دنیا نے امام بنایا ہے۔ جناب ابوبکر اور مرزا صاحب میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کو اہل دنیا نے منصب امامت دیا ہے۔ اگر بندوں کو ایسا اختیار ہے تو دونوں کو مانو، فرق کرنا بے انصافی ہے۔ اور ہم اہل تشیع نے دونوں کو ٹھکرایا ہے۔

خلیفہ کے بلا اجرت وکیل شاہ عبدالعزیز کا ایک لنگڑا عذر

ثبوت:۔ تحفہ اثنا عشریہ باب ہفتم ص۲۲۱ مطبوعہ سہیل اکیڈمی۔ لاہور،

وقد تقرر فی الاصول ان المشتق فیما تام به المبدأ فی الحال

حقیقۃ دنی غیرہ مجاز: مقصود شاہ صاحب کا مذکورہ قاعدہ سے یہ ہے کہ ظالم اس کو کہتے ہیں جو زمانہ حال میں ظالم ہو اور زمانۂ ماضی میں ظالم رہا ہو اور پھر توبہ کرلے تو وہ ظالم نہیں ہے پس ثلاثہ بعثت سے پہلے بت پرست تھے حضورؐ کے اعلانِ نبوت کے بعد انہوں نے توبہ کرلی پس وہ ظالم نہ رہے اور امامت کے اہل بن گئے۔

جوابؒ :۔ مرحوم شاہ صاحب کی وہی حالت ہے کہ سانپ کے منہ میں جب مینڈک آتا ہے۔ تو مینڈک کچھ نہ کچھ آواز ضرور نکالتا ہے۔ اسی طرح شاہ صاحب بھی کچھ نہ کچھ آواز ضرور دیتے ہیں لیکن ہم بھی علم اصول کی روشنی میں ثلاثہ پر طعن کرتے ہیں۔ کیونکہ

وقد تقرر فی الاصول ان یکون لاجل الاشارۃ الی علیۃ المبدا للحکم معہ کفایۃ مجرد صحۃ جری المشتق علیہ ولو فیما مضی (کفایۃ الاصول بحث مشتق ص۷۷ جلد ۱)

مقصود عبارت یہ ہے کہ کبھی مشتق کو موضوع حکم اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ مصدر و معنی اشتقاق کو اثباتِ حکم میں دخل ہے اور مصدر علتِ حکم ہے خواہ ذات معنی مصدر کے ساتھ زمانہ ماضی میں کم مدت متصف رہی ہو۔ مثلاً قرانِ خدا اور نظامِ مصطفیٰ کا یہ قانون ہے کہ السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما۔ مقصود آیت سے یہ ہے کہ جس نے چوری کی ہے خواہ زمانہ ماضی میں اس کے ہاتھ کاٹو۔ اگرچہ وہ زمانہ حال میں چور نہ رہا ہو مگر حکم باقی رہے گا۔ (۲) الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما۔ مقصود آیت سے یہ ہے کہ زناکار خواہ اس نے زمانہ ماضی میں کیا ہے کوڑے مارو اگرچہ زمانہ حال میں وہ زناکار نہیں رہا۔ (۳) اپنے باپ کا قاتل وارث نہیں ہوسکتا۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا۔ زناکار کو کوڑے مارنے کا۔ باپ کے قاتل کے وارث نہ ہونے کا حکم جس طرح ثابت رہتا ہے خواہ ان تینوں نے جرم ماضی میں کیا ہو اسی طرح ثلاثہ نے اگرچہ زمانۂ ماضی میں ظلم کیا تھا لیکن اس ظلم کی وجہ سے بحکم قرآن ان کے امام نہ ہونے کا حکم ان کے لئے تا وقتِ موت ثابت رہا ہے۔

جوابؒ :۔ لَا یَنَالُ عَہْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝ اس آیت میں حکم ہے کہ ظالم امام نہیں ہوسکتا اور یہ تفصیل نہیں کہ ظالم فی الزمان الماضی والحال پس حکم آیت تمام اوقات کو شامل ہے لہٰذا جس نے گذشتہ زمانے میں ظلم کیا ہے اگرچہ بعد میں توبہ کرلی ہو۔ حکم آیت اس کو بھی شامل ہے۔ اور وہ بھی امام نہیں ہوسکتا۔

جوابؒ :۔ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ۔ میں تین احتمال ہیں ۱: جنہوں نے کسی وقت بھی ظلم نہیں کیا۔ ۲: جو امامت ملنے کے وقت بھی ظالم ہوں ۳: جو گذشتہ زمانہ میں ظالم تھے اور بعد میں تائب ہوگئے ہوں۔ اگر قسم دوم کے لئے جناب ابراہیم نے دعا مانگی ہے تو ایسی دعا مانگنا نبیؑ کی شان سے دور ہے اور قسم سوم کو خدا نے لاینال عہدی الظالمین کا حکم صادر فرما کر منصب امامت سے محروم کر دیا ہے۔ پس منصب امامت اس ذریت کے لئے ہے جس نے کسی وقت بھی ظلم نہ کیا ہو۔

غاصب بھی ظالم ہے اور وہ امام نہیں ہوسکتا

بیانہٗ :۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین: ہر مومن نماز میں کم از کم پانچ وقت سترہ مرتبہ خدا سے سوال کرتا ہے کہ مجھے ایسے لوگوں کی راہ پر چلنے سے بچا جن پر تیرا غضب ہے۔ اور وہ گمراہ ہیں ہم نے دیانت داری سے قرآن و سنت کا مطالعہ کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سورۃ الحمد کی آخری آیت جناب ابوبکر کو امام ماننے سے روکتی ہے۔ کیونکہ کیونکہ جناب ابوبکر پر نبیؐ کی بیٹی فاطمۃ زہرا کے غضبناک ہونے کی وجہ سے خدا اور رسول بھی غضبناک ہیں۔ لہٰذا ہمارے عقیدہ میں جناب خلیفہ مغضوب علیہم میں داخل ہیں۔ جس طرح کتاب شرح فقہ اکبر و دیگر کتب اہلِ سنت گواہ ہیں کہ چار یاری مذہب کے عقیدہ میں معاذاللہ رسول اللہ کے ماں باپ اور چچا ابوطالب کافر تھے۔ اگر اہلِ سنت مذکورہ عقیدہ رکھنے میں مجرم نہیں تو اگر کوئی شخص رسول کے سوہرے، سالے یا بیوی کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ وہ مغضوب علیہم میں داخل ہیں تو وہ بھی مجرم نہیں ہے۔ اگر شیعوں پر الزام ہے کہ وہ نبیؐ کے سوہرے کی ہتک کرتے ہیں تو سنیوں پر بھی الزام ہے کہ رسولؐ کے ماں باپ اور چچا کی ہتک کرتے ہیں۔ اگر چار یاری مذہب کو ہمارے بیان سے زیادہ کوفت ہوئی ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ ابوبکر کو خلیفہ نہ ماننے میں تم یہ فرض کرلو کہ شیعوں کی خطا اجتہادی ہے اور اہلِ سنت

کا عقیدہ ہے کہ اگر خطا اجتہادی کی وجہ سے کوئی امام حق سے جنگ کرے جیسا کہ عائشہ اور معاویہ نے جناب امیر سے جنگ کی تھی یا وہ امام حق پر تبرا کرے جیساکہ معاویہ اور دیگر خلفاء تے جناب امیر پہ تبرا کرتے تھے تو اللہ ایسے لوگوں کو معاف کرے گا کیونکہ ان کی نیت بری نہ تھی بلکہ صاف تھی۔

اسی طرح ابوبکر۔ عثمان۔ عمر کو شیعہ صرف امام نہیں مانتے۔ جنگ تو نہیں کی اور اسی طرح اگر ان تینوں پر تبرا کرتے ہیں تو یہ ان کی خطا اجتہادی ہے اللہ شیعوں کو معاف کرے گا۔ کیونکہ ان کی نیت صاف ہے بری نہیں۔

آخری گذارش

بانی پاکستان مرحوم حضرت قائد اعظم محمد علی جناح یقیناً شیعہ تھے لہذا پاکستان حاصل کرنے میں شیعوں کا بہت بڑا حصہ ہے لہذا چار یاری مذہب کے علماء شیعوں کو حقیر اقلیت کہہ کر ان کے دلوں کو نہ دکھائیں۔ حکم قرآن اور آل نبی کے فرمان کے سامنے شیعوں کے سر تسلیم جھکے ہوئے ہیں اور اگر ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کے حکم امام اعظم۔ احمد۔ مالک۔ شافعی کے فتوے شیعوں کے سر ٹھونسے گئے تو شیعان حیدر کرار ایسے حکم اور فتوؤں کے سامنے جھکنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اہل تشیع بھی اسی ملک کے باشندے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ شیعہ۔ سنی دونوں فرقوں کو اپنے اپنے عقیدے کی نشر و اشاعت اور اپنی اپنی فقہ پر عمل کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ خود بھی جیو اور ہمیں بھی جینے دو۔ آؤ مل جل کر رہیں۔

وحدت اسلامی زندہ باد

پاکستان پائندہ باد

غلام حسین نجفی سرپرست شیعہ تبلیغ
جامع المنتظر
ماڈل ٹاؤن ایچ بلاک۔ لاہور